جلد دوم

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمی بہ

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمان و احمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع لاہور طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه

صفحه	مضمون کتاب	صفحه	مضمون کتاب	صفحه	مضمون کتاب
۲	نکاح کے بابون کا بیان		سوا اور کوئی کردیوے	۳۳	پھوپھی نکاح مین ہو تو اسکی
؍؍	نکاح کی فضیلت	۱۶	بغیر ولی کے نکاح درست		اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ
۳	قلندری کی ممانعت		نہین ہوتا۔		نکاح مین ہو تو اسکے اوپر
۴	عورت کا خاوند پر حق	۱۸	شغار کے نکاح کی ممانعت		بھانجی نہ لاوے
۵	خاوند کا عورت پر حق	؍؍	عورتون کا مہر	۳۴	ایک شخص نے اپنی عورت کو
۸	عورتون کی فضیلت	۲۱	ایک شخص ایک عورت سے نکاح		تین طلاق دی اس عورت نے دوسرے
۱۰	کنواری عورتون سے نکاح کرنا		کرے لیکن مہر معین نہ کرے پھر		سے نکاح کیا لیکن دوسرے
؍؍	آزاد عورتون سے اور جننے والی		مر جاوے تو کیا حکم ہوگا		خاوند نے جماع سے پہلے
	عورتون سے نکاح کرنا	؍؍	نکاح کے خطبے کا بیان		اسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند
۱۱	جب عورت سے نکاح کرنا چاہے	۲۲	نکاح کو مشہور کرنا۔		کو اس سے نکاح جائز ہے
	تو اسکو دیکھ سکتا ہے۔	؍؍	گانا اور دف بجانا کیسا ہے		یا نہین۔
۱۲	جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو	۲۵	ہیجڑون کا بیان	؍؍	حلالہ کرنے والے اور جسکے لیے
	پیام دیوے تو دوسرا اوسکو	۲۶	نکاح کی مبارکبادی دینا		حلالہ کیا جاوے دونون کا
	پیام نہ دیوے۔	؍؍	ولیمہ کا بیان		بیان۔
۱۳	کنواری یا بیوہ دونو سے اجازت	۲۸	دعوت قبول کرنا چاہیے	۳۵	دودھ پلانے سے [illegible] وہی
	لینا چاہیے	۲۹	کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے		حرمت ہوتی ہے جو نسب
۱۴	جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کردیوے	؍؍	آدمی اپنی بی بی پاس جاوے		سے ہوتی ہے
	اور وہ ناراض ہو۔		تو کیا کہے۔	۳۷	ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے
۱۵	نابالغ لڑکیون کا نکاح اُنکے	۳۰	جماع کے وقت ستر اور پردہ پوشی کرنا		سے حرمت ثابت نہین ہوتی
	باپ کر سکتے ہین۔	۳۱	عورتون سے دبر مین وطی کرنیکی ممانعت	۳۸	بڑے آدمی کے دودھ پینے
۱۶	اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے	۳۲	عزل کا بیان		کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
۴۰	دودہ چہٹنے کے بعد پہر رضاعت نہین ہوتی
″	دودہ مرد کیطرف سے ہوتا ہے
۴۱	ایک آدمی مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین دو بہنین ہون تو کیا کرے۔
۴۲	ایک مرد مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ ہون۔
″	نکاح مین شرط کا بیان
۴۳	مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کرلیوے
۴۴	غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے
۴۵	متعہ کے نکاح کی ممانعت
۴۶	جو شخص احرام باندہے ہو (حج یا عمرے کا) وہ نکاح کرسکتا ہی یا نہین
″	کفو کا بیان
۴۹	عورتون کے پاس باری باری رہنا۔
۵۰	عورت اپنا دن اپنی سوکن کو ہبہ کردیوے تو جائز ہے۔
۵۱	نکاح کرادینے کے لیے سفارش کرنا۔
″	عورتون سے محبت کے ساتہہ زندگی بسر کرنا۔
۵۴	عورتون کا مارنا۔
۵۵	بالونکا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے
۵۷	عورتون سے صحبت کن دنون مین مستحب ہے۔
″	مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو
″	کونسی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے۔
۵۸	غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان۔
۶۳	جسنے اپنی جان کو بخشدیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
۶۴	آدمی کے اپنے لڑکے مین شک کرنیکا بیان
۶۵	ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زناکرنیوالیکے لیے پتہر ہین۔
۶۶	اگر میان بی بی مین سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو
۶۸	دودہ پلانیکی حالت مین اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے
۶۹	جو عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان۔
″	حرام سے جو حلال ہے حرام نہین ہوتا
۷۰	طلاق کا بیان
″	سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے۔
۷۲	عورت حاملہ کو کیونکر طلاق دیا جاوے۔
″	جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ مین تین طلاق دیدیوے
۷۴	طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان۔
۷۵	جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ پاک ہوجاویگی یعنے عدت گذرجاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہیگا۔
۷۷	حاملہ عورت کا اگر خاوند مرجاوے

صفحہ	مضمون کتاب
	تو اسکی عدت جننے کے ساتھہ ہوگی جب جننے تو نکاح کرسکتی ہے۔
۷۷	جس عورت کا خاوند مرجاوے وہ کہاں عدت کرے۔
۷۸	عدت کے اندر عورت اپنے گہر سے نکل سکتی ہے یا نہین
۷۹	جس عورت کو تین طلاق دی جاوین تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہین
۸۰	طلاق کے وقت عورت کو کچھہ کپڑے دینا۔
۸۱	اگر مرد طلاق دینے سے انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوی کرتی ہو
"	ہنسی سے طلاق دینا یا نکاح کیا یا رجعت کی
"	جسنے اپنے دل سے طلاق دی لیکن اپنی زبان سے کوئی لفظ نہین نکالا اسکا کیا حکم ہے
۸۲	دیوانے اور نابالغ اور سوئے ہوئے کی طلاق کا بیان
"	زبردستی یا بیہوشی سے طلاق دیوے
۸۴	نکاح سے پہلی طلاق درست نہین۔
"	کن کلمون سے طلاق پڑجاتا ہے۔
۸۵	بائن طلاق کا بیان
"	آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے
۸۶	عورت کے لیے خلع کی کراہت
۸۷	خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پہیر سکتا ہے
۸۸	خلع والی عورت کا بیان
۸۹	ایلاء کا بیان
۹۱	ظہار کا بیان۔
۹۲	کفارے سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کرلیوے۔
۹۳	لعان کا بیان۔
۹۷	عورت کو اپنے اوپر حرام کرنے کا بیان۔
"	جب لونڈی آزاد ہوجاوے تو اسکو اختیار ہوگا۔
۹۸	لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان۔
۹۹	جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پہر اسکو خرید کرلیوے
۱۰۰	ام ولد کی عدت کا بیان
"	جس عورت کا خاوند مرگیا ہو تو وہ زینت نہ کرے
۱۰۱	کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کرسکتی ہے
۱۰۲	اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے
"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کہاتے تہے۔
۱۰۳	سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت۔
۱۰۶	جسنے قسم کہائی اسلام کے سوا اور دین مین چلے جانیکی
۱۰۷	جو شخص قسم کہاوے تو اس سے راضی ہونا چاہیے

صفحہ	مضمون کتاب
١٠٨	قسم کہانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے۔
١٠٩	اگر قسم مین کوئی انشاء اللہ کہہ لیوے۔
١١٠	جس شخص نے قسم کہائی پہر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجہا۔
١١١	جسنے کہا بڑی قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اسکی دلیل
"	قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے
١١٢	مسکینون کو کس قسم کا کہانا دینا چاہیے۔
"	اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے
١١٣	یون کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو۔
١١٤	جو کوئی قسم مین توریہ کرے
١١٥	نذر سے ممانعت
١١٦	گناہ کی بات کی نذر کرنا
"	جسنے نذر کی لیکن بیان نہین کیا کہ کونسی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے۔
١١٧	نذر کا پورا کرنا

صفحہ	مضمون کتاب
١١٨	جو شخص مر جاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو۔
"	جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی۔
١١٩	جو کوئی نذر مین عبادت اور گناہ دونو کو شریک کرے۔
"	تجارت اور معاملات کے باب
"	کمائی کی ترغیب
١٢٠	مزدوری کمانے مین میانہ روی کرنا۔
١٢١	تجارت مین تقوے کرنا
١٢٢	جب آدمی کو اللہ تعالے مزدوری کا کوئی ذریعہ دیوے تو اسکو پکڑی رہے۔
١٢٣	پیشیون کا بیان اور حرفون کا بیان
١٢٤	احتکار۔ اور جلب کے بیان مین
١٢٥	منتر کی اجرت کا بیان
١٢٦	قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا
١٢٧	کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
١٢٨	پچہنی لگانیوالے کی اجرت کا بیان۔
١٢٩	جن چیزونکا بیچنا حلال نہین ہے انکا بیان
١٣٠	منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت
"	کوئی شخص اپنے بہائی کی بیع پر بیع نہ کرے نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے۔
١٣١	نجش کی ممانعت
"	شہر والا باہر والیکا مال نہ بیچے
١٣٢	باہر سے جو لوگ مال لاتے ہون انکے بستی مین آنے سے پیشتر جاکر ملنا منع ہے
"	جب تک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہون تو ہر ایک کو اختیار ہے بیع فسخ کرڈالے۔
١٣٣	اختیار کی بیع
"	اگر بائع اور مشتری اختلاف کرے ثمن مین یا مقدار مبیع مین تو انکے فیصلہ کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
١٣٥	جو چیز تیرے پاس نہین ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا تو ضامن نہین ہے اسکا نفع لینے کی ممانعت۔
"	جب دو حقدار دونے بیع کی
"	عربون کی ممانعت
١٣٦	بیع حصاۃ اور بیع غرر سے ممانعت
١٣٧	جانورون کے پیٹ مین لو اونکے تہنون مین جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک بار کا شکار یہ بھی منع ہے۔
١٣٨	نیلام (ہراج) کا بیان
١٣٩	بیع فسخ کرنے کا بیان۔
١٤٠	نرخ مقرر کرنا منع ہے
١٤١	خرید و فروخت مین آسانی کرنا
"	نرخ چکانا جائز ہے۔
١٤٣	خرید و فروخت مین قسم کہانیکی کراہت۔
١٤٤	جو شخص جوڑ لگایا کہجور کا درخت بیچے یا اُس غلام کو جسکے پاس مال ہو۔

صفحہ	مضمون کتاب
١٤٥	پہلون کی خوبی جب تک معلوم نہ ہو جاوے انکی بیع درختون پر صحیح نہین ہے۔
١٤٦	کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان
"	جہکتا تولنا یعنے کچہہ زیادہ۔
١٤٧	تول ناپ مین احتیاط کرنا
"	دہوکا دینے سے ممانعت
"	اناج کا بیچنا اسپر قبضہ کرنیسے پہلے منع ہے۔
١٤٩	ڈھیر لگا کر بیچنا
"	اناج ناپنے مین برکت ہوتی ہے
١٥٠	بازارونکا اور بازارون مین جانے کا بیان۔
١٥١	صبح سویرے برکت کا بیان
"	مصراۃ کی بیع کا بیان۔
١٥٢	دین کے اصول صرف دو ہی ہین تیسرے کوئی چیز نہین ہے
١٥٣	ہمیشہ فائدہ اسی کو ملے گا جو ضامن ہو۔
١٥٤	غلام لونڈی مین مشتری کو پہیر دینے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا
"	جو شخص عیبدار چیز بیچے تو اُسکے عیب کو بیان کر دیوے

صفحہ	مضمون کتاب
١٥٥	قیدیون کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت
١٥٦	غلام لونڈی خریدنے کا بیان
"	بیع صرف کا بیان اور جن چیزون کا نقد بھی کم و بیشی بیچنا درست نہین انکا بیان
١٥٨	جو شخص کہتا ہے سود نہین ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اُسکی دلیل۔
١٥٩	سونے کو اگر چاندی کے بدل بیچے۔
١٦٠	سونے کے بدل چاندی لینا اور چاندی کے بدل سونا لے لینا۔
"	روپیہ اور اشرفیان توڑنے کی ممانعت۔
"	تر کہجور کو سوکہی کہجور کے بدل بیچنا کیسا ہے۔
١٦١	مزابنہ اور محاقلہ کا بیان
١٦٢	عرایا کا جواز
"	ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل ادہار بیچنا

صفحہ	مضمون کتاب
۱۶۳	ایک جانور کو دو یا زیادہ جانور کے بدل نقد بیچنا
ر	سود لینا سخت گناہ ہے
۱۶۵	ایک مقرر ناپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر
۱۶۶	جو شخص ایک مال مین سلم کرے تو اسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے
۱۶۷	ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کہجور کے درخت کے پہل پر اور اس سال پہل نہ نکلا۔
ر	جانور مین سلم کرنے کا بیان
۱۶۸	شرکت اور مضاربت کا بیان
۱۶۹	آدمی کو اپنی اولاد کے مال مین کیا درست ہے۔
۱۷۰	عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا تصرف کر سکتی ہے
۱۷۱	غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے
ر	اگر کوئی شخص جانورون کے

صفحہ	مضمون کتاب
	گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودہ یا میوہ لے سکتا ہے صرف اپنے کہانے کے لیے
۱۷۳	بلا اجازت کسی دوسرے کی چیز لینے کی ممانعت کا بیان
۱۷۴	جانور رکہنا کیسا ہے
ر	باب حکم اور فیصلے کے
ر	قاضیون کا ذکر
۱۷۵	ظلم کرنے اور رشوت کہانے کی سزا۔
۱۷۶	جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پہر حق کو پہونچ جاوے
۱۷۸	حاکم غصے کی حالت مین حکم نہ کرے۔
ر	حاکم کے حکم کر دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہوگا
۱۷۹	جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جہگڑا کیا
۱۸۰	مدعی پر گواہ ہین اور مدعا علیہ پر قسم ہے۔
ر	جو کوئی جہوٹی قسم کہا کر کسیکا مال مار لیوے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۱	قسم کہان کہاوے
ر	یہود اور نصاریٰ کو کیونکر قسم دیوین۔
ر	دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہون اور کسی کے پاس گواہ نہ ہون۔
۱۸۲	ایک شخص کی چیز چوری گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جسنے اسکو خریدا
ر	جانور جو مال خراب کر دیوین اسکا کیا حکم ہے۔
۱۸۳	کوئی شخص کسی کی چیز کو توڑ ڈالے
۱۸۴	اپنے ہمسائی کی دیوار مین لکڑی گاڑے تو کیسا ہے
۱۸۵	اگر لوگ جہگڑا کرین سڑک یعنے راستے کے مقدمہ مین۔
ر	کوئی شخص اپنے ملک مین ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو۔
۱۸۶	دو آدمی ایک جہونپڑی کا دعوی کرین۔
ر	جسنے شرط لگائی خلاص کی

صفحه	مضمون کتاب
۱۸۷	قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا
۱۸۸	قیافہ کا بیان۔
۱۸۹	بچے کو اختیار دینا کہ ماں باپ مین سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے
۱۹۰	صلح کا بیان
؍؍	جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے۔
۱۹۱	جسکے پاس مال نہ رہے اور مفلس ہوجاوے اسکا بیان۔
۱۹۲	ایک شخص مفلس ہو گیا اور کسی نے اپنا مال بجنسہ اسکے پاس پایا
۱۹۴	بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود جاکر گواہی دینا۔
؍؍	ایک شخص کو ایک معاملہ معلوم ہو لیکن جسکا معاملہ ہے اسکو خبر نہین ہے
۱۹۵	قرض پر گواہ کرنا۔
؍؍	جسکی گواہی جائز نہین ہے۔
۱۹۷	ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے فیصلہ کرنا۔
۱۹۸	جہوٹی گواہی کا بیان۔
؍؍	اہل کتاب کی گواہی ایک دوسرے پر قبول ہوگی۔

صفحه	مضمون کتاب
۱۹۹	باب ہبہ کے بیان مین
؍؍	آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے
۲۰۰	کسی نے اپنی اولاد کو کچھ دیا پہر پہیر لیا۔
؍؍	عمر بہر کے لیے کوئی شئے دینا
۲۰۱	رقبے کا بیان
۲۰۲	ہبہ کرکے پہیر لینا کیسا ہے
؍؍	جو شخص ہبہ کرے عوض کی امید سے۔
؍؍	عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ ہبہ نہین کرسکتی
۲۰۳	صدقہ دیکر رجوع کرنا
؍؍	جو شخص صدقہ دیوے پہر صدقہ کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو خرید لیوے تو کیسا ہے
۲۰۴	ایک شخص نے ایک شئے صدقہ دی پہر اسکا وارث ہو گیا
؍؍	وقف کرنیکا بیان۔
۲۰۶	عاریتہ کا بیان یعنے مانگی چیز کا۔
؍؍	امانت کا بیان۔
؍؍	امین اگر امانت کی مال مین سوداگری

صفحه	مضمون کتاب
	کرے پہر نفع اٹہا دے
۲۰۷	حوالی کا بیان۔
؍؍	ضمانت کا بیان۔
۲۰۹	جو شخص قرض لیوے ادا کرنے کی نیت سے
۲۱۱	جسنے قرض لیا اور ادا کرنیکی نیت نہین رکہتا۔
؍؍	قرض مین سختی کا بیان
۲۱۱	جو شخص مال بچے بے معاش چہوڑ جاوے تو وہ اللہ اور اسکے رسول ؐ پر ہین
۲۱۲	جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو مہلت دینا۔
۲۱۳	مطالبہ نرمی کے ساتہہ کرنا اور حق وصول کرنے مین بری کامون سے بچنا۔
؍؍	عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے
۲۱۴	قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے
۲۱۵	قرض کی طلب مین قید کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا اسکے ساتہہ رہنا۔

صفحہ	مضمون کتاب
۲۲۱	میت کیطرف سے قرض ادا کرنیکا بیان
۲۲۳	رہن کے باب
۲۲۴	رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ دوہنا مرتہن کو درست ہے
۲۲۵	جب راہن شے مرہون کو چھوڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک نہین سکتا۔
ر	مزدوری کا بیان
۲۲۶	صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا۔
۲۲۷	آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور بدلے کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے
۲۲۸	تہائی یا چوتھائی پیداوار پہ مزارعت کرنا۔
۲۲۹	زمین کا کرایہ پر دینا
۲۳۰	خالی زمین کو جس مین کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل۔
۲۳۱	جو مزارعت کردہ ہے اسکا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
۲۳۲	تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت
۲۳۳	غلہ کے بدل زمین کرایہ پر دینا
ر	جو شخص دوسرے کی زمین مین بغیر اُسکے اجازت کے کھیتی کرے۔
ر	کھجور اور انگور کا معاملہ بٹائی پر کرنا۔
ر	کھجور مین پیوند لگانا
۲۳۴	مسلمان تین باتون مین شریک ہین۔
۲۳۶	نہرون اور چشمون کا مقطعہ دینا
ر	پانی بیچنے کی ممانعت
۲۳۷	جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اُسے روکنا منع ہے
۲۳۸	کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہان تک پانی لینا چاہیے
۲۴۰	پانی کی تقسیم
۲۴۱	کنوے کی حریم کا بیان
ر	درخت کا احاطہ کتنا ہوگا
۲۴۲	جو شخص زمین یا باغ یا مکان

صفحہ	مضمون کتاب
	بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے
۲۴۲	شفعہ کے باب
ر	جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو خبر کر دیوے۔
۲۴۳	ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان
۲۴۴	جب حدود معین ہو جاوین تو اب شفعہ نہین ہے۔
ر	شفعہ کی درخواست شفیع کیطرف سے۔
۲۴۵	باب لقطہ کے بیان مین
ر	اونٹ گائے بکری کے لقطہ کے بیان مین۔
۲۴۶	پڑی ہوئی چیز کا بیان
۲۴۸	جو بل مین سے جو مال نکالے تو اُسکا لینا درست ہے
۲۴۹	جو شخص رکاز پاوے
۲۵۰	باب آزادی کے
ر	مدبر کا بیان
۲۵۱	ام ولد کا بیان
۲۵۲	مکاتب کا بیان

صفحہ	مضامین کتاب
۲۵۴	آزاد کرنیکا ثواب
〃	جو شخص محرم اپنے ناتے والے کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاوے گا
۲۵۵	جو شخص ایک غلام کو آزاد کر دیوے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی۔
〃	ایک غلام مشترک غلام ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دیوے۔
۲۵۶	جو شخص ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو۔
۲۵۷	ولد الزنا کی آزادیکا بیان
〃	جو شخص میان بی بی دونو کو آزاد کرنا چاہے تو پہلے میان کو آزاد کرے۔
〃	باب صدقہ کے بیان مین
〃	مسلمان کا قتل درست نہین مگر تین وجہون مین ایک وجہ سے۔
۲۵۹	دین سے پھر جانیوالا
۲۶۰	حدون کا قائم کرنا۔
۲۶۱	جسپر حد واجب نہین ہے
〃	مسلمان کا عیب ڈھانکنا اور حدود کا شبہون سے دفع ہو جانا۔
۲۶۳	زنا کی حد کا بیان
۲۶۵	جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت کرے
〃	سنگسار کرنا۔
۲۶۷	یہودی مرد اور یہودی عورت کے رجم کا بیان
۲۶۸	کوئی فاحشہ عورت معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا ثابت نہو۔
〃	جو کوئی لواطت کرے
۲۷۰	جو شخص محرم سے زنا کرے یا جانور سے
〃	لونڈی پر حد قائم کرنا
۲۷۱	حد قذف کا بیان
۲۷۲	شراب پینے والے کی حد کا بیان۔
۲۷۳	جو کوئی کئی بار شراب پیے
۲۷۴	بوڑھے اور بیمار کو مارنا
۲۷۴	جو کوئی مسلمانون پر ہتھیار اٹھاوے
۲۷۵	جو شخص رہزنی کرے اور ملک مین فساد پھیلاوے
۲۷۶	چور کی حد کا بیان
〃	جو شخص اپنا مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے
۲۷۸	چور کے ہاتھ کاٹکر اسکی گردن مین لٹکا دینا
〃	چور کے اقرار کا بیان
۲۷۹	غلام اگر چوری کرے
۲۸۰	امانت مین خیانت کرنیوالے اور لوٹ لینے والے اور اچک لیجانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا۔
〃	پھل اور گابھہ کی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔
۲۸۱	حرز مین سے چرانے کا بیان۔
۲۸۲	چور کو تعلیم دینا
〃	جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر
〃	مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲۸۳	تعزیر کی بیان ۔		تین باتون مین سے ایک بات کا ۔	۳۰۳	کافر کی دیت کا بیان
،،	حد کفارہ ہے گناہ کی	۲۹۴	ایک شخص نے عمداً قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہوگئے	۳۰۴	قاتل وارث نہین ہوتا
۲۸۴	مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوے ۔	۲۹۵	شبہ عمد مین دیت مغلظہ ہے	،،	عورت کی دیت اسکے عصبات پر واجب ہوگی اور اسکی میراث اوس کی اولاد کو ملے گی
۲۸۵	جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح کرے باپ کے مرنے کے بعد	۲۹۷	قتل خطا کی دیت کا بیان	،،	دانت مین قصاص کا بیان
۲۸۶	جسنے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بنایا اور اپنے مولے کے سوا دوسرے کو مولے ظاہر کیا ۔	۲۹۹	دیت عاقلہ پر واجب ہوگی	۳۰۵	دانتون کی دیت کا بیان
۲۸۷	جو شخص کسی شخص کو اسکے قبیلہ سے نکالے		اگر کسی کا عاقلہ نہ ہو تو بیت المال مین سے دیت دی جاوے گی ۔	،،	انگلیون کی دیت کا بیان
،،	ہیجڑون کا بیان	،،	جو مقتول کے وارثون کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اسکا گناہ ۔	۳۰۶	اس زخم کا بیان جو ہڈی کو کھول دیوے لیکن توڑے نہین ۔
۲۸۹	باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے	۳۰۰	جسمین قصاص نہین ہے	،،	ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اسنے اپنا ہاتھ کھینچا اسکے دانت نکل پڑے تو اسکا کیا حکم ہے ۔
،،	مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے ۔	،،	اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہو جاوے تو درست ہے ۔	۳۰۷	کافر کے بدل مسلمان نہ مارا جاوے گا
۲۹۰	آیا مومن کو قتل کرنیوالے کی توبہ قبول ہے یا نہین ۔	۳۰۱	پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان ۔	۳۰۸	باپ اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے ۔
۲۹۳	جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکے وارث کو اختیار ہے	۳۰۲	دیت مین ترکہ ہوگا	،،	آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہین

صفحہ	مضمون کتاب
۳۰۹	جسطرح قاتل نے قتل کیا اُسی طرح قصاص لینا۔
۳۱۰	قصاص نہین ہے مگر تلوار سے۔
"	ہر ایک قصور کا مواخذہ اُسی سے ہوگا۔
۳۱۱	کس چیز مین نہ دیت ہے نہ قصاص
۳۱۲	قسامت کا بیان۔
۳۱۵	جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جاویگا
"	سب قاتلون مین عمدہ وہ ہین جو اہل ایمان ہین۔
۳۱۶	مسلمانونکے خون برابر ہین
"	جو کوئی ذمی کافر کو مار ڈالے اُسکا گناہ۔
۳۱۷	ایک شخص کو امان دیکر پھر مار ڈالنا کیسا ہے۔
"	قاتل کو معاف کر دینا
۳۱۹	قصاص مین عفو کر دینا
"	اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو
۳۲۰	باب وصیتون کے

صفحہ	مضمون کتاب
۳۲۲	وصیت کرنیکی ترغیب
۳۲۳	وصیت مین ظلم کرنا کیسا ہے
۳۲۴	زندگی مین بخیلی اور مرتے وقت فضول خرچی سے ممانعت۔
۳۲۵	تہائی مال مین سے وصیت کرنیکا بیان۔
۳۲۷	وارث کے لیے وصیت درست نہین ہے۔
۳۲۸	قرض وصیت پر مقدم ہے
۳۲۹	کوئی شخص مرجاوے اور وصیت نہ کرے تو اُسکی طرف سے صدقہ دینا کیسا ہے
"	اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال مین سے دستور کے موافق کھاوے
۳۳۰	باب فرائض یعنے ترکون کے
"	علم فرائض حاصل کرنیکی ترغیب
"	اولاد کے حصّون کا بیان
۳۳۱	دادا کا حصہ کیا ہے۔
۳۳۲	دادی اور نانی کے حصے کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
۳۳۴	مسلمان مشرکون کے وارث نہ ہونگے۔
"	ولاء کی میراث کا بیان
۳۳۶	کلالہ کا بیان۔
۳۳۸	قاتل کو میراث نہ ملے گی
۳۳۹	ذوی الارحام کا بیان
۳۴۰	عصبات کی میراث کا بیان۔
۳۴۱	جسکا کوئی وارث نہو
"	عورت تین شخصون کا ترکہ پاوے گی۔
"	جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ میرا نہین۔
۳۴۲	بچہ کا دعوے کرنا
۳۴۴	حق ولاء کی بیع اور ہبہ کی ممانعت۔
"	ترکون کا بانٹنا۔
"	جب بچہ پیدا ہوکر استہلال کرے تو وہ وارث ہوگا۔
۳۴۵	جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاوے
"	جہاد کے بابون کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۴۵	اللہ کی راہ مین جہاد کی فضیلت	۳۵۸	اللہ کی راہ مین جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا ثواب ہے۔	۳۷۵	لڑائی مین مکر و فریب درست ہے۔
۳۴۷	اللہ کی راہ مین صبح یا شام کو چلنے کا ثواب۔	۳۶۰	اللہ کی راہ مین لڑنے کا ثواب	"	لڑائی کے لیے نکلنے اور سامان کا بیان۔
"	جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کر دیوے	۳۶۲	اللہ کی راہ مین شہادت کی فضیلت۔	۳۷۷	رات کو چھاپہ مارنا کافرون پر اور عورتون اور بچون کا حکم
۳۴۸	اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کی فضیلت۔	۳۶۵	شہادت کے درجونکا بیان	۳۷۹	دشمن کے ملک مین آگ لگانا۔
"	جہاد چھوڑ دینے کا عذاب	۳۶۶	ہتھیار باندھنے کا بیان	"	قیدیون کو فدیہ کے طور پر دینا۔
۳۴۹	جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد مین شریک نہ ہو سکے	۳۶۷	اللہ کی راہ مین تیر مارنا کیسا ہے۔	۳۸۰	اگر کافر مسلمانون سے کوئی چیز لیکر اپنے ملک مین پہنچ گئے پھر مسلمان کافرون پر غالب ہوئے اور وہی چیز ہاتھ آئی۔
"	اللہ کی راہ مین مورچہ مین رہنے کی فضیلت	۳۷۰	علمون اور جھنڈونکا بیان		
۳۵۱	اللہ کی راہ مین چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان۔	"	حریر اور دیباج لڑائی مین پہننا کیسا ہے		
"	جب کوچ کا حکم ہو تو اسی وقت نکلنا چاہیے	۳۷۱	لڑائی مین عمامہ باندھنا	۳۸۱	غنیمت مین چوری کرنیکا بیان۔
۳۵۲	دریا کے جہاد کی فضیلت	"	جہاد مین خرید فروخت کرنا	۳۸۲	انعام کا وعدہ کرنا
۳۵۴	دیلم اور قزوین کا بیان	۳۷۲	مجاہدین کو پہنچانے جانا اور رخصت کرنا۔	۳۸۳	اگر غلام یا عورتین لشکر مین شریک ہوت۔
۳۵۶	آدمی کا جہاد کرنا کیسا ہے جب اسکے ماں باپ زندہ ہون	"	سرایا کا بیان۔	۳۸۴	حاکم کیا کہے فتح سے جب جہاد کو جاتے نکلے
۳۵۷	لڑائی کی نیت کا بیان	۳۷۳	مشرکون کی دیگون مین کہانا کیسا ہے۔		
		۳۷۴	جنگ مین مشرکون سے مدد لینا کیسا ہے		

صفحہ	مضمون کتاب
۳۸۶	امام کی اطاعت کا بیان
۳۸۸	خالق کی نافرمانی مین کسی مخلوق کی اطاعت نہین کرنا چاہیے
۳۹۱	بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے
۳۹۲	عورتون کی بیعت کا بیان
۳۹۳	گہوڑ دوڑ کا بیان ۔
۳۹۵	دشمن کے ملک مین قرآن شریف ساتھ لیجانے کی ممانعت ۔
۳۹۶	تمسن بلٹنے کا بیان
۳۹۷	حج کے باب
〃	حج کے لیے نکلنے کا بیان
۴۰۰	حج کی فضیلت کا بیان
۴۰۱	حج اور عمرہ کی فضیلت
۴۰۲	کجاوے پر سوار ہوکر حج کرنا
۴۰۳	حاجی کی دعا کی فضیلت
۴۰۴	حج کو کونسی چیز واجب کردیتی ہے ۔
〃	عورت بغیر محرم کے حج نکرے
۴۰۵	عورتون کا جہاد حج ہے
〃	میت کیطرف سے حج کرنا

صفحہ	مضمون کتاب
۴۰۶	جب زندہ شخص حج کرنیکے قابل نہ ہو تو اُس کی طرف سے حج کرنا ۔
۴۰۷	بچے کا حج ۔
۴۰۸	نفاس اور حیض والی حج کا احرام باندہ سکتی ہے
〃	ہر ایک ملک کے میقات کا بیان ۔
۴۰۹	احرام کا بیان ۔
۴۱۰	لبیک کیونکر کہے ۔
۴۱۱	لبیک پکار کر کہنا
〃	جو شخص احرام باندہے ہوا ہو اسکو لبیک کہنے کی فضیلت ۔
۴۱۲	احرام کے وقت خوشبو لگانے کا بیان ۔
〃	محرم کونسے کپڑے پہنے
۴۱۳	اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پائجامہ پہن لیوے اسی طرح اگر جوتی نہ ملے تو موزہ پہن لیوے
〃	احرام مین کن باتون سے بچنا چاہیے

صفحہ	مضمون کتاب
۴۱۴	محرم اپنا سر دہو سکتا ہے
۴۱۵	محرمہ عورت اگر اپنے مونہہ پر کپڑا لٹکادے ۔
〃	حج مین شرط لگانا جائز ہے ۔
۴۱۶	حرم مین داخل ہونے کا بیان ۔
〃	مکہ مین داخل ہونے کا بیان ۔
۴۱۷	حجر اسود کو چومنا ۔
۴۱۹	حجر اسود کو مس کرنا لکڑی سے ۔
۴۲۰	طواف مین رمل کرنا
۴۲۱	اضطباع کا بیان ۔
〃	حطیم کو طواف مین داخل کر لینا
۴۲۲	طواف کی فضیلت کا بیان ۔
۴۲۴	طواف کے دوگانے کا بیان ۔
۴۲۵	بیمار سوار ہوکر طواف کرے ۔

صفحہ	مضمون کتاب
۴۲۵	ملتزم کا بیان
”	حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے
۴۲۶	حج مفرد کا بیان
۴۲۷	حج اور عمرہ مین قران کرنے کا بیان۔
۴۲۸	قارن کے طواف کا بیان
۴۲۹	تمتع کا بیان
۴۳۲	حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کردینا۔
۴۳۶	جو لوگ کہتے ہین حج کا فسخ کرنا خاص تہا ان لوگون سے اون کی دلیل
”	صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان۔
۴۳۸	عمرہ کا بیان۔
”	رمضان مین عمرہ کرنے کا بیان۔
”	ذی قعدہ مین عمرہ کرنے کا بیان۔
۴۳۹	رجب مین عمرہ کرنے کا بیان۔
۴۳۹	تنعیم سے عمرہ کا احرام باندہنا۔
۴۴۰	جسنے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندہا۔
”	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے۔
۴۴۱	منا کو جانے کا بیان۔
”	منا مین اترنے کا بیان۔
”	منا سے عرفات کو جانے کا بیان۔
۴۴۲	عرفات مین کہان اترے
”	عرفات مین کہان ٹہیرے
۴۴۳	عرفات کی دعا کا بیان
۴۴۴	جو شخص عرفات مین دس تاریخ کی صبح سے پیشتر آوے۔
۴۴۵	عرفات سے لوٹنے کا بیان
۴۴۶	اگر کچہہ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ مین اتر سکتا ہے
۴۴۶	مزدلفہ مین دو نمازین مغرب عشا جمع کرنا
”	مزدلفہ مین ٹہیرنے کا بیان
۴۴۸	جو شخص کنکریان مارنے کے لیے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے۔
۴۴۹	کتنی بڑی کنکری مارنا چاہیے۔
۴۵۰	جمرہ عقبہ پر کہان سے کنکریان مارنا چاہیے۔
”	جب جمرہ عقبہ کو مارے تو مارنیکے بعد وہان کہڑا نہ ہو۔
۴۵۱	عذر سے کنکریان مارنے مین دیر کرنا۔
”	بچون کی طرف سے دوسرا شخص رمی کرسکتا ہے
”	حاجی لبیک کب موقوف کرے۔
۴۵۲	جب آدمی جمرہ مین عقبہ کی رمی کرے تو اب کون سی باتین

صفحہ	مضمون کتاب
۴۵۲	سر منڈانے کا بیان
۴۵۳	جسنے اپنے سر کی تلبید کی
۴۵۴	ذبح کرنے کا بیان
״	حج کا کوئی رکن آگے پیچھے بھول کر ہو جانے سے قباحت نہیں
۴۵۵	ایام تشریق میں کنکریاں مارنا۔
״	یوم النحر کے خطبہ کا بیان
۴۵۶	طواف الزیارت کا بیان
״	زمزم کا پانی پینا۔
۴۵۹	کعبے کے اندر جانے کا بیان۔
۴۶۰	منا کی راتوں میں مکہ میں رہنا۔
״	محصب میں اترنے کا بیان۔
۴۶۱	رخصت کے طواف کا بیان۔
۴۶۳	رخصت کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے
۴۶۳	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال۔
۴۷۱	جو شخص حج سے روکا جاوے وہ کیا کرے
۴۷۲	احصار کا فدیہ اور جنایات کا
״	محرم کو پچھنے لگانا درست ہے
۴۷۳	محرم کو کون تیل لگانا درست ہے۔
״	محرم مرجاوے تو کیا کریں۔
״	اگر محرم شکار کرے تو اسکا کفارہ کیا ہے
״	محرم کو کونسے جانور مارنے جائز ہیں
۴۷۴	محرم کو کونسا شکار کرنا منع ہے۔
۴۷۵	اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کھانا درست ہے۔
۴۷۶	قربانیوں کی تقلید کا بیان
״	بکریوں کی تقلید کا بیان
״	اونٹوں کا اشعار کرنا
۴۷۷	جو شخص قربانیوں کے جانوروں پر جھول ڈالے۔
۴۷۸	ہدی میں نر اور مادہ دونوں درست ہیں۔
״	میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا۔
״	ہدی کے اونٹوں پر سوار ہونا جائز ہے۔
۴۷۹	اگر ہدی کا جانور راہ میں سقط ہو جاوے۔
״	مکہ کے گھروں کی قیمت لینا یا کرایہ پر دینا درست ہے
۴۸۰	مکہ کی فضیلت کا بیان
۴۸۱	مدینہ منورہ کی فضیلت
۴۸۲	کعبہ میں جو مال دفن ہے اسکا بیان۔
״	رمضان شریف کے روزے
۴۸۳	بارش میں طواف کرنے کا بیان۔
״	پیدل حج کرنا۔

تمت

جلد دوم

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمیٰ

رفع العجاجہ

عن

سنن ابن ماجہ

باہتمام شیخ عبدالرحمان و احمد و عبدالحی [illegible]

مطبع صدیقی واقع [illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَبۡوَابُ النِّکَاحِ

اَبۡوَابُ النِّکَاحِ نکاح کے بابوں کا بیان **ف** نکاح کہتے ہیں لغت میں جماع کو اور اصطلاح شرع میں نکاح عبارت ہے ایک عقد سے جس سے عورت کی فرج ملک ہو جاتی ہے مرد کی یعنے اس سے فائدہ لینا اسکو درست ہو جاتا ہے اور غیر کو حرام ہو جاتا ہے جب تک عقد قائم رہے **بَابُ** مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ نکاح کی فضیلت کا بیان **عَنۡ** عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ فَجَلَسْتُ قَرِيبًا فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ هَلْ لَكَ أَنْ أُزَوِّجَكَ جَارِيَةً بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضَى فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ سِوَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ بِيَدِهِ فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُولُ لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ علقمہ بن قیس سے روایت ہے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا منا میں تو حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انسے تنہائی کی میں نزدیک بیٹھا تھا حضرت عثمان نے عبد اللہ سے کہا تم چاہتے ہو میں تمہارا نکاح کر دوں ایک کنواری چھوکری سے جو تمہاری گذرے ہوئے کچھ زمانے یاد دلا دیوے (جوانی کے زمانے) جب عبد اللہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان انسے اور کوئی راز کی بات اسکے سوا نہیں کہنا چاہتے تو انہوں نے مجھکو اشارہ کیا (پاس آنیکے لیے) میں آیا اسوقت عبد اللہ کہہ رہے تھے تم اگر ایسا کہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے اے جوانوں جو کوئی تم میں سے جورو رکھ سکے (یعنے کھانے کپڑے مہر وغیرہ کی اسکو قدرت ہو) تو وہ نکاح کر لیوے اس لیے کہ نکاح سے آنکھ نیچے رہتی ہے (غیر عورتوں کیطرف آدمی نہیں گھورتا) اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے (زنا سے بچا رہتا ہے) اور جس شخص کو اسکی قدرت نہو (یعنے جورو کی پالنے کی) تو وہ روزہ رکھے اسلیے کہ روزہ آدمی کو خصی کر دیتا ہے **ف** یعنی شہوت کو کم کر دیتا ہے بلکہ کل خواہشیں روزہ رکھنے سے ٹوٹ جاتی ہیں حضرت عثمان نے شاید عبد اللہ بن مسعود کو میلے کچیلے برے حال میں دیکھا ہو تو یہ خیال کیا کہ انکے پاس جورو نہیں ہے جو انکی خدمت کرے اور انکو نہلا دھلا کر صاف ستھرا رکھے نکاح کی ترغیب میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں سے ایک حدیث یہ بھی ہے **عَنۡ**

عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی وتزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ومن کان ذا طول فلینکح ومن لم یجد فعلیہ بالصیام فان الصوم لہ وجاء ٭ حضرت عائشہؓ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح میرا طریقہ ہے جو کوئی میرے طریقہ پر نہ چلے وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا اور نکاح کرو اس لیے کہ میں اپنی امت کی کثرت سے فخر کرونگا اور امتوں پر (قیامت کے دن) اور جس شخص کو مقدرت ہو وہ نکاح کرے جسکو نہ ہو وہ روزہ رکھے روزہ اسکو خصی کر دیگا **ف** اس حدیث میں نکاح کا لفظ امر کے ساتھ وارد ہی اہل الحدیث کا یہ قول ہے کہ جس کسی کو نان نفقہ مہر وغیرہ کی قدرت ہو اسکو نکاح کرنا سنت ہے اور اگر اسکے ساتھ گناہ میں پڑنے کا ڈر ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے صحیحین میں انس سے مروی ہی کہ بعضے صحابہ نے کہا میں نکاح نہیں کرونگا بعض نے کہا میں ساری رات نماز پڑھونگا سوؤنگا نہیں بعضوں نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھونگا کبھی افطار نہ کرونگا یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسا ایسا کہتے ہیں میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں سوتا بھی ہوں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پھر جو کوئی میرے طریق سے نفرت کرے وہ میرا نہیں ہے **عن** ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم نر للمتحابین مثل النکاح ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح سے بہتر محبت بڑھانیوالا نہیں دیکھا گیا **ف** یعنے اکثر دو قوموں میں یا دو شخصوں میں عداوت ہوتی ہے جب نکاح کیوجہ سے باہمی رشتہ ہوجاتا ہی تو وہ عداوت جاتی رہتی ہے اور کبھی محبت کم ہوتی ہی تو نکاح سے زیادہ ہوجاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ قرابت دو طرح کی ہوگئی ہے ایک قرابت نسبی دوسری قرابت سببی اور انسان کو اپنی جورو کے بھائی بہن سے ایسی الفت ہوتی ہے جیسے اپنے بھائی بہن سے بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ

باب النھی عن التبتل قلندری کی ممانعت **ف** قلندری یہ ہی کہ انسان نکاح شادی نہ کرے اکیلا اور مجرد رہکر بسر کرے جیسے بعضے فقیر کیا کرتے ہیں اور نصاری بھی ایسا کرتے ہیں انکی اصطلاح میں اسکو رہبانیت کہتے ہیں یعنے ترک دنیا اور انگریزی زبان میں میری اور ناک کہتے ہیں ایسے لوگوں کو **عن** سعد قال لقد رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان ابن مظعون التبتل ولو اذن لہ لاختصینا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عثمان بن مظعون کو قلندری سے اور اگر آپ انکو اجازت دیتے تو ہم خصی ہوجاتے (تاکہ بالکل عورتوں کا خیال ہی نہ رہے) **عن** سمرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن التبتل زاد زید بن اخزم وقرا قتادۃ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ سمرہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قلندری سے زید بن اخزم نے اپنی روایت میں یہ بڑھایا کہ قتادہؓ نے یہ آیت پڑھی بیشک بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے اور انکے لیے بی بیاں اور اولاد کیں **ف** اس آیت میں اللہ تعالی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یا کافروں کا اعتراض آپ پر سے رد کرتا ہے کہ اگر آپکے بی بیاں

کہیں اور اولاد تو یہ نبوت کے منافی نہیں ہے اگلے بہت پیغمبر ایسے گذرے ہیں جنہوں نے بی بیاں کیں تھیں انکی اولاد بھی بہت تھی بلکہ بنی
اسرائیل تو سب حضرت یعقوب پیغمبر کی اولاد میں ہیں جنکے بارہ بیٹے تھے اور کئی بی بیاں تھیں اور حضرت ابراہیم کی دو بی بیاں تھیں
ایک حضرت سارہ دوسری حضرت ہاجرہ اور حضرت سلیمان کی ایک کم سو بی بیاں تھیں۔ روضہ میں ہے کہ ہنود اور نصاری نکاح نکرنا
عبادت سمجھتے تھے اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارے دین میں اسکو باطل کیا اور مقتضای طبع اور عقل بھی یہی ہے کہ انسان نکاح کرے
اور اپنے بنی نوع کی نسل قائم رکھے اور رہبانیت البتہ جس شخص کو جورو پالنے کی قدرت نہو اسکو اکیلے رہنا درست ہے

باب حق المراۃ علی الزوج عورت کا حق خاوند پر

عن حکیم بن معاویۃ عن ابیہ ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما حق المراۃ علی الزوج قال ان یطعمھا اذا طعم وان یکسوھا اذا اکتسی ولا یضرب الوجہ ولا یقبح ولا یھجر الا فی البیت حکیم بن معاویہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا حق خاوند پر کیا ہے آپ نے فرمایا جب کھانا مانگے تو اسکو کھانا دیا جاوے اور جب کپڑا مانگے تو اسکو کپڑا دیا جاوے اور اسکے مونہہ پر نہ مارے اور اسکو برا نہ کہے یعنے بدزبانی نہ کرے یا اسکی شکل اور صورت کو برا نہ کہے اور اگر اسکو الگ سلاوے تو اسی گھر میں **ف** یعنی یہ نہیں کہ خاوند دوسرے گھر میں ہے اور عورت کو دوسرے گھر میں بھیجدیوے اسمیں عورت کے پریشان اور آوارہ ہونیکا ڈر ہے

عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص حدثنی ابی انہ شھد حجۃ الوداع مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر ووعظ ثم قال استوصوا بالنساء خیرا فانھن عندکم عوان لیس تملکون منھن شیئا غیر ذلک الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ فان فعلن فاھجروھن فی المضاجع واضربوھن ضربا غیر مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان لکم من نسائکم حقا ولنسائکم علیکم حقا فاما حقکم علی نسائکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون الا وحقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن عمرو بن الاحوص سے روایت ہے وہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے آپ نے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی اور نصیحت کی اور پند کی پھر فرمایا عورتوں سے نیک سلوک کرنے کی وصیت میری ہے اسپر عمل کرو اسلیے کہ عورتیں تمہاری قید میں ہیں بس تم اسی امر کے مالک ہو ان سے (یعنے انکی فرج کی مطلب یہ ہے کہ جماع کرنیکا تمکو اختیار ہے) اور کسی امر کے نہیں مگر جب وہ کھلی بدکاری کریں (جیسے شرارت نافرمانی زناکاری) اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اپنے ساتھ سلانا چھوڑدو اور مارو لیکن سخت مار نہ مارو (جس سے ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے یا زخم آوے) اس بارے میں اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو اب انپر زیادتی نہ کرو (یعنے پھر انکو زیادہ نہ ستاؤ) تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا حق تم پر ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارا بچھونا اسکو روندنے نہ دیویں جس کو

تم ناپسند کرتے ہو یعنے تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے نہ دیویں نہ اُس سے بات کریں اگرچہ وہ محرم ہو یا عورت ہو اور اذن نہ دیویں تمہارے گھروں میں آنیکا اون لوگوں کو جنکو تم ناپسند کرتے ہو آگاہ رہو انکا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح سے انکو کھانا اور کپڑا دو **حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ** خاوند کا حق عورت پر **عَنْ** عَائِشَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَأَتَهٗ اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں حکم کرتا کسی کو دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** یعنی سجدہ تحیت اور تعظیم نہ سجدہ عبادت کیونکہ عبادت غیر خدا کی شرک ہے اور شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتی نہ پیغامبر اسکا حکم دے سکتے ہیں البتہ سجدہ تحیت ملاقات کے وقت اگلے دینوں میں جائز تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت ہی کیا تھا اسیطرح حضرت یعقوب اور انکے بیٹوں نے حضرت یوسف ع کو سجدہ تحیت کیا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے لیکن ہماری شریعت میں سجدہ تحیت بھی منع ہو گیا اب مطلق سجدہ کسی کو جائز نہیں ہے سوا خداوند کریم کے اور سجدہ وہ عبادت ہے جو پروردگار سے خاص ہے کیونکہ سجدہ تحیت کا وجود ہے ہماری شرع میں نہیں ہے البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس زمانہ میں بھی کوئی تحیت کے طور پر کسیکو سجدہ کرے تو وہ گنہگار ہو گا مشرک نہ ہو گا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ معاذ نے آپکو سجدہ کیا تھا جب شام سے لوٹ کر آئے تھے آپنے فرمایا یہ کیا ہے معاذ اخیر حدیث تک اسمیں یہ ہے کہ السیاست کر و بہر حال سجدہ تحیت کے بھی حرام ہونیمیں کچھ شک نہیں اور بعضوں نے اُسکو بھی شرک کہا ہے اس خیال سے کہ ہماری شرع میں سجدہ بجز سجدہ عبادت کے نہیں ہے تو گویا اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور یہ کھلا ہوا شرک ہے واللہ اعلم **ف** اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم کرے پتھر ڈھونیکا لال پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کیطرف اور سیاہ پہاڑ سے لال پہاڑ کیطرف یعنے مشکل اور سخت کاموں کا حکم کرے اور لال پہاڑ اکثر سیاہ پہاڑ سے دور پر ہوتا ہی تو ایک سے دوسرے تک پتھر لیجانا بڑا مشکل کام ہے اتو عورت پر حق ہی کہ اسکام کو بجالاوے **ف** یعنی مرد کی اطاعت کرے یہ آپنے مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ پہاڑ کے پتھر ڈھونا سخت مشکل ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰى قَالَ لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِّنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ قَالَ اَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ فَوَدِدْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنِّیْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَاَلَهَا نَفْسَهَا وَهِیَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی جب معاذ بن جبل رض مشہور صحابی شام سے لوٹ کر آئے

تو انہوں نے سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اے معاذ انہوں نے عرض کیا میں شام کو گیا تھا وہاں میں نے دیکھا نصاریٰ سجدہ کرتے ہیں اپنے پادریوں کو اور فوج کے سرداروں کو میرے دل میں اچھا معلوم ہوا کہ ہم آپ کو سجدہ کریں آپ نے یہ سنکر فرمایا تو ایسا مت کر (یعنے مجھکو سجدہ مت کر) اسلیے کہ اگر میں کسیکو حکم کرتا کہ سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** معاذ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تحیت کیا اور یہ کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہا نے گمان کیا اسلیے کہ معاذ جلیل الشان صحابی تھے وہ کفر کو کیونکر جائز رکھتے البتہ اسکے حرام ہونے میں کلام نہیں جمہور علما کے نزدیک ایسا ہی کہا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ نے **مترجم** کہتا ہے سجدہ بہ نیت عبادت غیر خدا کے لیے کفر اور شرک ہے بالاتفاق اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ سجدہ بہ نیت تحیت اور تعظیم غیر خدا کے لیے اس میں اختلاف ہے علما کا بعض کہتے ہیں حرام ہے کفر نہیں ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تحریمی ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تنزیہی ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور تیسرا اور چوتھا اور پانچواں قول صریح احادیث کے خلاف ہے فلا تفعلوا نہی ہے اور نہی مقتضی ہے تحریم کو تو اب صرف دو قول رہ گئے ایک یہ کہ کفر اور شرک ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے شاہ صاحب نے اول قول کو رد کیا اسطرح سے کہ اگر کفر ہوتا تو معاذ کے سے جلیل الشان صحابی اسکا کیسے ارتکاب کرتے اور مخالفین اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ یہ کفر عملی تھا نہ اعتقادی اور ممکن ہے کہ صحابہ کو اشتباہ ہو جاوے کفر عملی میں اور کفر عملی سے انسان بالکل کافر نہیں ہوتا اگر اسکے دلمیں ایمان کا اعتقاد باقی ہو لیکن قضاءً اسکے کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے اسخیال سے کہ کافروں کا سا اُسنے فعل کیا جیسے حدیث میں ہے جس میں یہ تینوں باتیں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا جھوٹ بولنا عہد توڑنا فحش بکنا اسکا یہی مطلب ہے کہ عملاً منافق ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ اعتقاداً مومن ہو اور یہ تینوں باتیں اسمیں موجود ہوں دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اسصورت میں ہم اور تم متفق ہوگئے کسلیے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو کرنے والا تمہارے نزدیک بھی حقیقۃً کافر نہیں ہوا اور جب کافر نہیں ہوا تو کفر سے اتر کر حرام ہی کا درجہ ہے پس ثابت ہوا کہ سجدہ تحیت غیر خدا کے لیے حرام ہے اور اسکی مثال حلف لغیر اللہ کی سی ہے کہ ایک حدیث میں آیا جس نے غیر خدا کی حلف کی اس نے شرک کیا حالانکہ یہ شرک حقیقی نہیں ہے بلکہ شرک عملی ہے یعنے کام شرکوں کا سا ہے وہ اپنے معبودوں کے جیسے لات اور عزیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اگر سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر ہوتا تو اگلی کسی شریعت میں یہ سجدہ درست نہوتا اسلیے کہ کفر اور شرک کسی شریعت میں درست نہیں ہوا اول قول والے جواب دیتے ہیں کہ کفر درست ہو سکتا ہے مثلاً اونٹ کا حرام جاننا اب کفر ہے اور شراب کا حرام جاننا اب کفر ہے حالانکہ یہ باتیں اگلی شریعت میں جائز تھیں دوسرے قول والے جواب دیتے ہیں کہ مراد ہماری کفر اور شرک کے کسی شریعت میں درست نہونے سے یہ ہے کہ کوئی عمل یعنے فعل جو ایک شریعت میں درست ہو وہ کفر اور شرک نہیں ہو سکتا اور تم نے جو مثالیں بیان کیں یہ اعتقاد سے متعلق ہیں اول قول

والے کہتے ہیں کہ اعتقاد بھی ایک فعل ہے اگرچہ قلب کا فعل ہی سہی دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ نہیں ہمارا قول افعال جوارح سے متعلق ہے اور افعال جوارح میں اسکی نظیر نہیں ملتی واللہ اعلم اب جو لوگ سجدہ تحیت کو بھی کفر کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر کسی نے کسی بزرگ کو ولی یا نبی کی قبر پر جا کر اسکو سجدہ کیا یا اپنے مرشد کو سجدہ کیا وہ کافر ہو گیا دوسرے قول والے کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہوا بلکہ مرتکب امر حرام کا ہوا اسلیے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر نہیں عام ہے کہ صاحب قبر کو سجدہ کرے یا کسی زندہ کو اول قول والے کہتے ہیں کہ قبر کو مطلقاً سجدہ کرنا کفر ہے اور جس قبر کو لوگ سجدہ کریں وہ وثن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا بچو تم وثن کی نجاست سے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ فقہا نے لکھا ہے اگر کسی نے خود کعبہ کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا تو قبر کعبے سے زیادہ مکرم نہیں ہو سکتی دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہے اسوجہ سے کہ کعبہ کیطرف سجدہ عبادت کرتے ہیں پس جس نے عبادت میں غیر خدا کی نیت کی وہ کافر ہو گیا اول قول والے کہتے ہیں کہ بت کو یا چاند یا سورج کو یا ہندؤں کی مورتوں کو اگر کوئی سجدہ تحیت بھی کرے تو تمہارے نزدیک بھی کافر ہو جاتا ہے پھر یہی حکم اولیا اور انبیا کے قبور اور زندہ شخاص میں بھی جاری ہوگا اور صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ میری قبر کو وثن مت بنا کیجیو جو پوجی جاوے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی (معاذ اللہ) پوجی جاوے تو وہ وثن ہو جاتی ہے اور وثن اور صنم ایک ہی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف عبادت سے وثن ہو گئی تو اور اولیا کی قبریں بطریق اولے وثن ہونگی دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ بت یا چاند یا سورج یا سورت یا اوتار جنکی مشرکین عبادت کیا کرتے تھے انکی تو ذری سی تعظیم بھی کفر ہے کیونکہ شریعت میں انکے توڑ ڈالنے کا اور انسے جدا رہنے کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انکو پلیدی فرمایا پس انکا سجدہ تحیت بھی کفر ہوگا لیکن اولیا کی قبور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا یہ حکم نہیں ہے انکی تو زیارت کا اور تعظیم کا حکم ہوا اور حدیث میں جو ہے کہ میری قبر کو وثن مت بنائیو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی کوئی عبادت نکرے اور سجدہ تحیت عبادت نہیں ہے اور اگر بالفرض کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی عبادت بھی کرے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہو جاوے گا لیکن قبر شریف کسی حال میں پلیدی اور نجاست نہیں ہو سکتی اور اوثان تو نجس ہیں بنص قرآنی واللہ اعلم **ف** قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہیں کریگی جبتک اپنے خاوند کا حق ادا نکرے (کیونکہ پروردگار ہی کا حکم ہے کہ خاوند کا حق ادا کر) اور اگر خاوند عورت سے کہے اپنی تئیں سپرد کر دینے کو (یعنے جماع کے لیے راضی ہونیکو) اور عورت اسوقت پالان پر سوار ہو (جہاں جماع کرنا مشکل ہے) تو بھی عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو نہ روکے **ف** مطلب یہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے اگر سواری پر ہو یا کھانا پکاتی ہو اگر خاوند اسوقت بھی صحبت کرنا چاہے تو انکار نکرے **عن** أُمِّ سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے میں نے سنا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کوئی عورت مر جاوے اور اسکا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جاویگی **باب** فضل النساء عورتوں کی فضیلت **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما الدنیا متاع ولیس من متاع الدنیا شیء افضل من المراۃ الصالحۃ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا چند روز کا مزا ہے اور دنیا کے مزوں میں کوئی چیز نیک بخت عورت سے عمدہ نہیں ہے **ف** اسلیے کہ نیک بخت عورت سے دنیا کا عیش ہوتا ہے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اسکی صحبت سے باہر سے کتنے رنج میں آوے جب اپنی پاک سیرت بی بی کے پاس بیٹھتا ہے تو سارا رنج اور غم بھول جاتا ہے برخلاف اسکے اگر عورت خراب ہو تو دنیا کی زندگی دوزخ ہو جاتی ہے کتنا ہی مال اور دولت ہو سب بیکار اور لغو ہو جاتا ہے کچھ مزا نہیں آتا ہمارے زمانہ میں ایک صاحب بڑے عہدہ داروں میں حیدرآباد میں تھے بڑی متمول اور مالدار تھے انکی بی بی خراب نکلی عدالت میں مقدمہ چلا ساری دنیا میں ذلت ہوئی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے آخر کو نوکری بھی گئی غرض عزت راحت سب اس عورت کے سبب سے برباد ہو گئی لاحول ولا قوۃ حضرت علی نے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ سے نیک عورت مراد رکھی ہے اور آخرت کی حسنہ سے حور جنت کی اور عذاب النار سے خراب اور بدزبان عورت مراد رکھی ہے

زنہار از قرین بدزنہار وقنا ربنا عذاب النار

عن ثوبان قال لما نزل فی الفضۃ والذہب ما نزل قالوا فای المال نتخذ قال عمر فانا اعلم لکم ذلک فاوضع علی بعیرہ فادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی اثرہ فقال یا رسول اللہ ای المال نتخذ قال لیتخذ احدکم قلبا شاکرا ولسانا ذاکرا وزوجۃ مؤمنۃ تعین احدکم علی امر الآخرۃ ثوبان سے روایت ہے جب سونے چاندی کی برائی میں قرآن اترا الذین یکنزون الذہب والفضۃ) اخیر تک۔ تو لوگوں نے کہا اب ہم کونسا مال اپنے لیے رکھیں حضرت عمر نے کہا میں تم کو بتلاتا ہوں اور اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے (آپ آگے ہونگے سفر میں) اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کونسا مال رکھیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی دل رکھے شکر کرنیوالا اور زبان رکھے ذکر کرنیوالی اور بی بی رکھے جو مومنہ ہو (ایمان والی) اور وہ مدد کرے اسکی آخرت کے کام میں **ف** عورت کی مدد آخرت کے کام میں یہ ہے کہ آدمی اسکی وجہ سے گناہوں اور بد نظروں سے بچتا ہے اور گھر کے تمام کام عورت کر لیتی ہے مرد کو عبادت کی فرصت ملتی ہے اگر عورت نہ ہو اور یہ کام خود کرے تو عبادت کی فرصت مشکل سے ملیگی بعضی عورتیں خود صالحہ اور عابدہ ہوتی ہیں انکی صحبت کیوجہ سے مرد بھی زاہد اور عابد ہو جاتا ہے بعضی عورتیں اپنے مرد کو جگاتی ہیں تہجد کی نماز کے لیے **عن** ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیرا لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرہا اطاعتہ وان نظر الیہا سرتہ وان اقسم علیہا ابرتہ وان غاب عنہا نصحتہ فی نفسہا ومالہ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے

تقویٰ کے بعد بہر مومن کو اور کوئی چیز اتنی مفید نہیں ہے جیسے نیک بخت بی بی اگر خاوند اسکو حکم کرے تو وہ مان لیوے اگر اسکی طرف
دیکھے تو خاوند خوش ہو جاوے اگر اسکے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اسکو سچا کرے **ف** مثلاً کہے قسم کھا کر لوگوں کے سامنے کہ اگر میں
اپنی عورت کو وہاں جانے سے منع کروں تو وہ کبھی وہاں نہیں جاوے گی پھر عورت ایسا ہی کرے تاکہ اسکا خاوند سچا ہو وے بعضوں
نے کہا مطلب یہ ہے کہ خاوند اگر کسی بات پر عورت سے قسم لیوے تو عورت اس قسم کو سچا کرے اور اپنی قسم کے خلاف نہ کرے **ف** اگر
خاوند باہر جاوے (سفر وغیرہ میں) تو وہ اسکی خیر خواہی کرے اپنی ذات کو محفوظ رکھے بدکاری سے اور اسکے مال کو محفوظ رکھے **باب تزویج ذات
الدین** دیندار عورت مقدم ہے **عن** ابی هریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تنکح النساء لاربع لمالها ولحسبها و
لجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عورتوں سے نکاح کرتے ہیں چار باتیں دیکھکر ایک تو مال اور دولت دوسرے حسب نسب (یعنے خاندانی شرافت) تیسرے
حسن اور جمال چوتھے دینداری یعنے تقویٰ اور پرہیزگاری تو تو حاصل کر دین والی عورت کو مٹی لگے تیرے ہاتھوں کو **ف** یعنی
دینداری اور خداترسی اور تقویٰ اور پرہیزگاری کو سب پر مقدم رکھ اور جس عورت میں یہ صفت ہو اسی سے نکاح کر کیونکہ مال
دولت کا اعتبار نہیں اگر رہے بھی تو عمر بھر خاوند کو طعنہ دیا کریگی غلام کیطرح سمجھیگی حسب نسب بغیر عمدہ خصائل کے کیا کام
کا بلکہ اور خرابی ہے کہ بری کام کریگی اور اپنی خاندانی شرافت پر مغرور رہیگی کبھی خاوند کو حقیر سمجھے گی رہا حسن وجمال وہ ایک
دن کی بہار ہے تشریف لیجاتا ہے دوسرے چند روز کے بعد کیسی ہی حسین عورت ہو اسکی قدر جاتی رہتی ہے اب اگر اس میں تقویٰ
اور پرہیزگاری نہ ہو تو خاوند کی جان پر آفت ہوگی ساری محلہ کے لوگ خاوند کے دشمن ہو جاوینگے اور عورت کو طرح طرح سے بٹہ لگاوینگے
تو بہر حال دینداری سب پر مقدم ٹھہری دیندار عورت سے راحت ہی ہوگی گو وہ مفلس ہو خاندانی نہ ہو خوبصورت نہ ہو کیونکہ وہ خاوند کے
حقوق سمجھے گی اور خدا سے ڈریگی البتہ اگر دینداری کے ساتھ ان صفات میں سے بھی کوئی صفت ہو تو سبحان اللہ نور علی نور اسی
عورت کو اختیار کرے **عن** عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزوجوا النساء
لحسنهن فعسى حسنهن ان يرديهن ولا تزوجوهن لاموالهن فعسى اموالهن ان تطغيهن ولكن تزوجوهن
على الدين ولامة خرماء سوداء ذات دين افضل عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت نکاح کرو عورتوں سے انکے حسن کو دیکھکر شاید حسن ہی انکو تباہ کرے اور مت نکاح کرو عورتوں سے انکے مالوں کو دیکھکر شاید
مال ہی انکو شرارت میں ڈالے لیکن نکاح کرو انسے دین کو دیکھکر البتہ ایک لونڈی کان چھیدی ہوئی کالی دیندار
بہتر ہے **ف** یعنی دیندار نیک بخت لونڈی کان بہتے ہوئی یا سوراخدار کان والی کالی کلوٹی بہتر ہے گوری چٹی خوبصورت
عورت سے جو دیندار نہو ان حدیثوں کی تصدیق آگے چلکر ہوتی ہے جب انسان تجربہ اٹھاتا ہے اور پہلی پہل تو جوانی کی

امنگ میں خوبصورت عورت ہی بہتر معلوم ہوتی ہے **باب** تَزْوِیجِ الْاَبْکَارِ کنواری عورتوں سے نکاح کرنا **عن** جابر بن عبداللہ قال تزوجت امرأۃ علی عھد رسول اللہ صلعم فلقیت رسول اللہ صلعم فقال تزوجت یا جابر قلت نعم قال ابکرا او ثیبا قلت ثیبا قال فھلا بکرا تلاعبھا قلت کن لی اخوات فخشیت ان تدخل بینی و بینھن قال فذاک اذا جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے میں نے ایک عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پھر آپ سے ملا آپ نے فرمایا اے جابر تو نے نکاح کیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے میں نے کہا ثیبہ سے (ثیبہ وہ عورت جس سے مرد صحبت کر چکا ہو) آپ نے فرمایا تو نے کنواری کیوں نہ کی وہ تیرے ساتھ کھیلتی تو اسکے ساتھ کھیلتا میں نے عرض کیا میری بہنیں ہیں (انکے باپ پس لڑکیاں چھوڑ گئے تھے) تو میں ڈرا کہیں کنواری لڑکی آکر انمیں اور مجھ میں جھگڑا نہ کرا دے (یا کنواری لڑکی آکر انہی میں شریک ہو جاوے اور بجائے تربیت کے انکے ساتھ کھیلنے لگے) آپ نے فرمایا ایسا ہی تو خیر **عن** عبد الرحمن بن سالم بن عتبۃ بن عویم بن ساعدۃ الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالابکار فانھن اعذب افواھا وانتق ارحاما وارضی بالیسیر عویم بن ساعدہ انصاری رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری عورتوں سے نکاح لازم کر لو انکے مونہ شیریں ہوتے ہیں اور رحم جننے والے ہوتے ہیں اور تھوڑی مال پر راضی ہو جاتی ہیں **ف** کیونکہ انکو کسی اور خاوند سے سابقہ نہیں پڑا ہوتا وہ جو خاوند دیوے اسی کو بہت جانتی ہیں اور رحم جننے والے سے یہ غرض ہے کہ کنواری عورتوں کی اولاد بہت ہوتی ہے اسلیے کہ انکے رحم صاف ہوتے ہیں انمیں بیماری نہیں ہوتی اگرچہ اولاد کا ہونا اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرت سے متعلق ہے کبھی ثیبہ کی اولاد ہوتی ہے کنواری کی نہیں ہوتی لیکن اکثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے آپ نے فرمایا **باب** تَزْوِیجِ الْحَرَائِرِ وَالْوَلُودِ آزاد عورتوں سے اور جننے والی عورتوں سے نکاح کرنا **ف** یہ بات کہ عورت جننے والی ہے اس کے خاندان سے معلوم ہوتی ہے بعض خاندان کی عورتیں بہت جنتی ہیں بعض خاندان کی اکثر بانجھ ہوتی ہیں **عن** انس بن مالک یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اراد ان یلقی اللہ طاھرا مطھرا فلیتزوج الحرائر انس بن مالک رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اللہ جل جلالہ سے پاک صاف ہو کر ملے وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے **ف** کیونکہ آزاد عورتیں بنسبت لونڈیوں کے زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو جو کوئی آزاد عورتوں سے نکاح کرے گا اسکی نگاہ اجنبی عورتوں کیطرف نہ اٹھیگی پس وہ اکثر گناہوں سے بچا رہیگا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکحوا فانی مکاثر بکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو میں تم لوگوں سے اوروں پر فخر کروں گا **ف** تو جب نکاح کرو گے تو اولاد ہوگی میری امت زیادہ ہو گی **مولف** نے انس کی حدیث بیان نہیں کی جسکو احمد اور ابن حبان نے نکالا اس میں یہ ہے کہ نکاح

کرو عورت سے جو جاوندسے محبت کرے اور بہت جننے والی ہو اسلیے کہ مین اور انبیا پر فخر کرون گا قیامت کے دن اور امام احمد نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین جریر بن عبداللہ ہے بعضون نے اسکو ضعیف کہا بعضون نے ثقہ کہا اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے معقل بن یسار سے ایسا ہی نکالا **باب** النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا جب عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اسکو دیکھہ سکتا ہے **عن** مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي نَخْلٍ لَهَا فَقِيلَ لَهُ أَتَفْعَلُ هَذَا وَأَنْتَ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا محمد بن مسلمہ سے روایت ہے ایک عورت کو مین نے پیام دیا نکاح کا پھر مین چھپنے لگا لوگون سے اسکے دیکھنے کے لیے یہانتک کہ مین نے اسکو دیکھہ لیا کھجور کے درختون مین لوگون نے ان سے کہا تم ایسا کرتے ہو یعنے عورت کو چوری سے دیکھتے ہو) اور تم صحابی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب اللہ تعالی کسی مرد کے دل مین ڈالے کہ وہ کسی عورت کو پیام دیوے (نکاح کا) تو کچھ قباحت نہین اگر اسکو دیکھہ لیوے **ف** کیونکہ یہ ضرورت سے دیکھنا ہے اور ضرورت کیوقت ایسا روا ہے جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے اسیطرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جہان دیکھنے کی ضرورت ہو علاج کے لیے اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر علما کا کہ جس عورت سے نکاح کرنا منظور ہو اسکا دیکھنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ عورت کے اذن سے درست ہے بغیر اذن کے درست نہین اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ مطلقاً درست نہین ہے اور اس باب مین ایک یہ حدیث ہے دوسرے مغیرہ کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے تیسرے ابوہریرہ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا مینے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا آپ نے فرمایا تو نے اسکو دیکھا تھا وہ بولا نہین آپ نے فرمایا جا اسکو دیکھہ لے اسلیے کہ انصار کی آنکھون مین کچھ خلل ہوتا ہے **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَهَا فَذَكَرَ مِنْ مُوَافَقَتِهَا انس بن مالکؓ سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جا تو اس عورت کو دیکھہ لے ایسا کرنے سے زیادہ امید ہوگی کہ تم دونون مین موافقت ہو مغیرہ نے ایسا ہی کیا پھر مغیرہ نے بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس عورت سے **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس عورت سے خوب موافقت رہی افسوس ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون نے جیسے اور سنتون کو چھوڑ دیا ہے اسکو بھی چھوڑ دیا ہے جس لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہین اسکو سات کوٹھڑیون کے اندر چھپاتے ہین دولہہ کو تو کیا دولہے کے عزیز و اقربا بھی دلہن کے

سایہ تک بھی نہیں دیکھ سکتے اور نکاح کیا کرتے ہیں گویا اندھا شکار کرتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بی بی کو میاں سے اور میاں
کو بی بی سے رغبت نہیں ہوتی چند ہی روز میں لڑائی شروع ہوتی ہے اور طلاق قم طلاق کی نوبت آتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ امراۃ اخطبھا فقال اذھب فانظر
الیھا فانہ اجدر ان یؤدم بینکما فاتیت امراۃ من الانصار فخطبتھا الی ابویھا واخبرتھما بقول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فکانھما کرھا ذلک قال فسمعت ذلک المراۃ وھی فی خدرھا فقالت ان کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرک ان تنظر فانظر والا فانشدک کانھا اعظمت ذلک قال فنظرت
الیھا فتزوجتھا فذکر من موافقتھا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا
ایک عورت کا کہ میں پیام دیتا ہوں اسکو آپ نے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اس سے تم دونوں میں محبت زیادہ ہونیکی امید ہے آخر
میں انصار کی ایک عورت پاس آیا اور میں نے اسکا پیام دیا اس کے ماں باپ سے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
وہ ان سے بیان کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوا جیسے ماں باپ نے اسکو پسند نہ کیا **ف** یعنی انکی طبیعت کو یہ امر پسند نہیں آیا
کہ لڑکی کو دولہا دیکھ لیوے یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے حدیث کو پسند نہ کیا یا اسکا انکار کیا کیونکہ یہ کفر ہے فرمایا اللہ تعالی
نے کبھی قسم تیرے رب کی وے مومن نہونگے جبتک تجھکو حکم نہ کریں اپنے جھگڑوں میں پھر جو تو فیصلہ کر دے اس سے انکا دل
تنگ نہو اور اسکو مان لیویں (شاہ عبد الغنی) **ف** مغیرہ نے کہا میں نے خود اس عورت سے سنا (جسکا پیام میں نے دیا
تھا) وہ پردے میں تھی اس نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھکو حکم دیا ہے دیکھنے کا تو دیکھ لے نہیں تو میں تجھکو
قسم دیتی ہوں گویا اس عورت نے بھی اس امر کو بڑا سمجھا یعنے دلہن کو نکاح سے پہلے دیکھنے کو مغیرہ نے کہا میں نے اسکو
دیکھا پھر مغیرہ نے اس سے نکاح کیا اور بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس سے **باب** لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ
جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو پیام دیوے تو دوسرا اسکو پیام نہ دیوے **ف** عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے یہانتک کہ
پہلا پیام دینے والا اسکو چھوڑ دیوے یعنے اگر پہلا پیام ٹوٹ جاوے تو دوسرے کو پھر پیام دینا درست ہے نکالا اسکو مسلم نے اور
جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ یہ فعل حرام ہے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد اپنے
بھائی کے پیام پر پیام نہ دیوے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطب الرجل
علی خطبۃ اخیہ ابن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد پیام نہ دیوے اپنے بھائی کے پیام پر
عن فاطمۃ بنت قیس تقول قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حللت فاذنینی فاذنتہ فخطبھا

مُعٰوِيَةُ وَ اَبُوالْجَهْمِ بْنُ صُخَيْرٍ وَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مُعٰوِيَةُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَهٗ وَ اَمَّا اَبُوالْجَهْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ فَقَالَتْ بِيَدِهَا هٰكَذَا اُسَامَةُ اُسَامَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُوْلِهٖ خَيْرٌ لَّكِ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ فَاغْتَبَطْتُ بِهٖ فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا جب تیری عدت گذر جاوے تو مجھے خبر کردینا آخر اسنے آپ کو خبر کی تو پیام دیا اسکو معاویہ اور ابوالجہم بن صخیر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ تو مفلس قلاش ہے اسکو پاس مال نہین ہے اور ابوالجہم ایسا مرد ہے جو عورتون کو بہت مارتا ہے لیکن اسامہ بہتر ہے یہ سنکر فاطمہ نے ہاتھہ سے اشارہ کیا اور کہا اسامہ اسامہ (فاطمہ نے اسامہ کو حقیر جانا اس خیال سے کہ وہ زید کے بیٹے تھے اور زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے لیکن آپنے انکو آزاد کرکے اپنا بیٹا بنایا تھا) آپنے فاطمہ سے فرمایا اللہ اور اسکے رسولؐ کی بات ماننا تیرے لیے بہتر ہے آخر اُسنے اسامہ سے نکاح کیا فاطمہ کہتی تھی دوسری عورتین مجھپر رشک کرنے لگین **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی برکت ایسی ہوئی کہ اسامہ کے پاس مجھ کو بہت عیش اور آرام حاصل ہوا یہانتک کہ دوسری عورتین ہمپر رشک کرنے لگین پہلے فاطمہ نے اسامہ کو برا جانا اسوجہ سے کہ فاطمہ قریش کی شریف عورتون مین سے تھین اور اسامہ ایک حبشی غلام کے بیٹے تھے لیکن خدا اور رسولؐ کی اطاعت ضروری ہے اسوجہ سے مان لیا اور حقتعالی نے اس مین برکت دی اس حدیث سے اور ایک بات نکلی کہ اگر نکاح کے باب مین کوئی بھائی مسلمان مشورہ لیوے تو حق بات بیان کردے یعنے جو واقعی عیب ہو اسکو ظاہر کر دیوے جیسے آپنے ابوجہم کا اور معاویہ کا عیب بیان کردیا دوسری روایت مین ہے کہ ابوجہم اپنی لاٹھی کاندھے سے نہین رکھتا یعنے ہر وقت عورتون کو مارتا رہتا ہے اور معاویہ صعلوک ہے یعنے مفلس قلاش سبحان اللہ کیا قدرت ہے خدا کی ایک زمانہ معاویہ کا ایسا تھا کہ مفلس تھے ایک پیسہ پاس نہ تھا پھر چند ہی روز کے بعد حقتعالی نے انکو ایسی بڑی بادشاہت دی کہ روم شام ایران عرب مصر سب انکی زیر نگین تھے تعز من تشاء و تذل من تشاء

باب اسْتِيمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ کنواری یا ثیبہ دونون سے اجازت لینا نکاح کی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيِّمُ اَوْلٰى بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِيْ نَفْسِهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ اَنْ تَتَكَلَّمَ قَالَ اِذْنُهَا سُكُوْتُهَا ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر والی عورت (یعنے جو پہلے شوہر کر چکی ہو یعنے ثیبہ) زیادہ حق رکھتی ہے اپنے نفس پر اسکے ولی سے اور کنواری عورت سے اجازت لیجاویگی اسکے نفس کے باب مین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری تو شرم کرتی ہے بات کرنے مین آپنے فرمایا اسکی اجازت یہی کہ چپ ہو رہے **ف** لیکن ثیبہ کا چپ ہو جانا کافی نہین بلکہ زبان سے ہون یا ہان کہنا چاہیے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَاِذْنُهَا الصُّمُوْتُ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ کا نکاح نہ کیا جاوے یہانتک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور کنواری کا بھی
نکاح نکیا جاوے یہانتک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور اسکی اجازت یہ ہے کہ خاموش ہو رہے **ف** مراد یہاں کنواری اور ثیبہ سے
وہ لڑکی ہے جو جوان ہوگئی ہو لیکن جو نابالغ ہو اس سے اجازت لینا ضرور نہیں بلکہ ولی کی اجازت کافی ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا تھا اسوقت حضرت عائشہ
صدیقہ کی عمر صرف چھ برس کی تھی **عن** عدی بن عدی الکندی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الثیب تعرب عن نفسھا والبکر رضاھا صمتھا عدی کندی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ثیبہ خود اپنی رضامندی ظاہر کرے اور کنواری کی رضامندی اسکا چپ ہو رہنا ہے **باب** من زوج ابنتہ
وھی کارھۃ جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دیوے اور وہ ناراض ہو **ف** یہ بیٹی دو حال سے خالی نہیں کنواری ہو یا ثیبہ اور
پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں جوان بالغہ ہو یا نابالغ اہلحدیث کے نزدیک ہر صورت میں لڑکی کو اختیار ہے کہ نکاح فسخ کر دیوے
الا جبکہ وہ نابالغہ کنواری ہو تو باپ اسکا نکاح جبرًا کر سکتا ہے مگر اسصورت میں بھی اگر نکاح غیر کفو سے ہو تو دوسرے عزیز عورت
کے جیسے بھائی یا دادا یا چچا نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ فسخ نہیں کرا سکتے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک
اگر لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ تو باپ اسکا نکاح جبرًا نہیں کرا سکتا اور شافعی کے نزدیک بکر کا کرا سکتا ہے
اور ثیبہ کا نہیں کرا سکتا **عن** عبد الرحمان بن یزید ومجمع بن یزید الانصاریین ان رجلا منھم یدعی
خذاما انکح ابنۃ لہ فکرھت نکاح ابیھا فاتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ فرد علیھا نکاح ابیھا
فنکحت ابا لبابۃ بن عبد المنذر وذکر یحیی انھا کانت ثیبا عبدالرحمان بن یزید اور مجمع بن یزید سے روایت ہے دونوں
انصاری تھے کہ ایک شخص نے جسکا نام خدام تھا اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اس نے اپنے باپ کا کیا ہوا نکاح ناپسند کیا وہ آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے بیان کیا آپ نے باپ کا نکاح فسخ کر دیا پھر اس نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے
نکاح کیا یحیی بن سعید نے کہا مجھے خبر پہنچی کہ یہ لڑکی ثیبہ تھی **ف** لیکن ابن عباس کی حدیث سے نکلتا ہے کہ یہ لڑکی کنواری
تھی اور اس سے شافعی کا مذہب رد ہوتا ہے **عن** ابن بریدۃ عن ابیہ قال جاءت فتاۃ الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالت ان ابی زوجنی ابن اخیہ لیرفع بی خسیستہ قال فجعل الامر الیھا فقالت قد اجزت ما صنع ابی
ولکن اردت ان تعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شیء بریدہ سے روایت ہے ایک جوان عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اپنے بھتیجے سے اسکا نکاح کر دیا ہے تاکہ اس بھتیجے کی ذلت میرے نکاح کی وجہ سے اٹھ جاوے
(اسکا بھتیجا شاید مفلس محتاج ہوگا) راوی نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اختیار دیا اس نے کہا میں نے ایسی

باپ کا نکاح جائز رکھا لیکن میرا مطلب یہ تہا کہ عورتوں کو معلوم ہوجاوے کہ ان کے باپوں کو انپر اختیار نہیں پہونچتا (جبرًا بلا ان کی رضامندی کے انکا نکاح کردینے کا) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهُ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک کنواری لڑکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کردیا اور وہ ناراض تھی اس نکاح سے تو اختیار دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خواہ نکاح قائم رکھے خواہ اسکو توڑ ڈالے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے

نِكَاحُ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ الْاٰبَاءُ

نابالغ لڑکیوں کا نکاح انکے باپ کرسکتے ہیں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِي حَتَّى وَفَى جُمَيْمَةً فَاَتَتْنِي اُمِّي اُمُّ رُوْمَانَ وَاِنِّي لَفِي اُرْجُوْحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبَاتٌ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَاَتَيْتُهَا وَمَا اَدْرِي مَا تُرِيْدُ فَاَخَذَتْ بِيَدِي فَاَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَاِنِّي لَاَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ اَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ عَلَى وَجْهِي وَرَاْسِي ثُمَّ اَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي بَيْتٍ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَاَسْلَمَتْنِي اِلَيْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي اِلَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَاَسْلَمْنَنِي اِلَيْهِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اسوقت میری عمر چھ برس کی تہی پھر ہم مدینہ میں آئے تو بنی حارث بن خزرج کے محلہ میں اترے مجھے بخار آیا تو میرے بال جھڑ گئے اسکے بعد پھر ایک چھوٹا سا گچھا بالوں کا مونڈھوں تک ہوگیا اسکے بعد میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور میں جھولے میں تہی میرے ساتھ کئی سہیلیاں میری تہیں وہ میرے اوپر چیخی (یعنے بلند آواز سے مجھکو پکارا) میں اسکے پاس گئی مجھے نہیں معلوم تہا وہ کیا چاہتی ہے آخر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مکان کے دروازے پر کھڑا کردیا اسوقت میرا دم چڑھ رہا تہا یہانتک میری سانس ذرا ٹھیری پھر میری ماں نے تھوڑا پانی لیا اور اس سے میرا مونہہ اور سر پونچھا پھر گھر کے اندر لے گئی وہاں انصار کی کئی عورتیں تہیں ایک کوٹھری میں انہوں نے کہا بہتری اور برکت کے ساتھ آئی اور اچھی قسمت کے ساتھ میری ماں نے مجھ کو ان عورتوں کے سپرد کردیا انہوں نے میرا سنگار کیا (یعنے آراستہ کرکے دولھن بنایا) پھر میں نہیں ڈری ایکا ایکی کسی چیز سے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ دن چڑھے تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجھ کو آپ کے سپرد کردیا اسدن میری عمر نو برس کی تہی **ف** اس حدیث سے نکلا کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکا باپ کرسکتا ہے اور یہ بہی نکلا کہ کم سنی میں عورت کا نکاح کردینا درست ہے **عَنْ**

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سَبْعٍ وَبُنِيَ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَتُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا جب انکی عمر سات برس کی تھی اور اپنے صحبت کی جب انکی عمر نو برس کی تھی (نو برس میں بعض لڑکیاں جوان ہوجاتی ہیں) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسوقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی **ف** فضائل حضرت عائشہ ام المومنین کے بے حد اور بے شمار ہیں اور وہ افضل تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بی بیوں میں بعد حضرت خدیجہ کبریٰ کے اور بعضوں نے حضرت خدیجہ سے بھی انکو افضل کہا ہے غرض وہ محبوبہ خاص تھیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی بی بیوں میں سوا انکے کوئی کنواری نہ تھی اور اس کم سنی میں حضرت عائشہ کا یہ حال تھا کہ علم و فضیلت اور حافظہ اور عقل و دانش میں بڑی بوڑھی عورتوں سے سبقت لے گئیں تھیں **نِكَاحُ الصِّغَارِ يُزَوِّجُهُنَّ غَيْرُ الْآبَاءِ** اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے سوا اور کوئی کر دیوے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حِينَ هَلَكَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ تَرَكَ ابْنَةً لَهُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَزَوَّجَنِيهَا خَالِي قُدَامَةُ وَهُوَ عَمُّهَا وَلَمْ يَسْتَأْمِرْهَا وَذَلِكَ بَعْدَ مَا هَلَكَ أَبُوهَا فَكَرِهَتْ نِكَاحَهُ وَأَحَبَّتِ الْجَارِيَةُ أَنْ يُزَوِّجَهَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب عثمان بن مظعون (صحابی جلیل القدر) کا انتقال ہوا انہوں نے ایک بیٹی چھوڑی تو میرا نکاح اس بیٹی سے میرے ماموں قدامہ نے کر دیا اور وہ چچا تھے اس لڑکی کے اور اس لڑکی سے نہیں پوچھا اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جب اسکی باپ مر چکے تھے تو اس لڑکی نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور اس نے چاہا کہ اسکا نکاح مغیرہ بن شعبہ سے کر دیا جاوے آخر قدامہ نے اسکا نکاح مغیرہ ہی سے کر دیا **ف** شاید عثمان کی بیٹی جوان ہوگی اور جوان لڑکی کا نکاح بغیر اسکی اجازت کے نافذ نہیں ہوتا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی کر دیوے تو نکاح درست ہو جاویگا لیکن لڑکی کو اختیار ہے کہ جوان ہونے کے پیچھے نکاح کو فسخ کر دیوے اگر وہ اس نکاح سے ناراض ہو **بَابُ** لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ لَمْ يُنْكِحْهَا الْوَلِيُّ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا نکاح اسکے ولی نے نہیں کیا تو اسکا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے اگر مرد نے ایسی عورت سے جماع کیا تو عورت کو اسکا مہر دلاوینگے اگر ولیوں میں جھگڑا ہو اور دونوں ولی ایک درجہ کے ہوں جیسے ایک عورت کے دو بھائی ہوں اور ایک بھائی ایک مرد سے اسکا نکاح کرنا چاہے اور دوسرا دوسرے مرد سے اور عورت بالغہ نہ ہو تو بادشاہ ولی ہے اسکا جسکا کوئی ولی نہیں ہے **ف** یعنی اختلاف کی صورت میں بھی اسیطرح جب عورت کا

کوئی ولی نہ ہو تو اسکی ولایت پادشاہ وقت کو حاصل ہو گی حاکم نے کہا یہ حدیث کہ لا نکاح الا بولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں سے صحیح ہوئی جیسے حضرت عائشہ سے ام سلمہ سے زینب بنت جحش سے اور میں صحابیوں سے اور جمہور کے نزدیک ولی وہ ہی جو عصبات میں سب سے زیادہ عورت سے قریب ہو اور ابوحنیفہ کے نزدیک ذوی الارحام جیسے ماموں نانا وغیرہ بھی ولی ہیں جب عصبات نہوں حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ولی کی شرط نکاح میں اسلیے کی کہ اگر عورت اپنا نکاح آپ کرے تو اس میں ایک طرح کی بے شرمی ہے دوسرے یہ ہے کہ نکاح میں شہرت چاہیے اور وہ اسی سے ہوتی ہے کہ عورت کے اولیا حاضر رہیں تیسرے یہ کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں تو احتمال ہے کہ برے آدمی یا غیر کفو کے ساتھ نکاح کریں شافعی نے کہا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا مگر ولی کی زبان سے اگر قریب کا ولی نہو تو دور کا سہی اگر کوئی ولی نہو تو بادشاہ یا اسکا نائب نکاح کر دیوے تو اگر کسی عورت نے اپنا نکاح آپ کر لیا اگرچہ ولی کی اذن سے ہو تب بھی نکاح باطل ہوگا اور یہی قول ہے اہلحدیث کا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر عورت آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو تو اپنا نکاح آپ کر سکتی ہے خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بیشرمی کی نشانی ہے اور بعض حنفیہ نے احادیث کو ضعیف کیا واللہ اعلم اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے اور بہت صحابہ سے تو اسکی صحت میں کلام نہیں اب قرآن میں جو تنکح کا لفظ آیا ہے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے بلکہ آیت میں نسبت کی ہے نکاح کی عورت کیطرف اور یہ حدیث کے خلاف نہیں اور یہ جو حنفیہ دوسری حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ ثیبہ زیادہ حقدار ہے اپنے نفس کی اپنے ولی سے اس سے بھی حجت پوری نہیں ہوتی اسلیے کہ حقداری سے وہاں یہ غرض ہے کہ ولی ایسی عورت کا نکاح جبراً نہیں کر سکتا اب یہ حدیث کہ ام سلمہ نے اپنا نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کر لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے اولیا میں سے کوئی حاضر نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ تھے دین اور دنیا دونوں کے اور تمام مومنین اور مومنات کے ولی تھے اور فرمایا آپنے انا ولی من لا ولی لہ تو نکاح بغیر ولی کے کہاں ہوا علاوہ اسکے اس نکاح پر اور نکاحوں کا قیاس نہیں ہو سکتا کس لیے کہ نکاح کے باب میں کئی امور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تھے شاید یہ بھی انہیں سے ہو دوسرے یہ کہ آپکے ساتھ نکاح کرنا باعث فخر اور سعادت دارین ہے اس میں ولی کی کیا ضرورت ہے اور اسی لیے آپنے فرمایا جب ام سلمہ نے یہ کہا کہ میرا کوئی ولی حاضر نہیں ہے کہ تیرے اولیا میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نکاح کر دینے سے ناراض ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ وَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ ولی ہے اوسکا جسکا کوئی ولی نہیں **عن** أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہیں جائز ہے بغیر ولی کے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَاِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِيْ تُزَوِّجُ نَفْسَهَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح آپ کرے اسلیے کہ چھنال وہی عورت ہے جو اپنا نکاح آپ کرتی ہے ف یعنے بازاری عورتیں جو ہوتی ہیں وہ بھی تو خرچی ٹھیرا کر ایک عقد کرتی ہیں لیکن اسکو نکاح نہیں کہتے اسلیے کہ عورت کے اولیا حاضر نہیں ہوتے خود عورت اپنے آپ معاملہ کر لیتی ہے اس حدیث کے ہوتے ہوئے حنفیہ کو بھی لازم ہے کہ نکاح بغیر ولی کے نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ نکاح جائز نہ ہو اور تمام عمر زنا میں صرف ہو لاحول ولا قوۃ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشِّغَارِ

شغار کی ممانعت ف اسکی تفسیر آگے آتی ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ زَوِّجْنِيْ ابْنَتَكَ اَوْ اُخْتَكَ عَلٰى اَنْ اُزَوِّجَكَ ابْنَتِيْ اَوْ اُخْتِيْ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار سے اور شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے سے کہے تو اپنی بیٹی یا بہن کا مجھ سے نکاح کر دے اس شرط پر کہ میں اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دوں اور دونوں طرف کچھ مہر قرار نہ پاوے ف بلکہ ہر ایک جانب مہر یہی ہو کہ دوسرے کی بیٹی یا بہن یہ حاصل کرے ابن عبدالبر نے کہا یہ نکاح باجماع علماء ناجائز ہے لیکن اختلاف ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں جمہور اسکو باطل کہتے ہیں اور شافعی نے کہا یہ نکاح باطل ہے مثل نکاح متعہ کے اور ابوحنیفہ نے کہا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور ہر ایک پر مہر مثل لازم ہو گا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشِّغَارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں شغار نہیں ہے ف مسلم نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا

بَابُ صَدَاقِ النِّسَاءِ

عورتوں کا مہر عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ فِيْ اَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَنَشًّا هَلْ تَدْرِيْ مَا النَّشُّ هُوَ نِصْفُ اُوْقِيَّةٍ وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ ابوسلمہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کا مہر کیا تھا انہوں نے کہا آپ کی بی بیوں کا مہر بارہ اوقیہ چاندی اور ایک نش تھا تو جانتا ہے نش کیا ہے وہ آدھا اوقیہ اس سب کے پانسو درم ہوئے ف اور ہماری ملک میں انگریزی سکہ سے تخمینا سوا سو روپیہ ہوتے ہیں ایسا ہی باندھنا عمدہ ہے اور اہلحدیث کی نزدیک مہر گراں باندھنا مکروہ ہے طبرانی نے اوسط میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بڑی برکت اس نکاح میں ہے جس میں بوجھ کم ہو اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے انصاری عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو نے کتنا مہر باندھا وہ بولا چار اوقیہ آپ نے فرمایا چار اوقیہ جیسے تم اس پہاڑ میں سے چاندی تراشتے ہو ہمارے پاس اتنا مال نہیں ہے لیکن ہم تجھ کو ایک لڑائی میں بھیجیں گے شاید وہاں تجھ کو مال ملجاوے پھر آپ نے ایک لشکر بنی عبس کیطرف بھیجا اور اس شخص کو اس میں روانہ کیا اور ابو داؤد اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو اور حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہر کو مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار رسوم اور عادات اور رغبت کے تو اسکا تقرر نہیں ہو سکتا جیسے اشیاء کی قیمت معین نہیں ہو سکتی اور اسی لیے آپ نے فرمایا کوئی چیز ڈھونڈھ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو مگر آپ نے اپنی بی بیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ سنت رکھی اور ایک نش اور حضرت عمر نے کہا عورتوں کے مہر نہ بڑھاؤ اگر مہر بڑھانا دنیا کی عزت ہوتا یا اللہ تبارک وتعالے کے نزدیک تقوی ہوتا تو تمہارے نبی اسکو ضرور اختیار کرتے انتہے۔

عن ابی العجفاء السلمی قال قال عمر بن الخطاب رض لا تغالوا صداق النساء فانها لو كانت مكرمة في الدنيا او تقوى عند الله كان اولاكم واحقكم بها محمد صلى الله عليه وسلم ما اصدق امراة من نسائه ولا اصدقت امراة من بناته اكثر من اثنتى عشرة اوقية ان الرجل ليثقل صدقة امراته حتى يكون لها عداوة في نفسه ويقول قد كلفت اليك علق القربة او عرق القربة وكنت رجلا عربيا مولدا ما ادرى ما علق القربة او عرق القربة ابو العجفاء سلمی سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا مت مہنگا کرو مہر عورتوں کے اگر ایسا کرنا عزت ہوتی دنیا میں یا تقوی ہوتا اللہ کے پاس تو تم سب میں اسکے زیادہ حقدار اور اولی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور آپ نے اپنی بی بیوں میں سے اور بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا اور مرد اپنی عورت کا مہر بھاری کرتا ہے یہانتک کہ اپنے دل میں اُسکی دشمنی پیدا کر لیتا ہے وہ کہتا ہے میں نے تیرے لیے تکلیف اٹھائی یہانتک کہ مشک کی رسی بھی اٹھائی یا مجھے پسینہ آیا مشک کے پانی کی طرح ابو العجفاء نے کہا میں ایک مولد آدمی تھا یعنے اصلی عرب کے رہنے والا نہ تھا بلکہ دوسرے ملک سے آکر عرب میں پیدا ہوا تھا تو میں سمجھا نہیں حضرت عمر نے جو لفظ بولا علق القربہ یا عرق القربہ **عن** عبد الله بن عامر بن ربيعة عن ابيه ان رجلا من بني فزارة تزوج على نعلين فاجاز النبي صلى الله عليه وسلم نكاحه عامر بن ربیعہ سے روایت ہے ایک شخص نے بنی فزارہ میں سے نکاح کیا دو جوتیوں پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نکاح جائز رکھا **عن** سهل بن سعد قال جاءت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال من يتزوجها فقال رجل انا فقال النبي صلى الله عليه وسلم اعطها ولو خاتما من حديد فقال

لیس معی قال قد زوجتکھا علی ما معک من القرآن سہل بن سعد سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئی آپ نے فرمایا کون اس سے نکاح کرتا ہے ایک مرد بولا میں آپ نے فرمایا اسکو کچھ دے اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ بولا
میرے پاس تو کچھ نہیں آپ نے فرمایا مینے اسکا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اس قرآن کے بدل جو تجھکو یاد ہے **ف** یعنی اسقدر
قرآن اس عورت کو سکھلا دیجیو یہی مہر ہے آن دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں ہے ایک لوہے کی
انگوٹھی بھی مہر ہو سکتی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو قرآن کا سکھلا دینا بھی مہر ہو سکتا ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور
علما کا یہی قول ہے اور احمد اور ابو داؤد نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مرد ایک عورت کو
مٹھی بھر اناج دیوے مہر کے طور پر تو وہ اسکے لیے حلال ہو جاویگی اسکا اسناد ضعیف ہے اور دارقطنی کی روایت میں ہے ابو
سعید سے کہ اگرچہ مہر ایک مسواک ہو پیلو کی اور صحیحین میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آپ نے نکاح کر دیا ایک عورت کا تعلیم
قرآن پر اب ان صحیح حدیثوں کے معارض وہ روایت نہوگی کہ مہر دس درم سے کم نہیں ہے اسکو دارقطنی نے نکالا جابر سے
کیونکہ اسکے اسناد میں مبشر بن عبید ہے اور حجاج بن ارطاۃ دونوں ضعیف ہیں ابن قیم نے کہا صحیح حدیثوں سے نکاح
کا جواز دس درم سے کم مہر پر ثابت ہے اور قرآن میں بھی باموالکم کا لفظ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور مہر کا قیاس
نصاب سرقہ پر ایک فاسد قیاس ہے بھلا نکاح کو چوری سے کیا علاقہ اور تحلیل فرج کو قطع ید سے کیا تعلق اور کئی بار اوپر
گذر چکا کہ سب سے زیادہ صحیح قیاس اہلحدیث کا ہوتا ہے اور جسقدر آدمی حدیث سے واقف ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس عمدہ ہوگا
اور جسقدر حدیث سے دور ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس فاسد ہوگا انتہی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم تزوج عائشۃ علی متاع بیت قیمتہ خمسون درھما ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عائشہ سے نکاح کیا گھر کے اسباب پر جسکی قیمت پچاس درم تھی **ف** پچاس درم کے ساڑھے بارہ تیرہ روپیہ کلدار ہوئے جب
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض کا جو تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہیں اور کیسے بادشاہ دین اور دنیا کی محبوب بی بی
ہیں یہ مہر ہو تو اور کسی عورت کی کیا حقیقت ہے جو کہا جاوے کہ یہ مہر اسکے لائق نہیں ہے قسم خدا کی کوئی بادشاہ بیگم اور شاہزادی
اس لائق بھی نہیں ہے کہ حضرت عائشہ کی جوتیاں اپنے سر پر رکھا کرے یا اللہ ہمکو قیامت میں ہماری ماں کی خدمت نصیب کر
اور ہمکو اپنی ماں کی کفش برداری میں رکھ آمین یا رب العالمین **باب** الرجل یتزوج ولا یفرض لھا فیموت علی
ذلک ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرے لیکن مہر معین نہ کرے پھر مر جاوے تو کیا حکم ہوگا عن عبد اللہ انہ سئل عن
رجل تزوج امرأۃ فمات عنھا ولم یدخل بھا ولم یفرض لھا قال فقال عبد اللہ لھا الصداق ولھا المیراث و
علیھا العدۃ فقال معقل بن سنان الاشجعی شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی بروع بنت

وَاشِقٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر مر گیا اور اس عورت سے صحبت نہیں کی
اور نہ اسکا مہر مقرر کیا تو عبداللہ نے کہا کہ اس عورت کو مہر ملیگا اور ترکہ بھی ملیگا اور اسپر عدت بھی لازم ہوگی یہ سنکر معقل بن سنان
اشجعی کھڑا ہوا اور بولا کہ میں موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے باب میں ایسا ہی حکم دیا **ف**
یہ روایت مختصر ہے دوسرے طریقوں میں یوں ہے کہ عبداللہ نے کہا اس عورت کو مہر مثل ملیگا یعنے اسکے کنبے کی عورتوں کا جو
مہر ہوگا وہی اسکو دلایا جاویگا نہ کم اور نہ زیادہ پھر معقل نے گواہی دی تو عبداللہ بن مسعود نہایت خوش ہوئے کہ انکا فیصلہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہوا ابن قیم نے کہا اس فتوی کی معارض کوئی فتوے نہیں تو اسپر عمل کرنا ضرور ہے
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ دوسری روایت بھی عبداللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **بَابُ** خُطْبَةِ النِّكَاحِ نکاح کے
خطبے کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اُوْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ اَوْ
قَالَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ فَعَلَّمَنَا خُطْبَةَ الصَّلٰوةِ وَخُطْبَةَ الْحَاجَةِ خُطْبَةُ الصَّلٰوةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَخُطْبَةُ الْحَاجَةِ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ
وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ
فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ
تَصِلُ خُطْبَتَكَ بِثَلَاثِ اٰيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْاَرْحَامَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہتری کی ساری باتیں
دیے گئے تھے یا بہتری کی خاتم یا بہتری کی فاتح باتیں (یعنے بھلائی کے شروع اور بھلائی کے اخیر کی) تو آپنے ہم کو نماز کا خطبہ
سکھلایا اور حاجت کا یعنے نکاح کا نماز کا تو خطبہ یہ ہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلے عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور حاجت
یعنے نکاح کا خطبہ یہ ہے الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدیہ اللہ
فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد
تین آیتیں پڑھنا چاہیے قرآن میں سے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور واتقوا اللہ
الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا اور یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم

ونغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما **ف** دارمی کی روایت مین ہی کہ اس خطبے کے بعد پھر نکاح پڑہا جاوے یعنے ایجاب قبول کرایا جاوی - ترمذی نے روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس خطبے مین تشہد نہین ہی وہ جذامی ہاتھہ کیطرح ہے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد ابن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنے خطبے مین) الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بالحمد اقطع ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کام شان والا (یعنے اعتبار کے لائق کام جیسے کتاب یا رسالہ یا خطبہ وغیرہ) اللہ کی تعریف سی شروع نہ کیا جاوی وہ کٹا ہوا ہے **ف** یعنے ناتمام ہے یا بے برکت ہی

باب

اعلان النکاح نکاح کو مشہور کرنا (ظاہر کرنا لوگون پر) **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعلنوا ھذا النکاح واضربوا علیہ بالغربال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظاہر کرو اس نکاح کو اور دف بجاؤ نکاح پر **ف** تاکہ سب لوگون کو خبر ہو جاوے کہ یہان نکاح ہوا ہے اب اختلاف ہی علما کا کہ سوا دف کے اور باجے بھی درست ہین جیسے طبلہ سارنگی مردنگ وغیرہ بعضون نے دف کے سوا اور سب باجون کو ناجائز کہا ہے اور بعضون نے شادی اور عید مین جائز کہا ہے اور وقتون مین جائز نہین رکہا اور بعضون نے ہر وقت جائز کہا ہے اب یہ خیال کرنا کہ مزامیر بالاتفاق حرام ہین غلط ہی ہمیشہ علما کا اختلاف اس مین چلا آیا ہے لیکن اولی یہ ہے کہ مزامیر نہ سنے **عن** محمد بن حاطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بین الحلال والحرام الدف والصوت ورفع الصوت فی النکاح محمد بن حاطب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال اور حرام مین فرق یہہ ہی کہ دف بجایا جاوی اور گانے کی آواز ہو نکاح مین **ف** تو دف بجانا اور گانا شادی اور عید مین درست ہے اور اس کی اباحت مین احادیث صحیحہ وارد ہین لیکن یہہ ضرور ہے کہ غیر محرم عورتین نہ گاتی ہون اور جیسا اس زمانہ مین رواج ہی کہ جوان فاحشہ عورتین گاتی بجاتی ہین اسکے توحرام ہونے مین کسیکو کلام نہین ہے

باب

الغناء والدف گانا اور دف بجانا کیسا ہی **عن** ابی الحسین اسمہ خالد المدنی قال کنا بالمدینۃ یوم عاشوراء والجواری یضربن بالدف ویتغنین فدخلنا علی الربیع بنت معوذ فذکرنا ذلک لھا فقالت دخل علی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم صبیحۃ عرسی وعندی جاریتان تغنیان وتندبان اٰبائی الذین قتلوا یوم بدر وتقولان فیما تقولان وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ فقال اما ھذا فلا تقولوہ ما یعلم ما فی غدٍ الا اللہ ابو الحسین سے روایت ہے جنکا نام خالد مدنی تھا کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے عاشوراء کے دن اور لڑکیاں دف بجاتی تھیں اور گاتی تھیں ہم ربیع بنت معوذ پاس گئے ان سے یہ بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جسدن میری شادی ہوئی تھی اسکی صبح کو اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں جو گاتی تھیں اور میرے باپ دادوں کا ذکر کرتی تھیں جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے اور گانے میں وہ یہ بھی گانے لگیں وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مت کہو کل کی بات کوئی نہیں جانتا اللہ تعالے کے سوا **ف** بعض علما نے کہا یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا تھا اور حافظ ابن حجر نے کہا مجھے قوی دلیلوں سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ تھا کہ آپکو اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اسکی طرف نظر کرنا درست تھا ہم کہتے ہیں اس حدیث میں تو اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور لڑکیوں سے مراد نابالغ لڑکیاں ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسیکو نہیں ہے اور اسپر اتفاق ہے علما کا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ شادی اور خوشی میں دف بجانا اور گانا کچھ منع نہیں ہے اور علامہ ابن حزم ظاہری نے تو تمام مزامیر کو جائز رکھا ہے دف پر قیاس کرکے اور تفصیل اس مسئلہ کی ہدایت السائل اور دلیل الطالب میں سید علامہ نے خوب کی ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غنا اور مزامیر میں علماے دین کا اختلاف چلا آیا ہے اور ہمیشہ اسکو اختلافی مسئلہ سمجھنا چاہیے اور کسی مسلمان کی تضلیل یا تفسیق اس کی وجہ سے جائز نہیں ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے سماع اور مزامیر کو جائز رکھا ہے لیکن کئی شروط کے ساتھ جو اونچے کتابوں میں مذکور ہیں **عن** عائشۃ قالت دخل علی ابوبکرٍ وعندی جاریتان من جواری الانصار تغنیان بما تقاولت بہ الانصار فی یوم بعاث قالت ولیستا بمغنیتین فقال ابوبکرٍ ابمزمور الشیطان فی بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک فی یوم عیدٍ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکرٍ ان لکل قومٍ عیدا وھذا عیدنا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ابوبکر صدیق میرے پاس آئے اور سوقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں گا رہی تھیں جو شعر انکے لوگوں نے بعاث کے دن کہے تھے (بعاث ایک مقام کا نام ہے وہاں انصار کی دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں لڑائی ہوئی تھی پھر یہ لڑائی ایک سو بیس برس تک قائم رہی جب اسلام آیا تو اسکی برکت سے یہ لڑائی موقوف ہوئی) اور وہ گانیوالیاں نہ تھیں (یعنی ان لڑکیوں کا پیشہ گانے کا نہ تھا) ابوبکر نے کہا کیا شیطان کا باجا لیکر بیٹھے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے (جس دن وہ خوشی کرتے ہیں گاتے بجاتے ہیں) اور یہ ہماری عید ہے **ف** تو آپ نے جائز رکھا عید کے دن

گانے کو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِبَعْضِ الْمَدِينَةِ فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ
وَيَتَغَنَّيْنَ وَيَقُلْنَ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ ۔ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ يَعْلَمُ
إِنِّي لَأُحِبُّكُنَّ ۔ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی بعض رستون مین گذرے آپنے دیکھا کچھ لڑکیاں
اپنی دف بجاتی ہین اور گاتی ہین اور کہتی ہین نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار ہم لڑکیاں ہین بنی نجار کی کیا
عمدہ پڑوسی ہین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر آپنے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ مین تم سے محبت رکھتا ہون **ف** دوسری
روایت مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تشریف فرمائے مدینہ ہوئے تو انصار کی لڑکیاں رستون پر نکلین گاتی بجاتی
تھین آپ کی تشریف آوری کی خوشی مین طلع البدر علینا من ثنیات الوداع ۔ وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
آپنے فرمایا اللہ تم سے محبت رکھتا ہے اصل یہ ہے کہ الاعمال بالنیات ان لڑکیون کو گانے بجانے سے اور کوئی غرض نہ تھی سوا
اسکے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے ایسا کرتی تھین بس اللہ اور اسکے رسول کی محبت بیکار جانیوالی نہین بلکہ
محبت ہی اصل ہے اور سب اسکے توابع ہین اور یہ لڑکیان کچھ گانیوالی نہین تھین نہ گانیکا پیشہ رکھتی تھین بلکہ کم سن اور نابالغ تھین
اور آپکے تشریف لانے کی خوشی مین معمولی طور سے گانے بجانے لگین یہ مباح ہے اسکی اباحت مین کچھ شک نہین اور بعض
علما نے کہا ہے کہ گانیکی حرمت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اسیطرح مزامیر کی حرمت مین اور تفصیل کی اس مسئلہ
کی علامہ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان مین اور ترجیح دیا انہون نے گانے اور مزامیر کی حرمت کو اور ابن حزم نے ترجیح
دیا اباحت کو اور یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن حنفیہ کے فقہا غنا اور مزامیر کی حرمت کیطرف گئے ہین قاضیخان نے کہا
کہ مزامیر کی آواز سننا حرام ہے اور وہان بیٹھنا گناہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ پرہیز کیا جاوے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ
قَالُوا نَعَمْ قَالَ أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ يُغَنِّي قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ
فِيهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ ۔ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت
عائشہ نے انصار مین سے ایک اپنی رشتہ دار کا نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہان تشریف لائے آپنے فرمایا
تمنے دولہن کو روانہ کر دیا لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا اسکے ساتھ کوئی گانیوالا بھی بھیجا حضرت عائشہ نے کہا نہیں
آپنے فرمایا انصار ایسے لوگ ہین جو غزل پسند کرتے ہین (یعنے عمدہ عمدہ باتین کرنا) تو کاش تم دولہن کے ساتھ ایک
شخص بھیجتے جو کہتا (گاکر) اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ہم تمہارے پاس آئے تمہارے پاس آئے اللہ تم کو اور ہم کو سلامت
رکھے **ف** اسکے بعد یہ ہے لولا الحنطۃ السمراء لم تسمن عذاریکم اگر گیہون گہونسے رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری کنواری

انگلیاں موٹی نہ ہوتیں **عن** مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَمِعَ صَوْتَ طَبْلٍ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ ثُمَّ تَنَحَّى حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مجاہد سے روایت ہے میں ابن عمر کے ساتھ تھا انہوں نے طبلہ کی آواز سنی تو انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور وہاں سے سرک گئے تین بار ایسا ہی کیا پھر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا **ف** یہ دلیل ہے ان لوگوں کی جو مزامیر کو حرام کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث سے حرمت نہیں نکلتی بلکہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبلہ کی سخت آواز ناگوار گذری ہوگی تو آپ نے کان بند کر لئے اور جو لوگ طبلہ کو حرام کہتے ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اسکی آواز سننا جو بلا قصد ہو حرام ہے ورنہ رستے چلنا دشوار ہوگا اور محلے میں رہنا **باب** الْمُخَنَّثِينَ ہیجڑوں کا بیان **ف** عربی میں ہیجڑے کو مخنث کہتے ہیں یہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو خلقی جسکے بدن میں پیدائش سے نرمی اور اعضا میں لوچ ہوتا ہے عورتوں کی طرح اسپر کچھ گناہ نہیں نہ یہ برا ہے اللہ کے نزدیک دوسرے جو بنایا جاتا ہے خصیے نکالکر یہ مذموم اور ملعون ہے۔ **عن** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَمِعَ مُخَنَّثًا وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ يَفْتَحِ اللَّهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوهُ مِنْ بُيُوتِكُمْ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر میں گئے وہاں ایک مخنث کو دیکھا جو عبد اللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالی کل طائف کو فتح کر دیگا تو میں تمکو ایک عورت بتلاؤں گا جب وہ سامنے آتی ہے تو چار بٹیں اسکے پیٹ پر ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بٹیں دکھلائی دیتی ہیں رہی چار بٹیں دونو طرف سے نمود ہوکر آٹھ ہو جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ عورت موٹی ہے اور پر گوشت اور عرب لوگ موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نکال دو اپنے گھروں سے **ف** پہلے یہ مخنث ام المومنین کے گھر میں جاتا تھا اسوجہ سے کہ عورتوں سے مخنث کو تعلق نہیں ہوتا تو وہ غیر اولے الاربہ میں داخل ہوا بعد اسکے جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ عورتوں کی تعریف کرتا ہے تو اسکو گھروں میں جانے سے منع کر دیا اس مخنث کا نام ہیت تھا بعد اسکے آپ نے اسکو مدینہ سے نکلوا دیا حمے کی طرف جب حضرت عمر کی خلافت ہوئی تو لوگوں نے کہا اب وہ بوڑہا اور ناتوان ہو گیا ہے اور محتاج ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو اجازت دی کہ ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن شہر میں آیا کرے اور بھیک مانگ کر پھر اپنی جگہہ چلا جایا کرے اور وہیں رہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمَرْأَةَ تَتَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ وَالرَّجُلَ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے لعنت کی اس عورت پر جو مردون کا بھیس بنا دے اور لعنت کی اس مرد پر جو عورتون کا بھیس بنا دے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔
ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردون پر جو عورتون کی مشابہت کرین اور ان عورتون پر جو مردون
کی مشابہت کرین **بَابُ** تَهْنِئَةِ النِّكَاحِ نکاح کی مبارکبادی دینا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَّاَ قَالَ بَارَكَ اللهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دولہہ کو مبارکباد دیتے تو یون فرماتے اللہ برکت دیوے تمکو اور برکت دیوے تم پر اور تم دونون مین
اتفاق رکھے خیریت کے ساتھ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِّنْ بَنِیْ جُشَمٍ فَقَالُوْا بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ
فَقَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ
عقیل بن ابیطالب نے ایک عورت سے نکاح کیا جو بنی جشم مین سے تہی لوگون نے (جاہلیت کے دستور کے موافق) یون کہا بالرفاء
والبنین یعنے جورو مرد مین اتفاق ہو اور بیٹے پیدا ہون عقیل نے کہا اسطرح مت کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یا اللہ برکت دے انکو اور برکت دے انپر **ف** اگرچہ جاہلیت کا کلام بہی کچہ ایسا برا نہ تہا اس سو فقیر مگر چونکہ اس
سے یہ نکلتا تہا کہ بیٹیون کا ہونا ان کو پسند نہین ہے اسوجہ سے ممانعت کی **بَابُ** الْوَلِيْمَةِ ولیمہ کا بیان **ف**
ولیمہ اس کہانے کو کہتے ہین جو خاوند کیطرف سے ہوتا ہے شب زفاف کے بعد اور یہ کہانا مسنون ہے اقل درجہ یہ ہے کہ اس
مین ایک بکری کاٹے اور ستو اور جو اور مٹہائی پر بہی ولیمہ درست ہے غرض ہر کہانے سے ہوسکتا ہے اور بعضون نے
اسکو واجب کہا ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ
صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا اَوْمَهْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ
اللهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف پر زردی کا نشان دیکہا
زعفران کا انکے کپڑے یا بدن پر تو فرمایا یہ کیا ہے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے
ایک نواۃ (پانچ درم) سونے برابر پر فرمایا اللہ برکت دیوے تجہ کو ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو **ف** شاید دلہن
کے پاس رہنے سے عبد الرحمان کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگ گئی ہوگی اور حنفیہ اور شافعیہ نے مرد کو زعفران لگانا
منع رکہا ہے گو شادی مین سہی اور مالکیہ نے کہا کہ کپڑے مین لگانا درست ہے لیکن بدن مین درست نہین عَنْ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى شَیْءٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ
فَاِنَّهٗ ذَبَحَ شَاةً انس بن مالک سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بڑا ولیمہ اپنی کسی عورت کے نکاح مین کرتے

نہین دیکھا جتنا حضرت زینب کے نکاح مین کیا آپ نے ایک بکری کاٹی **ف** تو ولیمہ کی کوئی حد نہین جسقدر مقدور اور جتنی ضرورت ہو اتنا کھانا طیار کرسکتا ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِسَوِيْقٍ وَتَمْرٍ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا حضرت صفیہ کا ستو اور کھجور پر **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْمَةً مَا فِيْهَا لَحْمٌ وَلَا خُبْزٌ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهِ اِلَّا ابْنُ عُيَيْنَةَ انس بن مالک نے کہا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ مین شریک تھا اس مین نہ گوشت تھا نہ روٹی ۔ ابن ماجہ نے کہا اسکو نہین بیان کیا مگر سفیان بن عیینہ نے **عن** عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ قَالَتَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُجَهِّزَ فَاطِمَةَ حَتّٰى نُدْخِلَهَا عَلٰى عَلِيٍّ فَعَمَدْنَا اِلَى الْبَيْتِ فَفَرَشْنَاهُ تُرَابًا لَيِّنًا مِنْ اَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَيْنِ لِيْفًا فَنَفَشْنَاهُ بِاَيْدِيْنَا ثُمَّ اَطْعَمْنَا تَمْرًا وَزَبِيْبًا وَسَقَيْنَا مَاءً عَذْبًا وَعَمَدْنَا اِلٰى عُوْدٍ فَعَرَضْنَاهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ لِيُلْقٰى عَلَيْهِ الثَّوْبُ وَيُعَلَّقَ عَلَيْهِ السِّقَاءُ فَمَا رَاَيْنَا عُرْسًا اَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی ہمکو حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حضرت فاطمہ کی جہیز کی طیاری کرین اور ان کو لے جاوین حضرت علی مرتضی کے پاس تو ہم گئین ایک کوٹھری کی طرف اور بطحا (میدان) کے کونون سے نرم مٹی لی وہ اس کوٹھری مین بچھائی (گویا یہی فرش تھا) پھر دو تکیے ہمنے طیار کیے خرمے کی چھال ان مین بھری اور اسکو توما ہمنے اپنے ہاتھون سے بعد اسکے ہمنے (لوگون کو) کھلایا کھجور اور انگور اور میٹھا پانی پلایا اور ایک لکڑی ہمنے لی وہ کوٹھری کے ایک کونے مین لگادی کپڑا اوڑھنے کے لیے اور مشک لٹکانے کے لیے اور ہم نے حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی شادی نہین دیکھی **ف** سبحان اللہ دین اور دنیا کی بادشاہزادی اور اسکی شادی مین اسقدر کم سامان اب اس زمانے مین غریب سے غریب آدمی کی شادی مین بھی اس سے کہین زیادہ سامان ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا سے آپکو پاک رکھا اسیطرح آپ کی آل کو بھی اور جب تک جیے ہمیشہ فقر اور فاقہ اور مصائب مین مبتلا رہے کیونکہ آخرت کے مزے انہی کے لیے ہین اور یہ جو حدیث مین ہی کہ حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی ہمنے شادی نہین دیکھی اسکا یہ مطلب ہے کہ بے تکلفی اور خوشی اور رحمت کے ساتھ شادی ہو تو وہی شادی ہے اور جتنا تکلف زیادہ ہو اتنی ہی شادی کیا ہے بربادی ہے **عن** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ دَعَا اَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عُرْسِهِ فَكَانَتْ خَادِمَهُمُ الْعَرُوْسُ قَالَتْ تَدْرِيْ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَنْقَعْتُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ صَفَّيْتُهُنَّ فَاَسْقَيْتُهُنَّ اِيَّاهُ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہی ابو اسید ساعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی مین بلایا تو سب لوگون کی خدمت دولہن ہی نے کی وہ دولہن کہتی

تھی تم جانتے ہو میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پلایا میں نے چند کھجوریں رات کو بھگو دی تھیں صبح کو میں نے ان کو صاف کیا اور وہ شربت آپکو پلایا **باب** اِجَابَةِ الدَّاعِي دعوت قبول کرنا چاہیے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعىٰ لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور محتاج نہیں بلائے جاتے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے نافرمانی کی اللہ اور اُسکے رسول کی **ف** ہرچند ولیمہ کا کھانا سنت ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا ہے مگر اُسکو برا کہا اسوجہ سے کہ اس میں مالداروں کی ہی دعوت ہوتی ہے اور محتاجوں کو کوئی نہیں پوچھتا معلوم ہوا کہ عمدہ کھانا وہ ہے جس میں محتاج بھی شریک ہوں خیر یہ بات تو صحابہ کیوقت میں تھی کہ صرف ولیمہ کے کھانے میں محتاج کم شریک ہوتے تھے لیکن اور کھانوں میں محتاج شریک رہتے ہمارے زمانہ میں تو ایک بڑی آفت پیدا ہوئی ہے جس سے مسلمانوں پر رونا آتا ہے وہ یہ کہ جو کھانے ایصال ثواب کے لیے کیے جاتے ہیں اس میں بھی مالداروں اور امیروں ہی کو بلاتے ہیں اور محتاجوں کو ایک نوالہ بھی نہیں دیتے لاحول ولا قوۃ بھلا میت کو خاک ثواب ہوگا بلکہ اور عتاب ہونے کا ڈر ہے سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ محتاجوں کو دعوت میں زیادہ بلاوے اگر کچھ لوگ اپنے دوست آشنا مالدار بھی ہوں تو مضائقہ نہیں پر جب یہ محتاج آویں تو ان کو بڑی خاطرداری کے ساتھ عمدہ عمدہ کھانے کھلاوے اور اگر ممکن ہو تو خود بھی محتاجوں میں شریک ہو کر انکے ساتھ کھاوے حضرت ابو النجیب سہروردی کو ایک رئیس نے کافر قیدیوں کے سر پر کھانا لاد کر بھیجا اونھوں نے کہا ان قیدیوں کے بھی ہاتھ دھلاؤ اور کھانے پر بٹھاؤ اور خود بھی انکے زمرے میں شریک ہو کر کھانے کے لیے بیٹھے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى وَلِيْمَةِ عُرْسٍ فَلْيُجِبْ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے شادی کی دعوت میں (ولیمہ میں) بلایا جاوے تو قبول کرے **ف** بعضوں نے کہا اس حدیث کی رو سے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور بعضوں نے کہا فرض کفایہ ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے یہ جب ہے کہ دعوت معین ہو اگر دعوت عام ہو تو قبول کرنا واجب نہ ہوگا کسلیے کہ اسکے نہ جانے سے میزبان کی خاطر شکنی نہ ہوگی اور دعوت کا قبول کرنا ساقط ہو جاتا ہے عذر کی وجہ سے مثلاً دعوت کا کھانا مشتبہ ہو یا وہاں نرے مالدار حاضر ہوتے ہوں یا صاحب دعوت صحبت کے لائق نہ ہو یا دعوت سے مقصود حب جاہ اور تکبر ہو یا وہاں خلاف شرع کام ہوں جیسے فواحش کا اجتماع رقص وغیرہ **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلِيْمَةُ اَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِي مَعْرُوْفٌ وَالثَّالِثُ رِيَاءٌ وَسُمْعَةٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ اول دن حق ہے یعنے واجب ہے اور ایک روز دعوت کرنا یہ ان کے نزدیک

معنے ہوگا جو ولیمہ کو واجب کہتے ہیں اور جو سنت کہتے ہیں وہ حق سے یہ معنی لیں گے کہ ایک دن ضرور ہی) اور دوسرے دن دستور
کے موافق ہے یعنی جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کو کھلانے کے لیے) اور تیسرے دن کھلانا ہے اور سنانا (یعنے شہرہ کے لیے) ریا
ہے اور منع ہے **باب** الإقامة على البكر والثيب کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے **ف** باب کا مطلب یہ ہے
کہ جب ایک شخص پاس پہلے سے بی بی ہو اب ایک نئی بی بی اور کرے تو اگر وہ کنواری ہو تو سات دن تک اسکے پاس رہے اور
اگر ثیبہ ہو تو تین دن تک پھر دونوں بی بیوں پاس باری باری ایک ایک روز رہا کرے شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے
اور اس سے غرض یہ ہے کہ نئی دولہن کا دل ملانا ضرور ہے اگر پہلے ہی سے باری باری رہے تو اسکو وحشت ہوجانے کا ڈر ہے
اور کنواری کا دل ذرا دیر میں ملتا ہے اسلیے سات دن اسکے لیے رکھے اور ثیبہ کا دل جلدی ملجاتا ہے تین دن اسکے لیے
رکھے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں لیکن حنفیہ نے انکا خلاف کیا ہے اور اپنی عادت کی موافق عموم آیت سے دلیل
لی ہے فان خفتم ان لا تعدلوا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ عدل کے خلاف نہیں ہے اور قرآن شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اس باب کی حدیثیں مشہور اور متعدد صحابہ سے مروی ہیں تو کتاب اللہ کی
تخصیص انسے جائز ہوگی اور خود حنفیہ نے مسح ناصیہ کے باب میں مقسم کی احادیث سے حجت لی ہے **عن** انس رضہ
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن للثيب ثلاثا وللبكر سبعا انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ثیب کے لیے (جس سے نئی شادی ہوا) تین دن ہیں اور کنواری کے لیے سات دن (پھر برابر تقسیم کرے)۔
عن أم سلمة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما تزوج أم سلمة أقام عندها ثلاثا وقال ليس بك
على أهلك هوان إن شئت سبعت لك وإن سبعت لك سبعت لنسائي ام المومنین ام سلمہ رضہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو تین دن تک ان کے پاس رہے اور فرمایا تو میرے نزدیک ذلیل نہیں ہے اگر تو چاہے تو
میں سات روز تک تیرے پاس رہ سکتا ہوں (یعنے اور سات روز تک اس تین دن کے سوا) پھر میں اپنی سب عورتوں پاس
سات سات دن تک رہوں گا **ف** اور اسکے بعد تیری باری آویگی اس میں بہت عرصہ ہوتا تھا لہذا ام المومنین
نے اسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ بس تین دن آپکا رہنا میرے پاس کافی ہے اب باری باری ایک ایک روز
سب کے پاس رہکر میرے پاس بھی آیے **باب** ما يقول الرجل إذا دخلت عليه أهله آدمی اپنی بی بی کے
پاس جاوے تو کیا کہے **عن** عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا أفاد أحدكم
امرأة أو خادما أو دابة فليأخذ بناصيتها وليقل اللهم إني أسألك من خيرها وخير ما جبلت
عليه وأعوذ بك من شرها وشر ما جبلت عليه عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے حاصل کرے جورو یا غلام لونڈی یا جانور تو اسکی پیشانی پکڑے اور کہے اللھم انی اسالک خیرہا یعنے یا اللہ میں اسکی بھلائی تجھسے مانگتا ہون اور اسکی خلقت اور طبیعت کی بھلائی اور پناہ مانگتا ہون تیری اسکی برائی سے اور اسکی خلقت اور طبیعت کی برائی سے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو ان احدکم اذا اتی امراتہ قال اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی ثم کان بینہما ولد لم یسلط اللہ علیہ الشیطان او لم یضرہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کوئی جب اپنی عورت سے صحبت کرے اور یہ کہے اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی پھر اس صحبت سے حمل رہجاوے تو اس بچہ پر شیطان کا زور نہ ہوگا یا شیطان اسکو نقصان نہ پہونچا سکے گا **ف** نقصان شیطان کا کئی صورت سے ہوتا ہے ایک یہ کہ بچہ کو بڑپن مین گمراہ کرے اور کفر اور فسق اور عقوق والدین مین مبتلا کرے دوسرے جب وہ پیدا ہو تو اسکی کوکھ مین کونچے تیسرے مرگی کا عارضہ اسکو لگادے چوتھی یہ کہ باپ کے ساتھ خود بھی جماع مین شریک ہوتا کہ بچہ کے نطفے مین اپنا اثر ہوجاوے مجاہد سے منقول ہے کہ جو شخص جماع سے پہلے اللہ کا نام نہین لیتا تو شیطان مرد کے ذکر پر لپٹ جاتا ہے اور جماع مین اسکا شریک ہوجاتا ہے اور امید ہے کہ یہ دعا پڑھنے سے سب نقصانون سے حفاظت ہوگی **باب التستر عند الجماع** جماع کیوقت ستر اور پردہ پوشی کرنا **ف** یعنی بالکل برہنہ نہ ہونا جانورون کیطرح ایسا کرنا مستحب ہے گو اپنی بی بی کے سامنے ننگا ہونا بھی درست ہے **عن** بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قلت یا رسول اللہ عوراتنا ما ناتی منہا وما نذر قال احفظ عورتک الا من زوجتک او ما ملکت یمینک قلت یا رسول اللہ ارایت ان کان القوم بعضہم فی بعض قال ان استطعت الا یرینہا احدا فلا تریہا قلت یا رسول اللہ فان کان احدنا خالیا قال فاللہ احق ان یستحیی منہ من الناس بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا انہون نے دادا سے مین نے کہا یا رسول اللہ ہماری شرمگاہین ہین یعنے عورتین انمین سے ہم کیا کھول سکتے ہین اور کیا چھپاوین آپنے فرمایا ہمیشہ اپنی عورت کو چھپائے رکھہ یعنے قبل اور دبر کو اور بعضون نے کہا ران کو بھی بعضون نے کہا ناف کو بھی بعضون نے کہا گھٹنے کو بھی مگر اپنی بی بی سے یا لونڈی سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر لوگ ملے جلے رہتے ہون (جیسے ناتیوالے ایک گھر مین رہتے ہین) آپنے فرمایا اگر تو یہ کرسکے کہ تیری عورت کو کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کر کوئی اسکو نہ دیکھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم مین سے اکیلا ہو آپنے فرمایا تو اللہ سے شرم کرنا چاہیے لوگون سے زیادہ **ف** تو آپنے کسی طرح کشف عورت کی اجازت نہ دی اب جو لوگ حمام مین نہلانیوالون یا حجام کے سامنے ننگے ہوجاتے ہین یا عورتین ایک دوسرے کے سامنے یہ شرع کے رو سے بالکل منع ہے اور حاکم وقت کو اس پر سزا

دینا چاہیے۔ اگرچہ تنہائی میں ننگے ہونا درست ہے مگر ضرورت سے جیسے نہاتے وقت یا حاجت کے وقت یہ نہیں کہ بلا ضرورت ننگی ہو کر بیٹھے اللہ تعالیٰ سے اور فرشتوں سے شرم کرنا چاہیے سبحان اللہ جیسی شرم و حیا اسلام کے دین میں ہے ویسی کسی دین میں نہیں ہے یہود اور نصاریٰ ننگے نہاتے ہیں ایک دوسرے کے سامنے اور مشرکین جاہلیت کے وقت میں ننگے ہو کر طواف اور عبادت کیا کرتے تھے اور اب بھی یہ رسم ہندوؤں میں موجود ہے مگر اسلام نے ان سب باتوں کو رد کر دیا اور تہذیب اور حیا اور شرم سکھلائی عن عتبۃ بن عبد السلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اھلہ فلیستتر ولا یتجردا تجرد العیرین عتبہ بن عبد سلمی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی بی بی سے صحبت کرے تو کپڑا اوڑھ لیوے اور گدھوں کی طرح ننگا نہ ہووے ف یعنے جیسے گدھا گدھی جماع کرتے ہیں ننگے ہو کر یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ اوپر گذر چکا کہ اپنی عورت کے سامنے ننگا ہونا درست ہے عن عائشۃ قالت ما نظرت او ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط قال ابو بکر قال ابو نعیم عن مولاۃ لعائشۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہیں دیکھی ف سبحان اللہ شرم و حیا اسی کو کہتے ہیں

باب النھی عن اتیان النساء فی ادبارھن

عورتوں سے دبر میں وطی کرنے کی ممانعت عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ الی رجل جامع امرأتہ فی دبرھا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نہیں دیکھیگا اس شخص کی طرف جو اپنی عورت سے دبر میں جماع کرے گا ف نکالا اسکو امام احمد اور بزار اور سنن والوں نے ہر لفظ سے کہ ملعون ہے جو کوئی جماع کرے اپنی عورت سے اسکی دبر میں لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے حارث بن مخلد مجہول ہے اور احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حائضہ عورت سے جماع کرے یا کسی عورت کے دبر میں یا نجومی کی بات سچ جانے اس نے انکار کیا اس کا جو محمد پر اترا اسکے اسناد میں ابو تمیمہ ہے بزار نے کہا وہ حجت نہیں ہے اور جس روایت کو وہ اکیلا نقل کرے وہ کوئی چیز نہیں ہے اور بخاری نے کہا اس نے ابو ہریرہ سے نہیں سنا اور احمد اور ترمذی نے اور نسائی نے حضرت علی سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت جماع کرو عورتوں سے ان کی دبر میں اسکے راوی ثقہ ہیں اور احمد اور نسائی نے عمرو بن شعیب سے نکالا عن ابیہ عن جدہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت سے دبر میں جماع کرنا لواطت صغریٰ ہے اور اس باب میں کئی حدیثیں ہیں جو ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور ائمہ اربعہ اور تمام علماء حدیث نے اتفاق کیا اسکی حرمت پر لیکن بعض علماء نے کہا وہ جائز ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

فاتوا حرثکم انی شئتم اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی تفسیر دوسری ہے جو آگے منقول ہوگی اور حرث کہتے ہیں کھیتی کو جہاں سے پیدا ہو وہ کھیتی ہے یعنے قبل اور دبر فرث ہے یعنے نجاست اور امام سیوطی نے تفسیر درمنثور میں کئی روایات اسکی اباحت میں نقل کیے ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی سچی بات سے شرم نہیں کرتا تین بار یہ فرمایا مت جماع کرو عورتوں سے انکی دبر میں ف اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَتْ يَهُوْدُ تَقُوْلُ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِيْ قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے یہودیوں کا یہ اعتقاد تھا جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اسکے قبل میں دبر کیطرف سے تو لڑکا ترچھا پیدا ہوگا (احول) تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم ف انصار بھی یہود کی پیروی کرتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی دبر کیطرف سے قبل میں جماع کرے تو لڑکا احول ہوگا اللہ نے اسکو باطل کیا اور قبل میں ہر طرح سے جماع کو جائز رکھا امام احمد نے روایت کیا کہ انصار کی ایک عورت نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عورت کے قبل میں کوئی جماع کرے دبر کیطرف سے تو آپنے یہ آیت پڑھی اور حضرت عمر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ہلاک ہوگیا آپنے فرمایا کیوں انہوں نے کہا میں نے اپنے پالان (عورت) کو اولٹا کیا رات کو آپنے کچھ جواب نہ دیا تب یہ آیت اتری یعنے اختیار ہے آگے سے جماع کرو یا پیچھے لیکن دخول ضرور ہے قبل میں ہو اور فرمایا کہ بچ حیض سے اور دبر سے نکالا اسکو امام احمد اور ترمذی نے تو مطلب آیت کا یہ نہیں ہے کہ دبر میں دخول کرنا جائز ہے جیسا مخالفین نے سمجھا طیبی نے کہا اگر دبر میں جماع کیا اجنبی عورت سے تو مثل زنا کے ہے اور جو اپنی عورت یا لونڈی سے کیا تو امر حرام کا مرتکب ہوا لیکن اسپر حد نہ ہوگی اور نووی نے کہا کہ مفعول اگر صغیر یا مجنون ہو یا زبردستی اسپر کی جاوے تو اسپر حد نہ ہوگی

بَابُ الْعَزْلِ عزل کا بیان ف وہ یہ ہے کہ انزال کیوقت ذکر کو باہر نکال لیوے تاکہ عورت حاملہ نہ ہو عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَتَفْعَلُوْنَ لَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ قَضَى اللّٰهُ لَهَا أَنْ تَكُوْنَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپنے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو کچھ قباحت نہیں اگر ایسا کرتے ہو اسلیے کہ جس جان کو اللہ سبحانہ وتعالی نے پیدا کرنا چاہا ہے تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ جابر سے روایت ہے ہم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اترا کرتا تھا

(آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اگر عزل منع ہوتا تو اللہ تعالی اُسکی ممانعت اتارتا) **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا آزاد عورت سے عزل کرنے سے مگر اُسکی اجازت سے **ف** البتہ لونڈی سے اُسکی اجازت کے بغیر بھی عزل درست ہے اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ عزل مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بہت صحابہ اور تابعین سے اُسکی اجازت بھی منقول ہے اور مسلم نے جذامہ بنت وہب سے نکالا کہ لوگون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپ نے فرمایا یہ پوشیدہ واد ہے (یعنے زندہ گاڑنا) اور جابر کی حدیث سے جواز نہین نکلتا شاید اُن کو ممانعت کی خبر نہ ہوئی ہو اسیطرح ابوسعید کی حدیث سے وہ محتمل ہے بعضون نے اس سے ممانعت نکالی ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل مین کیا تو اُسکو پیدا کرتا ہے کیا تو اسکو روزی دیگا نطفہ کو رکھدے جہان اُسکی جگہ ہے کیونکہ پیدایش تقدیر سے ہوتی ہے اور احمد اور مسلم نے اسامہ بن زید سے نکالا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا مین عزل کرتا ہون اپنی عورت سے آپ نے فرمایا کیون وہ بولا مین ڈرتا ہون اسکی بچہ پر آپ نے فرمایا اگر یہ نقصان کرتا تو فارس اور روم کو نقصان کرتا اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ آزاد عورت سے عزل نہ کیا جاوے مگر اُسکی اجازت سے بدلیل حدیث حضرت عمر کے لیکن اس کی اسناد مین ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعیہ کہتے ہین کہ عورت کو جماع مین کچھ حق نہین ہے

باب لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَعَلَى خَالَتِهَا

پھوپھی نکاح مین ہو تو اُسکے اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ نکاح مین ہو تو اس کے اوپر بھانجی نہ لاوے **ف** یعنی جمع نکرے پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی مین جیسے دو بہنون مین جمع نکرے اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ اون دو عورتون کا جمع جائز نہین جن مین ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسرے سے اُسکا نکاح جائز نہو پس اگر جمع کرے ایک عورت مین اور اُسکے باپ کی جورو مین یا ایک عورت مین اور اُسکی بیٹی کے جورو مین تو کچھ قباحت نہین ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ اپنی خالہ پر **ف** یعنی جب خالہ نکاح مین ہو تو اُسکی بھانجی کو نکاح نہ کرے البتہ اگر خالہ مرجاوے یا اُسکو طلاق دیدیوے تو بھانجی سے نکاح کرسکتا ہے اسیطرح جب پھوپھی نکاح مین ہو تو بھتیجی سے نکاح نکرے ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مین اس مسئلہ مین اختلاف نہین جانتا اور شافعی اور قرطبی اور ابن عبدالبر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے **عن** أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ نِكَاحَيْنِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا ابوسعید خدری سے روایت ہے اُنہون نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے آپ نے منع فرماتے تھے دو نکاحوں سے ایک تو یہ کہ مرد جمع کرے بھتیجی اور پھوپھی میں دوسرے یہ کہ جمع کرے خالہ اور بھانجی میں **ف**
اسیطرح جائز نہیں ہے جمع عورت میں اور اس کے باپ کی خالہ یا پھوپھی میں اور وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ سوکن ہونے سے اکثر عداوت
پیدا ہوتی ہے پس ناتا توڑنا پڑے گا **عن** اَبِی مُوسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ
الْمَرْأَۃُ عَلٰی عَمَّتِھَا وَلَا عَلٰی خَالَتِھَا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نہ نکاح کیجاوے عورت اسکی پھوپھی پر اور نہ اسکی خالہ پر **باب** الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَ فَیُطَلِّقُھَا قَبْلَ
اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اَتَرْجِعُ اِلَی الْاَوَّلِ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا لیکن دوسرے
خاوند نے جماع سے پہلے اسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند کو اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں اگر صحبت کرے دوسرا خاوند پھر
طلاق دیوے تو پہلے خاوند کو نکاح کرنا جائز ہے) **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ امْرَأَۃَ رِفَاعَۃَ الْقُرَظِیِّ جَاءَتْ اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَۃَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ
الزَّبِیْرِ وَاِنَّمَا مَعَہٗ مِثْلُ ھُدْبَۃِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَۃَ
لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے رفاعہ
قرظی کی بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں رفاعہ پاس تھی اس نے مجھے تین طلاق دی پھر
مینے عبدالرحمان بن زبیر سے نکاح کیا انکے پاس تو ایسا ہے جیسے کپڑے کا سرا یعنے ان کی ذکر نرم ہے وہ جماع نہیں کرسکتے
یہ سنکر آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کیا تو پھر رفاعہ پاس جانا چاہتی ہے یہ نہیں ہوسکتا جب تک عبدالرحمن کا مزہ تو نہ چکھے اور
وہ تیرا مزا چکھے **ف** یعنے جماع کرے اور جماع میں حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور ابن مسیب سے
منقول ہے کہ جماع کی حاجت نہیں صرف شوہر ثانی سے نکاح کافی ہے اب وہ حلال ہوجاویگی شوہر اول کے لیے کیونکہ قرآن
میں تنکح کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں تنکح سے مراد جماع ہے اور رفاعہ کی صحیح حدیث اسکی دلیل ہے اور سعید کا قول اعتبار
کے لائق نہیں ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الرَّجُلِ تَکُوْنُ لَہُ الْمَرْأَۃُ فَیُطَلِّقُھَا فَیَتَزَوَّجُھَا
رَجُلٌ فَیُطَلِّقُھَا قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بِھَا اَتَرْجِعُ اِلَی الْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ الْعُسَیْلَۃَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسئلہ میں اگر مرد کی ایک عورت ہو جسکو وہ طلاق دیوے (یعنے تین طلاق) پھر اس سے
اکید وسرا مرد نکاح کرے اور وہ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدیوے تو وہ پہلے خاوند کے پاس پھر جاسکتی ہے ہرگز نہیں
پھر جاسکتی جب تک دوسرے خاوند کا مزا نہ چکھے (یعنے اس سے صحبت داری نہ ہو) **باب** الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَہٗ حلالہ کرنے
والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے دونوں کا بیان **ف** جب کوئی اپنی بی بی کو تین طلاق دیدیوے تو اب ضرور ہے

کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس سے جماع کرا دے اسکے بعد اگر دوسرا خاوند طلاق دیدے تو وہ عورت پہلے خاوند سے پھر نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ دوسرا خاوند جو نکاح کرے وہ حلالہ کی نیت سے نہ کرے نہ حلالہ کی شرط زبان سے لگا دے ورنہ نکاح ناجائز ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ زبان سے اگر شرط لگا دے تو منع ہے لیکن دل میں اگر صرف نیت ہو حلالہ کی تو قباحت نہیں بہرحال حلالہ کا نکاح حرام ہے اور ایسا کرنے والا اور جس کے لیے کیا جاوے دونوں ملعون ہیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اس شخص پر جو حلالہ کرے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو نہ بتلاؤں مانگا ہوا بکرا کیا ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں بتلایئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے لعنت کرے اللہ حلالہ کرنیوالے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے **ف** اس کے اسناد میں یحیےٰ بن عثمان ضعیف ہے اور بعضوں نے کہا وہ مرسل ہے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے حاکم نے ابن مسعود سے ایسا ہی نکالا اسکو صحیح کہا ابن القطان اور ابن دقیق العید نے اور احمد اور بیہقی اور بزار اور ابن ابی حاتم اور ترمذی نے علل میں ابوہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور بخاری نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم اور طبرانی نے اوسط میں نکالا حضرت عمر سے کہ حلالہ کرنیکو زنا سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت عمر سے صحیح ہوا انہوں نے کہا میرے پاس جو حلالہ کرنیوالا یا جسکے لیے حلالہ کیا جاوے لایا جاوے میں اسکو رجم کروں اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور ابن منذر نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے نکالا انہوں نے کہا دونوں زانی ہیں اور ابن تیمیہ نے اس باب میں ایک رسالہ لکھا اسکا نام ہے بیان الدلیل علے ابطال التحلیل ابن قیم نے کہا حلالہ کا نکاح کسی ملت میں مباح نہیں ہوا اور کسی صحابی نے نہیں کیا نہ اسکا فتویٰ دیا اور افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگ حلالہ کا نکاح کرتے ہیں اور وہ عورت جو حلالہ کراتی ہے گویا وہ آدمیوں میں سے زنا کراتی ہے ایک حلالہ کرنے والے سے دوسرے پھر اپنے پہلے خاوند سے اور اللہ پناہ میں رکھے اس آفت سے **باب** يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ دودھ پلانے سے وہی حرمت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دودھ پلانے سے بھی وہ لوگ محرم ہو جاتے ہیں جو ناتے کی وجہ سے محرم ہوتے ہیں **ف** جیسے ماں

بہن وغیرہ لیکن رضاعت میں چار عورتیں حرام نہیں ہیں جو نسب میں حرام ہیں ایک تو اپنی بھائی کی رضاعی ماں اور بھائی کی
نسبی ماں حرام ہے کس لیے کہ وہ یا اپنی ہی ماں ہوگی یا باپ کی جورو ہوگی اور دونو محرم ہیں دوسرے پوتے یا نواسے کی رضاعی
ماں اور پوتی یا نواسی کی نسبی ماں حرام ہوگی کس لیے کہ وہ بہو ہوگی یا بیٹی تیسری اپنی اولاد کی نانی یا دادی رضاعی اور
اولاد کی نسبی نانی یا دادی حرام ہے کیونکہ وہ اپنی ساس ہوگی یا ماں چوتھی اپنی اولاد کی رضاعی بہن اور نسبی بہن
اپنی اولاد کی حرام ہے کیونکہ وہ بیٹی ہوگی یا ربیبہ اور بعض علماء نے اور عورتوں کو بھی بیان کیا ہے جو رضاع میں
حرام نہیں ہیں جیسے چچا کی رضاعی ماں یا پھوپھی کی رضاعی ماں یا ماموں کی رضاعی ماں یا خالہ کی رضاعی ماں مگر نسب
میں یہ سب حرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو رشتہ محرمات کی اس آیت میں مذکور ہیں حرمت علیکم امہاتکم اخیر تک وہ
سب رضاع کی وجہ سے بھی محرم ہو جاتی ہیں اور جن عورتوں کا اوپر بیان ہوا وہ اس آیت میں مذکور نہیں ہیں **عن** ابن عباس
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارید علی بنت حمزۃ بن عبد المطلب فقال انہا ابنۃ اخی من الرضاعۃ وانہ
یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاح
دی گئی حمزہ بنت عبد المطلب کی بیٹی سے پیام دینے کی (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلاح دی تھی) آپ نے فرمایا وہ تو میرے
رضاعی بھائی کی بیٹی ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حمزہ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا) اور رضاعت
سے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں **عن** ام حبیبۃ حدثتہا انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انکح اختی عزۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحبین ذلک قالت نعم یا رسول اللہ فلست
لک بمخلیۃ واحق من شرکنی فی خیر اختی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک لا یحل لی قالت
فانا نتحدث انک ترید ان تنکح درۃ بنت ابی سلمۃ قال بنت ام سلمۃ قالت نعم قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فانہا لو لم تکن ربیبتی فی حجری ما حلت لی انہا لابنۃ اخی من الرضاعۃ ارضعتنی وایاہا
ثویبۃ فلا تعرضن علی اخواتکن ولا بناتکن ام حبیبہ ام المومنین (معاویہ کی بہن) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عرض کیا میری بہن عزہ سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا کیا تو اسکو پسند کرتی ہے انہوں نے کہا جی ہاں کچھ میں اکیلی آپ
پاس نہیں ہوں (کہ اور سوکن کا ہونا ناپسند کروں بلکہ آپ کی تو بہت بی بیاں ہیں) پھر میرے ساتھ اگر بہتری میں میری
بہن شریک ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے (اور غیر عورتوں کے شریک ہونے سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرے
لیے درست نہیں ہے (کس لیے کہ دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں اور ام حبیبہ نے یہ خیال کیا کہ شاید خاص آپ کے لیے یہ امر
جائز ہو) ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ باتیں کرتے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا

وہ ام سلمہ کی بیٹی انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی جب بھی مجھ پر درست نہ ہوتی اسلیے کہ وہ میری رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اسکے باپ (ابو سلمہ) کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا تو میرے سامنے پیش نہ کرو اپنی بہنوں کو اور اپنی بیٹیوں کو **ف** کیونکہ وہ میرے لیے درست نہیں ہو سکتیں بہنیں تو اسوجہ سے کہ دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں اور بیٹیاں اسلیے کہ وہ میری ربیبہ ہوئیں اور ربیبہ حرام ہے بنص قرآنی۔ ربیبہ وہ لڑکی اپنی جورو کی ہو پہلے خاوند سے **عن** اُمِّ حَبِیْبَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ ام حبیبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّۃُ وَلَا الْمَصَّتَانِ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

ف جبتک پانچبار نہ چوسے ابن مسعود اور عائشہ اور عبداللہ بن زبیر اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر اور عروہ اور لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابن حزم اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حضرت علی سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ مدت رضاعت میں قلیل اور کثیر سب سے حرمت ہو جاتی ہے جب دودھ پیٹ میں چلا جاوے اور بعضوں نے کہا تین بار سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا دس بار سے کم میں اور یہ مذہب شاذ ہے اور حضرت عائشہ اور حفصہ اسکی قائل ہیں **عن** اُمِّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَۃُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ اَوِ الْمَصَّۃُ وَالْمَصَّتَانِ ام الفضل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار دودھ پینا یا ایک بار دودھ چوسنا یا دو بار حرام نہیں کرتا **عن** عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّۃُ وَالْمَصَّتَانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی مروی ہے **عن** عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ کَانَ فِیْمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ سَقَطَ لَا یُحَرِّمُ اِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ اَوْ خَمْسٌ مَعْلُوْمَاتٌ ام المومنین عائشہ نے کہا پہلے قرآن میں یہ آیت تھی پھر اسکا پڑھنا موقوف ہو گیا کہ حرام نہیں کرتا مگر دس بار دودھ پینا یا پانچ بار پینا **ف** جسکا پینا بالیقین معلوم ہو حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مطلق ہے ارضعنکم اور یہ شامل ہے قلیل اور کثیر سب کو اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اور مشہور ہے تو اس سے تخصیص ہو گئی قرآن کی اور مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینا اوترا تھا پھر پانچبار پینے سے وہ حکم منسوخ ہوا اور حضرت کی وفات تک یہ پانچ بار پڑھی جاتی تھی قرآن میں تو اب یہ حکم ٹہرا کہ پانچ بار سے کم حرام نہ کریگا اور یہ احادیث کہ ایک یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا اسکی مؤید ہونگی نہ مخالف اور مطلب ان کا یہی ہوگا کہ ایک یا دو یا تین یا چار بار تک حرام نہیں کرتا اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بعضی آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی ہے جیسے آیت رجم اور یہ آیت اب تو حنفیہ کو یہ کہنے کا بھی موقع نہ رہا کہ قرآن میں مطلق ہے کیونکہ خود قرآن ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ پانچ بار سے کم میں حرمت نہیں ہوئی **باب** رِضَاعُ الْکَبِیْرِ بڑے آدمی کی دودھ پینے

کا بیان عن عائشۃ قالت جاءت سھلۃ بنت سھیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی اری فی وجہ ابی حذیفۃ الکراھیۃ من دخول سالم علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارضعیہ قالت کیف ارضعہ وھو رجل کبیر فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال قد علمت انہ رجل کبیر ففعلت فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ما رایت فی وجہ ابی حذیفۃ شیئا اکرھہ بعد و کان شھد بدرا

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں ابوحذیفہ (اپنے خاوند) کے چہرے پر ناراضی پاتی ہوں سالم کے ہمارے پاس آنے سے یہ سنکر آپ نے فرمایا تو سالم کو دودھ پلادے اُس نے کہا میں کیونکر اسکو دودھ پلاؤں وہ بڑا آدمی ہے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا آدمی ہے آخر سہلہ نے ایسا ہی کیا (یعنے سالم کو اپنا دودھ پلادیا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ میں نے ابوحذیفہ کے مونہہ پر اسکے بعد وہ بات نہیں پائی جسکو میں برا جانوں اور ابوحذیفہ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے **ف** اس باب میں کئی صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت عائشہ سہلہ بنت سہیل زینب بنت ام سلمہ سے اور ان سے بہت تابعین نے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک جوان لڑکا آیا کرتا تھا ام سلمہ نے کہا میں نے اسکا آنا پسند نہ کیا اور ان سے کہا انھوں نے کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال بھلی معلوم نہیں ہوتی ابوحذیفہ کی عورت نے آپ سے عرض کیا کہ سالم میرے پاس آتا ہے اب وہ جوان مرد ہو گیا ہے اور ابوحذیفہ کے دلمیں اس کیطرف سے شک گذرتا ہے آپ نے فرمایا اس کو دودھ پلاوے تاکہ وہ تیرے پاس آیا کرے اور بخاری نے بھی حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا اور حضرت علی اور عائشہ اور عروہ بن الزبیر اور عطا بن ابی رباح اور لیث بن سعد اور ابن علیہ اور داؤد ظاہری اور ابن حزم کا قول ایسا ہی ہے (یعنے بڑے آدمی کو دودھ پلادینا اسلیے کہ اس سے پردے کی ضرورت نہ رہے جائز ہے) اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو دودھ پلادینے سے نظر جائز ہو جاویگی البتہ حرمت ثابت نہوگی حرمت جب ہی ہوگی کہ دو برس کے اندر دودھ پلاوے اور جمہور علماء اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور دلیل لی ان حدیثوں سے جن میں یہ ہے کہ دو برس کے بعد رضاع نہیں ہے اور ابن مسعود نے کہا اس شخص کے باب میں جس کے مونہہ میں اپنی بی بی کا دودھ چلا گیا تھا اور ابوموسی نے حرمت کا فتوی دیا تھا کہ رضاعت نہیں ہے مگر جو برس کے اندر ہو نکالا اسکو ابوداؤد نے اور حضرت عمر نے کہا اس شخص کے بارے میں جسکی بی بی نے سوکن کو دودھ پلا دیا تھا کہ وہ تیری بی بی ہے اسلیے کہ رضاعت چھٹپن میں ہے یہ روایت موطا میں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں ہمارے مذہب کے خلاف نہیں ہیں کسلیے کہ غرض انسے یہ ہے کہ رضاعت سے حرمت نہیں ہوتی مگر جو دو برس کے اندر ہو اور ہمارا بھی یہی قول ہے اور کبیر (بڑے آدمی) کو دودھ پلادینے سے وہ حرام نہیں ہوتا لیکن

اسکا آنا جانا گھر میں درست ہوجاتا ہے اور اس سے پردے کی ضرورت نہیں رہتی اور جب ایسی حاجت آن پڑے تو یہ حکم نہایت مناسب ہے جیسے ابوحذیفہ کی حدیث میں ہے ان کی بی بی نے کہا ہم نے سالم کو بچپن سے پالا تھا اور ابوحذیفہ نے اسکو بیٹا کیا تھا اب وہ بڑا ہوگیا ہے اور بغیر اسکے آئے ہوئے بن نہیں پڑتا امام ہمام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے بھی اسکو ترجیح دیا ہے کہ جب ضرورت آن پڑے تو اس حدیث پر عمل ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ آیا ہے تو دو برس تک رضاعت کا اتمام ہوجاتا ہے اب اسکے بعد کیونکر رضاعت درست ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں وہ رضاعت مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہوتی ہے وہ تو بیشک دو برس پر ختم ہوجاتی ہے دوسرے یہ کہ کبیر کی رضاعت کا بھی حکم قرآن ہی میں اترا تھا جیسے آگے حدیث سے معلوم ہوگا لیکن اسکی تلاوت جاتی رہی جیسے آیت رجم کی تلاوت جاتی رہی تیسرے یہ کہ سالم کی حدیث مشہور ہے اسکو کئی صحابہ نے روایت کیا ہے پس قرآن شریف پر زیادت حدیث کے رو سے جائز ہوگی اور افسوس ہے کہ حنفیہ اہلحدیث پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اہل حدیث پاس اسکے ثبوت کے لیے آیت اور احادیث اور اقوال صحابہ موجود ہیں لیکن انکے امام ابوحنیفہ رح نے جو رضاعت کی مدت کو اڑہائی برس تک کہا ہے اور خلاف کتاب کے چھ مہینے اپنی طرف سے بڑہائے ہیں اسکی دلیل نہ آیت سے ہے نہ حدیث سے نہ اقوال صحابہ سے پس حنفیہ خود اپنے دل میں شرما دیں وہ کس مونہہ سے دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اور خود سب سے زیادہ قابل اعتراض ہیں **عن** عائشۃ قالت لقد نزلت آیۃ الرجم ورضاعۃ الکبیر عشرا ولقد کان صحیفۃ تحت سریری فلما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتشاغلنا بموتہ دخل داجن فاکلھا ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رجم کی آیت اتری اور بڑی آدمی کو دس بار دودہ پلا دینے کی اور یہ دونوں آیتیں ایک کاغذ پر لکھی تہیں میرے تخت کے تلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپ کے وفات میں مشغول تہے تو گھر کی پلی ہوئی بکری آئی اور وہ کاغذ کہا گئی **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ یہ حکم بھی قرآن مجید میں اترا تھا کیونکہ حضرت عائشہ رض کی شہادت اس باب میں کافی ہے اور وہ بڑی عالم تہیں دین کے عالموں میں سے اور صاحب حفظ اور صاحب عقل تہیں اور فقیہہ تہیں راضی ہو اللہ تعالی ان سے اب سالم کی حدیث میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی آدمی کے لیے یہ کیسے جائز رکہا کہ وہ اجنبی عورت کے پستان میں منہ لگا دے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں اسکی تصریح کہاں ہے اور جائز ہے کہ ابوحذیفہ کی بی بی نے دودہ نچوڑ کر انکو پلا دیا ہو اگر چھاتی سے بھی پلایا ہو تو کچھ قباحت نہیں جب سالم ان کے بچپن سے پالے ہوئے اور مثل بیٹے کے تہے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ایسا کیا اور اہل ایمان کا یہ کام نہیں کہ احادیث میں ایسے دلیسی احتمالات نکالیں اور انکو رد کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حدیث ہماری سر اور آنکھوں پر ہے گو ہماری رسم ورواج بلکہ ہمارے باپ دادا تمام

خاندان کے تمام ملک کے خلاف ہو سب کو جھپر پہنچو ہماری جان ہماری عزت ہماری اولاد سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمونپر سے تصدق ہے یا اللہ اپنے پیغمبر کا عشق ہم کو عطا فرما اور اسپر شب و روز ثابت قدم رکھ آمین ظاہر یہی ہے کہ ابو حذیفہ کی بی بی نے سالم کو چھاتی سے دودھ پلایا کیونکہ پہلے انہوں نے عذر کیا تھا کہ مین اسکو دودھ کیونکر پلاؤن وہ بڑا ہے اگر بچوڑ کر پلانا منظور ہوتا تو اس عذر کا کوئی محل نہ تھا اور ممکن ہے کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ عورت کا دودھ بڑے آدمی کے لیے حلال نہین ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورت کا دودھ حلال ہے اور بڑے آدمی کو بھی اسکا پینا درست ہے خصوصاً جب علاج کے لیے ضرورت پڑے **بَابُ** لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ دودھ چھٹنے کے بعد پھر رضاعت نہین ہے **ف** یعنی دو برس کے بعد پھر رضاعت نہین ہی اسباب کی حدیثین اگلے باب کے خلاف ہین اور جمہور علما کے موافق ہین لیکن اہلحدیث وہی جواب دیتے ہین جو اوپر گذرا کہ یہان رضاعت سے وہ مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہوا اور وہ بیشک دو برس کے بعد نہین ہے *

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ هٰذَا اَخِي قَالَ اُنْظُرُوا مَنْ تُدْخِلْنَ عَلَيْكُنَّ فَاِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا آپنے فرمایا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ میرا بھائی ہے آپنے فرمایا دیکھو تم کن لوگون کو اپنے پاس آنے دیتی ہو رضاعت تو اسیوقت ہے جب آدمی کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے (یعنے چھٹپن مین)۔

ف اس حدیث سے جمہور نے دلیل لی کہ رضاعت کبیر نادرست ہے اور ہم کہتے ہین کہ یہ بات اس حدیث سے نہین نکلتی کسلیے کہ آپنے اعتراض کیا ایسے مرد کے ساتھ خلوت تنہائی کرنے پر اور ہم جو کبیر رضاعت سے جائز کہتے ہین وہ صرف آنے جانے کو اور اس سے پردہ ضرور نہونیکو **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت نہین ہے مگر وہی جو آنتون کو چیرے (یعنے صغرسن مین دو برس کے اندر) **عَنْ** زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّهُنَّ خَالَفْنَ عَائِشَةَ وَاَبَيْنَ اَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْهِنَّ اَحَدٌ بِمِثْلِ رِضَاعَةِ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَقُلْنَ وَمَا يُدْرِيْنَا لَعَلَّ ذٰلِكَ كَانَتْ رُخْصَةً لِسَالِمٍ وَحْدَهٗ زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیبیون نے حضرت عائشہ کا خلاف کیا اس مسئلہ مین اور انہوں نے انکار کیا کہ سالم کی سی رضاعت کوئی کر کے ان کے پاس آوے جاوے اور انہوں نے کہا ہمین معلوم نہین شاید یہ صرف سالم کے لیے رخصت ہو **ف** یعنے یہ حکم خاص ہو سالم سے مگر ہم کہتے ہین کہ اسپر دلیل کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک حکم عام ہے جب تک اسکی تخصیص ثابت نہ ہو ورنہ ہر حکم مین ایسے احتمالات ہو سکتی ہین **بَابُ** لَبَنِ الْفَحْلِ دودھ مرد کی طرف سے ہے **ف** یعنی ہر چند بچہ عورت

کا دودھ پیتا ہے مگر اسکا خاوند بچہ کا باپ ہو جاتا ہے کیونکہ عورت کا دودھ اوسی مرد کیوجہ سے ہوتا ہے اب اس مرد کا بھائی بچہ کا چچا ہوگا اور نسبی چچا کیطرح وہ بھی محرم ہوگا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَانِیْ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَفْلَحُ بْنُ اَبِیْ قُعَیْسٍ یَسْتَاذِنُ عَلَیَّ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِیْ لَهٗ فَقُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْاَةُ وَلَمْ یُرْضِعْنِی الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ یَدَاكِ اَوْ یَمِیْنُكِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میرا رضاعی چچا افلح بن ابی قعیس میرے پاس آیا اور اندر آنیکی اجازت چاہی اور یہ اُسوقت کا ذکر ہے جب حجاب کا حکم اتر چکا تھا میں نے انکار کیا اس کو اجازت دینے سے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا وہ تو تیرا چچا ہے اسکو اجازت دے میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے یا داہنا ہاتھ کو مٹی لگے ف یہ کلمہ اس مقام میں کہتے ہیں جب کسی نادانی کی بات ہوتی ہے اسپر افسوس کرتے ہیں عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ یَسْتَاذِنُ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْیَلِجْ عَلَیْكِ عَمُّكِ فَقُلْتُ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْاَةُ وَلَمْ یُرْضِعْنِی الرَّجُلُ قَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْیَلِجْ عَلَیْكِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے میرا چچا رضاعی آیا اور اندر آنیکی اجازت مانگنے لگا میں نے انکار کیا اسکو اجازت دینے سے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے بَابُ الرَّجُلِ یُسْلِمُ وَعِنْدَهٗ اُخْتَانِ ایک آدمی مسلمان ہو اور اسکے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو کیا کرے عَنِ الدَّیْلَمِیِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ اُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ اِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ اِحْدَاهُمَا دیلمی سے (انکا نام فیروز تھا انہوں نے اسود عنسی کو مارا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں) روایت ہے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور میرے پاس دو بہنیں تھیں جن سے میں نے نکاح کیا تھا جاہلیت کے زمانے میں آپ نے فرمایا جب تو لوٹ کر اپنے گھر کو جاوے تو ان میں سے ایک کو طلاق دیدے عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَیْرُوْزَ الدَّیْلَمِیِّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِیْ اُخْتَانِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْ اَیَّتَهُمَا شِئْتَ فیروز دیلمی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے پاس دو بہنیں ہیں میرے نکاح میں آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کو چاہے طلاق دیدے ف جمہور علماء اور ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ جاہلیت میں ان دونو کا نکاح صحیح ہو گیا تھا اب جب اسلام لایا تو گویا ایسا ہوا کہ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ دونوں میں سے

جسکو چاہے چھوڑ دے تو یہ حکم عام ہے خواہ جاہلیت کے زمانہ مین دونون بہنون سے ایک ساتھہ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے نکاح کیا ہو اور ابو حنیفہ علیہ الرحمت کے نزدیک جب آگے اور پیچھے نکاح کیا ہو تو اگلی کو رکھہ لیوے اور پچھلی کو چھوڑ دیوے کیونکہ پچھلی کا نکاح صحیح ہی نہ ہوا اور ہم کہتے ہین کہ یہ اسی حدیث کے خلاف ہی اور اگر نکاح صحیح نہوتا تو آپ یہ کیونکر حکم فرماتے کہ جسکو چاہے طلاق دیدے اسلیے کہ طلاق بغیر نکاح کے نہین ہو سکتا ابن قیم نے کہا کہ ابو حنیفہ نے جو رای قائم کی اسکا باطل کرنا بلکہ ویسی ہزار رائین باطل کرنا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک حدیث کے رد کرنے سے اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ کفر کے نکاح قائم رہین گے اگر شرع کے خلاف نہ ہون گو ان نکاحون مین ہماری شرع کے موافق شرطین نہ ہون جیسے گواہ یا ولی وغیرہ **باب** الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ ایک مرد مسلمان ہوا اور اس کے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ ہون **عن** قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا قیس بن حارث نے کہا مین مسلمان ہوا اور میرے پاس آٹھہ عورتین تہین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا ان مین سے چار چن لے **ف** امام محمد نے موطا مین کہا ہم اسیکو اختیار کرتے ہین اور اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ چار کو چن لیوے اور باقی کو چھوڑ دیوے لیکن ابو حنیفہ نے یہان بہی حدیث کا خلاف کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ جن چار عورتون سے پہلے نکاح کیا تہا ان کا نکاح صحیح ہے اور باقی کل عورتون کا باطل ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا ابن عمر سے روایت ہے غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اسکے نکاح مین دس عورتین تہین آپنے فرمایا ان مین سے چار کو چن لے **ف** اور باقی سب کو چھوڑ دو (مشکوۃ) اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور بعضون نے اس مین یہ علت نکالی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت عمر پر اور ہم کہتے ہین کہ رفع کی روایت ثقہ نے کی ہے تو واجب ہوگا قبول اسکا **باب** الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ نکاح مین شرط کا بیان **عن** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جن شرطون کا پورا کرنا ضرور ہے وہ شرطین ہین جن سے تمنے فرجون کو حلال کیا **ف** یعنے شرطون پر عورتون سے نکاح کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور اہلحدیث کا مذہب اسی حدیث کے موافق یہ ہے کہ مرد نکاح کیوقت جو شرطین کرے انکا پورا کرنا واجب ہے گو وہ شرطین کسی قسم کی ہون اور بعضون نے کہا مراد وہ شرطین ہین جو مہر کے متعلق ہون یا نکاح سے اور جو اور شرطین ہون جیسے یہ کہ عورت کو اسکے گہر سے نہ نکالیگا یا اسکے ملک سے نہ لیجاویگا یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کرے گا تو

ایسی شرطون کا پورا کرنا خاوند پر واجب نہین ہے لیکن اگر اس نے ان شرطون پر قسم کھائی ہوگی اور انکا خلاف کریگا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور ہم کہتے ہین کہ حدیث عام ہے تمام شرطون کو شامل ہے پس جو شرط خاوند نے نکاح کیوقت کی ہو اور اس شرط پر نکاح ہوا ہو خاوند اسکا پورا کرنا واجب ہے اگر اسکا خلاف کرے تو عورت اگر چاہے اعتراض کرے تو قاضی حکم فرما دیوے اگر خاوند شرط پوری کرے تو خیر ورنہ وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بلاد سے نہ لیجانا یا دوسرا نکاح اسکی زندگی مین نہ کرنا یہ شرطین ایسی ہین کہ عورتون کو انکا بڑا خیال ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ حدیث کے خلاف ہم ان شرطون کو قابل ایفاء نہ سمجھین اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی مین دین اور دنیا دونون کی مصلحت ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنْ صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ هِبَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ أَوْ حُبِيَ وَأَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شرط مہر سے متعلق ہو یا کچھ دینے سے یا ہبہ کرنے سے نکاح بندھنے سے پہلے تو وہ عورت کا حق ہے اور جو نکاح بندھنے کے بعد ہو تو وہ اسکا حق ہے جسکو دیا جاوے یا عطا کیا جاوے اور سب سے زیادہ مرد جس چیز کیوجہ سے سلوک کیا جاتا ہے وہ اپنی بیٹی یا بہن کی وجہ سے **ف** مطلب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے جو کچھ مرد دیوے وہ عورت کا مال سمجھا جاویگا اسلیے کہ نکاح سے پہلے عورت کا دل ملانا ضرور ہوتا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ عورت ہی کے لیے اس نے دیا ہے اور نکاح کے بعد جو دیوے وہ جسکو دیا جاوے اسیکا حق ہے کبھی مرد انعام یا احسان کے طور پر عورت کے باپ یا بھائی کو کچھ دیتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی یا بہن سے اسکا نکاح کرا دیا **بَابُ** الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے **عَنْ** أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ صَالِحٌ قَالَ الشَّعْبِيُّ قَدْ أَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ إِنْ كَانَ الرَّاكِبُ لَيَرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ ابو موسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس ایک لونڈی ہو وہ اسکو ادب کھلاوے اچھی طرح اور اچھی طرح اسکی تعلیم کرے پھر اسکو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو دو اجر ہین اور جو شخص اہل کتاب مین سے ہو (یہود یا نصاری مین سے) وہ اپنے پیغمبر پر ایمان لاوے پھر حضرت محمد پر ایمان لاوے تو اسکو دو اجر ہین اور جو غلام اللہ کا حق جو اسپر ہو ادا کرے (جیسے نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکون کا بھی حق ادا کرے (خدمتکا) تو اسکو دو اجر ہین شعبی نے جو اس

حدیث کا راوی ہے صالح سے کہا ہمنے یہ حدیث تجھکو مفت سنادی اور اس سے کم حدیث کے لیے آدمی مدینہ تک سوار ہوکر جاتا
ف شعبی کوفہ میں تھے کوفہ سے مدینہ تک دو ماہ کی راہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایک ایک حدیث سننے کے لیے اگلے لوگ دو دو
مہینے کا سفر کرتے تھے سبحان اللہ خدا اگلے لوگوں کو بخشے اگر وہ ایسی محنتیں نہ کرتے تو ہم تک دین کیونکر پہونچتا۔ یہ جو
فرمایا ایسی لونڈی کے نکاح میں دو اجر ہیں یعنے ایک اجر اسکے آزاد کرنیکا اور دوسرا اسکی تعلیم یا نکاح کا۔ اب اہلحدیث
کا یہ قول ہے کہ اپنی لونڈی کو اگر آزاد کرے اور اسی آزادی کو مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کر لیوے تو درست ہے اور ابو
حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک درست نہیں اہلحدیث کی دلیل آگے آتی ہے **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ
الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صِدَاقَهَا قَالَ حَمَّادٌ فَقَالَ
عَبْدُ الْعَزِيْزِ لِثَابِتٍ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ سَأَلْتَ اَنَسًا مَا اَمْهَرَهَا قَالَ اَمْهَرَهَا نَفْسَهَا انس سے روایت ہے پہلے حضرت
صفیہ (جو خیبر میں پکڑی گئیں تھیں) دحیہ کلبی کے حصے میں آئیں بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں
آئیں آپنے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی انکا مہر مقرر کیا حماد نے کہا عبد العزیز نے ثابت سے پوچھا اے
ابو محمد تمنے انس سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا تھا انہوں نے کہا آپنے
خود حضرت صفیہ کا مہر انہی کے نفس کو مقرر کیا تھا یعنے انکی آزادی یہی مہر قرار پائی تھی **عَنْ** عَائِشَةَ رض
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صِدَاقَهَا وَتَزَوَّجَهَا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور انکی آزادی یہی مہر قرار پائی اور ان سے نکاح کیا
ف وہ حضرت ہارون کی اولاد میں تھیں اور یہودیوں کے بادشاہ کی بی بی تھیں اسلیے مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس ان
کا رہنا مناسب تھا

باب تَزْوِيْجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ كَانَ عَاهِرًا عبد اللہ بن عمر رض سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب غلام نے اپنی مالک کی بے اجازت نکاح کیا تو وہ زانی ہوگا **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَهُوَ زَانٍ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس غلام نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا وہ زانی ہے **ف** احمد
اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو جابر سے نکالا اور کہا صحیح ہے اور جابر کی ایک روایت میں ہے
کہ نکاح باطل ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد کا مذہب یہی ہے ابو حنیفہ یہاں بھی حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ نکاح صحیح ہوگا
لیکن موقوف رہیگا مالک کی اجازت پر اگر مالک اجازت دیوے تو نافذ ہو جاویگا جیسے نکاح فضولی ہم کہتے ہیں کہ

حدیث میں زانی کا لفظ ہی اور زنا سبب ہی ہوگی کہ نکاح باطل ہوا اور خود باطل کا لفظ ایک آیت میں وارد ہے پہر تمہاری رای حدیث کے خلاف لغو ہے **بَابُ** النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ متعہ کے نکاح سے ممانعت **ف** متعہ کا نکاح یہ ہے کہ ایک میعاد معین تک نکاح کرے جیسے ایک دن دو دن ایک ہفتہ ایک ماہ ایک سال تین سال کے لیے یہ نکاح اوائل اسلام میں حلال تہا پہر حرام ہوا پہر حلال ہوا پہر حرام ہوا پہر قیامت تک حرام ہوگیا لیکن بعض لوگ اسکی حرمت پر مطلع نہیں ہوئے اور اباحت کے قائل ہے **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ حضرت علی سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا خیبر کے دن عورتون کے ساتہ متعہ کرنے سے اور بستی کے گدہون کے گوشت سے **ف** بعضون نے کہا یہ ممانعت اسوجہ سے نہیں تہی کہ بستی کا گدہا حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ لوگون نے یہ جانور مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لیے تہے اور انکا گوشت پکنے کے لیے چڑہادیا تہا چنانچہ امام مالک کے نزدیک بستی کا گدہا حلال ہے بس یہی احتمال متعہ میں بہی قائم ہوسکتا ہے علاوہ اسکے جنگ خیبر کے بعد مکہ فتح ہوا اور فتح مکہ میں پہر متعہ حلال ہوا تہا جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہی لہذا یہ ممانعت حرمت کی دلیل نہیں ہوسکتی **عَنْ** الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْعُزْبَةَ قَدْ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا قَالَ فَاسْتَمْتِعُوا مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ فَأَتَيْنَاهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْكِحْنَنَا إِلَّا أَنْ نَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَقَالَتْ بُرْدٌ كَبُرْدٍ فَتَزَوَّجْتُهَا فَمَكَثْتُ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ غَدَوْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ وَهُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ أَلَا وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا سبرہ بن معبد جہنی سے روایت ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ نکلے حجۃ الوداع میں (یہ وہم ہے اور صحیح فتح مکہ کی روایت ہی) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجرد رہنا بغیر عورت کے رہنا ہم پر سخت ہوگیا ہے آپ نے فرمایا تو متعہ کرلو ان عورتون سے ہم انکے پاس گئے انہون نے نمانا اور یہ کہا کہ نکاح کرو ہم سے ایک معین مدت تک (یہ بہی مثل متعہ کے ہے صرف لفظ کا فرق ہے) لوگون نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچہا ایک مدت مقرر کرلو اپنے اور ان کے درمیان تو میں نکلا اور میرے ساتہ ایک میرا چچا زاد بہائی تہا اسکے پاس ایک چادر تہی اور میرے پاس ایک چادر تہی لیکن اسکی چادر میری چادر سے عمدہ تہی اور میں اسکی نسبت زیادہ

جوان تھا پھر ہم دونوں ایک عورت کے پاس آئے اس نے پہلے میرے چچازاد بھائی کی چادر عمدہ دیکھ کر اسی کی طرف مائل ہوئی لیکن میری جوانی اور خوبصورتی اسکو چادر سے زیادہ بھلی لگی (تو کہنے لگی چادر چادر برابر ہے (یہ اس نے عذر کیا ظاہر میں کیونکہ شرم سے یہ نہ کہہ سکی کہ میں تیری جوانی اور حسن کو زیادہ پسند کرتی ہوں) آخر میں نے اس سے نکاح کیا (وہی نکاح موقت یعنے متعہ) اور اس رات کو اسکے پاس رہا صبح کو میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کعبہ کے پاس) رکن اور باب کے بیچ میں کھڑے ہوئے تھے اور فرماتے تھے اے لوگو میں نے تمکو اذن دیا تھا متعہ کرنے کا لیکن خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا قیامت تک اب جس کے پاس ان متعہ والی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اسکو چھوڑ دیوے اور جو کچھ اسکو دے چکا ہے وہ اس سے واپس نہ لیوے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَنَا فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ حَرَّمَهَا وَاللَّهِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَتَّعُ وَهُوَ مُحْصَنٌ إِلَّا رَجَمْتُهُ بِالْحِجَارَةِ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنِي بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ حَرَّمَهَا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو متعہ کی اجازت دی تین بار پھر اسکو حرام کیا تو قسم خدا کی اب میں اگر کسیکو جانوں گا کہ وہ متعہ کرتا ہے اور وہ محصن ہوگا تو اسکو رجم کروں گا پتھروں سے مگر یہ کہ وہ چار گواہ لاوے جو گواہی دیویں اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کرنے کے بعد پھر متعہ کو حلال کیا تھا **ف** شرح السنۃ میں ہے کہ علماء نے اتفاق کیا متعہ کے حرام ہونے پر اور گویا اجماع ہوگیا مسلمانوں کا اسکی حرمت پر اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ متعہ پہلے شریعت میں جائز تھا خود قرآن میں موجود ہے فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن اور صحیحین میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہ ہوتیں تو ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خصی نہ ہو جاویں آپ نے منع کیا ہم کو خصی ہونے سے اور اجازت دی ہمکو کہ عورت سے نکاح کریں ایک میعاد پر ایک کپڑا دیکر اور نسخ اسکا متعدد احادیث سے ثابت ہے ان میں سے ایک سبرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری اسکو مسلم نے بھی نکالا لیکن مسلم کی روایت میں فتح مکہ کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں جو حجۃ الوداع مذکور ہے یہ وہم ہے اور ترمذی نے ابن عباس سے نکالا کہ متعہ شروع اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ یہ آیت اتری الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم اور اس باب میں بہت احادیث ہیں اور کلام اس میں طویل ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اسکی تفصیل خوب کی ہے

بَابُ الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ

جو شخص احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا وہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ احرام باندھے تھے عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ حَدَّثَتْنِي

مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُمَا حَلَالٌ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ یزید بن اصم سے روایت ہی مجہ سے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح جب آپ حلال تھے (یعنے احرام نہین باندہے تھے) یزید نے کہا میمونہ میری بھی خالہ تہین اور ابن عباس کی بھی خالہ تہین

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محرم نکاح نکرے نہ اپنا نہ کسی دوسرے کا اور نکاح کا پیام بھی نہ دیوے **ف** اہلحدیث کا مذہب یہی ہی اور وہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا لیکن ابو حنیفہ نے محرم کو نکاح کرنا یعنے صرف عقد کرنا جائز رکہا ہی اور دلیل لی اونہون نے ابن عباس کیحدیث سے اور ہم کہتے ہین کہ یزید بن اصم کی روایت اسکی معارض ہے تو اب عثمان کی حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا جو معارضہ سے خالی ہے اور قولی بھی ہے اور قول فعلی پر مقدم ہے جیسے علم اصول مین ثابت ہوا ہے دوسرے امام احمد اور ترمذی نے ابو رافع سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت میمونہ سے نکاح کیا اسوقت آپ حلال تھے اور ابو رافع دکیل تھے اس نکاح مین تو ان کا قول سب سے زیادہ معتبر ہے اور ابن عباس اسوقت کم سن تھے تو احتمال ہے کہ ان کو دہوکا ہوا ہو اور اگر انکی حدیث صحیح بھی ہو تو احتمال ہے کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہو اور حضرت عثمان کی حدیث صاف قولی ہے جسپر عمل کرنا امت کو ضرور ہے اور احتیاط بھی اسی مین ہے کہ حالت احرام مین نکاح نکرے اور افسوس ہے کہ حنفیہ باوجود ان سب باتون کے ابن عباس کیحدیث پر اڑ گئے ہین اور بعض حنفیہ نے اپنے اصول مین ابن عباس کی حدیث کو یزید بن اصم کیحدیث پر ترجیح دی ہے اسوجہ سے ابن عباس کی میمونہ خالہ تہین انکو اس بات کی خبر نہ ہوئی کہ وہ یزید بن اصم کی بھی خالہ تہین اور یہی حال ہوتا ہے ان لوگون کا جو بغیر علم حدیث اور رجال مین معرفت پیدا کرنے کی اٹکل پچو باتین اپنی کتابون مین لکہ مارتے ہین

بَابُ الْأَكْفَاءِ کفو کا بیان

ف کفو کہتے ہین اپنے برابر والے کو اسی سے ہی یہ آیت ولم یکن له کفوا احد یعنے اللہ کے جوڑ کا یعنے اسکے برابر والا کوئی نہین ہے اور احادیث اور آیات سے یہ ثابت ہی کہ اللہ سبحانہ وتعالے نے آدمیون مین مراتب رکہے ہین بعضون کا درجہ بلند ہے بعضون کا کم ہے اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے فرمایا مین روکون گا عورتون کا نکاح کرنے سے مگر انکے کفو سے مگر یہ ضرور ہے کہ ادنی ادنی فرق نہ دیکہا جاوے جیسے مال کا کم ہونا یا حسن کا کم ہونا یا لونڈی کی اولاد ہونا جیسے اس زمانہ کے لوگ دیکہتے ہین بڑا امر جسکا لحاظ کفارت مین ہی وہ دین کا درست ہونا اور اخلاق کا عمدہ ہونا ہے اللہ تعالے نے فرمایا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون یعنے مومن فاسق کی مثل نہین ہوسکتا اور دو نون برابر نہین

ہو سکتی اور فرمایا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات اب اختلاف ہے کہ کفارت میں کونسی باتیں معتبر ہونگی اکثر نے کہا کہ وہ یہ چیزیں ہیں دین اور آزادی اور نسب اور پیشہ اور دین سے اسلام اور عدالت مراد ہے اور شافعی نے کہا کہ عیب سے سلامتی بھی معتبر ہے اور ابوحنیفہ نے کہا کہ اگر عورت غیر کفو سے نکاح کرے گی تو ولی اس نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے اور شافعی کے نزدیک اگر برابر کے اولیا میں سے ایک ولی عورت کی رضا سے غیر کفو سے نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہوگا اور بعضوں نے کہا صحیح ہوگا اسی طرح اگر باپ کنواری لڑکی کا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اسکی بغیر رضا کے غیر کفو سے نکاح کر دیوے تو دوسرے ولی نکاح کو فسخ کرا سکتے ہیں اس میں بھی دو قول ہیں (روضہ) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهٗ وَدِیْنَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس وہ شخص آوے جسکے خلق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے تو ملک میں فساد پھیلے گا اور بڑی خرابی ہوگی ف کیونکہ اگر ساری باتیں عمدہ دیکھو گے تو خاوند کا ملنا مشکل ہو جاویگا اور بہت سی عورتیں بغیر خاوندوں کے رہیں گی اور زنا اور بدکاری میں مبتلا ہونگی اس سے زیادہ آفت کونسی ہے اور دوسرے مرد بھی پریشان ہونگے جورو نہ ملنے کی وجہ سے غرض ایک فساد عظیم پھیلے گا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کفارت میں بڑی بات جو دیکھنے کی ہے وہ یہی ہے کہ آدمی دیندار ہو اور اس کے عادات اور اخلاق اچھے ہوں گو خاندان اور قوم کوئی ہو۔ اگر بالفرض خاندان عمدہ بھی ہوا اور اخلاق اچھے نہ ہوئے تو آفت ہی آفت ہے۔ ترمذی نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں دیر نہ کیجاوے ایک تو نماز میں جب وقت آجاوے دوسرے جنازہ میں جب حاضر ہو تیسرے بے شوہر والی عورت کے نکاح میں جب اسکا کفو مل جاوے اور حاکم نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کفو ہیں ایک دوسرے کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا اور ایک شاخ دوسری شاخ کی اور ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہا یا پچھنے لگانیوالا اسکے اسناد میں ایک شخص مجہول ہے اور ابوحاتم نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اسکی کچھ اصل نہیں لیکن بزار نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا معاذ سے کہ عرب کفو ہیں ایک دوسرے کے اسکے اسناد میں سلیمان بن ابی الجون ضعیف ہے اور صحیحین میں ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جو تم میں جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں بھی بہتر ہیں جب فقیہ ہوں اور ترمذی نے ابوحاتم مزنی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس وہ آوے جسکا دین اور خلق پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اور دارقطنی نے حضرت عمر سے نکالا انہوں نے کہا میں منع کرونگا حسب والی عورتوں کو نکاح کرنے سے مگر اپنی کفو سے (روضہ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اختیار کرو اپنے نطفون کے لیے (یعنے عورتون مین سے اچھی عورت چن لو) اور نکاح کرو کفو مردون سے اور نکاح کرو کفو والون سے **باب** القسمۃ بین النساء عورتون کے پاس باری باری رہنا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ امرأتان یمیل مع احدھما علی الاخری جاء یوم القیمۃ واحد شقیہ ساقط ابوہریرہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکی دو عورتین ہونگی اور وہ ایک عورت کیطرف جھکیگا تو قیامت کے دن وہ آویگا اور اسکا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا **ف** جیسے فالج سے گر جاتا ہے اسحدیث کو احمد اور اصحاب سنن اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی بی بیون مین اسطور سے کہ باری باری ایک ایک رات ہر ایک کے گھر مین رہتے تھے بہرحال یہ قسمت واجب ہے ہر مرد پر **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا سافر اقرع بین نسائہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی عورتون پر **ف** اور جس عورت کا نام قرعہ مین نکلتا اسکو سفر مین اپنے ہمراہ لیجاتے باقی عورتون کو مدینہ مین چھوڑ جاتے اور یہ آپ کا کمال انصاف تھا ورنہ علما نے کہا ہے کہ آپ پر قسمت واجب نہ تھی اور اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو اختیار دیدیا تھا کہ جس عورت کے پاس چاہیں رہیں فرمایا ترجی من تشاء منھن وتووی الیک من تشاء **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم بین نسائہ فیعدل ثم یقول اللھم ھذا فعلی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی عورتون مین (یعنے باری باری ہر ایک کے پاس رہتے تھے) پھر فرماتے تھے یا اللہ یہ میرا کام ہے اس امر مین جس کا مین مالک ہون تو مت ملامت کر مجھ کو اس امر مین جسکا تو مالک ہے اور مین اسکا مالک نہین ہون **ف** یعنے مرد کا اختیار جہانتک ہے وہانتک عدل کرے تو ہر ایک عورت کے پاس باری باری رہنا یہ اختیاری ہے ہو سکتا ہے لیکن دل کی محبت اور جماع کی خواہش یہ اختیاری نہین ہے بعض عورت سے رغبت ہوتی ہے بعض سے نہین ہوتی تو اس مین برابری کرنا یہ مرد سے نہین ہو سکتا لبس اللہ اسکو معاف کر دیگا روضہ مین ہے کہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری کسی دوسری عورت کو ہبہ کر دیوے جیسے اسکا ذکر آگے آتا ہے یا اپنی باری خاوند کو معاف کر دیوے **باب** المرأۃ تھب یومھا لصاحبتھا عورت اپنا

دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دیوے عن عائشۃ قالت لما کبرت سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا لعائشۃ فکان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشۃ بیوم سودۃ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے
جب حضرت سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی بوڑہی ہوگئین (تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو طلاق دینا چاہا
انہون نے کہا آپ مجہی طلاق نہ دیجیے مجہے اب مرد کی خواہش نہین ہے لیکن مین یہ چاہتی ہون کہ قیامت کے دن میرا
حشر آپکی بی بیون مین ہو) تو انہون نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بخشدیا (وہ
جانتی تہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حضرت عائشہ رض سے محبت رکہتے ہین) پہر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس رہتے جب سودہ کی باری کا دن آتا **ف** اور ایک دن حضرت عائشہ کی
باری کا تو ہر دو روز مین انکی باری دو بار آتی عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجد
علی صفیۃ بنت حیی فی شیء فقالت صفیۃ یا عائشۃ ھل لک ان ترضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عنی ولک یومی قالت نعم فاخذت خمارا لھا مصبوغا بزعفران فرشتہ بالماء لیفوح
ریحہ ثم قعدت الی جنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ
الیک عنی انہ لیس یومک فقالت ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاخبرتہ بالامر فرضی عنھا
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے ہوئے ام المومنین صفیہ بنت حیی پر کسی بات مین تو
صفیہ نے کہا اے عائشہ تم سے ہوسکتا ہے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجہہ سے راضی کرو اور مین اپنی باری
کا دن تم کو دیتی ہون حضرت عائشہ رض نے کہا ہان پہر انہون نے اپنے اوڑہنی لی جسکو زعفران سے رنگا تہا اور اسپر
پانی چہڑکا تاکہ اسکی خوشبو پہوٹے بعد اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا بیٹہین آپ نے فرمایا اے
عائشہ جا اپنا کام کر یعنے میرے پاس سے سرک جا آج تیرا دن نہین ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ اللہ کا فضل
ہے جسکو چاہتا ہے وہ دیتا ہے پہر حضرت عائشہ نے کل قصہ بیان کیا آپ حضرت صفیہ سے راضی ہوگئے **ف**
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو سے کمال رغبت تہی اور آپ خود سراپا معطر اور خوشبودار رہتے
آپ جدہر سے نکل جاتے تو در و دیوار وہان کے معطر ہوجاتے عرق مبارک گویا عطر تہا بلکہ عطر سے ہزار درجے
بڑہ کر تہا اور بی بیون مین سب سے زیادہ حضرت عائشہ کی الفت تہی جب انہون نے خوشبو لگائی تو اور زیادہ آپ کا
دل انکی طرف مائل ہوگیا لیکن عدل کے خیال سے آپ نے فرمایا کہ تو چلی جا جب یہ حال معلوم ہوگیا تو آپ خوش
ہوگئے سبحان اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا عن عائشۃ انھا قالت نزلت ھذہ الآیۃ

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ صُحْبَتُهَا وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَادًا فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا فَرَاضَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَهَا وَلَا يَقْسِمُ لَهَا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ محبوبہ حبیب اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت والصلح خیر ایک شخص کے باب میں اتری جسکی ایک بی بی تھی جو مدت سے اسکے نکاح میں تھی اور اس سے کئی اولادیں ہوئیں تھیں اب مرد نے ارادہ کیا کہ دوسری عورت کرے (اور اسکو طلاق دیدے) اس عورت نے مرد کو راضی کرلیا اس بات پر کہ اسکو اپنے نکاح میں رہنے دے لیکن اسکے لیے باری نہ کرے **ف** کیونکہ وہ بہت اولاد ہوجانیکی وجہ سے اب جماع کے کام کی نہ رہی تو دوسری جوان عورت کے پاس رہا کرے بہرحال عورت مختار ہے کہ اپنی خوشی سے اگر چاہے تو باری اپنے خاوند کو معاف کردیوے لیکن پھر جب چاہے اپنی باری طلب کرسکتی ہے اور خاوند کو لازم ہوگا کہ باری میں اسکے پاس رہے اگر یہ منظور نہ ہو تو اسکو طلاق دیدے۔ اگرچہ شرع میں طلاق مباح ہے مگر بغیر ضرورت کے اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے اور خصوص جب عورت ایک مدت دراز تک اپنی پاس رہے اور اس سے اولاد بہت ہوجاوے اور وہ بوڑھی ہوجاوے تو اب اسکو طلاق دینا انسانیت اور مروت سے بہت بعید ہے دیکھنا چاہیے کہ جب اس نے اپنی جوانی ہمارے پاس کھوئی اور ہمنے اسکی جوانی کے مزے لوٹے تو اب بڑھاپے میں اسکو نباہنا ضرور ہے گو شرعًا یہ حکم لازم نہیں ہے لیکن اخلاقًا اور مروۃً لازم ہے البتہ خاوند یہ کرسکتا ہے کہ دوسری جوان عورت کر لیوے اور اگر یہ عورت اپنی باری معاف کردیوے تو پھر اسی جوان عورت پاس رہا کرے

باب الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ نکاح کرادینے کے لیے سفارش کرنا

عَنْ أَبِي رُهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ ابورہم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل شفاعت (سفارش) یہ ہے کہ آدمی مرد اور عورت میں نکاح کرادینے کے لیے سفارش کرے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى فَتَقَذَّرْتُهُ فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے اسامہ بن زید (آپکے متبنے کے بیٹے) دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے انکے سر میں زخم لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زخم پر سے لہو وغیرہ دور کر میں نے زخم صاف کردیا آپ انکا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے مونہہ سے خون کو دور کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا اگر اسامہ چھوکری ہوتا تو میں اسکو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہانتک کہ اسکا نکاح کردیتا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو آراستہ کرنا زیور اور لباس سے درست ہے بلکہ مستحب ہے نکاح کیوقت

باب حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ عورتوں سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا **ف** یعنے عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ اگرچہ

تمام لوگون سے معاشرت عمدہ طور سے لازم ہے تاکہ سب خاص و عام اپنے سے خوش ہین اور ہر وقت تعریف کرین اور دعا دیوین
لیکن سب لوگون سے زیادہ حق اپنی بی بی اور بال بچون کا ہے اس کے بعد دوسرے عزیزون اور ناتے والون کا اسکے بعد دوستون
کا اوسکے بعد اور لوگون کا **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم خیرکم لاھلہ
وانا خیرکم لاھلی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم مین
وہ شخص ہے جو بہتر ہو اپنی بی بی کے لیے اور مین تم سب مین بہتر ہون اپنی بی بیون کے لیے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیارکم خیارکم لنسائہم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم مین وہ لوگ ہین جو بہتر ہین اپنی عورتون کے لیے **عن** عائشۃ قالت سابقنی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسبقتہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ دوڑے مین آپ سے آگے نکل گئی **ف** دوسری روایت مین ہے کہ پھر جب مین موٹی ہوگئی تو
آپ آگے نکل گئے آپ نے فرمایا اے عائشہ یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔ اس حدیث سے یہان لانے سے یہ غرض ہے کہ خاوند کی حسن
معاشرت اپنی بی بیون کے ساتھ معلوم ہووے باوجودیکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک زیادہ تھا اور
حضرت عائشہ کم سن تھین لیکن آپ ان کے خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ کھیل بھی کرتے اور دوڑنا ساج ہے کچھ برا
کھیل نہین ہے **عن** عائشۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وھو عروس بصفیۃ
بنت حیی جئن نساء الانصار فاخبرن عنہا قالت فتنکرت وتنقبت فذھبت فنظر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الی عینی فعرفنی قالت فالتفت فاسرعت المشی فادرکنی فاحتضننی فقال کیف رایت
قالت قلت ارسل یہودیۃ وسط یہودیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین آئے (خیبر سے لوٹ کر) تو آپ نوشاہ تھے (یعنے دولہا) صفیہ بنت حیی کے نکاح سے انصار
کی عورتین آئین اور صفیہ کا حال بیان کیا مینے اپنی صورت بدلی اور مونہ پر نقاب ڈالے اور مین گئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میری آنکھہ کو دیکھا اور مجھ کو پہچان لیا مینے یہ دیکھہ کر مونہ موڑا اور دوڑتی ہوئی چلی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مجھ کو پکڑ لیا اور گود مین لے لیا اور فرمایا تو نے کیا دیکھا مینے کہا بس چھوڑ دیجیے ایک یہودی عورت ہے یہودیون
مین سے **ف** یہ حضرت عائشہ نے غصہ کی راہ سے فرمایا حالانکہ حضرت صفیہ اسوقت مسلمان ہوگئی تھین لیکن تحقیر کی
نیت سے انکو یہودن کہا سوکنون مین اکثر ایسی باتین بمقتضاے بشریت اور غیرت ہوجاتی ہین آخر آدمی کتنے بڑے
درجہ کا ہو لیکن پھر انسان ہی ہے کبھی نہ کبھی نفس زور کر بیٹھتا ہے **عن** عروۃ بن الزبیر قال قالت عائشۃ

مَا عَلِمْتُ حَتّٰی دَخَلَتْ عَلَیَّ زَیْنَبُ بِغَیْرِ اِذْنٍ وَھِیَ غَضْبٰی ثُمَّ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَحَسْبُكَ اِذَا قَلَبَتْ لَكَ بُنَیَّۃُ اَبِیْ بَكْرٍ
ذُرَیْعَتَیْهَا ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَیَّ فَاَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دُوْنَكِ فَانْتَصِرِیْ فَاَقْبَلْتُ عَلَیْهَا
حَتّٰی رَاَیْتُهَا وَقَدْ یَبِسَ رِیْقُهَا فِیْ فِیْهَا مَا تَرُدُّ عَلَیَّ شَیْئًا فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ عروہ
بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں ام المومنین زینب پاس چلی گئی بغیر ان کی اجازت کے وہ غصہ تھیں
انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں سمجھتی ہوں جب ابوبکر کی پوتی (بیٹا چھوکری) اپنی کرتی اولٹے تو وہ آپ کو کافی ہے۔
ف حضرت زینب قرشیہ تھیں حسین اور صاحب نسب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں انہی کو دعوی تھا حضرت
عائشہ کی برابری کا وہ کہتی تھیں میرا نکاح اللہ جل جلالہ نے کیا سات آسمانوں کے اوپر سے اور تمہارا نکاح تمہارے والیوں نے
کیا وہ غصہ میں تھیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی طرف آپ کی توجہ زیادہ تھی اور آنحضرت سے شکایت کر رہی تھیں اتنے میں حضرت
عائشہ بغیر اجازت لیے ہوئے اندر گھس آئیں تو اور زیادہ غصہ ہوئیں (حضرت عائشہ کو انہوں نے تحقیر کی راہ سے بنیہ جو تصغیر
ہے بنت کی کہا یعنے چھوٹی لڑکی یعنے چھوکری دکن میں اسکو پوٹی کہتے ہیں اور ذریع تصغیر ہے ذرع کی یعنے چھوٹا کرتا یعنے
کرتی مطلب یہ ہے کہ آپ تو حضرت عائشہ کے شیفتہ اور عاشق ہیں اور بی بیوں کی آپ کو فکر ہی نہیں ہے نہ اور کسی کا آپکو
خیال ہے حضرت عائشہ نے اپنا کرتہ اولٹا اور بانہہ کھولی تو یہی آپ کو کافی ہے ف بعد اسکے وہ میری طرف پلٹیں
میں نے انکی بات سے مونہہ موڑا یعنے جواب نہ دیا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہو اور اپنی مدد
کرو میں ان کی طرف پھری (اور میں نے انکو جواب دیا) یہانتک کہ میں نے دیکھا انکا تھوک سوکھ گیا مونہہ میں وہ کچھ جواب
نہ دے سکتی تھیں (حضرت عائشہ کی اول تو تقریر حق تھی حق بات کا کوئی کیا جواب دے سکے دوسرے حضرت عائشہ بہت فصیح
اور مقرر تھیں انکے سامنے کسی عورت کو گفتگو کرنا دشوار تھا) پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا آپ کا
مبارک چہرہ جگمگا رہا تھا ف خوشی سے آپ کو بھلا معلوم ہوا حضرت عائشہ کا جواب دینا اور حضرت زینب کا ہار جانا جو
ناحق شکایت کرتی تھیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت زینب سے فرمایا تم نہیں جانتی ہو یہ ابوبکر کی بیٹی ہے +

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَاَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَكَانَ یُسَرِّبُ
اِلَیَّ صَوَاحِبَاتِیْ یُلَاعِبْنَنِیْ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں گڑیاں کھیلتی تھی اور میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی تو آپ میرے ہمجولی چھوکریوں کو چھوڑ دیتے تھے وہ میرے ساتھ کھیلا کرتیں
ف گڑیاں کپڑے کی مورتیں جو چھوکریاں بناتی ہیں اونکی شادی کرتی ہیں یہ بچوں کا کھیل ہے اور ان میں پوری
صورت نہیں ہوتی اسلیے تصویر کا حکم نہیں دیا گیا اور لڑکیوں کو اسکا کھیلنا درست رکھا گیا حضرت عائشہ کم سن تھیں

یہ آپکا کمال خلق تھا کہ بچوں پر شفقت کرتے اور کھیل کود سے انکو منع نہ کرتے نہ زیادہ غصہ ہوتے اور باب کی کل حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ اپنی بی بیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرتے جب تو حضرت عائشہ کو گود میں لے لیا اور حضرت زینب پر خفا نہیں ہوئے اور حضرت عائشہ کو گڑیاں کھیلنے کی اجازت دی اور انکی ہمجولی لڑکیوں کو آنے سے اور کھیلنے سے نہیں روکا **باب** ضَرْبِ النِّسَاءِ عورتوں کا مارنا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ ثُمَّ قَالَ إِلَى مَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْأَمَةِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ - عبد اللہ بن زمعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا پھر عورتوں کو نصیحت کی اور انکو پند سنائی اور فرمایا تم میں سے کوئی کہاں تک اپنی عورت کو ماریگا لونڈی کی طرح اور شاید پھر وہ اسی دن اخیر دن میں اسکو اپنے ساتھ لٹادے **ف** تو پہلے ایسے سخت مار پھر اسکے بعد اتنا پیار بالکل نامناسب ہے گا اور دل نفرت ہو گا مناسب ہے کہ حتی المقدور عورت پر ہاتھ ہی نہ اٹھاوے اگر ایسا ہی سخت قصور کرے تو زبان سے خفا ہو ساتھ سونا چھوڑ دیوے اگر اسپر بھی نہ مانے تو ہلکی مار مارے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا لَهُ وَلَا امْرَأَةً وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خادم کو اور کسی عورت کو نہیں مارا اور کسیکو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا **ف** یعنی غصہ کے طور پر دنیا کے لیے البتہ اللہ کے لیے جہاد میں مارا یہ مارنا اور ہے **عَنْ** إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُنَّ إِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ فَضُرِبْنَ فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَائِفُ نِسَاءٍ كَثِيرٍ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا فَلَا تَجِدُونَ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو مت مارو یہ سنکر حضرت عمر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں نے تو زور کر لیا مردوں پر کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مارنے سے منع کر دیا ہے تو شرارت اور زبان درازی شروع کر دی آپنے حکم کیا انکے مارنے کا پھر انکو مار پڑی پھر آنحضرت کے گھر نے پر بہت سی عورتیں آئیں رات اور اپنے خاوندوں کے ظلم کی شکایت کی جب صبح ہوئی تو آپنے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے پاس آجکی رات ستر عورتیں آئیں اور ہر ایک عورت اپنے خاوند کا شکوہ کرتی تھی تو تم ان مردوں کو بہتر نہیں پاؤ گے **ف** جو اپنی عورتوں سے مار پیٹ کرتے ہیں اور ان کی شکایت حاکم وقت تک پہونچاتے ہیں مراد وہی مرد ہیں جو ظلم سے بلا وجہ معقول ایسا کرتے ہیں وہ کبھی نیک نہیں ہو سکتے **عَنْ** الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً

فلما کان فی جوف اللیل قام الی امرأته یضربها فحجزت بینهما فلما اوی الی فراشه قال لی یا اشعث احفظ
عنی شیئا سمعته عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یسأل الرجل فیم یضرب امرأته ولا تنم الا علی
وتر ونسیت الثالثة اشعث بن قیس سے روایت ہی حضرت عمر نے ضیافت کی ایک رات جب آدہی رات کا وقت ہوا
تو وہ اُٹھے اپنی عورت کیطرف اور اسکو مارا مین ان دونو کے بیچ مین حائل ہوا جب وہ اپنے بچھونے پر جانے لگے تو
مجھہ سی کہا اے اشعث ایک بات میرے سی یاد رکھہ مینے اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے مرد سی سوال نہ کیا جاویگا اگر وہ اپنی عورت کو ماریگا (یعنے وجہ معقول پر مثلا نماز نہ پڑہنے پر غسل نہ کرنے پر اپنے
خاوند کے لیے بناؤ سنگار نہ کرنے پر جماع سے بلا وجہ انکار کرنے پر بغیر اجازت کی باہر جانے پر) اور مت سو بغیر وتر پڑہے
ہوئے اور تیسری ایک بات اور کہی مین اسکو بھول گیا **عن** ابی عوانة باسناده نحوه دوسری روایت بہی ایسی
ہی ہے **باب** الواصلة والواشمة بالون کا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے **عن** ابن عمر عن النبی صلی
الله علیه وسلم انه لعن الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة ابن عمر سے روایت ہی ان حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگائی گئی پر اور گودنے والی اور گودانے والی پر (**ف**
اور جوڑ لگانے سے یہ مراد ہی کہ پرائی بال لے کر اپنے سر کے بالون مین شریک کرے جیسا بعض عورتون کی عادت ہوتی ہی اور اس سے یہ غرض ہوتی ہے
کہ سر کے بال زیادہ معلوم ہون نووی نے کہا ظاہر احادیث سی اسکی حرمت نکلتی ہے اور بعضون نے اسکو مکروہ رکہا
ہے بعضون نے خاوند کی اجازت سی جائز رکہا ہے اور گودنا بالاتفاق حرام ہے **مترجم** کہتا ہے جوڑنا یعنے چوٹلا
لگانا یہ بہی حرام ہے ہوگا کیونکہ آپنے لعنت کی ایسا کرنے والی پر اور لعنت ہمیشہ حرام ہی فعل پر ہوتی ہے ؛
عن اسماء قالت جاءت امرأة الی النبی صلی الله علیه وسلم فقالت ان ابنتی عریس وقد اصابتها
الحصبة فتمرق شعرها فاصل لها فیه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن الله الواصلة و
المستوصلة اسماء سی روایت ہی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی میری بیٹی
دولہن ہے اور اسکو چیچک کا عارضہ ہوا تو بال جہڑ گئے کیا مین اسکے بالون مین جوڑ لگاؤن آپنے فرمایا لعنت کی
اللہ سبحانہ وتعالی نے جوڑ لگانیوالی پر اور جسکے جوڑ لگایا جاوے اسپر **عن** عبد الله قال لعن رسول الله
صلی الله علیه وسلم الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق الله فبلغ
ذلک امرأة من بنی اسد یقال لها ام یعقوب فجاءت الیه فقالت بلغنی عنک انک قلت کیت و
کیت قال وما لی لا ألعن من لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو فی کتاب الله قالت انی لأقرأ

مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ فَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَظُنُّ أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جَامَعَتْنَا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے لعنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گودنیوالیوں پر اور گودوانیوالیوں پر اور سونہہ کے رونگٹے نکالنیوالیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرانیوالیوں پر حسن کے لیے اللہ کی خلقت کو بدلنیوالیوں پر یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہونچی جسکو ام یعقوب کہتے تھے وہ عبداللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی میں سنتی ہوں تمنے ایسا ایسا کہا انہوں نے کہا کیوں مجھے کیا ہوا کہ میں لعنت نہ کروں اسپر جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے وہ بولی میں تو سارا قرآن پڑھتی ہوں لیکن یہ مسئلہ اس میں نہیں پایا عبداللہ نے کہا اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو اسکو پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی وما اتکم الرسول فخذوہ اخیر تک یعنی جو حکم تمکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رسول دیوے اسپر عمل کرو اور جس سے وہ منع کرے اس سے باز رہو (تو جتنی باتیں حدیث سے ثابت ہیں گویا وہ کتاب اللہ سے ثابت ہیں) وہ عورت بولی ہاں یہ آیت تو قرآن شریف میں ہے عبداللہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے وہ بولی میں سمجھتی ہوں تمہاری بی بی بھی ایسا کرتی ہے عبداللہ نے کہا جا اور دیکھ وہ گئی اور اس نے دیکھا کوئی بات جیسے اس نے سمجھی تھی نہ پائی تب وہ کہنے لگی میں نے (تمہاری بی بی کے پاس) کوئی بات نہیں دیکھی عبداللہ نے کہا اگر ایسا ہوتا جیسے تو کہتی تھی (یعنے میری بی بی ایسے باتیں کرتی ہوتی جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ہے) تو وہ کبھی ہمارے ساتھ نہ رہتی (یعنے ہمارا اور اسکا ساتھ نہ رہتا بلکہ میں اسکو طلاق دیدیتا سبحان اللہ صحابہ سنت کے کیسے سچے پیرو تھے اور جو لوگ اہل توحید و سنت ہوتے ہیں انکی بی بیاں بھی اکثر صالحہ اور متبع سنت ہی ہوتی ہیں ورنہ وہ ایسے مدعتی اور فاسق عورتوں کو طلاق دیکر اپنے بیان سے باہر کردیتے ہیں البتہ یہ مدعتیوں میں دیکھا کہ اکثر مرد انکے زن مرید ہوتے ہیں اور عورتیں بدعت تو کیا کفر اور شرک کی باتیں علانیہ کرتی ہیں اور یہ مرد جو درحقیقت مخنث سے بھی بدتر ہیں بیگم صاحبہ سے ڈر کر خاموش ہو رہتے ہیں لعنت انکی مردمی اور مردمیت پر) **ف** مترجم کہتا ہے اللہ تبارک وتعالے نے ہماری خاندان میں مدت سے یہ برکت دی ہے کہ ہمیشہ عورتیں مردوں کی فرمانبردار اور مردوں سے خائف ہوتی ہیں کیا مجال ہے کہ مرد کی مرضی کے خلاف ذراسی بھی کوئی بات کریں اور دنیا کی تمام رسوم مرد کی خوشی کے لیے چھوڑ دیتی ہیں میرے کئی بچے پیدا ہوئے لیکن میں نے کوئی رسم

جس کی شریعت کی رو سے اصل نہیں ہے کبھی نہیں کی اور نکاح اسطرح پڑہا ہے کہ چار دوستون کو جمع کرکے شریعت کے موافق عقد
پڑہا دیا اور والد مرحوم نور اللہ مرقدہ نے میری دونون بہنون کا نکاح مسجد مین پڑہایا نہ ڈہول نہ ڈہمکا نہ باجا نہ گاجا نہ ناچ نہ مزامیر
نہ ریت نہ رسم اور کسی عورت لڑیون نہ کی دم نہ مارا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء **باب** متی یستحب البناء بالنساء
عورتون سے صحبت کن دنون مین مستحب ہے **عن** عائشة قالت تزوجني النبي صلى الله عليه وسلم في شوال وبنى
بي في شوال فاي نسائه كان احظى عنده مني وكانت عائشة تستحب ان تدخل نساءها في شوال ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور مجھ سے صحبت بھی کی شوال
کے مہینے مین پھر کونسی بی بی آپ کو مجھ سے زیادہ پسند تھی اور حضرت عائشہ کو پسند تھا کہ خاوندون کے پاس انکی علاقہ دار
عورتین شوال کے مہینے مین جاوین **عن** الحارث بن هشام ان النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ام سلمة
في شوال وجمعها اليه في شوال حارث بن ہشام سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین ام
سلمہ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور انسے صحبت کی شوال کے مہینے مین **ف** شوال کا مہینا عید کا ہے خوشی
کا مہینا ہے اس وجہ سے اس مین نکاح کرنا بہتر ہے اور جاہلیت کے لوگ اس مہینہ کو منحوس جانتے تہے آن حضرت نے ان کا خیال
غلط کیا اور اسی مہینہ مین نکاح کیا اور زفاف بہی اسی مہینے مین کیا گو ہر ماہ مین نکاح درست ہے مگر جس مہینہ کو عوام بغیر دلیل
شرعی کے عورتون کی تقلید سے یا کافرون اور فاسقون کی تقلید سے منحوس سمجہین اسی مہینہ مین نکاح اور خوشی کرنا
چاہیے تاکہ عوام کے دل سے یہ بے اصل بات نکلجاوے شرع کے روسے شوال کا مہینا اسیطرح محرم یا صفر کا مہینہ منحوس نہیں
ہے پس بے کھٹکے ان مہینون مین نکاح کرنا چاہیے اور تیرہ تیزی بالکل لغو ہے جاہل عورتون کی ایجاد ہے **باب**
الرجل يدخل باهله قبل ان يعطيها شيئا مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو **عن** عائشة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرها ان تدخل على رجل امراته قبل ان يعطيها شيئا ام المومنین حضرت
عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو حکم دیا کہ وہ خاوند پاس اسکی جورو کو بہیجدیوین اس سے پہلے
کہ خاوند نے اسکو کوئی چیز دی ہتی **ف** یعنے یہ امر جائز ہے کہ نکاح کے بعد مرد اپنی عورت سے صحبت کرے گو مہر مین سے
ابھی کوئی حصہ ادا نہ کیا ہو اور یہ عورت حضرت عائشہ کی پالی ہوئی ایک لڑکی تھی جسکا نکاح انھون نے ایک انصاری مرد سے
کر دیا تہا بعضون نے کہا یہ حکم لونڈیون مین ہے لیکن آزاد عورتون کو پہلے کچھ دیکر اسکے بعد خاوند کو صحبت کرنا چاہیے اور حضرت
علی کا نکاح جب حضرت فاطمہ سے ہوا تہا تو آپ نے علی کی زرہ بکوا کر اس مین سے حضرت فاطمہ کا سامان بنایا **باب**
ما يكون فيه اليمن والشوم کون سی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے **عن** محمد بن معوية قال سمعت رسول

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا شُؤْمَ وَقَدْ یَکُوْنُ الْیُمْنُ فِیْ ثَلَاثَۃٍ فِی الْمَرْاَۃِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ محمد بن معاویہ سے روایت ہے یعنے انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے نحوست کوئی چیز نہیں ہے اور کبھی تین چیزین مبارک ہوتی ہین عورت اور گھوڑا اور گھر **ف** کل چیزین اللہ جل جلالہ کی مشیت اور تقدیر سے ہوتی ہین تو نحوست اور مبارکی کوئی شئے نہیں ہے لیکن ان تین چیزون کو آپنے فرمایا کبھی مبارک ہوتی ہین اوسکا یہ مطلب نہین ہے کہ ان چیزون کا انسان پر کچھ اثر ہوتا ہے برا یا بھلا بلکہ انکے مبارک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کوئی مکان عمدہ نکلتا ہے لوگ اس مین صحیح وسالم رہتے ہین اولاد پیدا ہوتی ہے اسیطرح کوئی گھوڑا کم خوراک اور تابعدار اور چالاک اور محنتی ہوتا ہے کوئی عورت غریب اور اطاعت گذار نیک ہوتی ہے بس یہی ان چیزون کی مبارکی ہے اور اس سے کہ یہ منحوس بھی ہوتے ہین مکان کی نحوست یہ ہے کہ تنگ تاریک وحشت ناک غلیظ ہو جسکے رہنے والے بخار وغیرہ عوارض مین مبتلا ہوا کرین گھوڑا منحوس وہ ہے جو خیرہ سرکش سوار کا دشمن ہو کام نہ کرے اور کہاوے بہت عورت کی نحوست یہ ہے کہ بدکار فاجر اور بدمعاش مسرف ہو خاوند کی اطاعت نہ کرے بانجھ اور بدزبان ہو اب جیسا اس زمانہ کے بعض لوگ خیال کرے کہ بعضے چیزین خود منحوس ہوتی ہین یعنے صاحب خانہ پر بلا لاتی ہین یہ خیال بالکل غلط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پہلے ہی اوڑا دیا کہ نحوست کوئی چیز نہیں ہے جو آفت آدمی اسکو تقدیر الٰہی سے سمجھنا چاہیے اور صبر اور دعا کرنا چاہیے کسی آدمی کا دل دکہانا یا کسی حیوان کو بے فائدہ منحوس سمجھ کر ستانا نری سفاہت اور حماقت ہے **عَنْ** سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ کَانَ فَفِی الْفَرَسِ وَالْمَرْاَۃِ وَالْمَسْکَنِ یَعْنِی الشُّؤْمَ سہل بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کوئی چیز ہوتی (بالفرض یعنے نحوست کچھ نہیں ہے محض بے اصل ہے اگر ہوتی) تو ان تین چیزون مین ہوتی گھوڑے اور عورت اور گھر مین **ف** جب ان مین بھی نحوست نہیں ہے تو اور چیزون مین بطریق اولیٰ نہ ہوگی **عَنْ** سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثٍ فِی الْفَرَسِ وَالْمَرْاَۃِ وَالدَّارِ قَالَ الزُّھْرِیُّ فَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَمْعَۃَ اَنَّ جَدَّتَہٗ زَیْنَبَ حَدَّثَتْہُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ تَعُدُّ ھٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَ وَتَزِیْدُ مَعَھُنَّ السَّیْفَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحوست تین چیزون مین ہے گھوڑے اور عورت اور گھر مین (اسکا مطلب وہی ہے جو اوپر گذرا پس اگلی حدیثون کے خلاف یہ حدیث نہ ہوگی) زہری نے کہا مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ ان کی دادی زینب نے ان سے حدیث بیان کی ام سلمہ سے وہ ان تین چیزون کا شمار کرتی تہین اور ایک تلوار کو بڑہاتی تہین (وہ منحوس یا مبارک ہوتی ہے) **باب** الْغَیْرَۃِ غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللهُ فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ وَأَمَّا مَا يَكْرَهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيْبَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعضے غیرت اللہ کو پسند ہے بعضی ناپسند ہے جو پسند ہے وہ یہ ہے کہ تہمت کی مقام میں غیرت کرے (مثلاً کسی کی عورت غیر مرد کے ساتھہ تنہائی کرتی ہو اور اس سے ہنستی ہو اگر ایسا نہ کرے تو وہ بدگمانی ہے جو ہرگز جائز نہیں ہے) اور جو ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ بغیر تہمت کے بفایدہ غیرت کرنا (اور بُرے گمان پر کوئی کام کر بیٹہنا یہ بالکل حماقت اور سفاہت ہے) **ف** یہ زمانہ ایسا ہے کہ اللہ کی پناہ بدمعاش لوگ کسی نیک بخت بی بی کی نسبت ایک جہوٹی تہمت لگا دیتے ہین تاکہ اسکا خاوند غیرت میں آکر کوئی کام کر بیٹہے اسکا گہر تباہ ہو حسد کرنیوالون کو اس مین خوشی ہوتی ہے یہ وقت بڑی تحمل اور استقلال کا ہے انسان کو اس مین سوچ سمجہکر کام کرنا چاہیے جلدی ہرگز نہ کرنا چاہیے اور شریعت کے موافق دریافت اور گواہی لینا چاہیے اگر ایسے سچے اور نیک گواہون کی گواہی نہ ملے تو سمجہ لیوے کہ یہ حاسدون اور دشمنون کا فریب ہے جو اسکا گہر تباہ کرنا چاہتے تہے اللہ پاک حاسدون اور دشمنون کے شر سے بچاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی ایذا دہی سے نہ چہوڑا حضرت عائشہ پر جہوٹی تہمت جوڑی طوفان لگایا لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو جہوٹا کیا انکا مونہہ کالا ہوا **مترجم** کہتا ہے مین بہی اس بلا مین پڑ چکا ہون اس وقت میرا تسلی دینے والا کوئی نہ تہا سوا حضرت عائشہ کے واقعہ کے مین نے جلدی نہین کی اور غصہ کو ضبط کیا سہولت کے ساتہہ ایک مدت تک دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ چند بدمعاشون کا جوڑ تہا اور اسکی وجہ یہی میرے گہر کی تباہی کے درپے تہے اللھم اخذلھم فے الدنیا والآخرۃ **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ يَعْنِي مِنْ ذَهَبٍ قَالَهُ ابْنُ مَاجَةَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے مینے کسی عورت پر غیرت نہین کی کبہی (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجہ کو سب سے زیادہ چاہتے تہے اور اللہ تعالیٰ نے مجہ کو سب کچہ دیا تہا) جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی کیونکہ مین دیکہتی تہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر انکا ذکر کیا کرتے تہے۔ (حالانکہ وہ مرچکی تہین) اور اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ کو بشارت دیوین جنت مین ایک مکان کی جو سونے سے بنایا گیا ہے **ف** نہ اس مین غل ہے نہ شور جیسے دوسری روایت مین ہے حضرت خدیجہ سب سے پہلی بی بی تہین آپ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سوا حضرت ابراہیم کے انہی کے مبارک بطن سے ہوئی اور انہون نے اپنا سارا مال اور اسباب آنحضرت پر نثار کیا اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائین انکے فضائل بہت ہین اور وہ افضل ہین آپ کے سب بی بیون مین اور والدہ ہین جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی کی اور انکی فضائل

اگلی کتب سماوی سے بھی ثابت ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی گئی ہے **عن** المسور بن مخرمۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو علی المنبر یقول ان بنی ھشام بن المغیرۃ استاذنونی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا اذن لھم ثم لا اذن لھم ثم لا اذن لھم الا ان یرید علی ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی و ینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما رابھا و یؤذینی ما اذاھا مسور بن مخرمہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تھے فرماتے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں (اگر میں اجازت دوں تو کیونکہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا علی کے نکاح میں تھیں) تو میں کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا انکو ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ علی میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور انکی بیٹی سے نکاح کرلے اسلیے کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو بات اسکو بری لگے وہ مجھے بھی بری لگتی ہے اور جس بات سے اسکو تکلیف ہو مجھے بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے **ف** حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا حضرت فاطمہ کے موجود ہوتے ہوئے تب آپنے یہ حدیث فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپنے فرمایا قسم اللہ کی اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جاہ نہیں رہ سکتیں یہ سنکر حضرت علی نے اس نکاح کو موقوف رکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے بعد ابوجہل کی بیٹی سے اور اور کئی عورتوں سے حضرت علی نے نکاح کیا اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مرد کو چار عورتیں تک درست ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بہت سی عورتیں تھیں پھر علی کو جو دوسرے نکاح سے روکا اسکی کیا وجہ تھی دین اسلام کے مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اپنی بیٹی کی خاطرداری کے لیے علی کو ایک امر مباح سے روکا اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی صرف یہ وجہ نہتی گو اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی بیحد محبت تھی اور کیونکر نہوتی آپ کی تمام اولاد میں ایک یہی پیاری اکلوتی بیٹی زندہ رہیں تھیں اور ایسی بیٹی کی محبت مقتضائے بشریت ہے کوئی بشر کتنا ہی اعلے درجہ کا ہو لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوسکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صاف صاف فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے پس ایسی پیاری بیٹی پر سوکن آنا اور اسکا تکلیف میں مبتلا ہونا کوئی باپ گوارا نکرے گا لیکن اسکی اور وجہیں کئی تھیں **پہلی** وجہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری عورت سے نکاح کرنا مشروط کیا تھا رضائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی خوشی کے پس آپنے خبر دیدی کہ میری خوشی کبھی نہیں ہوسکتی اس میں کوئی قباحت نہیں لیکہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصنع اور پاک نفسی دکھانا منظور

ہوتا تو ظاہر مین اجازت دیدیتے اور دلمین رنج ہوتا نبی کی یہ شان نہین دل وزبان انبیا کے مطابق ہوتے ہین جیسے دوسری
حدیث مین اسطرف اشارہ آیا ہے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ ابوجہل لعین قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن
جانی تہا اور جب تک جیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا دہی مین مصروف رہا یہانتک کہ جنگ بدر مین واصل جہنم
ہوا پس آپ کو ڈر ہوا کہ اگر ایسے دشمن کی بی بی علی پاس آوی تو وہ علی کو بہی خراب کریگی اور فاطمہ کو معلوم نہین وہ کتنی ایذا
دیوے اس سے موافقت ممکن نہین **تیسرے** یہ کہ پیمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جای جمع ہونا خلاف مرضی الٰہی
تہا اور اسی لیے آپنے فرمایا کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ علی فاطمہ کو طلاق دیدیوین اسوقت جس سے چاہین نکاح کرین پس اگر
اس بات کی وجہ صرف فاطمہ کی محبت ہوتی تو سوکن آنے سے زیادہ جو امر رنج کا موجب ہے یعنے طلاق اسکو آپ کیونکر
گوارا کرتے معلوم ہوا کہ آپنے حکم خداوندی اور رضای آلہی کی تعمیل کی **چوتہی** یہ کہ حضرت علی سے شاید نکاح کیوقت
یہ شرط ہوئی ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے جیتے تک انپر سوکن نہ کرین اور اسی لیے حضرت علی نے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر منحصر رکہا ورنہ امر مباح مین اجازت کی کیا ضرورت تہی پس آپ اس شرط
کے خلاف کیونکر حکم دے سکتے تہے جس شرط پر خود حضرت فاطمہ نے نکاح قبول کیا تہا **پانچوین** یہ کہ آپ ڈرے
کہ کہین سوکن آنے سے حضرت فاطمہ بمقتضای غیرت بشری اپنے خاوند کی اطاعت سے کچہ انحراف کرین اور
اسوجہ سے گناہ مین مبتلا ہون اور حضرت علیؑ حضرت فاطمہ رض کو ایذا دیوین اور اسکی وجہ سے آن حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو رنج ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہی گنہگار ہون کیونکہ آن حضرت کو رنج دینا گناہ عظیم ہے والذین یؤذون
رسول اللہ لہم عذاب عظیم پس آپنے دونون کو گناہ سے بچایا اور یہ اصلی کام متعلق بہ منصب رسالت تہا کہ لوگون کو
حتے المقدور گناہون سے بچادین **چہٹی** یہ کہ حضرت فاطمہ رضے اللہ عنہا کا شاید یہ خاصہ ہوگا کہ انپر سوکن کا لانا اللہ
تبارک وتعالی نے جائز نہ کیا ہوگا اور بہت سے کامون مین اللہ سبحانہ وتعالی نے عنایت اور محبت سے آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص احکام رکہے ہین کیا عجب ہے کہ یہ حکم بہی انہی مین سے ہو **ساتوین** یہ کہ آپ امام حسن
اور امام حسین علیہما السلام پر ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ ابوجہل کی بیٹی جو خاندانی دشمن کی بیٹی ہے حضرت علی پاس آکر
ان دونو صاحبزادون کو کچہ ایذا دیوے اور عداوت کی وجہ سے زہر وغیرہ دیدے **آٹہوین** یہ کہ آن حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی سے بہت خصوصیت اور الفت تہی اور انکو اپنے گہر کے متصل گہر دیا تہا بلکہ ان
کا دروازہ ہمیشہ آپکے گہر سے ملا اور کہلا رہتا اور یہ محبت حضرت فاطمہ کے ساتہ نکاح ہونے سے اور بڑہ گئی تہی آپنے
مناسب جانا کہ حضرت علی ایک غیر عورت بلکہ دشمن کی بیٹی کو لادین اور حضرت علی کے ساتہ جو محبت اور یکجائی

ہے اس میں خلل پڑے اور آپ کی صاحبزادی اور نورسوں کو آپ سے دوری ہو جاوے **نویں** یہ کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت فاطمہ کی عمر کم ہے اور چند ہی روز انکی حیات مستعار کے باقی رہے ہیں اور علی کو ان کے بعد بہت موقع ملیگا کہ دنیا میں رہیں اور شادیاں کریں تو چندروز کے لیے فاطمہ کو ناراض کرنا کیا ضرور ہے **دسویں** یہ کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام اور جانشین کرنا چاہتے ہوں گے پس آپنے یہ خیال کیا کہ اگر علی دوسری شادی کر لیں گے تو لوگوں کو جو خلوص انکے ساتھ ہے اس میں فرق آجاویگا کیونکہ یہ سارا خلوص حضرت فاطمہ کے طفیل سے تھا دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا گذر گئیں تو لوگوں کے مونہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے پھر گئے فتلک عشرۃ کاملۃ واللہ اعلم

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِي جَهْلٍ وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا اِبْنَةَ اَبِي جَهْلٍ قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي قَدْ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ بِضْعَةٌ مِنِّي وَاَنَا اَكْرَهُ اَنْ تَفْتِنُوْهَا وَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ اَبَدًا قَالَ فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کا پیام دیا اور ان کے نکاح میں حضرت فاطمہ زہرا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) جب یہ خبر حضرت فاطمہ نے سنی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپکے لوگ کہتے ہیں کہ آپکو غصہ نہیں آتا اپنی بیٹیوں کے لیے تو اسوجہ سے اب علی نکاح کرنے والے ہیں ابوجہل کی بیٹی سے مسور نے کہا یہ خبر سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں نے سنا آپنے تشہد پڑھا پھر فرمایا بعد اسکے معلوم ہو کہ میں نے نکاح کیا اپنی بیٹی حضرت زینب کا) ابوالعاص بن الربیع سے انہوں نے جو بات کی تھی اسکو سچ کیا (باوجود کفر کے انہوں نے حضرت زینب کے بھیجدینے کا وعدہ کیا پھر انکو بھیجدیا) اور بے شک فاطمہ محمد صلعم کی بیٹی میرا ایک ٹکڑا ہے اور میں برا جانتا ہوں کہ لوگ اسکو گناہ میں پھنساویں (ایسا نہ ہو کہ سوکن کے رنج میں وہ کوئی بات خاوند کے خلاف کر بیٹھیں اور گنہگار ہوں) اور بیشک قسم خدا کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک شخص کے پاس کبھی جمع نہ ہونگی یہ سنکر حضرت علی علیہ السلام نے پیام چھوڑ دیا **ف** یعنے نکاح موقوف رکھا اور کیونکر موقوف نہ کرتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار اور آپکے مرضی کے تابع اور جان نثار تھے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت علی پر کوئی طعن نہیں

ہو سکتا جیسے خوارج مردود کیا کرتے ہیں کیونکہ حضرت علی نے لاعلمی سے یہ خیال کر کے کہ ہر مرد کو چار بی بیاں درست ہیں دوسرے نکاح
کا پیام دیا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہیں ہے تو فوراً یہ ارادہ موقوف کر دیا اور حدیث سے
حضرت فاطمہ کی بڑی فضیلت نکلی کہ انکا خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسقدر تھا اور کیونکر نہ ہوتا کہ ان کی والدہ
ماجدہ گذر گئیں بہائی گذر گئے بہنیں سب کی سب ایک کے بعد ایک گذر گئیں یہ وہ تنہا رہ گئیں سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کوئی انکا غمگسار یا تسلی دینے والا نہ تھا کہ دم بھر اسکے پاس بیٹھتیں اور اپنے گھر میں اگرچہ رنج پیدا ہوتا تو اسکے باہر
جا کر یہ رنج دفع کرتیں لیکن ہائے افسوس آل محمد کو کبھی عیش نہیں ہوا اور رنج پر رنج اور صدمہ پر صدمہ پڑتے گئے یہ صدمے
کیا کم تھے کہ دفعتاً غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور پدر بزرگوار کا بھی سایہ دنیا سے اوٹھ گیا یہی وجہ ہوئی کہ حضرت فاطمہ اس صدمہ جانکاہ
کے بعد صرف تھوڑے دنوں تک زندہ رہیں اور چھ ماہ کے اندر ہی جنۃ الفردوس میں اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور
بہنوں سے مل گئیں۔ یا اللہ ہمکو حضرت فاطمہ زہرا کے صدقہ سے اور انکے صاحبزادوں کے طفیل سے بخشدے یا اللہ ہمکو آخرت
میں امام حسن علیہ السلام کی کفش برداری اور خدمتگاری میں چھوڑ دے اور دوزخ سے نجات دیدے۔ اس حدیث میں آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنا ٹکڑا فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ انکے رنج سے مجھ کو رنج ہوتا ہے انکی ایذا سے
مجھ کو ایذا ہوتی ہے اس سے مرتبہ حضرت فاطمہ کا سمجھ لینا چاہیے **باب** الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس نے اپنی جان کو بخشدیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **ف** یعنے اپنے تئیں ہبہ کر دیا اگر عورت
اپنے نفس کو ہبہ کر دیوے کسی کو خواہ مہر کا ذکر آوے یا نہ آوے تو نکاح درست ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک لیکن شافعیہ اور جمہور
علما کے نزدیک درست نہ ہوگا جبتک نکاح یا تزویج کا لفظ نہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ جائز تھا
بالاتفاق کیونکہ اللہ سبحانہ تعالی فرماتا ہے وامراۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی اخیر تک **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ
تَقُولُ أَمَا تَسْتَحْيِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ
وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ فِي هَوَاكَ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے وہ کہتی تہیں کیا عورت شرم نہیں کرتی جو اپنے تئیں بخشدیتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
ف اس کہنے سے حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ غرض تھی کہ عورتیں شرم کریں اور اپنے تئیں ہبہ نہ کریں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس لیے کہ عورتیں آپ کی بہت ہو جاوینگی تو باری ہر ایک کی اور دیر میں آویگی اب اختلاف ہے کہ جس عورت
نے اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا اس کا نام کیا تھا بعضے کہتے ہیں میمونہ بعضے ام شریک بعضے زینب
بنت خزیمہ بعضے خولہ بنت حکیم واللہ اعلم **ف** یہاں تک کہ اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری ترجی من تشاء منہن اخیر تک یعنی

جسکو تو چاہے اپنی عورتوں میں سے اپنے سے جدا کرے اور جسکو چاہے اپنے پاس رکھے یا بلاوے تب میں نے کہا تمہارا پروردگار جو تمہاری خواہش ہوتی ہے ویسا ہی جلدی کرتا ہے حکم اتارنے میں **ف** اس آیت سے آیت منسوخ ہو گئی کہ اب اسکو بعد تیرے لیے اور نئی عورتیں کرنا درست نہیں ہے نہ انکے بدل دوسری عورتیں کرنا اگرچہ تجھ کو انکا حسن بھلا لگے اور صحیح یہی ہے کہ آپ کو عورتیں مباح ہو گئیں تھیں ممانعت کے بعد **عن** ثابت قال کنا جلوساً مع انس بن مالک وعندہ ابنۃ لہ فقال انس جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعرضت نفسہا علیہ فقالت یا رسول اللہ ھل لک فی حاجۃ فقالت ابنتہ ما اقل حیاءھا فقال ھی خیر منک رغبت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرضت نفسہا علیہ ثابت سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس بیٹھے تھے ان کے پاس ایک بیٹی تھی انس نے کہا ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا یعنے اگر آپ کی مرضی ہو تو مجھ کو قبول فرمایئے وہ عورت بولی آپ کو خواہش ہے میری یہ سنکر انس رض کی بیٹی بولی کیسی بےحیا تھی وہ عورت انس نے کہا وہ تجھ سے بہتر تھی اس نے رغبت کی اللہ کے رسول میں اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا **ف** سبحان اللہ نیک قسمت اس عورت کی ہم سب اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کرتے ہیں اور ہمارا جان ومال سب آپ پر سے تصدق اگر آپ ہم کو اور ہماری اولاد کو غلامی میں قبول فرماویں تو زہے عز وشرف **باب** الرجل یشک فی ولدہ آدمی اپنے لڑکے میں شک کرنیکا بیان **عن** ابی ھریرۃ رض قال جاء رجل من بنی فزارۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امرأتی ولدت غلاماً اسود فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک من ابل قال نعم قال فما الوانھا قال حمر قال ھل فیھا من اورق قال ان فیھا لورقا قال فانی اتاھا ذلک قال عسی عرق نزعھا قال وھذا لعل عرقا نزعہ واللفظ لابن الصباح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص بنی فزارہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک عورت ہے جو کالا لڑکا جنی ہے (گویا اس نے شبہ کیا کہ وہ میرا لڑکا نہیں ہے) آپنے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں وہ بولا ہاں ہیں آپنے فرمایا انکا رنگ کیا ہے وہ بولا سرخ ہیں آپنے فرمایا انمیں کوئی چت کبرا بھی ہے وہ بولا ہاں ہے آپنے فرمایا پھر یہ رنگ کہاں سے آیا وہ بولا کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا آپنے فرمایا یہاں بھی (یعنے تیرے لڑکے میں) کسی رگ نے یہ رنگ نکالا ہوگا **ف** مطلب یہ ہے کہ اونٹوں کی اگلی نسل یعنے دادا پردادا میں کوئی دوسرے رنگ کا ہوگا پھر یہی رنگ کئی پشت کے بعد انکی اولاد میں ظاہر ہوا گو اب جو اونٹ ہیں جنکے بچے ہیں وہ خالص سرخ تھے چت کبرا نہ تھے پس اسیطرح ہو سکتا ہے کہ انسان کی اولاد میں بھی ماں باپ کے خلاف دوسرا رنگ ظاہر ہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ ماں باپ کے

دادا پڑدادا مین کوئی کالا بھی ہو اور وہ رنگ اب ظاہر ہوا ہو حاصل یہ ہی کہ بچے کے گوری یا کالے رنگ کی وجہ سے یا نقشے کے اختلاف کی وجہ سے یہ شبہ کرنا چاہیے کہ میری اولاد نہین ہے جب تک دلیل قطعی سے اسکا ثبوت نہ ہو مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو اور اسکو اولاد پیدا ہو یا صحبت کیوقت سے چھ مہینے سے کم مین اولاد پیدا ہو عن ابن عمر ان رجلا من اھل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان امراتی ولدت علی فراشی غلاما اسود وانا اھل بیت لم یکن فینا اسود قط قال ھل لک من ابل قال نعم قال فما الوانھا قال حمر قال ھل فیھا اسود قال لا قال فیھا اورق قال نعم قال فانی کان ذلک قال عسی ان یکون نزعہ عرق قال فلعل ابنک ھذا نزعہ عرق

عبداللہ بن عمر سے روایت ہی ایک شخص جنگل کا رہنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری عورت ایک لڑکا جنی ہے کالا اور ہمارے گھرانے مین کوئی کالا کبھی نہین تھا آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہین وہ بولا ہان ہین آپنے فرمایا انکا رنگ کیسا ہے وہ بولا سرخ ہین آپنے فرمایا ان مین کوئی چت کبلا بھی ہے وہ بولا ہان ہے آپ نے فرمایا یہ رنگ کہانسے آیا وہ بولا شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا آپنے فرمایا پھر تیرے بچہ کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

باب الولد للفراش وللعاھر الحجر ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہین

ف یعنے زنا کرنے والیکا بچہ نہین کہلاویگا گو اسکے نطفہ سے پیدا ہو بلکہ بچہ عورت کے خاوند یا مالک کا ہوگا اگر عورت لونڈی ہو

عن عائشۃ قالت ان ابن زمعۃ وسعدا اختصما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ابن امۃ زمعۃ فقال سعد یا رسول اللہ اوصانی اخی اذا قدمت مکۃ ان انظر الی ابن امۃ زمعۃ فاقبضہ وقال عبد بن زمعۃ اخی وابن امۃ ابی ولد علی فراش ابی فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبھہ بعتبۃ فقال ھو لک یا عبد بن زمعۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر واحتجبی عنہ یا سودۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمعہ کی لونڈی بچہ مین سعد نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی (عتبہ بن ابی وقاص) نے مجھکو وصیت کی جب مین مکہ جاؤن تو زمعہ کی لونڈی کے بچے کو دیکھون اور اسکو لے لون اور عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کی مشابہت پائی عتبہ سے تو فرمایا وہ بچہ تیرا ہے اے عبد بن زمعہ (گو مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ کا نطفہ ہے) اور بچہ ہمیشہ خاوند کا ہوتا ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ ف سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی تھین تو یہ بچہ جب زمعہ کا ٹھیرا تو سودہ کا بھائی ہوا لیکن چونکہ مشابہت اسکی عتبہ سے پائی گئی لہذا احتیاطاً آپنے سودہ کو اس سے گوشہ کرنے کا حکم دیا عن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا بچہ کا واسطے خاوند کے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ ماں کو مل جاوے گا یا اس کے خاوند کو یا مالک کو اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں زانی کو سنگسار کریں گے جب رجم اس پر واجب ہو اگر رجم واجب نہ ہو تو پتھر کے یہ معنے ہونگے کہ اسکو خاک نہ ملے گا جیسے کہتے ہیں تمکو خاک پتھر ملیگا عَنْ اَبِي اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بچہ ماں کا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں

بَابُ الزَّوْجَيْنِ يُسْلِمُ اَحَدُهُمَا قَبْلَ الْاٰخَرِ

اگر میاں بی بی میں سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو **ف** اور مسلمان ہو کر دار الاسلام میں چلا آوے پھر اسکے بعد خاوند یا بی بی مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آوے تو نکاح فسخ نہ ہوگا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور فقہا کہتے ہیں کہ جب میاں بی بی میں سے کوئی مسلمان ہو جاوے تو دوسرے پر اسلام پیش کرینگے اگر مسلمان ہو گیا تو خیر نکاح باقی رہا ورنہ نکاح فسخ ہو جاویگا اسیطرح اگر عدت گذر گئی عورت کی اسکے بعد خاوند مسلمان ہوا یا دونوں میں سے کوئی دار الکفر سے دار الاسلام میں چلا آیا تو نکاح فسخ ہو گیا اب اگلے نکاح سے وہ عورت پہلے خاوند پاس نہیں جا سکتی اگرچہ عورت راضی ہو جبتک نیا نکاح نہ کرے اور یہ قول فقہا کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ قَالَ فَجَاءَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِنِّي قَدْ كُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا وَعَلِمَتْ اِسْلَامِي قَالَ فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْاٰخِرِ وَرَدَّهَا اِلَى زَوْجِهَا الْاَوَّلِ ابن عباس سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہو گئی اس سے ایک شخص نے نکاح کر لیا پھر اسکا پہلا خاوند آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اپنی عورت کے ساتھ مسلمان ہوا تھا اور اسکو معلوم تھا میرا مسلمان ہونا یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے چھین کر پہلے خاوند کے حوالے کر دیا **ف** اہلحدیث نے کہا ہے کہ جب عورت دوسرے سے نکاح نکرے وہ پہلے خاوند کے نکاح پر باقی رہیگی گو مدت طویل گذر جاوے اور اگر عورت دوسرے سے نکاح کر لے تو پھر پہلے خاوند کو نہ ملے گی مگر یہ جب ہے کہ عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہو گئی ہو اور اس حدیث میں جو صورت مذکور ہے وہ اور ہی ہے کہ خاوند جورو ایک ساتھ مسلمان ہوئے تھے اس صورت میں جو عورت نے دوسرے سے نکاح کیا یہ نکاح ہی ناجائز تھا لہذا آپ نے اسکو پہلے خاوند کے حوالے کر دیا اور عورت مرد میں سے جب کوئی مسلمان ہو جاوے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو عورت پر عدت واجب ہوگی کیونکہ بخاری نے ابن عباس سے نکالا انہوں نے کہا جب عورت دار

الحرب سے ہجرت کرتی تو اسکو کوئی پیام نہ دیتا یہاں تک کہ اسکو حیض آتا پھر وہ پاک ہوتی جب پاک ہوتی اسوقت اسکو نکاح درست ہوتا اور اگر نکاح ہونے سے پہلے اسکا خاوند مسلمان ہو کر آجاتا تو وہ عورت اسی کو ملجاتی **عن** ابن عبّاسٍ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردّ ابنتہ علیٰ ابی العاص بن الربیع بعد سنتین بنکاحہا الاوّل ابن عباس سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (علیہا حضرت زینب) کو ابو العاص بن ربیع کے پاس بھیجدیا دو برس کے بعد اسی اگلے نکاح پر **ف** ابو العاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے حضرت زینب انسے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آگئی تھیں ابو العاص بہت دنوں کے بعد مسلمان ہو کر آئے آپنے حضرت زینب کو انہی کے نکاح میں رکھا اور نیا نکاح نہیں کیا اس سے فقہا کا مذہب رد ہوتا ہے اور یہ حدیث امام احمد اور حاکم اور ابو داؤد نے بھی نکالی اور کہا صحیح ہے ایک روایت میں ہو کوئی نئی بات نہیں کی ایک میں ہو کہ نیا مہر مقرر نہیں کیا ترمذی کی روایت میں ہے نیا نکاح نہیں کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اسکے اسناد میں کوئی قباحت نہیں **عن** عمرو بن شعیبٍ عن ابیہ عن جدّہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردّ ابنتہ زینب علیٰ ابی العاص بن الربیع بنکاحٍ جدیدٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ابو العاص بن ربیع کے پاس پھیر دیا نئے نکاح سے **ف** اس حدیث سے فقہا نے حنفیہ نے دلیل لی اور اسکو ترمذی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے ترمذی نے کہا اس کے اسناد میں گفتگو ہے اور امام احمد نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپنے ان دونوں کو برقرار رکھا پہلے نکاح پر اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور صواب ابن عباسؓ کی حدیث ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب کو پھیر دیا ابو العاص پر پہلے نکاح سے اور ترمذی نے کتاب العلل میں کہا کہ میں نے محمد بن اسمعیل سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا ابن عباس کی حدیث اس باب میں زیادہ صحیح ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے ابن قیم نے کہا تعجب ہے کہ اس ضعیف حدیث کو اصل بناویں اور اس سے صحیح حدیث کو رد کریں اور کہیں کہ وہ اصول کے خلاف ہو اور ابن عباس کی حدیث کی طرف ایک جماعت صحابہ گئی ہے ومن بعدہم ابن قیم نے اعلام الموقعین میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفریق نہ کرتے اس مرد میں جو اسلام لایا اور اسکی عورت میں جب وہ اسکے ساتھ اسلام نہ لاتی بلکہ جب دوسرا اسلام لاتا تو نکاح اپنے حال پر رہتا جبتک وہ عورت دوسرا نکاح نہ کرے اور یہ سنت معلومہ اور مشہورہ ہو شافعی نے کہا ابو سفیان مسلمان ہوا مر الظہران میں جو خزاعہ کا گھر ہے اور وہاں مسلمان تھے فتح مکہ سے پہلے تو وہ دار الاسلام تھا اور لوٹ گیا مکہ میں اور ہندہ اسکی جورو مسلمان نہیں ہوئی تھی مکہ میں تھی اس نے ابو سفیان

کی داڑھی پکڑی اور کہنے لگی اس بوڑھے گمراہ کو قتل کرو پھر اسکے بعد ہندہ مسلمان ہوئی بعد دونوں کے بعد اور وہ کافر تھی دار الحرب مین مقیم تھی اور ابو سفیان مسلمان تھا اور عدت گذر جانے کے بعد ہندہ مسلمان ہوئی لیکن دونو کا نکاح قائم رہا کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہین گذری یہانتک کہ وہ مسلمان ہوئی اور اسیطرح حکیم بن حزام کا حال گذرا اور صفیہ بنت امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل کی جورو ئین مکہ مین مسلمان ہوئین اور مکہ دار الاسلام ہوگیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت وہان ہوگئی اور عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گئے وہ دار الحرب تھا اور صفوان بھی دار الحرب مین چلدیے پھر صفوان مکہ مین لوٹے وہ دار الاسلام تھا اور جنگ حنین مین حاضر ہوئے لیکن اسوقت تک کافر تھے بعد اسکے مسلمان ہوئے اور انکی جورو اگلے ہی نکاح سے ان کے پاس رہی کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہین گذری تھی اور مغازی الواقدی مین لکھا ہے کہ انصاری ایک عورت مکہ مین ایک شخص کے پاس تھی پھر وہ مسلمان ہوگئی اور ہجرت کی اس نے مدینہ کو بعد اسکے اسکا خاوند آیا وہ عدت مین تھی تو اپنے اگلے نکاح پر مل گئین (روضہ) **باب الغیل** دودھ پلانے کی حالت مین اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے **عن** جُدَامَۃَ بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِیَّۃِ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْھٰی عَنِ الْغِیَالِ فَاِذَا فَارِسُ وَالرُّوْمُ یُغِیْلُوْنَ فَلَا یَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَھُمْ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ وَسُئِلَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ ھُوَ الْوَاْدُ الْخَفِیُّ جدامہ بنت وہب سے روایت ہے مینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مین نے ارادہ کیا کہ منع کردون دودھ پلانیکی حالت مین جماع کرنے سے یعنے غیل سے کیونکہ اس سے لڑکا ضعیف ہوجاتا ہے حاملہ کا دودھ بچہ کو ضرر کرتا ہے پھر مین نے دیکھا تو فارس اور روم کے لوگ ایسا کرتے ہین اور انکی اولاد نہین مرتی اور مین نے آپ سے سنا لوگون نے آپ سے پوچھا عزل کو اسکی معنے اوپر گذر چکے آپ نے فرمایا وہ تو پوشیدہ زندہ درگور کرنا ہے **عن** اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ بْنِ السَّکَنِ وَکَانَتْ مَوْلَاتَہٗ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ سِرًّا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الْغَیْلَ لَیُدْرِکُ الْفَارِسَ عَلٰی ظَھْرِ فَرَسِہٖ حَتّٰی یَصْرَعَہٗ اسماء بنت یزید سے روایت ہے انہون نے سنا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مت قتل کرو پوشیدہ اپنی اولاد کو قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے غیل سوار کو اپنے گھوڑے سے گرا دیتا ہے اسوقت اثر کرتا ہے **ف** تو بہتر تھے کہ جب مان بچہ کو دودھ پلاتی ہو تو اس سے جماع نہ کرے ایسا نہ ہو کہ حمل رہجاوے اور وہ بچہ کو ضرر کرے ہر چند جماع کرنا دودھ پلانیوالی سے ضرر نہین کرتا مگر اس مین حمل ہوجانے کا اندیشہ ہے اسوجہ سے مکروہ ہوا گو جائز ہے اور اگر دودھ پلانیوالی دوسری عورت مل سکے تو وہ مکروہ نہین ہے **باب فِی الْمَرْاَۃِ تُؤْذِیْ زَوْجَھَا** جو عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان ہے

عن ابی امامۃ قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ معہا صبیان لہا قد حملت احدہما وہی تقود الاخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاملات والدات رحیمات لولا ما یأتین الی ازواجہن دخل مصلیاتہن الجنۃ ابوامامہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک عورت آئی اسکے دو بچے تھے ایک گود مین لیے ہوئے تھی ایک کو کھینچ رہی تھی آپ نے فرمایا یہ عورتین بچون کو اٹھانے والی جننے والین اپنے بچون پر شفقت کرنی والین اگر اپنے خاوندون کو ایذا نتین تو جوان مین سے نمازی ہین وہ جنت مین جاتین **ف** یعنے ایسی مشقت اور محنت کر ساتھ جو انکو اولاد کے پالنے مین ہوتی ہے زیادہ اعمال کی انکو حاجت نہین ہے صرف نماز کافی ہے وہ جنت مین لیجاوے گی بشرطیکہ خاوند کو نہ ستاوین اسکی نافرمانی نہ کرین ورنہ جنت مین جانا مشکل ہے دوسری حدیث مین ہے کہ مینے دوزخ مین عورتون کو زیادہ دیکھا اس کا سبب یہ ہی کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہین غرض خاوند کا بڑا حق ہے عورت پر۔ یا اللہ تو ہمارا خاوند ہے ہم تیرے ناشکر بندے ہین ہمارا ابھی جنت مین جانا مشکل ہے لیکن تو اپنے رحم وکرم سے اگر ہمارے گناہ معاف کر دیوے تو وہ تجھہ سے بعید نہین تو ارحم الراحمین ہے مان باپ سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندون پر بہرحال ہم تیرے بندے ہین برے ہین تو تیرے اچھے ہین تو تیرے تیرا در چھوڑ کر کہین جانے والے نہین عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذی امرأۃ زوجہا الا قالت زوجتہ من الحور العین لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ہو عندک دخیل اوشک ان یفارقک الینا معاذ بن جبل سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے تو جنت کی حور جو اس مرد کے لیے ہے کہتی ہے اللہ تجھے تباہ کرے مت ستا اسکو وہ تیرے پاس چند روز کے لیے اوترا ہے اور قریب ہے کہ تجھہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آجاوے **ف** سچ ہے دنیا کی قرابت اور رشتہ داری سب چند روزہ ہی حقیقت مین ہماری بی بی وہی ہے جو اللہ تعالے نے جنت مین ہمارے لیے رکھی ہے یہ دنیا کی بی بی کیا ہے سرا کی بھٹیاری ہے یہان سے چلنا عنقریب ہے پھر بھٹیاری سے زیادہ دل لگانا اور بھٹیاری کا مسافر کو ستانا دونو حماقت ہی **باب** لا یحرم الحرام الحلال حرام سے جو حلال ہے وہ حرام نہین ہوتا **ف** یعنے ایک شخص نے مثلاً ایک عورت سے حرام کیا یعنے زنا کی اب اسکی مان یا بیٹی سے زنا کرنے والیکو نکاح درست ہوگا اور زنا کی وجہ سے جو حرام ہے ایک حلال عورت محرم نہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ زنا سے بلکہ بشہوت نظر کرنیسے بھی حرمت نکاح ثابت ہوجاویگی یہ عجب ظلم ہے جسکی کوئی دلیل کتاب وسنت سے نہین ہے کہ زنا سے عورت کی بیٹی یا مان کو محرم بنایا اور زانیہ سے نکاح کو درست رکھا حالانکہ زانیہ سے نکاح بنص قرآن اور حدیث ناجائز ہے عن

ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحرم الحرام الحلال ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا **ابواب** الطلاق طلاق کا بیان یعنے عورت کا چھوڑ دینا اور یہ جائز ہے بنص کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ لیکن بلاضرورت مکروہ **عن** عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلق حفصۃ ثم راجعھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالے عنہا کو طلاق دیا پھر اُن سے رجعت کر لی **ف** کیونکہ اللہ تعالے نے حکم دیا اپنے نبی کو ام المومنین حضرت حفصہ سے رجعت کر لینے کا اور ارشاد ہوا کہ وہ روزہ رکھنے والی ہے عبادت کرنیوالی ہے اور تیری بی بی ہے جنت میں سبحان اللہ نہ ہے قسمت حضرت حفصہ کی کہ طلاق کیوجہ سے اللہ نے انکو یاد کیا **عن** ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام یلعبون بحدود اللہ یقول احدھم قد طلقتک قد راجعتک قد طلقتک ابو موسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اللہ کے حکموں سے کھیل کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے تجھ کو طلاق دیا میں نے رجوع کیا میں نے طلاق دیا **ف** یہ طلاق کی آیت اترنے سے پہلے کا حکم ہے جب مردوں کا یہی حال تھا کہ بے انتہا طلاق دیے جاتے اور برابر جب عدت گذرنے کو ہوتی رجعت کر لیتے عورتیں بیچاری آفت میں تھیں نہ اس مرد سے جدا ہو سکتیں آخر اللہ سبحانہ وتعالی نے طلاق کی آیت اتاری تین طلاق کے بعد پھر رجعت موقوف ہوئی **عن** عبد اللہ بن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الحلال الی اللہ الطلاق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب حلالوں میں اللہ تعالی کو زیادہ ناپسند طلاق ہے **ف** گو جائز ہے مگر خدا کو ناپسند ہے اس لیے بلاضرورت مکروہ ٹھیرا اور جو کوئی عورت اس لیے کرے کہ صرف قضائے شہوت کریگا تو اسپر لعنت آئی ہے اور بہت طلاق دینے میں محبت اور مصلحت خانہ داری سب فوت ہوتی ہے **باب** طلاق السنۃ سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے **عن** ابن عمر قال طلقت امراتی وھی حائض فذکر ذلک عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مرہ فلیراجعھا حتی تطھر ثم تحیض ثم تطھر ثم ان شاء طلقھا قبل ان یجامعھا وان شاء امسکھا فانھا العدۃ التی امر اللہ ابن عمر سے روایت ہے میں نے اپنی عورت کو طلاق دیا اور وہ حائضہ تھی حضرت عمر نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا حکم کر اُسکو وہ رجعت کر لیوے اپنی بی بی سے یہانتک کہ حیض سے پاک ہو پھر حیض آوے اور اُس سے پاک ہو اب اُسکے بعد اگر چاہے تو اُسکو طلاق دیدیوے جماع کرنے سے پہلے (تاکہ حمل کا شبہ نہ رہے) اور اگر چاہے اُسکو رہنے دے اور یہی عدت ہے عورتوں کی جس کا حکم دیا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے

ف طلقوھن لعدتھن یعنے طلاق دو عورتوں کو انکی عدت کے لحاظ سے یعنی طہر کی حالت مین طلاق دو اب اختلاف ہے راویون کا کہ ابن عمر نے جو طلاق حیض کیحالت مین دیدیا تھا اوسکا حساب ہوا یا نہین اور حساب نہ ہونیکی روایت زیادہ راجح ہے کیونکہ وہ بدعی طلاق تھا اور بدعی طلاق کا نہ پڑنا اسی کو ترجیح ہے اور سعید بن منصور نے عبد اللہ بن مالک کے طریق سے نکالا کہ ابن عمر نے اپنی عورت کو طلاق دیا حیض کیحالت مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ نہین ہے اور ابن حزم نے محلی مین متصل سند سے ابن عمر سے روایت کیا انھون نے کہا کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدیوے اور وہ حائضہ ہو تو اوسکا شمار نہ ہوگا اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابو الزبیر راوی جس نے اس طلاق کا محسوب ہونا نقل کیا ہے اوسکی متابعت کی چار راویون نے عبد اللہ بن عمر عمری نے اور محمد بن عبد العزیز نے اور یحیی بن سلیم نے اور ابراہیم بن ابی حسنہ نے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت سلف ابن حنبلی علیہ وغیرہ کا اور ابن حزم بھی اسیکے قائل ہین کہ حیض کیحالت مین طلاق نہین پڑے گا اور ابن تیمیہ کا بھی یہی قول ہے لیکن جمہور فقہا اور ائمہ اسطرف گئے ہین کہ طلاق پڑجاوے گا اور جو حق ہے اسکی پیروی سب پر مقدم ہے جمہور سے کچھ غرض نہین ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّةِ اَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ عبد اللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے پر طلاق دیوے اور اس طہر مین جماع نہ کرے **ف** تاکہ عورت کو عدت کے حساب مین آسانی ہووے اور اسی طہر سے عدت شروع ہوجاوے تین طہر کے بعد وہ بائن ہوجاوے گی دوسرا نکاح کرسکتی ہے اہلحدیث نے کہا ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو طلاق دیوے ایسے طہر مین جس مین جماع نہ کیا ہو اور شرط یہ ہے کہ اس طہر سے پہلے جو حیض تھا اُس مین طلاق نہ دیا ہو یا حمل کی حالت مین جو حمل ظاہر ہوگیا ہو اور اسکے سوا دوسری طرح پر طلاق دینا مثلاً حیض کی حالت مین یا طہر کی حالت مین جب جماع کرچکا ہو یا حمل کیحالت مین جب وہ ظاہر نہ ہوا ہو لیکن شبہ ہو اسیطرح تین طلاق ایک ہی بار دینا یہ حرام ہین اور اسکا ذکر آگے آویگا اور حدیث مین جو ابن عمر کو حکم ہوا کہ اس طہر کے بعد دوسرے طہر مین طلاق دیوے اس مین یہ حکمت تھی کہ رجعت بنیت طلاق معلوم نہ ہو تو ایک طہر تک عورت کو رہنے دیا اور بعضون نے کہا یہ سزا تھی اُنکے ناجائز فعل کی بعضون نے کہا یہ طہر اسی حیض سے متعلق تھا جس مین طلاق دیا تھا اسلیے دوسرے طہر کا انتظار کرے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ يُطَلِّقُهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيقَةً فَإِذَا طَهُرَتِ الثَّالِثَةَ طَلَّقَهَا وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذٰلِكَ حَيْضَةٌ عبد اللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو ہر طہر مین ایک طلاق دیوے جب تیسری بار پاک ہو تو اخیر طلاق دیدیوے اور اسکے بعد عدت ایک حیض ہوگی **ف** اسلیے کہ دو حیض پہلے گذر چکے ہین اول اور دوم طلاق کے بعد یہ صورت جب ہے کہ عورت کو تین طلاق دینا منظور ہون اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر قناعت کرے جب عورت حیض سے پاک ہو

اور تین حیض یا تین طہر گذر جانے کے بعد وہ بائنہ ہو جاویگی اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر مرد عدت گذر جانے کے بعد بھی چاہے تو اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے لیکن تین طلاق دینے کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا نہیں ہو سکتا **عن** یُونُسَ بْنِ جُبَیْرٍ اَبِی غَلَّابٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ فَأَتَی عُمَرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ یُرَاجِعَهَا قُلْتُ أَیُعْتَدُّ بِتِلْكَ قَالَ أَرَأَیْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ یونس بن جبیر سے روایت ہے میں نے ابن عمر سے پوچھا ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی یا حیض کی حالت میں انہوں نے کہا تو ابن عمر کو پہچانتا ہے اونہوں نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کی حالت میں تو عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے حکم دیا ان کو رجعت کر لینے کا میں نے کہا یہ طلاق شمار میں آویگا یا نہیں انہوں نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر وہ عاجز ہو یا حماقت کرے **ف** اور رجعت نہ کرے تو طلاق تو ضرور پڑے گا جمہور علما کا یہی مذہب ہے لیکن علمائے ظاہر جیسے ابن تیمیہ اور ابن حزم رحمہما اللہ تعالی اور ایک طائفہ خوارج اور روافض کا یہی قول ہے کہ یہ طلاق محسوب نہ ہوگا اور اوپر ہم بیان کر چکے کہ یہی حق ہے والحق احق بالاتباع **باب** الْحَامِلِ كَیْفَ تُطَلَّقُ عورت حاملہ کو کیونکہ طلاق دیا جاوے۔

عن ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِیَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْیُرَاجِعْهَا ثُمَّ یُطَلِّقْهَا وَهِیَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ ابن عمر نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کیحالت میں حضرت عمر نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اسکو حکم کرو وہ رجعت کرے پھر اسکو طلاق دیوے جب وہ حیض سے پاک ہو یا حاملہ ہو جاوے **ف** کیونکہ اس میں عدت کی آسانی ہے اگر طہر میں طلاق دیوے اور حاملہ نہ ہو تو تین طہر یا حیض کے بعد عدت گذر جاویگی اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتی ہے عدت گذر جاویگی اور اصل غرض عدت سے یہ ہے کہ حمل کی حالت میں عورت دوسرے خاوند سے جماع نہ کراوے ورنہ بچہ میں دوسرے مرد کا پانی بھی شریک ہوگا اور یہ عیب ہے اس وہم کو دور کرنے کے لیے یہ طریقہ ٹھہرا کہ جس طہر میں جماع نہ کیا ہو اس میں طلاق دیوے اور تین حیض تک انتظار اسلیے ہوا کہ کبھی حمل کی حالت میں بھی ایک آدہ بار تھوڑا سا حیض آجاتا ہے لیکن جب تین حیض برابر آئے تو یقین ہوا کہ وہ حاملہ نہیں ہے اب دوسرے مرد سے نکاح کرلیوے یا اگر عورت حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتی ہے نکاح کرلے اگرچہ طلاق یا وفات شوہر کے متصل ہی وضع حمل ہو **باب** مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فِی مَجْلِسٍ وَاحِدٍ جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ میں تین طلاق دیدیوے **ف** مثلاً یوں کہے تجھ کو تین طلاق ہیں یا یوں کہے تجھ کو طلاق ہے تجھکو طلاق ہے تجھ کو طلاق ہے تین بار ٹھہر ٹھہر کر یا بے ٹھہرے ہوئے ایسا کہے یا تجھپر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا تین بار تجھ پر طلاق ہے یا تین طلاق تجھ پر ہیں ان صورتوں میں جمہور علما کا یہ قول ہے کہ تینوں طلاق پڑ جاویگی اور محققین اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑیگا خواہ عورت

صحبت کرچکا ہو یا نہ کی ہو تو خاوند اسکے بعد رجعت کر سکتا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اس میں آسانی ہے امت کے لیے اور ہمارے زمانہ کے اکثر حنفیوں نے بھی مشکل وقت میں اسی قول پر عمل کیا ہے عن عامر الشعبی قال قلت لفاطمة بنت قیس حدثینی عن طلاقك قالت طلقنی زوجی ثلاثا وھو خارج الی الیمن فاجاز ذلك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کی حدیث بیان کرو انہوں نے کہا میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاق دیے اور وہ یمن کو جانے والا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا **ف** اس حدیث سے جمہور علما اور فقہا نے حجت لی ہے کہ اگر تین طلاق کوئی ایک ہی جلسہ میں دیدیوے تو تینوں پڑ جاوینگی اور اس مسئلہ میں تین مذہب اور ہیں **ایک** یہ کہ کچھ نہیں پڑیگا نہ ایک نہ تین کیونکہ اس طرح طلاق دینا بدعت اور حرام ہے اور اس مذہب کو ابن حزم نے نقل کیا امام احمد سے بھی اور کہا کہ روافض کا بھی مذہب یہی ہے میں کہتا ہوں کہ ایک جماعت تابعین کا بھی مذہب ہے جیسے لیث کی نقل کیا اور ابن علیہ اور ہشام بن حکم اور تمام امامیہ کا یہی قول ہے اور اہل بیت علیہم السلام میں سے امام باقر اور امام صادق اور ناصر علیہم السلام کا یہی مذہب ہے اور ابو عبیدہ اور بعض ظاہر یہی اسکے قائل ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق بدعی نہیں پڑتا جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی بدعی ہے دوسرے یہ کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور جو مدخولہ نہیں ہے تو ایک طلاق پڑے گا ایک جماعت کا یہ قول ہے جیسے ابن عباس اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ تیسرے یہ کہ ایک طلاق رجعی پڑے گا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو اور ابن عباس کا مذہب اصح یہی ہے اور ابن اسحاق اور عطا اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت اسی کے قائل ہیں اور یہ سب مذہبوں میں صحیح ہے امام شوکانی نے اس باب میں ایک جداگانہ رسالہ لکھا ہے اور چاروں مذہبوں کے دلائل بیان کر کے اخیر قول کو ترجیح دی ہے اور دررمیں اس مسئلہ کو اختلافی قرار دیا ہے ابن قیم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صحیح ہے کہ تین طلاق ایک ہی بار دینے سے ایک ہی طلاق پڑتا تھا آپ کے زمانہ میں اور ابو بکر کے عہد میں اور شروع خلافت عمر میں اور حضرت عمر نے لوگوں کو سزا دینے کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور یہ انکا اجتہاد ہے جو اوروں پر حجت نہیں ہو سکتا خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق کا فتوے ان کے اجتہاد سے رد نہیں ہو سکتا اور طول کیا اس مسئلہ میں امام ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اور ثابت کیا اسی کو کہ اس صورت میں ایک ہی طلاق پڑے گا شوکانی نے کہا کہ ابو موسی اور ابن عباس اور عطا اور طاؤس اور جابر بن زید اور احمد بن عیسے اور عبد اللہ بن موسی اور حضرت علی اور زید بن علی سے ایسا ہی منقول ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم دونوں اسی طرف گئے ہیں اور ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمان بن

عوف اور زبیر سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اس باب مین جو حدیثین آئی ہین ان سب مین ابن عباس کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ تین طلاق آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کی خلافت اور شروع عمر کی خلافت مین ایک طلاق گنی جاتی تہی جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا لوگون نے پے در پے طلاق دینا شروع کیا تو حضرت عمر نے تینون طلاقون کو انپر جاری کردیا ابن قیم نے اس مسئلہ کی تحقیق مین کتاب اور سنت اور لغت اور صحابہ کے عمل سے دلیل لی پہر کہا کہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ اور لغت اور عرف اسیپر دلالت کرتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحابہ اور حضرت عمر کی خلافت مین بہی تین برس تک لوگ اسیپر چلتے رہے اگر کوئی ان کا شمار کرے تو ہزار سے زیادہ انکا عدد ہوگا کسینے اقرار کیا کسینے سکوت کیا اور بعضون نے جو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ سے پہر لوگون نے اسکی خلافت پہ اجماع کرلیا تو یہ ثابت نہین ہوا ہر زمانہ مین علما اسی اول کے فتوے پر فتوے دیتے رہے امت کے عالم حضرت عبداللہ بن عباس نے ایسا ہی فتوی دیا جیسے روایت کیا اسکو حماد بن زید نے ایوب سے انہون نے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے کہ جب کسی نے ایک ہی مونہ سے کہا تجہ کو تین طلاق ہین تو ایک ہی طلاق پڑیگا اور زبیر بن عوام اور عبدالرحمان بن عوف نے بہی ایسا ہی فتوے دیا یہ ابن وضاح نے نقل کیا ان سے اور تابعین مین سے عکرمہ اور طاؤس نے ایسا ہی فتوے دیا اور تبع تابعین مین سے محمد بن اسحاق اور خلاس بن عمرو عکل نے ایسا ہی فتوی دیا اور اتباع تبع تابعین مین داؤد بن علی اور اکثر انکے اصحاب نے ایسا ہی فتوی دیا اور بعض مالکیہ نے بہی ایسا ہی فتوی دیا بلکہ بعض حنفیہ نے بہی اور امام احمد کے بعض اصحاب نے بہی ایسا ہی فتوی دیا اور غرض یہ ہے کہ ہر زمانہ مین علماء اور ائمہ اس قول کے موافق حکم دیتے رہے اور یہ قول بالاجماع متروک نہین ہوا۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے جب کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع قدیم سے یہی ثابت ہے اور اسکے بعد کسی اجماع نے اسکو باطل نہین کیا لیکن حضرت عمر نے ایک مصلحت سے اسکی خلاف تجویز کیا اور یہ تجویز دوسرے کسیپر حجت نہین ہوسکتی اور ہر ایک مومن کا کام ہے کہ جب حدیث صحیح ہوجاوے تو اسپر عمل کرے اور اسکی خلاف کسیکا فتوے اور کسی کا قیاس قبول نہ کرے خواہ وہ کوئی ہو اور باقی تفصیل اس مسئلہ کی اعلام الموقعین اور اغاثۃ اللہفان اور رسالہ شوکانی اور نیل الاوطار اور مسک الختام مین دیکہنا چاہیے

باب الرجعۃ طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان (رجعت کہتے ہین طلاق سے پہر جانے کو اور جورو سے پہر ملاپ کرلینے کو)

عن مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَيْنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلٰى طَلَاقِهَا وَلَا عَلٰى رَجْعَتِهَا فَقَالَ عِمْرَانُ طَلَّقْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ بِغَيْرِ سُنَّةٍ اَشْهِدْ

عَلٰی طَلَاقِھَا وَرَجْعَتِھَا مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران بن حصین پوچھے گئے ایک شخص طلاق دیوے اپنی عورت کو پھر اس سے جماع کرے اور نہ طلاق پر اس نے کسی کو گواہ کیا نہ رجعت پر عمران نے کہا تو نے طلاق دیا سنت کے خلاف اور رجعت بھی سنت کی خلاف کی طلاق پہ لوگوں کو گواہ کر اور رجعت پر بھی گواہ کر **ف** اگرچہ گواہی ان دونوں کے لیے شرط نہیں ہے مگر مسنون ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء کی تفسیر میں کہ آدمی جب اپنی عورت کو طلاق دیتا تو وہ حق رکھتا رجوع کرنے کا اگرچہ تین طلاق دے چکتا پھر یہ منسوخ ہوا اس آیت سے الطلاق مرتان اسکے اسناد میں علی بن حسین بن واقد ہے اس میں کلام ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آدمی اپنی عورت کو جتنی چاہتا طلاق دیتا اور عدت میں جب چاہتا رجوع کر لیتا اگرچہ سو بار طلاق دے چکا ہو یہانتک کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا نہ میں تجھ کو طلاق دوں گا ایسا کہ تو مجھ سے جدا ہو جاوے اور نہ تجھ کو اپنے پاس جگہ دوں گا اس نے کہا یہ کیونکر ہوگا مرد نے کہا میں تجھ کو طلاق دوں گا جب تیری عدت گزرنے لگی گی اسوقت رجعت کر لوں گا یہ سنکر وہ عورت حضرت عائشہ پاس گئی اور یہ بیان کیا وہ خاموش ہو رہیں یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپ سے بیان کیا آپ بھی خاموش ہو رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری الطلاق مرتان یعنے طلاق دو بار ہے اب تیسری بار خواہ رکھ لو خواہ رخصت کر دو تیسرا طلاق دیکر حضرت عائشہ نے کہا اس آیت کے اترنے کے بعد لوگوں نے طلاقوں کا حساب نئے سرے سے شروع کیا جس نے طلاق دیا تھا اس نے بھی اور جس نے نہیں دیا تھا اس نے بھی (تو پیشتر جو طلاق دیے گئے تھے وہ کالعدم ہو گئے یہ اللہ کی عنایت تھی)

بَاب اَلْمُطَلَّقَۃُ الْحَامِلُ اِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِھَا بَانَتْ جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ بائنہ ہو جاویگی (یعنے عدت گذر جاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا)

عَنْ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَنَّہٗ کَانَتْ عِنْدَہٗ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَۃَ فَقَالَتْ لَہٗ وَھِیَ حَامِلٌ طَیِّبْ نَفْسِیْ بِتَطْلِیْقَۃٍ فَطَلَّقَھَا تَطْلِیْقَۃً ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ فَقَالَ مَالَھَا خَدَعَتْنِیْ خَدَعَھَا اللّٰہُ ثُمَّ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَبَقَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ اِخْطِبْھَا اِلٰی نَفْسِھَا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کے نکاح میں ام کلثوم بنت عقبہ تھی اس نے زبیر سے کہا میرا دل خوش کر دو ایک طلاق دیکر (یہ ایک دل لگی تھی جس میں چال بھی تھی عورتوں کے چلتر اور مکر مشہور ہیں خدا پناہ میں رکھے) انہوں نے ایک طلاق اسکو دیدیا (اس خیال سے کہ ایک طلاق سے کیا ہوتا ہے عدت کے اندر میں رجعت کر لوں گا) پھر نماز کو نکلے لوٹے تو وہ جن چکی تھی زبیر نے کہا کیا ہوا اسکو اس نے مجھ سے مکر کیا اللہ تعالیٰ اس سے مکر کرے (یعنے مکر کا بدلہ دیوے) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے آپ نے فرمایا کہ اللہ کی

کتاب کی میعاد گذر گئی (یعنے عدت پوری ہو گئی اب رجعت کا اختیار نہین رہا) لیکن اسکو پیام دی نکاح کا **ف** اگر وہ منظور کریگی تو نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے نکلتا ہے کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے طلاق مین بہی جیسے وفات شوہر کے بعد حاملہ کی عدت بہی وضع حمل ہے بموجب نص قرآنی واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن اور اس حدیث کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا محمد بن عمر بن ہیاج کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا وہ بہی سچا ہے اس مین کوئی برائی نہین ہے ٭

باب الحامل المتوفی عنها زوجها اذا وضعت حلت للازواج حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو اسکی عدت جننے کے ساتھ ختم ہو گی جب جننے تو نکاح کر سکتی ہے **ف** اس مسئلہ مین سلف مین اختلاف تہا بعض کہتے تہے کہ حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو دونون عدتون مین سے جو دور ہو وہ عدت ہو گی یعنے چار مہینے دس دن یا وضع حمل ان مین سے جو کوئی زیادہ مدت رکہتا ہو اس سے عدت کرے اگر وضع حمل چار مہینے دس دن سے زیادہ مین ہونے والا ہو تو وضع حمل عدت ہو گی ورنہ چار مہینے دس دن عدت ہو گی بہر حال ابعد الاجلین عدت ہو گی لیکن اوسکے بعد صحابہ کا اتفاق ہو گیا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اگرچہ وفات کے متصل ہی جنے **عن** ابی السنابل قال وضعت سبيعة الاسلمية بنت الحارث حملها بعد وفاة زوجها ببضع وعشرين ليلة فلما تعلت من نفاسها تشوفت فعيب ذلك عليها وذكر امرها للنبي صلى الله عليه وسلم فقال ان تفعل فقد مضى اجلها ابو السنابل سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ جو حارث کی بیٹی تہی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس پر کئی راتون کے بعد جنی جب نفاس سے اٹہی تو اس نے سنگار کیا (دوسرا نکاح کرنے کے لیے) لوگون نے اسپر عیب کیا اور اسکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک وہ سنگار کرے اسکی عدت گذر گئی **ف** صحیحین مین یہ روایت ام سلمہ سے مروی ہے اور اس مین دس راتین بعد اپنے خاوند کے جنی کا ذکر ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو نکاح کرے اور احمد اور دارقطنی نے ابن مسعود سے نکالا مینے کہا یا رسول اللہ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن طلاق والی اور وفات والی دونون کے لیے ہے آپ نے فرمایا دونون کے لیے ہے اسکو ابو یعلی نے بہی نکالا اور ضیاء نے مختارہ مین اور ابن مردویہ نے اسکی اسناد مین مثنی بن صباح ہے ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور اکثر نے ضعیف کہا **عن** مسروق وعمرو بن عتبة انهما كتبا الى سبيعة بنت الحرث يسالانها عن امرها فكتبت اليهما انها وضعت بعد وفاة زوجها بخمسة وعشرين فتهيات تطلب الخير فمر بها ابو السنابل بن بعكك فقال قد اسرعت اعتدي اخر الاجلين اربعة اشهر وعشرا فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله استغفر لي قال وفيم ذاك فاخبرته فقال ان وجدت

زَوْجًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِي مسروق اور عمرو بن عتبہ سے روایت ہے ان دونوں نے سبیعہ بنت حارث کو لکھا ان کا حال پوچھا انہوں نے جواب لکھا کہ وہ اپنے خاوند کے وفات کے پچیس دن کے بعد جنیں پھر انہوں نے تیاری کی نکاح کی تو ان پر سے ابو السنابل بن بعکک گذری انہوں نے کہا تو نے جلدی کی عدت کر دونوں میعادوں میں سے آخری میعاد تک یعنے چار مہینے دس دن تک میں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمایئے آپ نے فرمایا کیا ہوا میں نے حال بیان کیا آپ نے فرمایا اگر تو نیک خاوند پاوے تو نکاح کرلے عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَنْكِحَ إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبیعہ اسلمیہ کو حکم کیا کہ نکاح کرلیوے جب اپنی نفاس سے اٹھے یعنے پاک ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لِمَنْ شَاءَ لَاعَنَّاهُ لَأُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم خدا کی جو کوئی چاہے ہم سے لعان کرلیوے (یعنے شرط کرلیوے اور ہم یوں کہیں جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت اترے) کہ سورۂ نسا چھوٹی (یعنے سورہ طلاق) اس آیت کے بعد اتری جس میں چار مہینے دس دن کی عدت کا حکم ہے **ف** اور سورۂ طلاق ہی میں یہ آیت ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن پس یہ آیت ناسخ ہو گی پہلے آیت کی حاملہ عورتوں کے باب میں البتہ غیر حاملہ وفات کی عدت چار مہینے دس دن کرے **بَابٌ** أَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا جس عورت کا خاوند مرجاوے وہ کہاں عدت کرے عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُخْتَهُ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِيْ فِيْ طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَأَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْهُ فَجَاءَ نَعْيُ زَوْجِيْ وَأَنَا فِيْ دَارٍ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِيْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ جَاءَ نَعْيُ زَوْجِيْ وَأَنَا فِيْ دَارٍ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ أَهْلِيْ وَدَارِ إِخْوَتِيْ وَلَمْ يَدَعْ مَالًا يُنْفِقُ عَلَيَّ وَلَا مَالًا وَرِثْتُهُ وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْذَنَ لِيْ فَأَلْحَقَ بِدَارِ أَهْلِيْ وَدَارِ إِخْوَتِيْ فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَأَجْمَعُ لِيْ فِيْ بَعْضِ أَمْرِيْ قَالَ فَافْعَلِيْ إِنْ شِئْتِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ قَرِيْرَةً عَيْنِيْ لِمَا قَضَى اللّٰهُ لِيْ عَلَى لِسَانِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ فِيْ بَعْضِ الْحُجْرَةِ دَعَانِيْ فَقَالَ كَيْفَ زَعَمْتِ قَالَتْ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ الَّذِيْ جَاءَ فِيْهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے جو ابو سعید خدری کے نکاح میں تھیں کہ میری بہن فریعہ بنت مالک نے کہا میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کو ڈھونڈھنے کو نکلا اور انکو پایا قدوم کے کنارہ پر (وہ ایک موضع ہے مدینہ سے چھہ میل پر) لیکن غلاموں نے اسکو مار ڈالا تو میرے خاوند کے مرنے کی خبر آئی اسوقت میں انصار کے ایک گھر میں تھی جو میرے

کنبے والوں کے گھر سے دور تھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی اور میں ایک گھر میں ہوں جو دور ہے میرے کنبے والوں اور بھائیوں کے گھروں سے اور میرے خاوند نے کچھ مال نہیں چھوڑا جسکو میں خرچ کروں یا میں اسکی وارث ہوں اور نہ ذات کا گھر چھوڑا اب اگر آپ اجازت دیجیے تو میں اپنے عزیزوں اور بھائیوں کے گھر میں آجاؤں یہ مجھے اچھا لگتا ہے اس میں میرے کام زیادہ چل جاویں گے آپنے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو ایسا ہی کر فریعہ نے کہا میں یہ سنکر (خوشی کے ساتھ) ٹھنڈک آنکھوں میں تھی نکلی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان پر میرے فائدہ کا حکم دیا میں مسجد ہی میں تھی یا کسی حجرے میں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بلایا اور فرمایا تو کیا کہتی ہے میں نے سارا قصہ پھر بیان کیا آپنے فرمایا اسی گھر میں رہ جہاں تیرے خاوند کے مرنیکی خبر آئی یہاں تک کہ قرآن کی مدت پوری ہو جاوے (یعنے چار مہینے دس دن) فریعہ نے کہا پھر میں نے اسی گھر میں عدت کی چار مہینے دس دن تک **ف** امام محمد نے کہا لیکن جس عورت کا خاوند مر جاوے اسکو دن میں اپنے کاموں کے لیے نکلنا درست ہے کیونکہ اسکو نفقہ نہیں ہے لیکن رات کو اسی گھر میں رہنا چاہیے اہلحدیث کے نزدیک بھی جہاں خاوند کے مرتے وقت یا موت کی خبر کے وقت عورت ہو وہیں عدت کرے اس حدیث کی رو سے اور اس میں علت نکالی گئی ہے لیکن اس سے خلل نہیں آتا حجت لینے میں اور نسائی اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج منسوخ ہے آیت میراث سے اور سال بھر کی مدت بھی منسوخ ہے چار مہینے دس دن کی آیت سے اور ایک جماعت صحابہ سے منقول ہے کہ عذر سے نکلنا جائز ہے لیکن اسکی حجت عمدہ کوئی نہیں ملتی اور صحابی کی موقوف روایت مرفوع کے مقابل نہیں ہو سکتی اور شافعی اور عبد الرزاق نے مجاہد سے نکالا کہ کچھ لوگ احد میں شہید ہوئے انکی عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اپنے گھروں میں وحشت ہوتی ہے کیا ہم دوسری عورتوں کے مکانوں میں رہیں آپنے انکو اجازت دی لیکن یہ فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھر میں آؤ اور یہ روایت مرسل ہے حجت لینے کے لائق نہیں (روضہ)

باب هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْاَةُ فِیْ عِدَّتِهَا عدت کے اندر عورت اپنے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں

عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهٗ اِمْرَاَةٌ مِّنْ اَهْلِكَ طُلِّقَتْ فَمَرَرْتُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ فَقَالَتْ اَمَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ وَاَخْبَرَتْنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ تَنْتَقِلَ فَقَالَ مَرْوَانُ هِيَ اَمَرَتْهُمْ بِذٰلِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ عَابَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ وَقَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَسْكَنٍ وَحْشٍ فَخِيْفَ عَلَيْهَا فَلِذٰلِكَ اَرْخَصَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عروہ سے روایت ہے میں مروان پاس گیا اور میں نے کہا تمہاری قوم کی ایک عورت کو طلاق دیا گیا ہے اور وہ دوسری جگہ

انتہی پھر لی ہے مین اسکے پاس گذرا تو اسنے کہا ہم کو فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو
گھر بدلنے کی اجازت دی مروان نے کہا بیشک فاطمہ بنت قیس نے اسکو حکم دیا عروہ نے کہا قسم خدا کی حضرت عائشہ نے عیب
کیا فاطمہ کی اس حدیث پر اور کہا کہ فاطمہ ایک مکان مین تھی تو اسکو ڈر ہوا اپنی جان کا اسلیے آن حضرت نے اسکو اجازت
دی مکان بدلنے کی **ف** دوسری روایت مین ہے کہ زبان درازی کی وجہ سے آپنے انکو اجازت دی تاکہ لڑائی نہو
مروان نے کہا ان جورو اور خاوند مین ایسی ہی لڑائی ہے لہذا انکا اٹھ جانا بجا ہے غرض مروان نے یہ قیاس
کیا **عن** عائشة قالت قالت فاطمة بنت قيس يا رسول الله اني اخاف ان يقتحم علي فامرها ان
تتحول حضرت عائشہ نے کہا فاطمہ بنت قیس نے کہا یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے کوئی میرے پاس گھس آوے جب آپ
نے اسکو اجازت دی وہان سے اٹھ جانیکی **عن** جابر بن عبد الله قال طلقت خالتي فارادت ان تجد
نخلها فزجرها رجل ان تخرج اليه فاتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال بلى فجدي نخلك فانك عسى
ان تصدقي او تفعلي معروفا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میری خالہ کو طلاق دیا گیا پھر اوسنے ارادہ کیا اپنی
کھجورین کاٹنے کا تو ایک شخص نے اسکو ڈانٹا گھر سے نکلنے پر وہ آن حضرت کے پاس آئی آپنے فرمایا ہان تو کاٹ اپنی کھجورین
کو اسلیے کہ تو صدقہ دیگی یا اور نیک کام کریگی **ف** اہلحدیث کے نزدیک جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اسکو نکلنا
جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک درست نہین وہ یہ کہین گے کہ شاید اس عورت کا اور کوئی مرد ایسا نہو گا جو اسکا کام کرتا بہر
حال ضرورت سے نکلنا درست ہے جب لاچاری ہو **باب** المطلقة ثلثا هل لها سكنى ونفقة جس عورت کو
تین طلاق دی جاوے تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہین **ف** اہلحدیث کے نزدیک طلاق رجعی والی
کے لیے نفقہ اور سکنی واجب ہے اور جسکو طلاق بائنہ یعنے تین طلاق دی جاوین اسکے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکنی امام احمد اور
اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور انکے اتباع کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ابن عباس اور حسن بصری اور عطا اور شعبی اور ابن ابی
لیلی اور اوزاعی اور امامیہ کا قول یہی نقل کیا ہے اور جمہور کا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اسکے لیے بھی عدت تک نفقہ
اور سکنی ہے (نفقہ خرچ اور سکنے مکان رہنے کو) لیے اسیطرح وفات والی کے لیے بھی عدت مین نفقہ اور سکنی نہین ہے
اہلحدیث کے نزدیک البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی واجب ہے خواہ وفات والی ہو یا طلاق بائن والی کیونکہ قرآن مین ہے فان كن
اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن **عن** فاطمة بنت قيس تقول ان زوجها طلقها ثلثا فلم يجعل لها رسول
الله صلى الله عليه وسلم سكنى ولا نفقة فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے وہ کہتی ہین کہ اونکے خاوند نے اونکو تین طلاق دی
آنحضرت نے نہ اونکے لیے سکنی رکھا نہ نفقہ **عن** فاطمة بنت قيس قالت طلقني زوجي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلثا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس لك سكنى ولا نفقة

کے زمانہ تین تین طلاق اتنے فرمایا تیرے لیے نہ سکنے ہے نہ نفقہ **ف** اہلحدیث نے اسی سے دلیل لی یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے مسلم کی ایک روایت میں ہو تیرے لیے نفقہ نہیں ہے مگر جب تو حاملہ ہو جمہور کہتے ہین کہ حضرت عمر اور عائشہ نے اسحدیث کا انکار کیا اور حضرت عمر نے کہا ہم اپنے رب کی کتاب یا نبی کی سنت ایک عورت کے قول سے نہین چھوڑ سکتے معلوم نہین اس نے یاد رکھا یا بھول گئے اور فاطمہ کو جب یہ خبر پہونچی اس نے کہا میرے اور تمہارے بیچ مین اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا فطلقوھن لعدتھن یہانتک کہ یہ فرمایا لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا تو تین طلاق کے بعد کونسا امر پیدا ہوگا (یعنے امید رجعت کی نہین تو نفقہ اور سکنے بھی واجب نہ ہوگا) اہلحدیث یہ بھی کہتے ہین کہ امام احمد اور نسائی نے فاطمہ بنت قیس سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا نفقہ اور سکنے اسعورت کے لیے ہے جس سے اسکا خاوند رجعت کرسکتا ہو اور امام احمد کی ایک روایت مین ہو جب رجعت نکر سکتا ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکنے اور اسکی اسناد مین مجاہد بن سعید ہو اسکی متابعت بھی ہوئی ہے اور وہ ثقہ ہے تو اسکا رفع کرنا مقبول ہوگا اور قرآن مین جب آتین ہین جو وجوب نفقہ اور سکنے پر دلالت کرتی ہین لیکن وہ سب مطلقہ رجعی سے متعلق ہین جیسے لاتخرجوھن من بیوتھن اور اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم اور وللمطلقات متاع بالمعروف اور دلیل اس تخصیص کی فاطمہ بنت قیس کی حدیث ہو اور یہ آیت لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور یہ آیت فان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتے یضعن حملھن کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر حاملہ نہ ہون تو انکو خرچ دینا واجب نہین اور بیہقی نے جو جابر سے نکالا مرفوعًا کہ جس حاملہ عورت کا خاوند مر جاوے اسکو نفقہ نہین ہے تو ابن حجر نے کہا محفوظ یہ ہے کہ وہ موقوف ہو اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وفات والی کے لیے سکنے نہین ہے وہ جہان چاہے عدت کرے اور مالک نے کہا اسکے لیے سکنے ہے اور شافعی کے دو قول ہین اسباب مین (روضہ) **باب** مُتْعَۃِ الطَّلَاقِ طلاق کیوقت عورت کو کچھ کپڑے دینا **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ عَمْرَۃَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُدْخِلَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ لَقَدْ عُذْتِ بِمُعَاذٍ فَطَلَّقَھَا وَاَمَرَ اُسَامَۃَ اَوْ اَنَسًا فَمَتَّعَھَا بِثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ رَازِقِیَّۃٍ ام المومنین عائشہ سے روایت ہو عمرہ بنت جون نے اللہ کی پناہ مانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب وہ آپکے پاس لائی گئی (اسکو بعضی بی بیون نے سکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہت خوش ہوتے ہین جب کسی بی بی پاس جاوین وہ کہے اعوذ باللہ منک اور عمرہ بھولی تھی اس فریب مین آگئی ان کی یہ غرض تھی کہ ایسا کہنے سے آپ اسکو نکالدینگے) آپنے فرمایا تو نے ایسے کی پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے (دوسری روایت ہو تو نے بڑے کی پناہ مانگی) پھر آپ نے اسکو طلاق دیدیا اور اسامہ یا انس کو حکم دیا انہون نے اوسکو تین کپڑے دیے سفید کتان کے **ف** متعہ طلاق کے

طور پر مسنون ہیں واجب نہیں ہے **باب** الرَّجُلِ يَجْحَدُ الطَّلَاقَ اگر مرد طلاق دینے کا انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوے کرتی ہو **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا فَجَاءَتْ عَلَى ذَلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ اُسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلَاقُهُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے جب عورت دعوی کرے کہ اوسکے خاوند نے اسکو طلاق دیا ہے اور طلاق پر ایک معتبر شخص کو یعنے عادل کو) گواہ لاوے (لیکن دو گواہ نہ ہوں) تو اوسکے خاوند کو قسم دیجاویگی اگر وہ قسم کہا لے (کہ میں نے طلاق نہیں دیا) تو اس گواہ کی گواہی لغو ہوجاوے گی اور جو قسم نہ کہاوے تو اوسکا قسم سے انکار کرنا دوسرے گواہ کے مثل ہوگا اور طلاق جائز ہوجائیگا **باب** مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا جس نے ہنسی سے طلاق دیا یا نکاح کیا یا رجعت کی **ف** یعنے ٹھٹے اور مزاح کے طور پر اور اسکے مقابل ہے جد یعنے درحقیقت کرنا ایک کام کا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں ان میں ٹھٹا ایسا ہی جیسے سچ سوچ کہنا اور سچ سوچ کہنا تو سچ سوچ ہے ایک نکاح دوسرے طلاق تیسرے رجعت **ف** اسکو نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور احمد نے ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور اسکے اسناد میں عبدالرحمن بن حبیب بن اردک ہے اس میں اختلاف ہے اور طبرانی نے فضالہ بن عبید سے نکالا مرفوعاً کہ تین باتوں میں کہیل جائز نہیں طلاق اور نکاح اور عتق میں اسکے اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور حارث بن اسامہ نے سند میں عبادہ بن صامت سے نکالا ایسا ہی اس میں اتنا زیادہ ہے جس نے ان باتوں کو زبان سے نکالا تو وہ لازم ہوجاوینگی اسکا اسناد منقطع ہے اور عبدالرزاق نے ابوذر سے نکالا مرفوعاً جس نے طلاق دیا کہیل سے اسکا طلاق جائز ہے (یعنے طلاق پڑ گیا) اور جس نے آزاد کیا کہیل سے اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جس نے نکاح کیا کہیل سے اسکا نکاح جائز ہے اسکا اسناد بہی منقطع ہے اور عبدالرزاق نے موقوفاً حضرت علی سے اور حضرت عمر سے مرفوعاً ایسا ہی نکالا تو یہ حدیثیں ایک دوسرے کو قوی کرتی ہیں ابن قیم نے کہا طلاق ہازل کا یعنے ٹھٹا کرنے والے کا پڑ جاویگا جمہور کے نزدیک اور ایسا ہی اسکا نکاح بہی صحیح ہوجاویگا اور یہی محفوظ ہے صحابہ اور تابعین سے اور جمہور کا یہی قول ہے اور بعضوں نے شافعی سے نقل کیا کہ ہازل کا نکاح نہ ہوگا البتہ طلاق صحیح ہوگا اور مالک کا یہ قول ہے کہ دونوں صحیح ہونگے البتہ زبردستی سے اگر کوئی طلاق دیوے تو طلاق نہیں پڑے گا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ طلاق اور عتاق اغلاق کی حالت میں نہیں ہے یعنے جبر اور زبردستی کی حالت میں **باب** مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ جس نے اپنے دل میں طلاق دیا لیکن

زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَكَلَّمْ بِهٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے درگذر کی میری امت سے جو وہ اپنے دلمین بات کرے جبتک اسپر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالی **ف** تو دل مین اگر طلاق کا خیال گذرے لیکن زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگا سب امور مین یہی حکم ہے جیسے عتاق رجعت بیع وغیرہ مین اس حدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کا اگر کوئی ارادہ کرے لیکن ہاتھ پاؤن سے یا زبان سے اوسکو نہ کرے تو وہ لکھا نہ جاویگا یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت ہے اس امت پر

بَابُ الطَّلَاقِ الْمَعْتُوْهِ وَالصَّغِیْرِ وَالنَّائِمِ

دیوانے اور نابالغ اور سونیوالے کی طلاق کا بیان **ف** ان مین سے کسیکا طلاق نہ پڑے گا لیکن متوالے مین اختلاف ہے اور اکثر کے نزدیک اس کا طلاق پڑجاوے گا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ عَنِ الصَّغِیْرِ حَتّٰی یَكْبَرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَعْقِلَ اَوْ یُفِیْقَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَعَنِ الْمُبْتَلٰی حَتّٰی یَبْرَاَ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قلم اٹھا لیا گیا ہے تین شخصوں سے (یعنے انکے افعال اور اقوال حساب مین نہیں ہین) ایک تو سوتے والے سے یہانتک کہ وہ جاگے دوسرے نابالغ سے یہانتک کہ وہ بالغ ہو تیسرے دیوانے سے یہانتک کہ وہ سیانا ہو یا چنگا ہوا ابوبکر کی روایت مین یون ہے بیمار سے یہانتک کہ وہ چنگا ہو مراد وہی بیماری ہے جسکا دماغ بگڑا ہوا ہو جیسے سرسام والا بیہوش وغیرہ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِیْرِ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ وَعَنِ النَّائِمِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوٹھا لیا گیا ہے قلم نابالغ سے اور دیوانے سے اور سونے والے سے

بَابُ طَلَاقِ الْمُكْرَهِ وَالنَّاسِیْ

زبردستی یا بھولے سے طلاق دیوے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَیْهِ ابوذر غفاری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا میرے امت کو بھول اور چوک اور جسپر زبردستی کی جاوے **ف** جب اللہ تعالیٰ نے اسکو معاف کیا اور دنیا کے احکام مین بھی معافی ہوگی اور بھولے سے طلاق دیدیوے یا زبردستی سے تو طلاق نہ پڑے گا اسیطرح چوک کے ساتھ جیسے زبان سے الحمدللہ کہنا چاہتا ہے لیکن انت طالق نکل گیا تو بھی طلاق نہ پڑے گا اور حنفیہ نے ظلم کیا ہے انہون نے یہ حکم دیا ہے کہ بھول چوک کے ساتھ طلاق پڑجاویگا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَیْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے درگذر کردیا میری امت سے اُس خیال سے جو اُنکے دلوں میں آوے (یعنے وسوسے) جب تک
اسپر عمل نکریں یا مونہہ سے نہ نکالیں اسیطرح درگذر کیا ان کاموں سے جو زبردستی سے کریں **عن** ابن عباس عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وضع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالے نے معاف کردیا میری امت کو بھول
چوک اور جس کام کو وہ زبردستی سے کریں **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا طلاق ولا عتاق
فی اغلاق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبردستی میں
طلاق اور عتاق نہیں ہے **ف** شیخ عبد الحق صاحب محدث رحمہ اللہ لمعات میں فرماتے ہیں کہ ائمہ ثلٰثہ نے اسی حدیث
کے روسے یہ حکم دیا ہے کہ جس پر زبردستی کی جاوے اسکا طلاق اور عتاق نہ پڑے گا اور ہماری مذہب میں پڑجاویگا
قیاس کے روسے ہزل پر تو جو عقد ہزل (ٹھٹے) میں نافذ ہوجاتا ہے وہ اکراہ (زبردستی) میں بھی نافذ ہوجاویگا
انتہی مختصراً اسپر حجم کہتا ہے افسوس ہے کہ حنفیہ نے قیاس کو حدیث پر مقدم رکھا اور نہ صرف اسحدیث پر بلکہ ابوذر اور
ابوہریرہ اور ابن عباس کی احادیث پر بھی جو اوپر گذریں ان سب میں یہ ہی کہ اللہ تعالی نے درگذر کیا اس امت سے اس کام
سے جسپر زبردستی کی جاوے اور زبردستی کا قیاس ہزل (ٹھٹے) پر صحیح نہیں ہے کس لیے کہ ٹھٹا آدمی کے اختیار
میں ہے پس یہ اسکی سزا ہے کہ ٹھٹے کی حالت میں طلاق پڑجاتا ہے تاکہ آیندہ ایسے کاموں میں ٹھٹا نہ کرے مثل
مشہور ہے باریش بابا ہم بازی اور زبردستی میں آدمی مجبور ہوجاتا ہے اور علاوہ اسکے قیاس تو یہ تھا کہ ٹھٹے میں
بھی طلاق نہ پڑتا لیکن وہ پڑگیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو اوپر گذری اور زبردستی میں خود حدیث
بھی وارد ہے کہ طلاق نہیں پڑتا اور قیاس بھی یہی ہے پھر اون دونوں کا ترک کرنا ایک تعجب کی بات ہی اور یہاں سے
یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ نے جو اصول باندھے ہیں کہ خبر واحد اور حدیث مرسل اور ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم
ہے یہ صرف دکھانے کی دانت ہیں صدہا مسائل میں انہوں نے قیاس کو احادیث صحیحہ پر مقدم رکھا ہے اور ہم یقیناً جانتے
ہیں کہ یہ فعل متاخرین حنفیہ کا ہے امام ابوحنیفہ اس سے بالکل بری تھے اور انہوں نے جن مسائل میں قیاس کیا ہے
اور وہاں قیاس حدیث کے مخالف پڑا ہے اور اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ انکو وہ حدیث نہیں پہونچی تھی ورنہ وہ قیاس کو ترک
کردیتے جیسے وضو بالنبیذ اور نقض وضو بالقہقہہ فے الصلوۃ میں انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے قیاس جلی کو
ترک کردیا ہے تو بھلا صحیح حدیث کے خلاف وہ کیونکر اپنا قیاس قائم رکھتے اور محدثین نے باسناد مسلسل امام ابوحنیفہ
سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حدیث پر عمل لازم ہے اور میرا قول حدیث کی وجہ سے چھوڑ دیا اور شیخ ابن عربی نے

فتوحات مین امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک لوگ علم حدیث حاصل کرتے رہینگے اچھے رہینگے اور جب حدیث چھوڑ دینگے بگڑ جاوینگے لیکن افسوس ہے کہ حنفیہ نے اس باب مین اپنے امام کی وصیت پر عمل نہین کیا اب جو کچھ مواخذہ ہوگا ان سے ہوگا نہ امام سے انہون نے تو سچی وصیت کرکے اپنے تیئین بری کرلیا اور اللہ تعالی رحم کرے حضرت شیخ عبدالحق پر انہون نے حدیث رسول اللہ کو نقل کرکے اسکے خلاف اپنا مذہب قیاس سے ثابت کیا انکو یون لکھنا چاہیے تھا کہ ائمہ ثلثہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور حنفیہ نے اسکے خلاف قیاس کے رو سے حکم دیا ہے اور حدیث کے خلاف قیاس محض لغو ہے پس حنفیہ کا قول اس مسئلہ مین چھوڑ دینے کے لائق ہے **بَابُ** لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے پہلے طلاق درست نہین **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ فِيْ مَا لَا يَمْلِكُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا آدمی مالک نہین ہے (یعنے وہ اس کے نکاح مین نہین ہے) تو اسکو طلاق نہین ہوسکتا **ف** اب اگر کوئی طلاق دیوے تو اسکا فعل لغو ہوگا مثلا یون کہے جس عورت سے مین نکاح کرون اسکو طلاق ہے اور اس کے بعد نکاح کرے تو اس کہنے سے طلاق نہ پڑے گا ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تعلیق کی صورت مین طلاق پڑجاویگا **عَنْ** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہین ہے اور ملک سے پہلے آزادی ہے (یعنے عتاق) **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہین ہے **بَابُ** مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ مِنَ الْكَلَامِ کن کلمون سے طلاق پڑجاتا ہے **ف** ایک تو صاف طلاق کا لفظ ہے دوسرے وہ الفاظ ہین جنکو کنایات کہتے ہین ان مین بعض الفاظ سے طلاق پڑتا ہے بعضون سے نہین پڑتا ہے اور جن سے پڑتا ہے ان مین یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت سے کہے اہلحدیث کے نزدیک یون کہنے سے کہ تو مجھپر حرام ہے طلاق نہین پڑتا بخاری مسلم نے ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص انکے پاس آیا اور کہنے لگا مینے اپنی عورت کو حرام کرلیا انہون نے کہا تو جھوٹا ہے وہ تجھپر حرام نہین ہے پھر یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اور سب مین سخت کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور نسائی نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی تھی آپ اس سے صحبت کرتے تو حضرت عائشہ اور حفصہ آپکے پیچھے پڑین یہانتک کہ آپنے اسکو حرام کرلیا اپنے اوپر تب یہ آیت اتری اور اس مسئلہ مین سب اٹھارہ مذہب ہین اور حق اہلحدیث کا قول ہے اور ایک جماعت صحابہ ومن بعدہم اور تمام اہل ظاہر اسی کیطرف گئے ہین یہ جب ہے کہ حرام سے اسکا ظاہری معنے مراد ہو لیکن اگر طلاق مراد رکھے تو کوئی مانع نہین

طلاق کے پڑجانے سے جیسے اور کنایات میں حکم ہے ر روضہ) عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِیَّ اَیُّ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْہُ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ ابْنَۃَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَنَا مِنْہَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ اوزاعی سے روایت ہے میں نے زہری سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونسی بی بی نے آپ سے پناہ مانگی انہوں نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہ سے کہ (عمرہ) جون کی بیٹی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لائی گئی (خلوت میں) آپ اس سے نزدیک ہو تو وہ بولی میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے آپ نے فرمایا تو نے پناہ مانگی بڑے کی اب اپنے لوگوں سے ملجا **ف** تو یہ لفظ اپنے لوگوں سے ملجا یعنے الحقی باہلک کنایہ ہے طلاق کا **باب** طلاق البتۃ بتہ یعنے بائن طلاق کا بیان **ف** بتہ کہتے تین طلاقوں کو کیونکہ بت کے معنے قطع کرنا اور تین طلاقوں سے عورت قطع ہوجاتی ہے خاوند سے یعنے پھر اس سے رجعت نہیں ہوسکتی اور ایک طلاق بھی بتہ یعنے بائن ہوجاتا ہے جب عدت گزر جاوے عَنْ رُکَانَۃَ اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہُ الْبَتَّۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ مَا اَرَدْتَ بِہَا قَالَ وَاحِدَۃً قَالَ اٰللّٰہِ مَا اَرَدْتَ بِہَا اِلَّا وَاحِدَۃً قَالَ اٰللّٰہِ مَا اَرَدْتُ بِہَا اِلَّا وَاحِدَۃً قَالَ فَرَدَّھَا عَلَیْہِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَاجَۃَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِیَّ یَقُوْلُ مَا اَشْرَفَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ قَالَ ابْنُ مَاجَۃَ اَبُوْ عُبَیْدٍ تَرَکَہٗ نَاجِیَۃُ وَاَحْمَدُ جَبُنَ عَنْہُ رکانہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی عورت کو طلاق بتہ دیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا بتہ سے تو نے کیا مراد لیا انہوں نے کہا ایک طلاق آپ نے فرمایا کیا قسم خدا کی تو نے ایک ہی طلاق مراد لیا رکانہ نے کہا قسم خدا کی میں نے ایک ہی طلاق مراد لیا۔ راوی نے کہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کی جورو اسے پھیر دی۔ حافظ محمد بن ماجہ نے کہا میں نے ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث کتنی عمدہ ہے (یعنے اسکا اسناد بہت صحیح ہے) ابن ماجہ نے کہا ابو عبید کو ناجیہ نے ترک کیا اور امام احمد اوس سے روایت کرنے میں جرات نہیں کرتے تھے **ف** اس حدیث کو علی بن محمد نے عمدہ کہا لیکن اسکے اسناد میں زبیر بن سعید بن سلیمان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور یہ بھی کہا کہ وہ کوئی چیز نہیں دوسرے مقام میں اور نسائی نے کہا ضعیف ہے اور احمد نے کہا اس میں ضعف ہے اور عقیلی نے اس حدیث کی باب میں کہا کہ اسکا اسناد مضطرب ہے اور عبد اللہ بن علی کی متابعت نہیں ہوئی اور ذہبی نے کہا متفرد ہوا اس روایت سے جریر بن حازم زبیر بن سعید سے اور یہ جو ابن ماجہ نے ابو عبیدہ کا حال اس روایت میں بیان کیا تو معلوم نہیں ہوتا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا کیونکہ ابو عبیدہ اس اسناد میں کوئی نہیں ہے **باب** الرَّجُلِ یُخَیِّرُ امْرَاَتَہٗ آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے **ف**

علیٰ تفاوت ...

چاہے طلاق دے لیوے اور چاہے خاوند کو پسند کرے پس اگر عورت نے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑے گی یہی قول ہے اہل حدیث اور مالک اور شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علما کا اور علی اور زید بن ثابت اور حسن اور لیث سے منقول ہے کہ نفس تخییر یعنے اختیار دینے سے ایک طلاق پڑ جاویگا بائن اگرچہ وہ خاوند کو اختیار کرے یا نہ کرے اور یہ مذہب ضعیف ہے احادیث صحیحہ اسکے برخلاف وارد ہیں عن عائشۃ قالت خیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخترناہ فلم یرہ شیئا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہمنے آپ ہی کو اختیار کیا پھر اس نے اسکو کچھ نہیں سمجھا ف یعنی طلاق نہیں پڑا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے بھی روایت کی اس میں یہ ہے کہ آپنے اسکو کچھ شمار نہیں کیا عن عائشۃ قالت لما نزلت وان کنتن تردن اللہ ورسولہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا عائشۃ انی ذاکر لک امرا فلا علیک الا تعجلی حتی تستامری ابویک قالت قد علم واللہ ان ابوی لم یکونا لیامرانی بفراقہ قالت فقرأ علی یایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا الایات فقلت فی ھذا استامر ابوی قد اخترت اللہ ورسولہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان کنتن تردن اللہ ورسولہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا اے عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں تو قباحت نہیں اس میں جلدی نہ کیجیو جب تک اپنے ماں باپ سے صلاح نہ لے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آپکو چھوڑ دینے کے لیے نہیں کہیں گے خیر آپنے یہ آیت پڑھی یاایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا اخیر تک یعنے اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکی آرائش پسند کرتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دوں اور اچھی طرح رخصت کردوں اور اگر تم اللہ کو اور اسکے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے جو تم میں سے نیک ہیں انکے لیے بڑا ثواب طیار کیا ہے میں نے کہا کیا اس بات میں میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں میں نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کیا ف پھر آپنے سب بی بیوں سے اسیطرح کہا لیکن سب نے اللہ اور رسول کو اختیار کیا اور دنیا پر خاک ڈالی خدا کی لعنت دنیا پر چار دن کی بہار ہے پھر آخر خدا کے پاس جانا ہے پس آخر کی بھلائی سب پر مقدم ہے دنیا تو کسی بھی طرح سے گذر جاتی ہے بری یا بھلی لیکن آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے خدا آخرت درست کرے آمین

باب کراھیۃ الخلع للمرأۃ عورت کے لیے خلع کی کراہت

ف خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دینا قبول کرے خاوند کو اور اس سے طلاق لے لے بعضی عورتیں کل مہر خلع کے بدل دیتی ہیں بعضے آدھا یا پاؤ مہر بہرحال خلع کا بدل جو ٹھہرے قلیل اور کثیر سب ہو سکتا ہے لیکن جتنا خاوند نے عورت کو دیا

ہے اوس سے زیادہ بدل خلع لینا کروہ ہے امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کے نزدیک جائز نہین اور بعضوں نے اس سے زیادہ بھی لینا جائز رکھا ہے عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسأل المرأۃ زوجھا الطلاق فی غیر کنھہ فتجد ریح الجنۃ وان ریحھا لیوجد من مسیرۃ اربعین عاما ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے خاوند سے طلاق کو طلب نہ کرے جبتک مجبور نہ ہوجاوے اپنے جب تک عورت کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ بغیر طلاق کے دوسرا علاج نہ ہے یعنی سخت تکلیف ہو مجبوری کی حالت کہ بالکل گذران نہ ہوسکے اجو کوئی عورت ایسا کریگی وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے ف یعنی اسقدر جنت سے دور رہیگی معاذاللہ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ سألت زوجھا الطلاق فی غیر ما بأس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے اپنے خاوند سے طلاق مانگا بغیر ضرورت کے تو اسپر حرام ہے جنت کی بو سونگھنا۔

باب المختلعۃ یأخذ ما اعطاھا خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پھیر لے سکتا ہے

عن ابن عباس ان جمیلۃ بنت سلول اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت واللہ ما اعتب علی ثابت فی دین ولا خلق ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام لا اطیقہ بغضا فقال لھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم فأمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یأخذ منھا حدیقتہ ولا یزداد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جمیلہ بنت سلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی قسم خدا کی مین ثابت (اپنے شوہر) پر کسی دین یا خلق کی برائی سے غصہ نہین ہون لیکن مین برا جانتی ہون کہ مسلمان ہوکر خاوند کی ناشکری کرون (کیونکہ ثابت کی صورت ذرا اچھی نہ تھی اور مردون کی نسبت وہ حقیر بھی تھے انکی بی بی کو پسند نہ تھی) مین کیا کرون ہر طرح وہ مجھے برے معلوم ہوتے ہین تب آپنے فرمایا تو اسکا دیا ہوا باغ پھیر دیگی وہ بولی ہان پھیر دون گی آخر آپنے ثابت کو حکم کیا کہ عورت سے اپنا باغ پھیر لیوے اور زیادہ کچھ نہ لیوے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کانت حبیبۃ بنت سھل تحت ثابت بن قیس بن شماس وکان رجلا دمیما فقالت یا رسول اللہ واللہ لولا مخافۃ اللہ اذا دخل علی لبسقت فی وجھہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال فردت علیہ حدیقتہ قال ففرق بینھما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح مین تھی وہ بدصورت آدمی تھے تو حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو جب ثابت میرے پاس آتا

مین اسکے سونہہ پر تہوک دیتی آپ نے فرمایا اچہا تو اسکا باغ پہیر دیتی ہے وہ بولی ہان پہر اس نے ثابت کو اسکا دیا ہوا باغ پہیر دیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں مین جدائی کر دی **ف** دارقطنی کی روایت مین ہے باسناد صحیح کہ ابو الزبیر نے کہا ثابت
نے مہر مین اسکو ایک باغ دیا تہا آپ نے فرمایا تو اسکا باغ پہیر دیتی ہے جو اس نے تجہہ کو دیا ہے وہ بولی ہان باغ بہی دیتی ہون
اور کچہہ زیادہ دیتی ہون آپ نے فرمایا زیادہ نہین چاہیے لیکن باغ پہیر دے اس نے کہا بہت اچہا اور اس روایت سے یہ نکلا کہ خاوند نے جو
بی بی کو دیا اس سے زیادہ بدل خلع لینا درست نہین علی اور طاؤس اور عطا اور زہری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق کا
یہی قول ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ بہی لینا درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ
اور یہ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر دونوں کو اور اسکا جواب یہ ہے کہ ان روایتون سے اسکی تخصیص ہو جاتی ہے اور وہ جو بیہقی
نے نکالا ابو سعید خدری سے کہ میری بہن ایک انصاری مرد کے نکاح مین تہی وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس گئے آپ نے عورت سے فرمایا کیا تو اسکا باغ پہیر دیتی ہے اس نے کہا ہان اور مین زیادہ دیتی ہون پہر عورت نے اسکا
باغ پہیر دیا اور زیادہ دیا تو یہ روایت ضعیف ہے اور دوسرے یہ کہ اس مین یہ کہان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
زیادہ دینے کا حکم دیا (روضہ) **باب** عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ خلع والی عورت کی عدت کا بیان **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ
ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِيْنِي
حَدِيْثَكِ قَالَ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِيْ ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ إِلَّا
اَنْ يَكُوْنَ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِكِ فَتَمْكُثِيْنَ عِنْدَهُ حَتّٰى تَحِيْضِيْنَ حَيْضَةً قَالَتْ وَاِنَّمَا تَبِعَ فِيْ ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرْيَمَ الْمُغَالِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ عبادہ بن ولید بن عبادہ
بن صامت سے روایت ہے عبادہ بن صامت نے کہا مین نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا تم اپنی حدیث مجہہ سے بیان کرو انہون نے کہا
مین نے اپنے خاوند سے خلع کیا پہر مین حضرت عثمان کے پاس آئی اور ان سے پوچہا مجہہ پر کتنی عدت ہے انہون نے کہا تجہہ پر عدت
نہین ہے مگر جب تیرے خاوند نے تجہہ سے حال مین جماع کیا ہو تو تو اسکے پاس رہ یہان تک کہ ایک حیض تجہکو آجاوے ربیع
نے کہا حضرت عثمان نے اس مین پیروی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کی مریم مغالیہ کے باب مین وہ ثابت
بن قیس بن شماس کے نکاح مین تہین اور ان سے خلع کیا تہا **ف** نسائی نے روایت کیا ربیع بنت معوذ سے ثابت کی
عورت کے قصے مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جو تیرا اسکے پاس ہے وہ لے لے اور اسکو چہوڑ دے
ثابت نے کہا اچہا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور اپنے لوگون سے مل
جانے کا اور ایک دوسری حدیث ہے اسکو ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا

ایک حیض سے عدت کرنے کا اسکے اسناد مین محمد ابن اسحاق ہے لیکن اس نے تصریح کی حدثنا کہکے اور ابوداود اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا حسن ہے کہ ثابت بن قیس کی جورو نے اپنے خاوند سے خلع کیا تو آپ نے اسکو حکم دیا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور دار قطنی اور بیہقی نے باسناد صحیح ابو الزبیر سے نکالا اس مین یہ ہے کہ ثابت نے اپنا باغ لے لیا اور عورت کو آزاد کردیا دار قطنی نے کہا ابو الزبیر نے اسکو کئی شخصون سے سنا ہے تو ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ خلع کرنیوالی کی عدت ایک حیض ہے اور خلع فسخ ہے نکاح کا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کیونکہ اگر خلع طلاق ہوتا تو اسکی عدت تین حیض ہوتی اور بعض روایتون مین جو ہے کہ ثابت نے اپنی عورت کو ایک طلاق دیدیا تو اسکے جواب کئی دیے ہین امام شوکانی نے انکو نیل الاوطار مین ذکر کیا ہے ابن قیم نے کہا علما نے اختلاف کیا مختلعہ کی عدت مین تو اسحاق اور احمد کا صحیح روایت مین یہ قول ہے کہ وہ ایک حیض سے عدت کرے اور عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عباس کا یہی قول ہے اور لوگون نے صحابہ کا اجماع اس پر نقل کیا ہے اور دوسرے صحابہ کی مخالفت معلوم نہین ہوتی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث سے بھی یہی ثابت ہے اور جس شخص نے اسکا خلاف کیا ہے (جیسے حنفیہ) انہون نے خلع کی عدت تین حیض رکھی ہے تو اسکو یہ حدیث نہین پہونچی اور یہ قول اسکا مرجوح ہے حدیث کی رو سے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مختلعہ کو تین حیض تک عدت کرنے کا حکم نہین دیا بلکہ ربیع بنت معوذ اور ثابت بن قیس کی جورو کی حدیث سے ایک حیض کی عدت ثابت ہے اور اس حدیث کی کئی طریق ہین ابو جعفر نحاس نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین کہا کہ صحابہ کا اسپر اجماع ہے انتہی مختصراً **باب**

الایلاء ایلا کا بیان **ف** ایلا اسکو کہتے ہین کہ خاوند قسم کہاوے اپنی عورت سے صحبت نہ کرونگا اگر چار مہینے سے کم کے لیے قسم ہو تو اپنی قسم کو پورا کرے یا کفارہ دیوے وہ ایلا شرعی نہین ہے اگر چار مہینے سے زیادہ کے لیے ہو تو چار مہینے گذرنے کے بعد خاوند کو اطلاع دین گے خواہ وہ رجوع کرے اپنی قسم سے اور صحبت کرے خواہ طلاق دیدیوے اگر خاوند طلاق نہ دیوے تو حاکم وقت طلاق دیسکتا ہے شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہین جب چار مہینے گذر جاوین اور مرد صحبت نہ کرے تو عورت کو خود بخود ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور سعید اور ابوبکر نے کہا کہ طلاق رجعی پڑے گا اور ایلا جائز ہے اگر چار مہینے سے کم کے لیے ہو اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ کے لیے اپنی بیبیون سے ایلا کیا تھا اور یہی حق ہے (روضہ مختصراً) **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ أَقْسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا كَانَ مَسَاءُ ثَلَاثِينَ دَخَلَ عَلَيَّ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا فَقَالَ الشَّهْرُ كَذَا يُرْسِلُ أَصَابِعَهُ فِيهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالشَّهْرُ كَذَا وَأَرْسَلَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَمْسَكَ إِصْبَعًا وَاحِدًا فِي الثَّالِثَةِ حضرت عائشہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بی بیوں سے صحبت نہ کریں گے ایک مہینے تک پھر آپ انتیس دن تک رکے رہے جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے پاس آئے میں نے عرض کیا آپ نے ایک مہینہ کے لیے قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آویں گے آپ نے فرمایا مہینہ اتنا ہوتا ہے اور تین بار سب انگلیوں کو کھلا رکھا تو تیس دن ہوئے اور اتنا ہوتا ہے اور سب انگلیوں کو کھلا رکھا لیکن تیسری بار میں ایک انگلی بند کر لی (یعنے ۲۹ دن کا بھی مہینہ ہوتا ہے آج ۲۹ دن ہوگئے تو قسم پوری ہوگئی **عن** عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم انما الى لان زينب ردت عليه هديته فقالت عائشة لقد اقمئتك فغضب صلى الله عليه وسلم فالى منهن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اسواسطے کہ حضرت زینب نے آپ کا بھیجا ہوا حصہ پھیر دیا **ف** آپ کو ملال ہوا ایک روایت میں ہے کہ آپ پاس کہیں سے حصہ آیا آپ نے سب بی بیوں کو اس میں سے حصے بھیجے حضرت زینب نے وہ حصہ واپس کر دیا آپ نے اور زیادہ کرکے بھیجا جب بھی پھیر دیا تب آپ غصہ ہوئے اور آپ نے قسم کھائی کہ میں تم سب کے پاس ایک مہینے تک نہ آؤنگا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جانور ذبح کیا تھا اسکا گوشت سب بی بیوں کو بھیجا لیکن حضرت زینب نے اپنا حصہ واپس کر دیا آپ نے تین مرتبہ زیادہ زیادہ کرکے بھیجا جب بھی انہوں نے نہ لیا اسوقت آپ کو غصہ آیا اور بعضوں نے کہا ایلا کا سبب یہ نہ تھا بلکہ آپ کی بی بیاں آپ سے خرچ مانگتی تھیں اور تقاضا کرتی تھیں چنانچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنی اپنی بیٹی کو ڈانٹا اسوقت آپ نے ایلا کیا پھر آیت تخییر اتری واللہ اعلم **ف** تو حضرت عائشہ نے کہا زینب نے آپ کو ذلیل کیا (آپ کا حصہ پھیر کر) یہ سنکر آپ غصے ہوئے اور آپ نے ایلا کیا ان سے **عن** ام سلمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من بعض نسائه شهرا فلما كانت تسعة وعشرين راح او غدا فقيل يا رسول الله انما مضى تسع وعشرون فقال الشهر تسع وعشرون ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اپنی بعض عورتوں سے ایک مہینے کا جب انتیس دن ہوگئے تو آپ صبح کو تشریف لے گئے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ابھی تو انتیس دن گذرے ہیں آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے

باب الظهار ظہار کا بیان **ف** ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یا یوں کہے میں نے تجھ سے ظہار کیا اسصورت میں جماع سے پہلے کفارہ دینا چاہیے ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اگر یہ نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے جیسے قرآن شریف میں وارد ہے **عن** سلمة بن صخر البياضي قال كنت امرأ استكثر من النساء لا ارى رجلا كان يصيب من ذلك ما اصيب فلما دخل رمضان ظاهرت من امراتي حتى ينسلخ رمضان فبينما هي تحدثني ذات

لیلة انکشف لی منها شیء فوثبت علیها فواقعتها فلما اصبحت غدوت علی قومی فاخبرتهم خبری
وقلت لهم سلوا لی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ما کنا نفعل اذا ینزل الله فینا کتابا او
یکون فینا من رسول الله صلی الله علیه وسلم قول فیبقی علینا عاره ولکن سوف نسلمك بجریرتك اذهب
فاذکر شانك لرسول الله صلی الله علیه وسلم قال فخرجت حتی جئته فاخبرته الخبر فقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم انت بذاك فقلت انا بذاك وها انا یا رسول الله صابر لحکم الله علی قال فاعتق رقبة
قال قلت والذی بعثك بالحق ما اصبحت املك الا رقبتی هذه قال فصم شهرین متتابعین قال قلت
یا رسول الله وهل دخل علی ما دخل من البلاء الا بالصوم قال فتصدق او اطعم ستین مسکینا قال
قلت والذی بعثك بالحق لقد بتنا لیلتنا هذه ما لنا عشاء قال فاذهب الی صاحب صدقة بنی
زریق فقل له فلیدفعها الیك واطعم ستین مسکینا وانتفع ببقیتها سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہے میں
عورتوں کو بہت چاہتا تھا اور میں کسی مرد کو نہیں جانتا جو عورتوں سے اتنی صحبت کرتا ہو جیسے میں کرتا تھا جب رمضان
آیا تو میں نے اپنی عورت سے ظہار کر لیا رمضان گذرنے تک (تاکہ میں روزے میں جماع نہ کر بیٹھوں اس سے یہ نکلا کہ ظہار
موقت یعنی میعادی بھی معین ہو سکتا ہے) ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی اسکا کچھ بدن کھل گیا میں کودا اس
پر اور اس سے صحبت کی جب صبح ہوئی تو میں اپنے لوگوں پاس گیا اور ان سے بیان کیا اور میں نے ان سے کہا میرے لیے
یہ مسئلہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو انہوں نے کہا ہم تو نہیں پوچھیں گے ایسا نہ ہو کہ ہماری شان میں کتاب
اترے (یعنے قرآن میں ہماری برائی اترے جو قیامت تک قائم رہے) یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے
باب میں کچھ فرماویں اسکی شرمندگی باقی رہے لیکن ہم تجھی کو دیے ڈالتے ہیں تیرے قصور کے بدل اب تو خود جا اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا حال بیان کر سلمہ نے کہا یہ سنکر میں نکلا اور آپ پاس آیا آپ سے حال بیان کیا
آپ نے فرمایا تو نے یہ کام کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں میں نے کیا ہے اور میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور اللہ کے حکم پر صابر
ہوں جو میرے باب میں اترے آپ نے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر میں نے کہا قسم اسکی جس نے آپکو سچائی کے ساتھ بھیجا میں
تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے پے درپے (لگاتار) روزے رکھ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ یہ بلا جو میرے اوپر آئی روزے ہی کی وجہ سے تو آئی (کہ رمضان کے خیال سے میں نے ظہار کیا اور پھر جماع کر بیٹھا
جب ایک مہینے کے روزے پورے نہ گذر سکے تو دو مہینے کیونکر گذر سکتے ہیں) آپ نے فرمایا تو صدقہ دے اور ساٹھ مسکینوں
کو کھانا کھلا میں نے کہا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہم تو اس رات کو فاقے سے رہے ہمارے پاس رات کا

کا کھانا نہ تھا دینے لتنے محتاج ہین تو پہر فقیرون کو کھان سی کھلا دین) آپ نے فرمایا بنی زریق کا صدقہ جو وصول کیا کرتا ہے
اسکے پاس جا اور اس سے کہہ وہ تجھے کچہ مال دیگا اس مین سی ساٹہ مسکینون کو کھلا دے اور جو بچے وہ اپنے کام مین لا ف
سبحان اللہ کفارہ کا کفارہ ادا ہوگیا اور مال ہاتہہ آیا یہی حال ہوتا ہے اسکا جو سچائی اور عاجزی کے ساتھ اللہ جل جلالہ
کی درگاہ مین حاضر ہو یہ حدیث کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن ابی الجارود نے بہی نکالا
ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کیا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے اور حاکم نے
بہی اسکو صحیح کہا ابن حجر نے کہا اسکی راوی ثقہ ہین لیکن ابوحاتم اور نسائی نے اس مین علت نکالی کہ وہ مرسل ہے ابن
حزم نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور اسکا ارسال ضرر نہین کرتا اور ان دونون حدیثون کے کئی شاہد ہین ابوداؤد اور
احمد نے خولہ بنت مالک سے ایسا ہی نکالا اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور حاکم نے اور اجماع ہے اسپر کہ ظہار کا کفا
اسوقت واجب ہوتا ہے جب مرد اپنی بی بی سے لوٹنے کا قصد کرے یعنے جماع کا اور اگر کفارے سی پہلے جماع کرلیا
تو گنہ گار ہوا لیکن ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے (روضہ) **عن** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ
عَائِشَةُ تَبَارَكَ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ كُلَّ شَيْءٍ إِنِّي لَأَسْمَعُ كَلَامَ خَوْلَةَ بِنْتِ ثَعْلَبَةَ وَيَخْفَى عَلَيَّ بَعْضُهُ وَهِيَ
تَشْتَكِي زَوْجَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلَ شَبَابِي وَنَثَرْتُ لَهُ بَطْنِي
حَتَّى إِذَا كَبِرَتْ سِنِّي وَانْقَطَعَ وَلَدِي ظَاهَرَ مِنِّي اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ فَمَا بَرِحَتْ حَتَّى نَزَلَ جِبْرَائِيلُ بِهَؤُلَاءِ
الْآيَاتِ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا
بڑی برکت والا ہے جو ہر چیز کو سنتا ہے مین خولہ بنت ثعلبہ کی بات اچھی طرح سے نہین سنتی ہون بعضی بات سمجہ مین نہین
آتی وہ شکایت کر رہی تہی اپنے خاوند کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہہ رہی تہی یا رسول اللہ میرا خاوند میری جوانی
کہا گیا (یعنے جوانی بہر اسکے ساتہہ رہی) اور میرا پیٹ اسکے لیے چیرا گیا (یعنے اولاد ہوئی) جب مین بوڑہی ہوئی اور
میری اولاد بہی بند ہوئی تو اس نے مجہ سے ظہار کیا یا اللہ مین اپنا شکوہ تجہ سے کرتی ہون پہر وہ یہی کہتی رہی یہانتک کہ
حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیتین لیکر اترے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ یعنے سُن
لی اللہ تعالے نے عرش پر سے اس عورت کی بات یعنے خولہ بنت ثعلبہ کی جو جہگڑتی تہی تجہ سے اپنے خاوند اوس
بن صامت کی باب مین اور اللہ سے شکوہ کرتی تہی **ف** اپنی مصیبت اور دکھہ کا تب اللہ تعالی نے یہ حکم اوتارا اور
ظہار کا کفارہ بیان فرمایا اور عورت کی دادرسی کی خاوند نے کفارہ دیکر پہر اسکو بی بی کی طرح سمجہا اور اس سے صحبت
کی **بَاب** الْمُظَاهِرِ يُجَامِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ کفارے سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کرلیوے **عن**

سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ الْبَیَاضِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمُظَاھِرِ یُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ یُکَفِّرَ قَالَ کَفَّارَۃٌ وَاحِدَۃٌ

سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظہار کرنیوالا اگر کفارہ سے پہلے جماع کرے تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا **ف** شرح السنہ میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بعضوں کے نزدیک اس صورت میں دو کفارے واجب ہونگے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاھَرَ مِنِ امْرَاَتِہٖ فَغَشِیَھَا قَبْلَ اَنْ یُکَفِّرَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُ بَیَاضَ حِجْلَیْھَا فِی الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِکْ نَفْسِیْ اَنْ وَقَعْتُ عَلَیْھَا فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَہٗ اَنْ لَّا یَقْرَبَھَا حَتّٰی یُکَفِّرَ ابن عباس سے روایت ہے ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا اور کفارے سے پہلے اس سے صحبت کی پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا یا رسول اللہ میں نے اسکی پازیب کی سفیدی دیکھی چاندنی میں اور میں بے اختیار ہوگیا میں نے اس سے جماع کیا یہ سنکر آپ ہنسے اور آپ نے اسکو حکم کیا کہ وہ اپنی عورت سے جماع نہ کرے جبتک کفارہ نہ دیوے

بَابُ اللِّعَانِ لعان کا بیان

ف جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگادے اور عورت زنا کا اقرار نہ کرے نہ مرد گواہ لاوے اور نہ اپنی تہمت سے پھرے تو لعان واجب ہوتا ہے اسکی صورت قرآن شریف میں مذکور ہے کہ پہلے مرد چار بار گواہی دیوے اللہ کا نام لیکر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار میں یوں کہے کہ اسپر لعنت ہو اللہ تعالی کی اگر وہ جھوٹا ہو پھر عورت چار بار گواہی دیوے اللہ تعالی کا نام لیکر کہ اسکا مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار میں یوں کہے اللہ کا غضب مجھ پر اترے اگر اسکا مرد سچا ہو جب دونوں اسطرح گواہیاں دے چکیں تو حاکم جورو مرد میں جدائی کردیوے پھر وہ دونوں کبھی نہیں مل سکتے اور اگر بچہ پیدا ہو وہ ماں کو دلا دیا جاوے اب اگر اس بچہ کو کوئی ولد الزنا کہے تو اسپر حد قذف واجب ہوگی (در رہبیہ) **عَنْ** سَھْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ جَاءَ عُوَیْمِرٌ اِلٰی عَاصِمِ بْنِ عَدِیٍّ فَقَالَ سَلْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا فَقَتَلَہٗ اَیُقْتَلُ بِہٖ اَمْ کَیْفَ یَصْنَعُ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَعَابَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ ثُمَّ لَقِیَہٗ عُوَیْمِرٌ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ صَنَعْتُ اَنَّکَ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَیْرٍ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَابَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَاٰتِیَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَاَسْاَلَنَّہٗ فَاَتَی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَہٗ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ فِیْھِمَا فَلَاعَنَ بَیْنَھُمَا فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَئِنِ انْطَلَقْتُ بِھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ کَذَبْتُ عَلَیْھَا قَالَ فَفَارَقَھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نصارمت سنّۃ فی المتلاعنین ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظروھا فان جاءت بہ اسحم
ادعج العینین عظیم الالیتین فلا اراہ الا قد صدق علیھا وان جاءت بہ احیمر کانہ وحرۃ
فلا اراہ الا کاذبا قال فجاءت بہ علی النعت المکروہ۔ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم
بن عدی پاس آیا اور کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لیے یہ مسئلہ پوچھو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ
کسی بیگانے مرد کو پاوے اور اس سے صحبت کرتے ہوئے پھر اسکو مار ڈالے تو کیا خود اسکے بدل مارا جاوے یا کیونکر کرے خیر عاصم
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے ایسے سوالوں کو برا جانا **ف** اسلیے کہ بلا ضرورت سوال کرنے
سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے اور شاید اسوقت تک آپکو یہ معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ کسی قوم میں آیا ہے **ت** پھر عویمر عاصم سے
ملا اور پوچھا تو نے کیا کیا عاصم نے کہا میں نے کیا (جو کیا یعنے پوچھا) لیکن تجھ سے مجھ کو بھلائی نہیں پہونچی میں نے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے برا جانا ان سوالوں کو عویمر نے کہا قسم خدا کی میں تو جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپ سے پوچھونگا پھر وہ آیا آپکے پاس تو دیکھا کہ آپ پر وحی اتری ہے ایسی جورو مرد
کے باب میں آخر آپ نے لعان کرایا ان دونوں کو (یعنے عویمر اور اسکی جورو کو) پھر عویمر نے کہا قسم خدا کی اگر میں اب اس
عورت کو اپنے ساتھ لیجاؤں تو گویا میں نے اسکو جھوٹ تہمت لگائی آخر عویمر نے اسکو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے پھر یہی سنت ہوگئی لعان کرنیوالوں کی (کہ لعان کے بعد دونوں جدا ہو جاوین) بعد
اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر عویمر کی عورت کالا بچہ کالی آنکھوں والا بڑے سرین والا جنے تو میں
سمجھتا ہوں کہ عویمر نے سچی تہمت کی (کیونکہ جس شخص سے عویمر نے تہمت لگائی تھی اسکے ایسی ہی صورت ہوگی)
اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے وحرہ (وہ ایک کیڑا ہے لال رنگ کا ہندی میں اسکو بابھنی کہتے ہیں) تو میں سمجھتا
ہوں عویمر جھوٹا ہے۔ راوی نے کہا پھر اس عورت کا بچہ بری شکل کا پیدا ہوا (یعنے کالا کالی آنکھوں والا بڑی سرین
والا یعنے اسی مرد کی صورت پر جس سے عویمر نے تہمت لگائی تھی) **عن** ابن عباس ان ھلال بن امیۃ قذف
امراتہ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشریک بن سحماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم البینۃ او
حد فی ظھرک فقال ھلال بن امیۃ والذی بعثک بالحق انی لصادق ولینزلن اللہ فی امری ما یبریٔ
ظھری قال فنزلت والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم حتی بلغ والخامسۃ
ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصادقین فانصرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیھما فجاءا
فقام ھلال بن امیۃ فشھد والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یعلم ان احدکما کاذب فھل

بِنْ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ قَالُوْا لَهَا اِنَّهَا لَمُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهَا سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا سَبَقَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی اپنی جورو کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شریک بن سحماء کے ساتھ آپ نے فرمایا یا تو گواہ لا نہیں تو حد (قذف) قبول کر اپنی پیٹھ پر ہلال نے کہا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں اور اللہ جل جلالہ میرے باب میں کوئی ایسا حکم اتاریگا جس سے میری پیٹھ بچ جاویگی (حد لگنے سے) راوی نے کہا پھر یہ آیت اتری والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شھداء الا انفسھم اخیر تک یعنے جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جورو کو زنا کی اور انکے پاس کوئی گواہ نہیں سوا انکے خود کے اخیر تک آپ لوٹے اور ہلال اور اسکی جورو کو بلا بھیجا وہ دونو آئے پہلے ہلال بن امیہ کھڑا ہوا اس نے گواہیاں دیں اور آپ بھی فرماتے جاتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کوئی ہے توبہ کرنے والا اخیر اسکے بعد عورت کھڑی ہوئی اور اس نے بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا یعنے یہ کہنے کا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب عورت پر اترے اگر مرد سچا ہو تو لوگوں نے کہا یہ گواہی ضرور واجب کر دیگی (اللہ کے غضب کو اور دوزخ کو اگر عورت جھوٹی ہے) ابن عباس نے کہا یہ سنکر ذرا وہ عورت جھجکی اور لوٹی یہانتک کہ ہم نے گمان کیا وہ اب پھر جاویگی اپنی گواہی سے (اور زنا قبول کریگی) لیکن اس عورت نے کہا قسم خدا کی میں تو اپنے لوگوں کو تمام دن رسوا کرنے والی نہیں (یعنے اگر زنا کا اقرار کرلوں گی تو میرے کنبے والے ذلیل اور خوار ہونگے یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا افسوس ہے کنبے والوں کی دنیا کی ذلت گوارا نہ کی اور آخرت کا سخت عذاب قبول کیا) آخر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر اس عورت کا بچہ کالی آنکھوں والا بھرے سرین والا (یعنے پر گوشت) موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہووے تو وہ شریک بن سحماء کا ہے آخر اسی صورت کا لڑکا پیدا ہوا تب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جو حکم گذر چکا اللہ کی کتاب کا (یعنے لعان کا حکم جو اتر چکا) نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ کچھ کرتا **ف** لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم یہ اترا کہ لعان کرنے والوں پر حد قائم نہ کی جاوے لہذا میں اس عورت کو حد نہیں مار سکتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم کو رائے اور قیاس اور گمان پر عمل نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو حکم گواہی اور دلیل سے ثابت ہو وہی دینا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ شرعی حجت نہیں ہے اور قیافہ کے سبب سے کسی پر حد نہیں پڑسکتی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ

رَجُلٌ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوْهُ وَاللّٰهِ لَاَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَاتِ اللِّعَانِ ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقْذِفُ امْرَاَتَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عَسٰى اَنْ تَجِيْءَ بِهِ اَسْوَدَ فَجَاءَتْ بِهِ اَسْوَدَ جَعْدًا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم مسجد میں تھے شب جمعہ میں ایک شخص بولا اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پاوے پھر اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالو گے اور اگر زبان سے کہے جو اس نے دیکھا ہے یعنے عورت کو زنا کی تہمت لگاوے تو تم اسکو کوڑے لگاؤ گے (حد قذف کے) قسم خدا کی میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں گا آخر اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تب اللہ تعالے نے لعان کی آیتیں اتاریں پھر وہی شخص آیا اور اس نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں میں لعان کرایا اور فرمایا مجھے گمان ہے شاید اس عورت کا بچہ کالا پیدا ہو گا ویسا ہی ہوا وہ کالا گھونگر بال والا بچہ جنی عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهُ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ ابن عمر سے روایت ہے ایک مرد نے لعان کیا اپنی عورت سے اور اس کے بچہ کو غیر کا بچہ قرار دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کر دی اور بچہ کو ماں سے ملا دیا **ف** یعنے بچہ ماں کے حوالہ کر دیا اور اسکا نسب بھی ماں سے متعلق کر دیا اب وہ اپنی ماں کا وارث ہو گا لیکن اسکے مرد کا وارث نہ ہو گا جس نے یہ کہدیا یہ میرا بچہ نہیں ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ امْرَاَةً مِنْ بَنِي عَجْلَانَ فَدَخَلَ بِهَا فَبَاتَ عِنْدَهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مَا وَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ فَرُفِعَ شَاْنُهُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَاَلَهَا فَقَالَتْ قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ فَاَمَرَ بِهِمَا فَتَلَاعَنَا وَاَعْطَاهَا الْمَهْرَ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے عجلان (ایک قبیلہ ہے) کی عورت سے نکاح کیا اور رات کو اس سے صحبت کی اسی پاس رہا جب صبح ہوئی تو کہنے لگا میں نے اسکو باکرہ نہیں پایا آخر دونوں کا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گیا آپ نے لڑکی کو بلایا اور اس سے پوچھا اس نے کہا میں تو باکرہ تھی جب آپ نے حکم دیا مرد اور عورت دونوں نے لعان کیا اور آپ نے عورت کو مہر دلوایا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا چار قسم کی عورتوں میں لعان نہیں ہے (اگرچہ خاوند انکو زنا کی تہمت لگاوے) ایک تو نصرانیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو دوسرے یہودیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو تیسرے آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو چوتھی لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو **ف** لیکن تیسری صورت میں غلام کو حد قذف پڑے گی اور باقی صورتوں

مین نہ لعان ہی نہ خاوند کو حد پڑے گی غرض یہ ہے کہ لعان ہوسنہ اور آزاد عورت کی تہمت سے لازم آتا ہے اگر عورت کافرہ ہو یا لونڈی ہو یا اُسکو حد پڑ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا (شرح وقایہ) **باب** الحرام عورت کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا بیان **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِہٖ وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَلَالَ حَرَامًا وَجَعَلَ فِی الْیَمِیْنِ کَفَّارَۃً ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلا کیا اپنی عورتون سے اور حرام کیا (ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر یا شہد کو) اور قسم مین کفارہ مقرر کیا **ف** مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی بی بی کو اپنے اوپر حرام کر لیوے تو طلاق نہ پڑے گا بلکہ قسم کیطرح کفارہ دینا ہوگا قسم کا کفارہ قرآن مین مذکور ہے دس مسکینون کو کھانا کھلانا یا انکو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا **عن** سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِی الْحَرَامِ یَمِیْنٌ وَکَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ سعید بن جبیر سے روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حرام مین قسم کا کفارہ ہی اور ابن عباس کہتے تہے تم کو اللہ کے رسول ؐ کی پیروی اچھی ہے **باب** خیار الامۃ اذا اعتقت جب لونڈی آزاد ہو جاوے تو اسکو اختیار ہوگا **ف** خواہ سابق کا نکاح قائم رکھے یا نہ رکھے لیکن جب ہے کہ اسکا خاوند غلام ہو اگر خاوند آزاد ہو تو اختیار نہ ہوگا امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ہر حال مین اختیار ہوگا اور احادیث اس باب مین مختلف وارد ہین اور اہلحدیث بہی مختلف ہین در مین یہی مذہب رکہا ہے کہ ہر حال مین اختیار ہوگا **عن** عَائِشَۃَ اَنَّہَا اَعْتَقَتْ بَرِیْرَۃَ فَخَیَّرَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ لَہَا زَوْجٌ حُرٌّ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ بریرہ کو انہون نے آزاد کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اختیار دیا (کہ اپنے خاوند کے پاس رہنا قبول کرے یا جدا ہو جاوے) اور اسکا خاوند آزاد تہا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ زَوْجُ بَرِیْرَۃَ عَبْدًا یُقَالُ لَہٗ مُغِیْثٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ یَطُوْفُ خَلْفَہَا یَبْکِیْ وَدُمُوْعُہٗ تَسِیْلُ عَلٰی خَدِّہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ یَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِیْثٍ بَرِیْرَۃَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِیْرَۃَ مُغِیْثًا فَقَالَ لَہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِیْہِ فَاِنَّہٗ اَبُوْ وَلَدِکِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَاْمُرُنِیْ قَالَ اِنَّمَا اَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِیْہِ ابن عباس سے روایت ہی بریرہ کا خاوند غلام تہا اسکا نام مغیث تہا گویا مین اسوقت اسکو دیکھ رہا ہون وہ بریرہ کے پیچھے پہرتا تہا اور روتا تہا اسکی آنسون گالون پر بہہ رہے تہی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس سے اے عباس تم تعجب نہین کرتے کہ مغیث کو بریرہ کی کتنی محبت ہی اور بریرہ کو مغیث سے نفرت ہی آخر آپ نے بریرہ سے فرمایا کاش تو لوٹ جا مغیث پاس وہ تیرے بچہ کا باپ ہے (یعنے بچہ کو اولاد بہی اس سے ہوئی ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ

یہ حکم فرماتے ہیں مجھ کو یعنی یہ شریعت کا حکم ہے آپ نے فرمایا میں سفارش کے طور پر کہتا ہوں رہا بی بی شرع کے رو سے تو تجھ کو اختیار ہے) بریرہ نے کہا مجھ کو مغیث نہیں چاہیے **عن** عائشۃ قالت مضی فی بریرۃ ثلاث سنن خیرت حین اعتقت وکان زوجھا مملوکا وکانوا یتصدقون علیھا فتھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقول ھو علیھا صدقۃ وھو لنا ھدیۃ وقال الولاء لمن اعتق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بریرہ میں تین سنتیں پیدا ہوئیں یعنی دین کے تین حکم بریرہ کی وجہ سے معلوم ہوئے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو آزاد کیا) ایک یہ تو جب وہ آزاد ہوئیں تو ان کو اختیار دیا گیا اور ان کا خاوند غلام تھا دوسرے لوگ بریرہ کو صدقہ دیا کرتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفہ کے طور پر لاتے آپ فرماتے بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے وہ ہدیہ ہے تیسرے آپ نے بریرہ کے باب میں فرمایا کہ ولا رہے یعنی غلام لونڈی کی میراث اسی کی ہے جو آزاد کرے **ف** جب بریرہ کے مالکوں نے ولا لینا چاہا تو حضرت عائشہ نے آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو اسکو خرید کر کے آزاد کر دے ولا اسی کو ملیگی جو آزاد کرے **عن** عائشۃ قالت امرت بریرۃ ان تعتد بثلاث حیض حضرت عائشہ سے روایت ہے بریرہ کو حکم ہوا تین حیض تک عدت کرنے کا جب وہ اپنے خاوند سے جدا ہوئیں **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر بریرۃ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا

باب طلاق الامۃ وعدتھا لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلاق الامۃ اثنتان وعدتھا حیضتان عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اسکی عدت دو حیض ہیں **ف** اہلحدیث کے نزدیک لونڈی طلاق اور عدت میں آزاد عورت کی مثل ہے کیونکہ قرآن کی آیت مطلق ہے شامل ہے دونوں کو اور حنفیہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اسکو نکالا دارقطنی اور مالک نے موطا میں اور شافعی نے بھی لیکن اس کے اسناد میں عمرو بن شبیب اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں اور دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے اور ایسی ضعیف یا موقوف روایت سے کتاب اللہ کی تخصیص نہیں ہوسکتی اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے بہت مسائل میں احادیث صحیحہ اور مشہورہ سے کتاب اللہ پر زیادت یا اسکی تخصیص جائز نہیں رکھی اور یہاں ایک موقوف اور ضعیف روایت سے اسکی تخصیص کرتے ہیں یہ صریح ناانصافی ہے **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال طلاق الامۃ تطلیقتان وقروھا حیضتان قال ابو عاصم فذکرتہ لمظاھر فقلت حدثنی کما حدثت ابن جریج فاخبرنی عن القاسم عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال طلاق الامۃ تطلیقتان وقروھا حیضتان ام المومنین

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ ابو عاصم نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ میں نے یہ حدیث خود مظاہر بن اسلم سے بیان کی کہا مجھ سے حدیث بیان کرو جیسے تم نے یہ حدیث ابن جریج سے بیان کی (اور پہلے ابو عاصم نے اس حدیث کو ابن جریج کے واسطہ ہی سے مظاہر سے روایت کیا تھا) انہوں نے روایت کیا قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی کے دو طلاق ہیں اور اسکی عدت دو حیض ہیں **ف** اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور بیہقی نے بھی نکالا لیکن ابوداؤد نے کہا یہ حدیث مجہول ہے اور ترمذی نے کہا غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر مظاہر بن اسلم کی روایت سے اور مظاہر سے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے تو یہ حدیث بھی ضعیف ٹھیری اور کتاب اللہ کی تخصیص اس سے نہ ہو سکے گی اور دارقطنی نے ابن مسعود اور ابن عباس سے نکالا کہ طلاق کا حساب مردوں سے ہوگا اور عدت کا عورتوں سے اور یہ مخالف ہے عائشہ کی حدیث کے اور علت نکالی ہے اس میں کہ وہ موقوف ہے اور امام احمد نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا **باب** طلاق العبد غلام کی طلاق کا بیان **ف** مالک اگر اجازت دے تو غلام نکاح کر سکتا ہے اب جب نکاح کر لیا تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگا نہ مالک کے **عن** ابن عباسٍ قال اتی النبیَّ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ رجلٌ فقالَ یا رسولَ اللّٰہِ سیّدی زوّجنی امتَہ وھو یرید ان یفرّق بینی وبینھا قال فصعد رسولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ المنبر فقال یا ایّھا النّاسُ ما بالُ احدِکم یزوّجُ عبدَہ امتَہ ثمّ یرید ان یفرّقَ بینھما انّما الطّلاقُ لمن اخذ بالسّاق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے مالک نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ میں اور میری جورو میں جدائی کر دیوے یہ سنکر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو کیا حال ہے تم میں سے کسی کا کہ وہ نکاح کر دیتا ہے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے پھر چاہتا ہے کہ ان دونوں میں جدائی کرے اور طلاق تو اسی کے اختیار میں ہے جو عورت کی پنڈلی تھامے **ف** یعنے جو اس سے صحبت کرتا ہو یعنے خاوند کے اختیار میں ہے **باب** من طلّق امۃً تطلیقتین ثمّ اشتراھا جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پھر اسکو خرید لیوے **عن** ابی الحسنِ مولی بنی نوفلٍ قال سُئل ابنُ عبّاسٍ عن عبدٍ طلّق امراتہ تطلیقتین ثمّ اُعتقا ایتزوّجھا قال نعم فقیل لہ عمّن قال قضی بذلک رسولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وسلَّمَ قال عبدُ الرّزّاقِ قال عبدُ اللّٰہِ بنُ المبارکِ لقد تحمّل ابو الحسنِ ھذا صخرۃً عظیمۃً علی عنقہٖ ابو الحسن سے جو مولی تھا بنی نوفل کا روایت ہے کہ ابن عباس سے پوچھا اگر غلام اپنی عورت کو دو طلاق دیوے پھر دونوں آزاد ہو جاویں (یعنے غلام اور اسکی جورو جو لونڈی تھی) کیا وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے ابن عباس

نے کہا ہاں ان سے کہا گیا یہ فیصلہ کس نے کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرزاق کہا جو راوی ہیں اس حدیث کی عبداللہ بن مبارک نے کہا ابو الحسن نے یہ حدیث کیا روایت کی ایک بڑا پتھر اپنی گردن پر اٹھایا **ف** اہلحدیث کا عمل اسحدیث پر ہے کیونکہ انکے نزدیک طلاق اور عدت میں غلام لونڈی مثل آزاد کے ہیں اور شافعی اور ابو حنیفہ دونوں کی مذہب پر یہ حدیث نہیں بیٹھتی کیونکہ شافعی کے نزدیک طلاق مردوں سے متعلق ہے اور یہاں خاوند غلام تھا پس دو طلاق میں وہ عورت بائنہ ہوگئی اب بغیر حلالہ درست نہیں ہو سکتی اور ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق عورتوں سے متعلق ہے اور عورت لونڈی تھی تو دو طلاق میں بائن ہوگئی اور ابن مبارک نے یہی سمجھ کر کہ یہ حدیث اکثر فقہا کے برخلاف ہے یوں کہا کہ ابو الحسن نے اس کو روایت کرکے بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا ابوداؤد اور نسائی نے اور ابو الحسن مشہور ہے وہ فقہا میں سے تھا پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسپر عمل نہ کیا جاوے اگرچہ ابوداؤد نے کہا کہ اسحدیث پر عمل نہیں ہے **بَاب** عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ ام ولد کی عدت کا بیان **ف** ام ولدہ لونڈی جسکی مالک کی اولاد ہوا اس

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تُفْسِدُوْا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا مت بگاڑو ہماری اوپر ہماری نبی کی سنت کو ام ولد کی عدت چار مہینے دس دن ہیں **ف** جب اسکا خاوند مر جاوے یہ حدیث اہلحدیث کی مذہب کی تائید کرتی ہے کہ لونڈی عدت میں مثل آزاد کے ہے اور حنفیہ کے نزدیک لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ روز ہیں جب اسکا خاوند مر جاوے اور اسحدیث کی تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ام ولد کا خاوند اور مولی دونوں مر جاویں اور معلوم نہ ہو کون پہلے مرا ہے تو احتیاطاً چار مہینے دس دن عدت کرے **بَاب** كَرَاهِيَةِ الزِّيْنَةِ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا جس عورت کا خاوند مر گیا ہو تو وہ زینت نہ کرے **ف** زینت سے یہ مراد ہے جیسے سر میں تیل ڈالنا مانگ چوٹی نکالنا سرمہ لگانا مسی لگانا ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا اور جتنے سنگار عورتیں کرتی ہیں **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ تَذْكُرَانِ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَةً لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَهِيَ تُرِيْدُ اَنْ تَكْحَلَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ وَاِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ام سلمہ اور ام حبیبہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اسکی ایک بیٹی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکی آنکھ دکھ رہی ہے وہ چاہتی ہے کہ سرمہ لگاوے آپنے فرمایا تم میں سے ایک سال تمام ہونے پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی (جاہلیت کے زمانہ میں) اور اب تو عدت چار مہینے دس دن تک ہے **ف** جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھری میں

چلی جاتی اور برے سے برے کپڑے پہنتی نہ خوشبو لگاتی نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک جب سال پورا ہوتا تو ایک اونٹ کی مینگنی لاتی عورت اسکو پھینک کر عدت سے باہر آتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں تو ایسی سخت تکلیف ایک سال تک سہتی تھیں اب صرف چار مہینے دس دن تک عدت رہ گئی ہے اس میں زینت سے صبر کرنا کیا مشکل ہے امام احمد اور اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا کسیطرح جائز نہیں اگرچہ عذر بھی ہو اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے درست ہے بلا عذر درست نہیں اور شافعی نے کہا رات کو لگاوے اور دن کو اسکو پونچھ ڈالے اور امام احمد اور ابن حبان نے جو روایت کی اسماء بنت عمیس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے تیسرے روز جعفر کی شہادت کی اور فرمایا اب اس کے بعد سوگ نہ کیجیو تو یہ روایت شاذ ہے اور مخالف ہے احادیث صحیحہ کے اور بیہقی نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے اور تمام فقہاء کا اسپر اتفاق ہے کہ جس عورت کا خاوند مرجاوے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ میں رہے یعنی زیب و زینت نہ کرے

باب هَلْ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے

عن عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو درست نہیں کہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ (البتہ تین دن تک سوگ کر سکتی ہے دوسرے عزیزوں کے لیے) سوا خاوند کے (اوسپر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے)

عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ام المومنین حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ تعالی پر اور پچھلے دن پر اسکو درست نہیں سوگ کرنا کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر خاوند پر

عن أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا امْرَأَةٌ تُحِدُّ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَطَيَّبُ إِلَّا عِنْدَ أَدْنَى طُهْرِهَا بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ ام عطیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جاوے مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر رنگین بنی ہوئی چادر اوڑھ سکتی ہے اور سرمہ نہ لگاوے اور خوشبو نہ لگاوے مگر جب حیض سے پاکی قریب ہو تو تھوڑا سا قسط اور اظفار لگا لیوے **ف** فرج کی بدبو رفع کرنے کے

لیے اور قسط عود ہندی کو کہتے ہیں اور اظفار بھی ایک قسم کی خوشبو ہے **باب** الرَّجُلِ يَأْمُرُهُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يُبْغِضُهَا فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَطَلَّقْتُهَا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میرے نکاح میں ایک عورت تھی کہ میں اس سے محبت کرتا تھا اور میرے باپ اسکو برا جانتے تھے آخر انہوں نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے مجھکو حکم دیا کہ طلاق دیدے اس عورت کو میں نے اسکو طلاق دیدیا **ف** ماں باپ کی اطاعت فرض ہے مباح کاموں میں اور طلاق مباح ہے اگرچہ عورت کا کوئی قصور نہ ہو جب بھی ماں باپ کے حکم سے اسکو طلاق دیدینا چاہیے **عن** أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ شَكَّ شُعْبَةُ أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ فَأَتَى أَبَا الدَّرْدَاءِ فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الضُّحَى وَيُطِيلُهَا وَصَلَّى مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْفِ بِنَذْرِكَ وَبِرَّ وَالِدَيْكَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَحَافِظْ عَلَى وَالِدَيْكَ أَوِ اتْرُكْ ابو عبد الرحمن سے روایت ہے ایک شخص کو اسکے باپ یا اسکی ماں نے (یہ شک شعبہ نے کیا جو راوی ہیں اس حدیث کی) حکم دیا کہ وہ طلاق دیوے اپنی عورت کو اس شخص نے نذر کرلی کہ وہ اگر اپنی عورت کو طلاق دیوے تو سو بردوں کا آزاد کرنا اسکو لازم آویگا پھر وہ شخص ابو الدرداء پاس آیا وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے اور اسکو لنبا کرتے تھے اور انہوں نے نماز پڑھی ظہر اور عصر کی بیچ میں آخر اس شخص نے ابو الدرداء سے پوچھا انہوں نے کہا اپنی نذر پورا کر اور اپنے ماں باپ کی اطاعت کر ابو الدرداء نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ماں باپ بہتر دروازہ ہیں جنت میں جانیکا (یعنے ماں باپ کی اطاعت عمدہ وسیلہ ہے جنت ملنے کا) اب تو خیال رکھ ماں باپ کا یا نہ رکھ **ف** مطلب یہ ہے کہ ماں باپ ایسی عمدہ چیز ہیں جنکی اطاعت سے جنت ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ جنت کی آدمی کو کتنی فکر ہونا چاہیے بس ویسے ہی ماں باپ کی اطاعت کا بھی خیال کرنا چاہیے

ابواب الْكَفَّارَاتِ باب کفاروں کے

باب يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يَحْلِفُ بِهَا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کھاتے تھے **عن** رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ رفاعہ جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کھاتے تو یوں فرماتے قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قسم کھانا جائز ہے بشرطیکہ سچ بات پر کھاوے لیکن یہ ضرور ہے کہ سوا اللہ کے نام کے یا

اوسکی صفت کو دوسرے کیسیکی قسم نہ کہاوے **عن** رفاعة بن عرابة الجهني قال كانت يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم التي يحلف بها أشهد عند الله والذي نفسي بيده۔ رفاعہ بن عرابہ جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قسم کہایا کرتے وہ یون ہوتی مین گواہی دیتا ہون اللہ کے پاس یا قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے **عن** سالم عن أبيه قال كانت أكثر أيمان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ومصرف القلوب۔ ابن عمر سے روایت ہے اکثر قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یون ہوتی ایسا نہین ہے قسم اسکی جو دلون کو پہیرنے والا ہے **عن** أبي هريرة قال كانت يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم لا وأستغفر الله۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یون ہوتی یہ بات نہین ہے اور مین اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہون **ف** لغو قسم سے جو آدمی کی زبان پر بے قصد جاری ہو جاتی ہے کوئی کفارہ لازم نہین آتا یہ قسمین آپ کی اسی قبیل سے ہوتین مگر اسسے بہی آپنے استغفار کیا تاکہ امت کے لوگ اس سے بہی پرہیز کرین صحیح بخاری مین ہے کہ اکثر آپ یون قسم کہاتے لا ومقلب القلوب اور صحیحین مین ہے کہ آپنے فرمایا وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ یعنے قسم خدا کی زید بن حارثہ امیر ہونیکے لائق تہا اور حضرت جبرئیل نے کہا پروردگار سے قسم تیری عزت کی جو کوئی اسکو سن پاویگا وہ جنت مین جاویگا

باب النهي أن يحلف لغير الله سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت

عن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعه يحلف بأبيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم قال عمر فما حلفت بها ذاكرا ولا آثرا۔ حضرت عمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہاتے سنا اپنی باپ کی تو فرمایا بے شک اللہ تعالے تمکو منع کرتا ہے اپنے باپ دادون کی قسم کہانے سے حضرت عمر نے کہا اوس روز سے مین نے باپ کی قسم کبہی نہین کہائی نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی نقل کرکے **ف** امام مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ آپنے فرمایا پہر جو کوئی قسم کہانا چاہے تو اللہ کی قسم کہاوے یا چپ ہو رہے اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت قسم کہاؤ مگر اللہ کی اور اللہ کی قسم مت کہاؤ مگر جب سچے ہو اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے نکالا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے سوا اللہ تعالے کے اور کسی کی قسم کہائی وہ کافر ہوگیا یا مشرک ہوگیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے ایک روایت مین ترمذی اور حاکم کے یون ہے کہ کافر اور مشرک ہوگیا اور آگے آتا ہے کہ جو کوئی قسم کہاوے بتون کی وہ لا الہ الا اللہ کہے اب اختلاف ہے علما کا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہانا کیسا ہے بعضون نے کہا وہ حقیقۃً شرک اور کفر ہے مطلقاً اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باپ کی قسم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ جلیل الشان سے ثابت ہے جنپر شرک کا احتمال نہین ہوسکتا اور بعضون نے کہا وہ حرام

ہے بعضوں نے کہا مکروہ تحریمی ہے بعضوں نے کہا مکروہ تنزیہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ نے کہا کہ لغو قسم غیر خدا کے ساتھ مکروہ ہے لیکن منعقدہ قسم یا غموس قسم غیر خدا کی عظمت کا اعتقاد کر کے اور جاہلیت کا سا خیال کر کے کہ اسکی ساتھ جھوٹی قسم کھانے سے تباہی اور بربادی ہوگی شرک اور کفر ہے اور جاہلیت والوں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لوگوں کو اسکے معبودوں اور ٹھاکروں کی قسم دیتے اور یہ سمجھتے کہ ان کی قسم ان پر سخت ہے اللہ کی قسم سے شافعی نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا مکروہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہیں گناہ نہ ہو مولانا ابوالطیب نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا اسکی تعظیم کا اعتقاد کر کے اسطرح سے کہ اگر یہ قسم توڑیگا یا یہ قسم جھوٹی ہوگی تو اسپر وبال ہوگا دنیا اور آخرت میں شرک ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ ہے بوجہ مشابہت کفار کے اب غیر خدا عام ہے شامل ہے انلوگوں کو بھی جو ہمارے دین میں معظم ہیں جیسے ماں باپ پیر مرشد نبی ولی فرشتہ غوث قطب وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جو معظم نہیں ہیں نہ ذلیل جیسے چاند سورج جھاڑ پہاڑ دریا وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جنکی تذلیل کا ہماری شرع میں حکم ہے جیسے اصنام انصاب یعنی بت شدہ جھنڈہ مورت وغیرہ تو سب کا حکم ایک ہے اور بعضوں نے کہا اخیر چیزوں کی قسم کھانا مطلقاً شرک و کفر ہے کیونکہ انکی ذرہ سی بھی تعظیم منع ہے اور اسیطرح دوسری چیزوں کی بھی کیونکہ مشرکین انکی عبادت اور تعظیم کیا کرتے تھے لیکن اول چیزوں کی قسم کھانا مطلقاً شرک نہیں ہے بلکہ اسی حالت میں جب خدا کی طرح ان کو معظم جانے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس فرق پر کون سی دلیل شرعی موجود ہے دلیل شرعی تو اسیکو مقتضی ہے کہ جس چیز کی عظمت اللہ تبارک و تعالی کے برابر یا اس سے زیادہ کی جاوے وہ شرک ہی ہے ہو یا رسول جھاڑ ہو یا پہاڑ اب اللہ تعالے نے جو اپنی مخلوقات کی قسم کھائی یہ اسی کو سزاوار ہے کیونکہ اس سے کوئی بڑا نہیں ہے جسکی وہ قسم کھاوے پس وہ اپنی بڑی بڑی مخلوقات کی قسم کھاتا ہے انکو بزرگی دینے کو لیکن مخلوق کا کام یہ ہے کہ وہ سوا اپنے خالق کی دوسرے کی قسم نہ کھاوے لہذا **حق** میرے نزدیک اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جو کوئی غیر خدا کی قسم کو خدا کی قسم کی مثل یا اس سے بڑھ کر سمجھ کر قسم کھاوے وہ تو مشرک اور کافر ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ سمجھے وہ اگر لغو قسم غیر خدا کے نام کی کھاوے تو مکروہ تنزیہی ہے جیسے تکیہ کلام یا عادت کی طور پر بعض لوگ کہا کرتے ہیں سر کی قسم باپ کی قسم کعبہ کی قسم اور جو منعقدہ یا غموس قسم غیر خدا کی کھاوے تو وہ حرام ہے واللہ اعلم **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِآبَائِكُمْ عبدالرحمان بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت قسم کھاؤ بتوں کی اور نہ اپنے باپ دادوں کی **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ يَمِيْنِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا قسم لات یا عزی کی (یہ دو نو بت

تھے جنکو جاہلیت کے زمانہ میں عرب پوجا کرتے تھے) تو وہ کہے لا الہ الا اللہ یعنے کلمہ توحید پڑھکر ایمان کو نیا کرے اگر بے اختیار زبان
سے لات وعزی کا نام نکل گیا ہو عادت کے طور پر اور دلمیں انکی تعظیم نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو تعظیم کی نیت سے کہا تو وہ کفر
اور ارتداد ہے اور دوبارہ اسلام لانا واجب ہے (لمعات) **عن** سعدٍ قال حلفتُ باللاتِ والعزّٰی فقال رسولُ
اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّم قل لا الٰه الّا اللهُ وحدَهٗ لا شريكَ لهٗ ثمّ انفُثْ عن يسارِكَ ثلاثًا وتعوّذْ ولا
تعُدْ۔ سعد سے روایت ہے میںنے قسم کھائی لات اور عزی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہہ اللہ کے سوا کوئی سچا
خدا نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساجھی نہیں ہے پھر اپنی بائیں طرف تین بار تھوک اور اعوذ باللہ کہہ اور دوبارہ ایسا مت
کر **ف** اس حدیث سے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر غیر خدا کی قسم اسکو معظم سمجھ کر کھاوے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے
لیکن معظم سمجھنے سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا خدا تعالے کے برابر اور ہمسر انکو سمجھے لیکن
ایسا تو مشرکین بھی نہیں سمجھتے تھے وہ بھی جانتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اور آسمان اور زمین کا وہی خالق ہے جیسے اس
آیت میں ہے ولئن سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله اور اس آیت میں ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى یعنے
ہم بتوں کو اور ٹھاکروں کو اس لیے پوجتے ہیں کہ اللہ کی نزدیکی ان کی وجہ سے حاصل ہو اور یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور شرک
کا معاملہ بہت بڑا ہے شرک ایسا گناہ ہے جو کبھی بخشا نہیں جاویگا پس ہر مسلمان کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے حق یہ
ہے کہ جب غیر خدا کو کوئی اس لائق سمجھے کہ وہ بغیر خدا کی مشیت اور ارادے کی کچھ بھلائی یا برائی کر سکتا ہے یا اسکا کچھ زور
خدا پر ہے معاذ اللہ دنیا کے بادشاہوں کیطرح جیسے وہ اپنے نائبوں کا لحاظ رکھتے ہیں یہ ڈر کر کہ اگر وہ خفا ہو جاوینگے
گے تو ہمارے کارخانہ میں خلل آجاویگا یا وہ خدا کیطرح ہر پکارنے والے کی پکار سن لیتا ہے یا ہر مشکل کیوقت نزدیک ہو
یا دور کام آسکتا ہے یا ہر بات دیکھتا اور سنتا ہے تو اس نے شرک کیا گو وہ اسکو اللہ کے برابر نہ سمجھے پس معظم سمجھنے کے یہی
معنے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر خدا کی عظمت بالکل نہ کرے تمام پیغمبروں اور فرشتوں اور اولیا کی تعظیم ہماری شریعت
میں ہے مگر یہ تعظیم یہی ہے کہ ان سے محبت رکھے ان کو اللہ جل جلالہ کا نیک بندہ اور مقبول غلام سمجھے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ
تعالی کی مشیت بغیر کسی کارتی کے برابر بھی کام نکال سکتے ہیں یا اللہ تعالی کے حکم میں کچھ چون وچرا کر سکتے ہیں یا
ان کا کچھ زور معاذ اللہ اللہ پر ہے بلکہ اللہ کو رتی برابر بھی کسی سے ڈر یا خوف نہیں ہے اور یہ سب اگر اللہ تعالے کے حکم کے خلاف
ایکا کرلیں تو ایک دم میں وہ ان سب کو تباہ اور برباد کر سکتا ہے اور ان سب کے خلاف ہو جانے سے اسکی خدائی کے کارخانہ
کا ایک بال بیکا نہیں ہو سکتا یہ موحدوں کا اعتقاد ہے پس موحد جب غیر خدا کی قسم کھاوے گا تو یقیناً یہ کہا جاوے گا
کہ اسکی قسم لغو اور عادت کی طور پر ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ موحد غیر خدا کسی میں کچھ بالاستقلال قدرت یا اختیار سمجھے اور جو

شرک کے افعال کیا کرتا ہے لیکن نام کا مسلمان ہے وہ جب غیر خدا کی قسم کھاویگا تو شرک کا گمان اسکی طرف اور زیادہ قوی ہوگا اور بہت مسلمان ایسے ہیں کہ خدا کی قسمیں کھو تو سو کھا ڈالیں لیکن کیا ممکن ہے کہ اپنے پیر مرشد یا مدار یا سالار یا غوث کی جھوٹی قسم کھاویں انکے مشرک ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جو چیزیں ہماری شریعت میں بالکل معظم نہیں ہیں بلکہ انکی تحقیر اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے جیسے بت شدہ جھنڈے وغیرہ انکی تو ذری سی تعظیم بھی کفر ہوگی اسلیے کہ ان کی تعظیم خاص شعار ہے مشرکین کا مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف یا اور کسی ولی یا نبی کی قبر پر ہاتھ باندھکر کھڑا ہو اور دوسرا شخص کسی بت کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہو تو دوسرے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہ رہیگا لیکن اول شخص کی نیت دریافت کی جاویگی اگر عبادت کی نیت سے اس نے ایسا کیا تو وہ بھی کافر ہو جاویگا اور جو صرف ادب اور تعظیم کی راہ سے لیکن عقیدہ اسکا توحید کا ہے تو وہ کافر نہ ہوگا مگر جو فعل خلاف شرع وہ کریگا اس سے منع کیا جاویگا اکثر علماء محققین نے اس فرق کو قائم کیا ہے اور بعضوں نے دونو کا حکم ایک سا رکھا ہے اس باب میں کہ جو فعل ایک کے ساتھ کفر ہے وہ دوسرے کے ساتھ بھی کفر ہے مثلاً سجدہ بت کو بھی کفر ہے اور قبر کو بھی کفر ہے البتہ یہ فرق ہے کہ بت کی اہانت اور ذلت اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے اور مومنین صالحین کی قبریں کھودنیکا حکم نہیں ہے اور یہ فرقہ کہتا ہے کہ انبیا اور اولیا اور ملائکہ اور شعائر اللہ کی تعظیم درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالی ہی کی تعظیم ہے کیونکہ اسی کے حکم سے اللہ کا مقبول بندہ سمجھکر اسکی تعظیم کرتے ہیں پس غیر خدا کی تعظیم نہیں ہوئی اور اس صورت میں غیر خدا کی تعظیم مطلقاً کفر ہوگی اور جو تعظیم شرعی کعبہ یا حجر اسود یا اور شعائر اللہ یا قبور انبیا اور صلحا کی ہے وہ اس میں سے مستثنے رہیگی کس لیے کہ وہ اللہ ہی کی تعظیم ہے اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے اور حتی المقدور جس کام میں شرک کا شبہ بھی ہو اس سے باز رہنا چاہیے

بَاب مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ

جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی **ف** مثلاً یوں کہا اگر فلاں کام میں کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے یا نبی سے بری ہوں **عَنْ** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی جھوٹی قصداً تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہوگا **ف** یعنے وہ کافر ہو جاویگا اور اسلام سے نکل جاویگا ظاہر حدیث کا مطلب یہی ہے لیکن اکثر ائمہ جیسے ابو حنیفہ یا احمد کا یہ قول ہے کہ ایسے کہنے میں کفارہ قسم کا واجب ہوگا اگر اسکے خلاف کام کرے مثلاً کہے اگر میں انار کھاؤں تو یہودی ہوں پھر انار کھاوے تو قسم کا کفارہ دیوے اور مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے تو اس میں کفارہ نہوگا بہرحال حدیث کا مطلب یہ رکھتے ہیں کہ بطور تغلیظ اور تشدد کے ایسا فرمایا تا لوگ ایسا کہنے سے بچیں ورنہ اگر اسکا عقیدہ اسلام کا

ہے تو وہ کافر ہو گا **عن** انس قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یقول انا اذا الیہودی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوجبت انس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا ایسا کروں تو میں یہودی ہوں آپ نے فرمایا اسکے لیے دوزخ واجب ہو گئی **ف** شاید آپ نے وحی سے پہچانا ہو کہ یہ دوزخی ہے یا اُسکا خاتمہ کفر پر ہو گا اور حدیث کا یہ مطلب ہے ہو سکتا ہے کہ اب ایسی بات کرنا اسکو واجب ہو گئی کیونکہ اگر خلاف کرے تو وہ یہودی ٹھیرتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ قسم واجب ہو گئی یعنے اس کلام کا حکم قسم کا سا ہے گو ظاہر میں اس نے قسم نہیں کہائی **عن** بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی بریٔ من الاسلام فان کان کاذبا فھو کما قال وان کان صادقا لم یعد الیہ الاسلام سالما بریدہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے اگر میں ایسا کروں تو اسلام سے بیزار ہوں اگر وہ جہوٹھا کہے یعنے اپنی بات کو جہوٹھا کرے اور وہ کام کر بیٹھے جس پر اسلام سے جدا ہونیکی اس نے شرط لگائی تھی) تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہو گا (یعنے اسلام سے نکل جاویگا) اور اگر اپنی بات کو سچ کرے (یعنے وہ کام نہ کرے) جب بھی اسلام سلامتی کے ساتھ اسکے پاس نہیں لوٹیگا **ف** کیونکہ اسلام کی عظمت اس نے نہ کی اور دین کو ایسا حقیر سمجھا کہ بات بات پر اس سے جدا ہو جانیکی شرط لگاتا ہے مسلمان کو ایسی شرط ہرگز نہ کرنا چاہیے گو وہ کتنا ہی بڑا کام ہو اپنا دین سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے کوئی کام ہو یا نہ ہو دین کی شرط لگانے سے کیا فائدہ اور حدیث سے یہ نکلا کہ جو کوئی ایسی شرط لگاوے پھر اس میں سچا بھی ہو جب بھی گنہگار ہو گا اور اسکے دین میں خلل آوے گا **باب** من حلف لہ باللہ فلیرض جو شخص قسم کہاوے تو اُس سے راضی ہو جانا چاہیے **ف** مطلب یہ ہے کہ جب مسلمان نے اللہ کی قسم کہائی تو اب اسکے بیان کو مان لینا چاہیے اب اس سے یوں نہ کہنا چاہیے کہ تیری قسم جھوٹی ہے یا اللہ کے سوا اور اب کسی شخص کی اسکو قسم نہ دینا چاہیے جیسے جاہلوں کا ہمارے زمانہ میں حال ہے کہ اللہ کی قسم کہانے پر انکو تسلی نہیں ہوتی اور اسکے بعد پیر یا مرشد یا پیغمبر یا کعبہ یا ماں باپ کی قسم دیتے ہیں یہ نری حماقت ہے اللہ سے بڑھکر کسیکا درجہ نہیں بلکہ اللہ کے برابر والا بھی کوئی نہیں سب سے زیادہ مومن کو اللہ کے نام کی حرمت اور عزت اور عظمت کرنا چاہیے اور احتیاط رکھنا چاہیے کہ اول تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم ہی نہ کہاوے اور اگر عادت کے طور پر اور کسی کے نام کی قسم نکل جاوے اور جھوٹ ہو جاوے تو خیر پر اللہ کے نام کی قسم کبھی جھوٹ نہ کہاوے اگر پیر پیغمبر مرشد ولی غوث وقطب وغیرہ کے نام پر لاکھ قسمیں جھوٹ ہو جاویں تو اتنا ڈر نہیں ہے جتنا اللہ کے نام کی ایک قسم جھوٹ ہونے سے ہے یہ حکم مسلمانوں کے لیے ہے کہ جب اللہ کی قسم وہ کہا لیویں تو اب زیادہ تکلیف انکو نہ دیجاوے کہ کسی اور کے نام کی بھی قسم کہاویں لیکن کافروں کو انکے اوتاروں

باٹھا کرون کی سمجھ دیا بعضون نے جائز کہا ہے اس خیال سے کہ شاید ان کے دلمین اپنے ادتار یا ٹھاکر کی عظمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ ہند کے مشرکین کو گنگا جل اٹھوا کر اسکی قسم دیتے ہین یا سری کشن کی یا مہادیو کی یا گائے کی عن ابن عمر قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یحلف بابیہ فقال لا تحلفوا بآبائکم من حلف باللہ فلیصدق ومن حلف لہ باللہ فلیرض ومن لم یرض باللہ فلیس من اللہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ایک شخص کو قسم کھاتے ہوئے اپنے باپ کی تو فرمایا مت قسم کھاؤ اپنے باپ دادون کی جو شخص قسم کھائے اللہ کے نام کی وہ سچی قسم کھاوے اور جس کسی کے لیے اللہ کی قسم کھائی جاوے اسکو راضی ہوجانا چاہیے اور جو شخص اللہ کے نام پر راضی نہ ہو وہ اللہ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا ف یعنے اللہ کے دین سے خارج ہے کیونکہ اسلام کا دین اللہ کا دین ہے اور جب آدمی نے اسلام قبول کیا تو اللہ کی محبت اور عظمت سب سے زیادہ اسکو ہونا چاہیے جب اللہ کے نام پر اسکو تسلی نہ ہوئی تو اس سے زیادہ انکو اورون کی محبت ٹھیری ایسا شخص ہرگز مسلمان نہین ہو سکتا اور اگر ہے تو نام کا مسلمان ہے یہ اسلام آخرت مین کچھ کام آنیوالا نہین ہمارے زمانہ مین بہت مسلمان ایسے ہی ہین کہ اللہ کے نام کی سو قسمین جھوٹی کھالیوین تو انکے دلکو ڈر نہین ہوتا لیکن جب انکے پیر مرشد گرو غوث قطب مدار سالار کا نام لو تو تھرا جاتے ہین اور کانپ کر سچ بولدیتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اگر ان کے نام کی جھوٹی قسم کھاوینگے تو تباہ ہو جاوینگے خاک پڑے انکی مسلمانی پر عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رای عیسی بن مریم رجلا یسرق فقال اسرقت قال لا والذی لا الہ الا ہو فقال عیسی امنت باللہ وکذبت بصری ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو آپنے کہا کیا تونے چوری کی وہ بولا نہین قسم اسکی جسکے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے حضرت عیسی نے کہا مین ایمان لایا اللہ پر اور مینے جھٹلایا اپنی آنکھ کو ف یعنے اللہ کی عظمت کے مقابل میری آنکھ کی کچھ حقیقت نہین ہے ممکن ہے کہ مجھکو دھوکا ہوا ہو آنکھ نے دیکھنے مین غلطی کی ہو لیکن یہ مجھ سے نہین ہوسکتا کہ مسلمان کی قسم کو جھٹلاؤن ہمیشہ صالح اور نیک اور بزرگ لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ جب مسلمان انکے سامنے قسم کھالیتا ہے تو ان کو یقین آجاتا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہین کہ مسلمان کبھی جھوٹی قسم نہین کھاویگا بلکہ بعض صالحین یہ سمجھتے ہین کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہین بولیگا اور یہی وجہ ہے کہ وہ حدیث کی روایت ہر شخص سے کرلیتے ہین اور کھوٹے کھرے کی تمیز انکو حدیثون مین کم ہوتی ہے باب الیمین حنث او ندم قسم کھانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الحلف حنث او ندم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قسم کھانا یا حنث ہو یعنے قسم توڑنا) یا ندامت اور شرمندگی ہو **ف** مطلب یہ ہے کہ قسم اکثر ان دو باتوں سے خالی نہیں ہوتی آدمی اکثر غصہ میں بے سوچ سمجھے قسم کھا بیٹھتا ہے کہ فلانی چیز نہ کھاونگا یا فلانے سے بات نہ کرینگے پھر ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ قسم توڑنا پڑتی ہے اور جب توڑی تو کفارہ دینا پڑا مال بفایدہ صرف ہوا جیسے ڈنڈ تو ندامت اور شرمندگی ہوئی اگر نہ توڑا تو بھی ندامت ہوئی کہ قسم کی وجہ سے ایک لذت سے محروم رہے

باب الاستثناء في اليمين اگر قسم میں کوئی ان شاء اللہ کہہ لیوے یعنے اگر خدا چاہے) **عن** ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حلف فقال انشاء الله فله ثنياه ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اسکے ساتھ انشاء اللہ کہا تو اسکا شرط لگانا اسکو فائدہ دیگا **ف** فائدہ یہ ہوگا کہ اب اگر قسم کے خلاف بھی کرے تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور آدمی جھوٹا نہ ہوگا اسلیے کہ اسکی قسم معلق تھی اللہ تعالی کی مشیت پر معلوم ہوا کہ اللہ نے ایسا نہ چاہا جب تو اس نے قسم کے خلاف عمل کیا یہ عمدہ طریقہ ہے قسم کے کفارے سے بچنے کا اول تو قسم نہ کھاوے اگر ایسا ہی ضرور پڑے تو اسکے ساتھ انشاء اللہ لگا دیوے یہ حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے بھی نکالا انکی روایت میں یوں ہے وہ حانث نہ ہوگا اور نسائی کی روایت میں ہے اس نے استثنا کر لیا اور حاکم نے بھی اسکو نکالا اور صحیح کہا اور ابو داؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم اللہ کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا بعد اسکے خاموش ہو رہے پھر فرمایا ان شاء اللہ اور اسکے بعد قریش پر جہاد نہیں کیا۔ ابو داؤد نے کہا یہ حدیث کو مسند کیا کئی لوگوں نے ابن عباس سے اور بیہقی نے اسکو موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح روایت کیا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں آج کی رات ستر عورتوں کے پاس ہونگا اخیر حدیث تک اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو انکی بات غلط نہوتی اور اسپر اجماع ہے جمہور کا اور ابن عربی نے کہا تمام علماء کا کہ جب قسم میں انشاء اللہ لگا دیوے تو اب وہ منعقد نہ ہوگی یعنے توڑنے میں کفارہ واجب نہ ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ ان شاء اللہ قسم کے ساتھ ہی کہے اور موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جس نے واللہ کہا پھر انشاء اللہ کہا اور وہ کام نہ کیا جسکی کرنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر حنث نہ ہوگا امام مالک نے کہا میں نے جو استثنا کی باب میں سب سے اچھا سنا وہ یہ ہے کہ استثنا کا فائدہ استثنا کرنیوالے کو ہوتا ہے بشرطیکہ اپنا کلام قطع نہ کرے یعنے بیچ میں خاموش نہو رہے اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر انشاء اللہ کہا تو اب کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ واجب ہوگا)

(روضه) اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر اسکے بعد انشاء اللہ کہا جب بھی استثنا درست ہوگا اور وہ حانث نہ ہوگا اور دلیل لی اونہوں نے ابو داود کی حدیث سے جو اوپر گذری **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف فاستثنی ان شاء رجع وان شاء ترک غیر حانث ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور استثنا کرے (یعنے انشاء اللہ کہے) تو اسکو اختیار ہوگا چاہے قسم کے خلاف کرے چاہے قسم کے موافق چلے وہ حانث نہوگا **عن** ابن عمر روایۃ قال من حلف واستثنی فلن یحنث ابن عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے قسم کھائی اور استثنا کیا تو وہ حانث نہ ہوگا **باب** من حلف علی یمین فرای غیرہا خیرا منہا جس شخص نے قسم کھائی پھر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجھا یعنے قسم توڑنا مناسب معلوم ہوا تو وہ کیا کرے) **عن** ابی موسی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رھط من الاشعریین نستحملہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما احملکم وما عندی ما احملکم علیہ قال فلبثنا ما شاء اللہ ثم اتی بابل فامر لنا بثلاثۃ ابل ذود غر الذری فلما انطلقنا قال بعضنا لبعض اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستحملہ فحلف ان لا یحملنا ثم حملنا ارجعوا بنا فاتیناہ فقلنا یا رسول اللہ اتیناک نستحملک فحلفت ان لا تحملنا ثم حملتنا فقال واللہ ما انا حملتکم بل اللہ حملکم انی واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری خیرا منہا الا کفرت عن یمینی واتیت الذی ھو خیر او قال اتیت الذی ھو خیر وکفرت عن یمینی ابو موسی سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوا چند اشعری لوگون کے ساتھ آپ سے سواری مانگنے کو آپنے فرمایا قسم خدا کی مین تم کو سواری نہین دونگا اور میرے پاس سواری نہین ہے پھر ہم ٹہیرے رہے جبتک اللہ تعالی نے چاہا بعد اسکے آپ پاس اونٹ آئے (صدقہ کے) آپنے ہمارے لیے تین اونٹون کا حکم دیا اچھے سفید کوہان والون کا جب ہم چلے تو ہم مین سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے سواری مانگنے کو آپنے قسم کھائی کہ ہم کو سواری ندینگے پھر ہم کو سواری دی (تو شاید آپنے قسم کو بھول کر ایسا کیا ہو پس آپ کو اسکی خبر کر دینا چاہیے ایسا نہ ہو ہم گنہگار ہون) چلو لوٹ چلو آخر ہم پھر آپکے پاس آئے اور ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پاس آئے تھے آپ سے سواری مانگنے کو تو آپنے قسم کھائی تھی کہ ہمکو سواری ندینگے پھر اسکے بعد آپنے ہمکو سواری دی یہ سنکر آپنے فرمایا قسم خدا کی مینے تمکو سواری نہین دی (تو میری قسم جھوٹی نہین ہوئی) بلکہ اللہ جل جلالہ نے تم کو سواری دی مین تو قسم خدا کی انشاء اللہ جب کوئی قسم کھاتا ہون پھر اسکے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہون تو اپنی قسم کا کفارہ دیدیتا ہون اور جو کام بہتر ہوتا ہے اسکو کرتا ہون یا یون فرمایا جو کام بہتر ہوتا ہے

اوسکو کرتاہون اور قسم کا کفارہ دیدیتاہون **عن** عدیّ بن حاتمٍ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من حلف علے یمینٍ فرای غیرھا خیرًا منہا فلیأت الذی ھو خیرٌ ولیکفّر عن یمینہٖ عدی بن حاتم سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے ایک بات پر پہر دوسری بات کو بہتر سمجھے تو جو بات بہتر ہو وہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دیوے **عن** ابی الاحوص عوف بن مالکٍ الجشمی عن ابیہٖ قال قلت یارسول اللّٰہ یاتینی ابن عمّی فاحلف ان لا اعطیہ ولا اصلہ قال کفّر عن یمینک مالک جشمی سے روایت ہی مین نے عرض کیا یارسول اللہ میرا چچازاد بہائی میرے پاس آتا ہے مین قسم کہالیتاہون اسکو کچہ ندون گا اور اسکے ساتہہ سلوک نکرون گا آپ نے فرمایا کفارہ دی اپنی قسم کا **ف** اور شوق سے اسکے ساتہہ سلوک کر صحیحین مین عبدالرحمان بن سمرہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو قسم کہاوے پہر اسکے خلاف بہتر سمجھے تو بہتر کام کر اور کفارہ دی قسم کا اور ایک روایت مین یون ہے کفارہ دی اپنی قسمکا اور بہتر کام کر اور نسائی اور ابوداؤد کی ایک روایت مین یون ہی کہ کفارہ دی اپنی قسم کا پہر اسکے بعد نیک کام کر اب ان حدیثون مین اور اللہ تعالی کے اس قول مین واحفظوا ایمانکم یعنے حفاظت کرو اپنی قسمون کی منافاۃ نہین ہے کیونکہ آیت مین مراد وہ قسم ہے جو نیک بات پر ہو جیسے نماز یا صدقہ یا اقارب سے سلوک کرنے پر ایسی قسمون کا پورا کرنا ضرور ہے لیکن جب بری بات پر قسم کہاوے جیسے ماں باپ سے بات نہ کرنے پر تو اسکا توڑنا ضرور ہے اور شافعی نے کہا جب کوئی قسم کہاوے گناہ پر یا ترک مستحب پر یا فعل مکروہ پر تو اسکو توڑ ڈالے اور کفارہ دیدیوے اس لیے کہ دوسری آیت مین ہی لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم یعنے اللہ کو روک نہ بناؤ نیکی کرنے سے اب احادیث دونون طرح وارد ہین بعضون مین یون ہے کہ پہلے قسم توڑے پہر کفارہ دیوے ابو حنیفہ اسی کے قائل ہین اور بعضون مین یون ہی پہلے کفارہ دیوے پہر قسم توڑے شافعی اور اہلحدیث کہتے ہین کہ دونون طرح درست ہی **باب** من قال کفّارتہا ترکہا جس نے کہا بری قسمکا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من حلف فی قطیعۃ رحمٍ اوفیما لا یصلح فبرّہ ان لا یتمّ علی ذٰلک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی ناتا کاٹنے پر یا اور کسی کام پر جو نیک نہین ہے تو اس قسم کا پورا کرنا یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اور نیک کام کو کرے قسمکا کچہ خیال نہ کرے **عن** عمرو بن شعیبٍ عن ابیہٖ عن جدّہٖ ان النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال من حلف علی یمینٍ فرای غیرھا خیرًا منہا فلیترکہا فانّ ترکہا کفّارتہا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی پہر اسکے خلاف کرنا اس سے بہتر سمجہا تو قسم کو چہوڑ دیوے یہی اسکا کفارہ ہی **باب** کم یطعم فی کفّارۃ الیمین قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے **عن**

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَفَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ ابن عباس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارہ دیا قسم کا ایک صاع کھجور کا دیکر اور لوگون کو بھی ایسا ہی حکم دیا اگر کسیکو ایک صاع کھجور کا نہ ملے تو نصف صاع گیہون کا دیدیوے **ف** یعنی دس مسکینون کو ہر ایک کو ایک ایک صاع کھجور کا یا نصف نصف صاع گیہون کا دیوی ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے حالانکہ اسکا اسناد ضعیف ہے اسکے اسناد مین عمر بن عبداللہ بن یعلے ہے زہری نے اسکو ضعیف کیا اور کہا وہ فاسق تھا اور ابن ماجہ نے اسحدیث کے سوا اور کوئی حدیث اس سے روایت نہین کی اور عطا اور سالم اور قاسم اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد دینا کافی ہے کیونکہ ایک مد ایک آدمی کو کافی ہے دونو وقت کی غذا کے لیے ایک صاع کے چار مد ہوتے ہین اور قرآن شریف مین اطعام عشرۃ مساکین ہے یعنے دس مسکینون کو کھانا کھلانا اور صاع یا نصف صاع کوئی مسکین نہین کھا سکتا **بَابُ** مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ مسکینون کو کس قسم کا کھانا دینا چاہیے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْتُ اَهْلَهٗ قُوْتًا فِيْهِ سَعَةٌ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْتُ اَهْلَهٗ قُوْتًا فِيْهِ شِدَّةٌ فَنَزَلَتْ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ ابن عباس سے روایت ہے بعضا آدمی اپنے گھر والون کو ایسا کھانا دیتا جس مین گنجایش ہوتی اور بعضا آدمی تنگی کے ساتھ دیتا تب یہ آیت اتری من اوسط ما تطعمون اہلیکم یعنے مسکینون کو وہ کھانا دو جو بیچ کا کھانا اپنے گھر والون کو دیتے ہو نہ بہت اعلی نہ بہت ادنی) **بَابُ** النَّهْيِ اَنْ يَّسْتَلِجَّ الرَّجُلُ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَلَا يُكَفِّرَ آدمی اپنی قسم پر اصرار کرے اور کفارہ نہ دیوے (جب قسم کسی برے کام پر ہو مثلاً اپنے گھر والون یا ناتے والون کو ستانے کے لیے قسم کھاوے یا ان سے عمدہ سلوک نہ کرنے کے لیے) تو گناہ ہے **ف** مطلب یہ ہے کہ جب بری بات پر قسم کھاوے تو اس قسم کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا بہتر ہے اور قسم پر اصرار کرنا اور اسپر قائم رہنا اس مین زیادہ گناہ ہے بہ نسبت قسم توڑنے کے جسکے لیے کفارے کا حکم ہوا ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِي الْيَمِيْنِ فَاِنَّهٗ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِيْ اُمِرَ بِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنی قسم پر اصرار کرے (اور اس مین لوگون کا نقصان ہو) تو وہ زیادہ گنہ گار ہوگا اللہ کے پاس اس کفارے سے جسکا حکم دیا گیا ہے **ف** کفارہ ہمیشہ گناہ کا ہوتا ہے تو قسم کا توڑنا بھی ایک گناہ ہے کس لیے کہ اس مین اللہ کے نام کی بیحرمتی ہے اسیکا کفارہ مقرر ہوا ہے لیکن بری قسم کا نہ توڑنا توڑنے سے زیادہ گناہ ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** اِبْرَارِ الْمُقْسِمِ اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے **ف** مثلاً کوئی کہے

میں تم کو قسم دیتا ہوں تم اس کھانے میں سے کچھ کھاؤ تو کھا لینا چاہیے تاکہ مسلمان کو رنج نہ ہو یہ حکم حسن اخلاق کے طور پر ہے
اگرچہ قسم دینے سے شرعی قسم نہیں پڑتی **عن** البراء بن عازب قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بابرار المقسم
براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا قسم دینے والے کو سچا کرنے کا (یعنے اسکی بات
مان لینے کا جسکے لیے وہ قسم دیتا ہے) **عن** عبد الرحمن بن صفوان او عن صفوان ابن عبد الرحمن القرشی
قال لما کان یوم فتح مکۃ جاء بابیہ فقال یا رسول اللہ اجعل لابی نصیبا من الھجرۃ فقال انہ لا
ھجرۃ فانطلق فدخل علی العباس فقال قد عرفتنی فقال اجل فخرج العباس فی قمیص لیس علیہ
رداء فقال یا رسول اللہ قد عرفت فلانا والذی بیننا وبینہ وجاء بابیہ لتبایعہ علی الھجرۃ فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا ھجرۃ فقال العباس اقسمت علیک فمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فمس
یدہ فقال ابررت عمی ولا ھجرۃ عبد الرحمن بن صفوان یا صفوان بن عبد الرحمن قرشی سے روایت ہے جس دن مکہ فتح
ہوا تو وہ اپنے باپ کو لیکر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کو ہجرت کے ثواب میں سے ایک حصہ دلایے آپ نے فرمایا اب
ہجرت نہیں ہے (یعنے وہ ہجرت جو فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں پر واجب تھی مدینہ کی طرف لیکن نفل ہجرت ان مقاموں سے
جہاں دین کی خرابیاں ہوں قیامت تک قائم ہے) آخر وہ چلا گیا اور حضرت عباس (آپکے چچا) پاس گیا اور بولا
تمنے مجھے پہچانا (جو میرے اور تمہارے بیچ میں دوستی اور محبت تھی اب اسکا حق ادا کرو اور ہجرت کا ثواب دلاؤ) انہوں نے
کہا ہاں پھر حضرت عباس ایک کرتہ پہنے نکلے چادر بھی اونپر نہ تھی اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے اور فلاں شخص سے
معرفت (اور ملاقات) ہے آپ جانتے ہیں جو مجھ میں اور اس میں محبت تھی وہ اپنے باپ کو لیکر آیا ہے اسلیے کہ آپ اس
سے بیعت لیویں ہجرت پر آپنے فرمایا ہجرت تو اب نہیں رہی حضرت عباس نے عرض کیا میں آپ کو قسم دیتا ہوں یہ سنکر
آپنے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس شخص کا ہاتھ چھو لیا اور فرمایا میں نے اپنے چچا کی قسم کو سچا کیا لیکن ہجرت تو نہیں رہی **عن**
یزید بن ابی زیاد باسنادہ نحوہ قال یزید بن ابی زیاد یعنی لا ھجرۃ من دار قد اسلم اھلھا ترجمہ وہی جو
اوپر گذرا یزید بن ابی زیاد نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) ہجرت نہیں رہی اسکا مطلب یہ ہے کہ اس شہر سے ہجرت
نہیں رہی جسکے رہنے والے مسلمان ہوگئے لیکن دار الکفر سے ہجرت ہمیشہ قائم ہے قیامت تک **باب** النھی
ان یقال ماشاء اللہ وشئت یوں کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت ابن
عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے قسم کھاوے تو یوں نہ کہے جو اللہ چاہے

اور تم چاہو بلکہ یون کہے جو اللہ چاہے پھر تم چاہو **ف** اسلیے کہ اول کلام مین مخاطب کو اللہ کے ساتھ کر دیا ہے جس مین سے شرک کی بو آتی ہے اگرچہ مومن کی نیت شرک کی نہین ہوتی تو بھی ایسے بات کہنا جس مین شرک کا وہم ہو منع ہوا

عن حذیفۃ بن الیمان ان رجلا من المسلمین رای فی النوم انہ لقی رجلا من اھل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ و شاء محمد و ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لاعرفھا لکم قولوا ماشاء اللہ ثم شاء محمد حذیفہ بن یمان سے روایت ہے ایک مسلمان نے خواب دیکھا کہ وہ خواب مین ایک اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) سے ملا ہے اس نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو اللہ اور محمد چاہین اس مسلمان نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا قسم خدا کی مین اس بات کو جانتا تھا (کہ ایسا کہنے مین شرک کی بو ہے) یون کہا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہین **ف** یعنے اللہ کے بعد محمد کو رکھو تو قباحت نہین اسلیے کہ اللہ کا ہمسر کوئی نہین سب اس کے بندے اور غلام ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت ایسا کہنے سے منع فرمایا تو اب اور کسی ولی یا پیر یا مرشد یا درویش کی کیا بساط ہے کہ وہ اللہ کے نام کے ساتھ شریک کیا جاوے کسی کام کے کرنے یا ہونے یا نہ ہونے مین **عن** الطفیل بن سخبرۃ اخی عائشۃ لامھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ طفیل بن سخبرہ سے بھی ایسا ہی روایت ہے

باب من ورّی فی یمینہ جو کوئی قسم مین توریہ کرے **ف** توریہ کے معنے چھپانا اور اصطلاح مین توریہ وہ کلام ہے جو دو معنے رکھتا ہو معنے ظاہر تو مخاطب کے سمجھنے کے لیے رکھا جاوے اور متکلم دوسرے معنے کا قصد کرے تاکہ اصلی بات جو ٹھیک ہو اور آفت سے رہائی ہو جاوے ضرورت کیوقت توریہ صحابہ کرام اور سلف سے بھی منقول ہے **عن** سوید بن حنظلۃ قال خرجنا نرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعنا وائل بن حجر فاخذہ عدو لہ فتحرج الناس ان یحلفوا فحلفت انا انہ اخی فخلی سبیلہ فاتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ ان القوم تحرجوا ان یحلفوا وحلفت انا انہ اخی فقال صدقت المسلم اخو المسلم سوید بن حنظلہ سے روایت ہے ہم نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہونے کے لیے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر بھی تھے انکو ایک دشمن نے انکے پکڑا اور لوگون نے برا جانا جھوٹی قسم کھانا (کہ یہ وائل نہین ہین) آخر مینے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے اور یہ قسم صحیح تھی اس مین توریہ تھا کیونکہ دشمن تو بھائی سے سگا بھائی سمجھا اور مینے دینی بھائی مراد لیا جیسے حضرت صدیق اکبر نے مدینہ کو جاتے وقت ایک دشمن سے کہا جب اسنے پوچھا تمہارے پیچھے کون شخص ہے اور پیچھے ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے ابوبکر نے کہا ایک شخص ہے جو مجھکو راہ بتاتا ہے یہ بھی توریہ تھا دشمن یہہ

سمجھا کہ رستہ بتلانیوالا شخص ہے اور ابو بکر نے یہ مراد لیا کہ آپ خدا کی راہ انکو بتاتے ہین ا ہپر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوئے اور مینے آپسے یہ حال بیان کیا کہ لوگون نے تامل کیا قسم کہانے مین اور مین نے قسم کہالی کہ وائل میرا بہائی ہے آپنے فرمایا تونے سچی قسم کہائی مسلمان دوسرے مسلمان کا بہائی ہے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما الیمین علے یمین المستحلف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہمیشہ قسم دلانیوالے کے مطلب پر ہوتی ہے **ف** گو قسم کہانیوالا دوسرا کچھ مطلب رکہکر قسم کہاوے یعنے توریہ کرے تو اسکا توریہ اسکو مفید نہ ہوگا بلکہ جہوٹی قسم کا وبال اسپر ہوگا۔ یہ حدیث اس مقام مین ہے جب کوئی شخص دوسرے کا حق دبانا چاہے قسم کہاکر اور اگلی حدیث اس مقام مین ہے جب کسی مسلمان کی جان یا عزت بچانا منظور ہو ظالم کے ظلم سے تو دونون مین منافات نہوگی۔ امام احمد کا قول اسی حدیث کے موافق ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمینک علی ما یصدقک بھا صاحبک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم تیری اسی مطلب پر واقع ہوگی جسپر تیرا صاحب تجہکو سچا جانے **ف** یعنے تیرا توریہ تجہکو مفید نہوگا یہ حدیث بہی اسی مقام پر محمول ہے کہ معاملات مین آدمی قسم کہاوے تو قسم دینے والے کے مطلب پر ہوگی جیسے اگلی حدیث ہے **باب** النھی عن النذر نذر سے ممانعت **ف** نذر سو وقت صحیح ہوتی ہے جب اللہ کے واسطے کیجاوے تو ضرور ہے کہ نذر عبادت اور ثواب کا کام ہو اور معصیت اور گناہ مین نذر صحیح نہین ہے جیسے کوئی نذر کرے اسلیے کہ اولاد مین برابری نکرے یا ورثہ کو انکے واجبی حصہ سے کم و بیش دلادے یا قبرون پر نذر کرے یا اور کسی کام کی جسکی شریعت مین اصل نہین ہے جیسے دہوپ مین کہڑے رہنے کی کسی سے بات نہ کرنیکی یا ایسی نذر کرے جو طاقت انسانی سے باہر ہے تو ان سب صورتون مین نذر لغو ہوگی (دربہیہ) **عن** عبد اللہ بن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النذر وقال انما یستخرج بہ من اللئیم عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا نذر سے اور فرمایا نذر بخیل کے دل سے مال نکالتی ہے **ف** بخیل بغیر مصیبت پڑے خرچ نہین کرتا جب اسپر آفت آتی ہے تو نذر نکالتا ہے اسوجہ سے نذر کو آپنے مکروہ جانا کیونکہ وہ شعار ہے بخلا کا اور سخی تو بغیر نذر کے اللہ کی راہ مین ہمیشہ صرف کرتے ہین اور بعضون نے کہا نذر سے ممانعت اس حال مین ہے جب یہ سمجھکر نذر کرے کہ اسکی وجہ سے تقدیر بدلجاوے گی یا جو آفت تقدیر مین ہے وہ ٹل جاویگی **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان النذر لا یاتی ابن آدم بشیء الا ما قدر لہ ولکن یغلبہ القدر ما قدر لہ فیستخرج بہ من البخیل فییسر علیہ ما لم یکن ییسر علیہ من قبل ذلک وقد قال اللہ انفق انفق علیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر سے آدمی کو کچھ نہیں ملتا مگر جو اسکی تقدیر میں ہے اور تقدیر نذر پر غالب آتی ہے جو آدمی کی تقدیر میں ہے وہ ضرور ہوگا لیکن بخیل کے دل سے نذر مال نکالتی ہے اور اسپر ایک بات آسان ہوجاتی ہے جو پہلے اسپر آسان نہتی (یعنے مال کا خرچ کرنا) اللہ تعالے نے فرمایا تو مال خرچ کر میں تجھپر خرچ کروں گا **باب** النذر فی المعصیۃ گناہ کی بات کی نذر کرنا **عن** عمران بن الحصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نذر فی معصیۃ ولا نذر فیما لا یملک ابن ادم عمران بن حصین سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ کی بات میں نذر نہیں ہے (جیسے اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر یا عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر) اور نہ اس بات میں جو آدمی کے اختیار میں نہیں ہے **ف** یعنے اسکے ملک میں مثلاً نذر کرے دوسرے کا بردہ آزاد کرنیکی **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نذر فی معصیۃ وکفارتہ کفارۃ یمین ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ میں نذر نہیں ہے اور ایسی نذر میں کفارہ ہے قسم کا۔

ف اہلحدیث اور حنفیہ کا یہی قول ہے کہ کوئی گناہ کے کام کی نذر کرے تو اس نذر کو پورا نکرے اور قسم کا سا کفارہ دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ جو کوئی نذر کرے گناہ کی اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور شافعیہ کے نزدیک نذر میں کفارہ نہیں ہے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصی اللہ فلا یعصہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نذر کرے اللہ کی اطاعت کرنیکی (جیسے روزہ نماز حج جہاد وغیرہ کی) وہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے اللہ کی نافرمانی کرنے کی وہ نافرمانی نکرے **ف** اور قرآن میں جو آیا ہے یوفون بالنذر مراد اس سے یہی نذر طاعت ہے طبری نے باسناد صحیح قتادہ سے نکالا یوفون بالنذر کی تفسیر میں کہ اگلے لوگ نذر کرتے تھے روزہ نماز زکوۃ حج یا عمرے کی اور اور فرائض کی تو اللہ نے انکو ابرار فرمایا اور احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نذر نہیں ہے مگر وہی جس سے اللہ تعالی کی رضامندی مطلوب ہو **باب** من نذر نذرا ولم یسمہ جس نے نذر کی لیکن بیان نہیں کیا کہ کون سی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے **عن** عقبۃ بن عامر الجہنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نذر نذرا ولم یسمہ فکفارتہ کفارۃ یمین عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکو معین نہیں کیا (یعنے نذر کے کام کی تصریح نہیں کی صرف اتنا کہا کہ میرے اوپر نذر ہے) تو وہ قسم کا سا کفارہ دیوے **ف** ترمذی نے بھی اسحدیث کو نکالا اور کہا صحیح ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نذر نذرا

ولم یسمه فکفارته کفارة یمین ومن نذر نذرا اطاقه فلیف به ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکا نام نہین لیا (کہ فلان چیز کی نذر کرتا ہون) تو اسکا کفارہ قسم
کا کفارہ ہے اور جس نے ایک نذر کی جسکے پورا کرنیکی طاقت نہین رکھتا تو اسکا کفارہ قسم کا سا کفارہ ہے اور جس نے نذر کی
ایسی جسکے پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اسکو پورا کرے **ف** اسلیے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے فرمایا اللہ سبحانہ
وتعالی نے ولیوفوا نذورہم احمد اور ابوداؤد نے اس حدیث کو بھی نکالا اس مین اتنا زیادہ ہے کہ آپنے ایک عورت کو جسنے
پاؤن سے چلکر حج کرنے کی نذر کی تھی اور وہ اسکی طاقت نہین رکھتی تھی یہی حکم دیا تھا کہ کفارہ دیوے (قسم کا سا)

باب الوفاء بالنذر نذر کا پورا کرنا **عن** عمر بن الخطاب رض قال نذرت نذرا فی الجاهلیة فسألت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما اسلمت فامرنی ان اوفی بنذری حضرت عمر سے روایت ہے انہون نے کہا مینے
جاہلیت کے زمانہ مین نذر کی تھی (مسجد حرام مین اعتکاف کرنیکی) پھر مینے اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اسکو پوچھا آپنے فرمایا پورا کر اپنی نذر کو **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشرک حالت شرک مین یا کافر حالت کفر مین کسی
نیک کام کی نذر کرے جیسے اعتکاف یا روزہ یا صدقہ وغیرہ بعد اسکے اسلام لاوے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے
اہلحدیث اور حسن اور طاؤس اور قتادہ اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اسکا پورا
کرنا ضرور نہین اور احادیث صحیحہ انکے قول کو رد کرتی ہین **عن** ابن عباس ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا رسول الله انی نذرت ان انحر ببوانة فقال فی نفسك شیء من امر الجاهلیة قال لا قال اوف
بنذرك ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ
مینے نذر کی تھی کہ نحر کرون گا بوانہ مین (جو ایک مقام ہے مکہ کے پاس) آپنے فرمایا تیرے دل مین جاہلیت کا کوئی
اعتقاد باقی ہے (دوسری روایت مین ہے کہ وہان کوئی وثن ہے (بت یا قبر جو پوجی جاوے) وہ بولا نہین آپنے فرمایا
اپنی نذر پوری کر **ف** اس حدیث کو امام احمد نے بھی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین یہ بھی اہلحدیث کی
دلیل ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بت یا قبر کے پاس جسکی لوگ پرستش کرین ذبح کرنا جائز نہین اور ایک جماعت
علما کا یہ قول ہے کہ جو جانور اولیاء اللہ کی قبرون پر کاٹے جاتے ہین اور انہی کے نام پر پالے جاتے ہین ان کا کھانا
حرام ہے اگرچہ ذبح کی وقت اللہ تعالی کا نام لیا جاوے کیونکہ مقصود انکے کاٹنے سے تعظیم غیر اللہ ہے تو وہ ما اہل بہ لغیر
اللہ ہوا اور مختار مین ہے کہ کسینے کوئی جانور ذبح کیا بادشاہ یا امیر کے آنیکے وقت (جیسے اس زمانہ مین رسم ہے کہ بادشاہ
کے آنیوقت کھلکی کاٹتے ہین) تو وہ حرام ہے اگرچہ اسپر اللہ کا نام لیا جاوے اور مقابل انکے ایک جماعت ہے علما کی جو

ما اہل بہ لغیر اللہ کو خاص کرتی ہے اس جانور سے جسپر ذبح کیوقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام لیا جاوے اور ہر ایک فریق نے اس باب میں جدا جدا کتابیں لکھی ہیں **عن** میمونۃ بنت کردم الیساریۃ ان اباھا لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھی ردیفۃ لہ فقال انی نذرت ان انحر ببوانۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل بھا وثن قال لا قال اوف بنذرک میمونہ بنت کردم سے روایت ہے انکے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور وہ سوقت اپنے باپ کے ساتھ ایک اونٹ پہ بیٹھی تھیں تو انھوں نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ نحر کروں بوانہ میں آپنے فرمایا کہ وہاں کوئی بت ہے انہوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو **عن** میمونۃ بنت کردم عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم بنحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب من مات وعلیہ نذر جو شخص مرجاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو

عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی امہ توفیت ولم تقضہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضہ عنھا ابن عباس سے روایت ہے سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں پر ایک نذر تھی وہ مرگئی اور اس نے نذر ادا نہیں کی آپنے فرمایا تو ادا کر دے اسکی طرف سے **عن** جابر بن عبد اللہ ان امراۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی توفیت وعلیھا نذر صیام فتوفیت قبل ان تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصم عنھا الولی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ایک عورت آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہنے لگی میری ماں مرگئی اور اسکے اوپر نذر کے روزے تھے وہ ادا کرنے سے پہلے گزر گئی آپنے فرمایا اسکا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھ لیوے **ف** ظاہریہ اور اہلحدیث کا عمل اسی پر ہے کہ میت کی طرف سے نذر کا روزہ ہو یا نماز ادا اسکا ولی رکھ لیوے اور حنفیہ اسکو درست نہیں جانتے کہ کوئی دوسرے کیطرف نماز یا روزہ ادا کرے حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمر نے ایک عورت کو حکم دیا جسکی ماں نے قبا میں نماز پڑھنے کی نذر کی تھی پھر مرگئی کہ تو اسکی طرف سے پڑھ لے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا صحیح اسناد سے

باب من نذر ان یحج ماشیا جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی

عن عقبۃ بن عامر اخبرہ ان اختہ نذرت ان تمشی حافیۃ غیر مختمرۃ وانہ ذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مروھا فلترکب ولتختمر ولتصم ثلاثۃ ایام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکی بہن نے نذر کی کہ ننگے پاؤں ننگے سر ہو کر پاؤں سے جاوے گی (حج کو) اسکا ذکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا اسکو حکم کرو وہ سوار ہو جاوے اور سر ڈھانپے اور تین روزے رکھے رکفارے کی **عن** ابی ھریرۃ قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخا یمشی

بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا شَانُ هٰذَا قَالَ ابْنَاهُ نَذَرَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ ارْكَبْ اَيُّهَا الشَّيْخُ فَاِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے بیچ میں چل رہا تھا (انپر ٹیکا دیکر) آپ نے فرمایا اسکو کیا ہوا ہے اسکے بیٹوں نے کہا اس نے نذر کی ہے یا رسول اللہ (کہ پیدل حج کرے) آپ نے فرمایا اے بوڈھے سوار ہو جا کیونکہ اللہ کو نہ تیری پرواہ ہے نہ تیری نذر کی پرواہ ہے **ف** صحیحین میں یہ حدیث انس سے مروی ہے اس میں یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غنی ہے اسکے تکلیف اٹھانے سے اور امام محمد نے موطا میں جناب علی مرتضے سے نکالا کہ جو کوئی پاؤں سے چلکر حج کرنے کی نذر کرے پھر عاجز ہو جاوے تو وہ سوار ہو جاوے اور حج کرے اور ایک بدنہ نحر کرے کفارہ میں یہ افضل ہے لیکن ایک بکری بھی کافی ہے امام محمد نے کہا ہم اسکو لیتے ہیں اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس باب میں ابوداؤد اور ابن ماجہ نے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالی وہ مرفوع ہے اور صحیح ہے تو اسکو لینا اولیٰ ہے کہ جس نذر کے پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو قسم کا کفارہ دیوے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے **بَابُ** مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةً بِمَعْصِيَةٍ جو کوئی نذر میں عبادت اور گناہ دونوں کو شریک کرے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا نَذَرَ اَنْ يَصُومَ وَلَا يَسْتَظِلَّ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَزَالَ قَائِمًا قَالَ لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ۔ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے مکہ میں وہ دھوپ میں کھڑا تھا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا اس نے نذر کی ہے کہ روزہ رکھے اور شام تک سایہ میں نہ جاوے اور بات نہ کرے اور برابر کھڑا رہے آپ نے فرمایا اُسکو چاہیئے کہ بات کرے اور سایہ میں بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے **ف** تو اس شخص نے بری اور اچھی دونوں باتوں کو ملا کر نذر کی تھی جیسے روزہ وہ اچھا ہے اور ثواب ہے لیکن کسی سے بات نہ کرنا یہ لغو امر ہے بلکہ گناہ ہے تو آپ نے بری باتوں کو اوڑا دیا اور اچھی بات کے پورا کرنے کا حکم دیا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **اَبْوَابُ** التِّجَارَاتِ تجارت اور معاملات کے باب **بَابُ** الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ کمائی کرنے کی ترغیب **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَاِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا سب سے عمدہ جو کھانا آدمی کھاوے وہ یہ ہے کہ اپنی محنت سے کھاوے اور اسکی اولاد بھی اسی کی محنت ہے **ف** اگر والدین محتاج ہوں تو اونکا نفقہ اولاد پر واجب ہے جب وہ خود کمانے کے قابل نہوں اور جب محتاج نہوں یا عاجز نہوں تب بھی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہیں مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اولاد کا مال کھانا بھی حلال طیب ہے اور اپنی کمائی ہوئی

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يكَرِبَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَسَبَ الرَّجُلُ كَسْبًا اَطْيَبَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَ مَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ وَخَادِمِهٖ فَهُوَ صَدَقَةٌ ۔ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی کمائی آدمی کی اُس کمائی سے بہتر نہیں ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کماوے اور جو کچھ آدمی اپنی ذات یا اپنی اولاد یا اپنے گھر والوں یا اپنے خادموں پر صرف کرے اسکا ثواب صدقہ کے طور پر ہوگا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الْاَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار سوداگر مسلمان شہیدوں کے ساتھ ہوگا قیامت کے دن **ف** تجارت کے ساتھ سچائی اور امانت داری بہت مشکل ہے اکثر تاجر جھوٹ بولتے ہیں اور اکثر سود لیتے ہیں تو جو کوئی تاجر سچا امانت دار متقی اور پرہیزگار رہوگا اسکو شہیدوں کا درجہ ملیگا اس لیے کہ جان کے بعد آدمی کو مال عزیز ہے بلکہ بعض لوگ مال کے لیے جان گنواتے ہیں جیسے شہید نے اپنی جان اللہ کے راہ میں صرف کی ایسے ہی متقی تاجر نے مال اسکی راہ میں صرف کیا اور حرام کی طمع نہ کی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَالَّذِيْ يَقُوْمُ اللَّيْلَ وَيَصُوْمُ النَّهَارَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیواؤں اور مسکینوں کے لیے محنت کرے اسکا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالیکا یا اسکا جو رات بھر نماز میں کھڑا رہے اور دن کو روزہ رکھے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَاْسِهٖ اَثَرُ مَاءٍ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُنَا نَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ فَقَالَ اَجَلْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ اَفَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنٰى فَقَالَ لَا بَاْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقٰى وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقٰى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنٰى وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ عبداللہ بن خبیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کی کہ ہم ایک مجلس میں تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپکے سر پر پانی کا نشان تھا ہم میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم آپکو آجکے دن خوش پاتے ہیں آپنے فرمایا ہاں الحمدللہ پھر لوگوں نے مالداری کا ذکر کیا آپنے فرمایا مالداری اگر تقوے کے ساتھ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے اور صحت بہتر ہے متقی کے لیے مالداری سے اور دل کا خوش رہنا بھی ایک نعمت ہے **ف** بلکہ صحت اور خوشی تمام نعمتوں سے بڑھکر ہے اگر مال لاکھوں کروڑوں ہو لیکن صحت اور خوشی نہ ہو تو سب بیکار ہے یہ صحت اور خوشی اللہ کیطرف سے ہے جس بندہ کو اللہ چاہتا ہے اسکو اس نعمت عظیم سے سرفراز فرماتا ہے یا اللہ ہمکو ہمیشہ صحت اور خوشی سے رکھہ اور ہماری تمام اولاد اور احباب اور اقارب اور ہماری تمام برادران اہلحدیث کو آمین یا رب العالمین **باب** الْاِقْتِصَادِ فِيْ طَلَبِ الْمَعِيْشَةِ روزی کمانے میں میانہ روی کرنا یعنے بہت مصروف

ہوتا کہ عبادات فوت ہوجاویں عیش میں خلل آوے نہ بالکل بے توجہی کرنا تھوڑی محنت کر کے ہمیشہ بھروسا اللہ پر رکھنا)
عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْمِلُوْا فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا فَاِنَّ کُلًّا مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ ابی حمید ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کی طلب میں اختصار کرو اسلیے کہ جس لیے آدمی پیدا کیا گیا ہے وہ ضرور اسکو ملیگا (یعنے جو مال اور دولت اور عہدہ اللہ نے اسکی قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور رہتا ہے آویگا زیادہ محنت کرنے سے اور ہمہ تن دنیا میں مصروف رہنے سے کوئی نفع نہیں تھوڑی توجہ کافی ہے اور باقی آخرت کے کاموں کیطرف کرنا چاہیے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ ھَمًّا الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَھْتَمُّ بِاَمْرِ دُنْیَاہُ وَاَمْرِ اٰخِرَتِہٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ تَفَرَّدَ بِہٖ اِسْمٰعِیْلُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا رنج اس مسلمان کو ہے جسکو دنیا کی بھی فکر ہو اور آخرت کی بھی فکر ہو ف جو شخص ملحد بیدین ہے اسکو آخرت سے غرض نہیں صرف دنیا کی فکر ہے اور جو کچا مسلمان ہے اسکو دونو فکریں لگی ہوئی ہیں کیونکہ خدا پر اسکو پورا بھروسا اور اعتماد نہیں ہے اور جو پکا مسلمان ہے اسکو فقط آخرت کی ہی فکر ہے اور دنیا کی زیادہ فکر نہیں حقتعالی رازق اور مسبب الاسباب ہے جب تک زندگی ہے وہ کہیں سے ضرور کھلا دیگا اور پلا دیگا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَوْفِیَ رِزْقَھَا وَاِنْ اَبْطَاَ عَنْھَا فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ خُذُوْا مَا حَلَّ وَدَعُوْا مَا حَرُمَ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ سے ڈرو اور روزی کی فکر میں اختصار کرو (یعنے زیادہ تردد نہ کرو) اسلیے کہ کوئی شخص نہیں مریگا جب تک اپنی روزی پوری نہ لیگا اگرچہ اسکی فکر نہ کرے تو اللہ سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو (محنت مزدوری سے نہ بیحیائی اور بے شرمی کے ذریعہ سے) اور جو حلال ہے اسکو لو اور حرام کو چھوڑ دو

بَاب التَّوَقِّیْ فِی التِّجَارَۃِ

تجارت میں تقوی کرنا (یعنے حرام کاموں سے اور گناہ کی باتوں سے بچنا جیسے جھوٹ قسم کھانے سے یا جھوٹ بولنے سے) عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ غَرْزَۃَ قَالَ کُنَّا نُسَمّٰی فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَۃَ فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ ھُوَ اَحْسَنُ مِنْہُ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَیْعَ یَحْضُرُہُ الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ فَشُوْبُوْہُ بِالصَّدَقَۃِ قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں سماسرہ کہا کرتے تھے (سماسرہ جمع ہے سمسار کی یعنے دلال سوداگروں کو اور بازاروالوں کو عرب لوگ یہی کہتے) پھر آپ ہماری سامنے سے گذرے تو ہمارا نام رکھا اس سے اچھا اور فرمایا اے گروہ تاجروں کے بیوپار میں قسم کھانا ہوتی ہے اور بیکار باتیں کہنا پڑتی ہیں (اور کبھی زبان سے جھوٹ

بات بھی نکل جاتی ہے) تو اس میں صدقہ ملا دو (یعنے کچھ خیرات بھی کیا کرو اپنے بیوپار میں سے تاکہ وہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جاوے) **عن** رِفَاعَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ بُکْرَۃً فَنَادَاھُمْ یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ فَلَمَّا رَفَعُوْا اَبْصَارَھُمْ وَمَدُّوْا اَعْنَاقَھُمْ قَالَ اِنَّ التُّجَّارَ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ وَبَرَّ وَصَدَقَ رفاعہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے دیکھا تو لوگ بیچ کر رہے تھے ایک جوان اونٹ کی قیمت آپ نے ان کو پکارا اے تاجروں کے گروہ جب انہوں نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں تو آپ نے فرمایا سوداگر قیامت کے دن فاسق ہو کر حشر کیے جاویں گے مگر جو کوئی ان میں سے تقوی کرے اور نیک ہو اور سچ بولے **ف** نیک ہو یعنے لوگوں سے سلوک کرے مفلس کو مہلت دیوے بلکہ اگر ہو سکے تو معاف کر دیوے اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے بھی نکالا ترمذی نے کہا یہ حسن صحیح ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں براء سے بھی ایسا ہی نکالا (مشکوۃ) **باب** اِذَا قُسِمَ لِلرَّجُلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْہٍ فَلْیَلْزَمْہُ جب آدمی کو اللہ سبحانہ وتعالی روزی کا کوئی ذریعہ تجارت یا زراعت یا نوکری یا مزدوری) دیوے تو اسکو پکڑے رہے **ف** یعنے بیضرورت نہ چھوڑے اور دوسرے ذریعہ کی طرف طمع کرکے نہ دوڑے ایسا نہ ہو کہ دونوں جاتی رہیں اور مصیبت میں پڑے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ساری کے طمع میں آدہی بھی گئی **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَ مِنْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْہُ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی ذریعہ رزق کا پا جاوے تو اسکو تھامے رہے (ناشکری کرکے اسکو چھوڑے نہیں) **عن** نَافِعٍ قَالَ کُنْتُ اُجَھِّزُ اِلَی الشَّامِ وَاِلَی مِصْرَ فَجَھَّزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَاَتَیْتُ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُلْتُ لَھَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنْتُ اُجَھِّزُ اِلَی الشَّامِ فَجَھَّزْتُ اِلَی الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَالَکَ وَلِمَتْجَرِکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَبَّبَ اللّٰہُ لِاَحَدِکُمْ رِزْقًا مِنْ وَجْہٍ فَلَا یَدَعْہُ حَتّٰی یَتَغَیَّرَ لَہٗ اَوْ یَتَنَکَّرَ لَہٗ نافع سے روایت ہے میں اپنے گماشتوں کو شام اور مصر کیطرف (تجارت کے لیے) روانہ کیا کرتا تھا پھر میں نے عراق کیطرف روانہ کیا بعد اسکے میں ام المومنین عائشہ صدیقہ پاس آیا اور میں نے ان سے کہا ہمیشہ میں شام کیطرف روانہ کرتا تھا اب کے عراق کیطرف بھیجتا ہوں انہوں نے کہا ایسا مت کر تو معمولی تجارت کیوں نہیں کرتا اور اسکو چھوڑ کر دوسری تجارت کیوں اختیار کرتا ہے) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب اللہ جل جلالہ تم میں سے کسی کے لیے رزق کا ایک سبب کر دیوے ایک شکل سے تو اسکو چھوڑے نہیں یہاں تک کہ وہ شکل بدلجاوے یا بگڑ جاوے **ف** بدلجانا یہ ہے کہ مثلاً کسی کے نوکر تھے اس نے چھڑا دیا بگڑ جانا یہ ہے کہ اس میں نقصان ہو کوئی آفت پڑے اسوقت دوسری شکل کے اختیار کرنے میں قباحت نہیں۔ اس حدیث کو امام

احمد نے بھی نکالا اور اسکا اسناد حسن ہے اور یہ مضمون سب حدیث میں ہو ایک نہایت عمدہ قاعدہ ہے جسپر چلنے سے ہمیشہ خوشی
اور بیفکری رہتی ہے جو لوگ اپنی رزق کے لیے ایک شکل پر قناعت نہیں کرتے اور صدہا ہزارہا شکلیں بے ضرورت نکالتے
ہیں انکو بجائے امن اور عیش کے ایک ضیق ہو جاتی ہے کہ پناہ بخدا ایسی دولت سے کیا فائدہ جس میں راحت نہو یہہ
ساری محنت اور مشقت اپنے آرام کے لیے ہے جب آرام ہی نہو تو دولت سے مفلسی بہتر ہے **باب** الصناعات پیشوں
کا بیان اور حرفوں کا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا
رَاعِيَ غَنَمٍ قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَنَا كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ قَالَ
سُوَيْدٌ يَعْنِي كُلَّ شَاةٍ بِقِيرَاطٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی
نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اُس نے بکریاں چرائیں آپکے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائیں آپ نے
فرمایا ہاں میں مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا چند قیراطوں کے بدل۔ سوید نے کہا ہر بکری پیچھے ایک قیراط ملتا۔
ف اجرت کا حدیث سے یہ نکلا کہ مزدوری اور محنت کرنے میں کوئی ذلت نہیں بلکہ حرام کا مال بیٹھ کر کھانا اور اڑانا
انتہا کی بے شرمی اور بیحیائی اور ذلت وخواری ہے جب سرتاج انبیا اشرف مخلوقات سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مزدوری کی تو اور کسیکی کیا حقیقت ہے جو مزدوری کرنے کو ننگ وعار سمجھتا ہے ہند کے مسلمان جیسا مزدوری محنت سے
اٹھتے ہیں اور کنیاتے ہیں ایسی دنیا میں کوئی قوم نہیں جب ہی تو ہند کے مسلمان فاقوں مرتے ہیں یا دو چار روپیہ کے
لیے ایک مشرک یا کافر کی خدمتگاری کرتے ہیں مگر اپنی محنت اور تجارت سے روٹی پیدا کرنا عار جانتے ہیں اور بعض تو
ایسے بیحیا ہیں کہ بھیک مانگتے پھرتے ہیں لوگوں سے اپنے لیے چندے کراتے ہیں مگر محنت اور تجارت کو عار جانتے ہیں۔
خاک پڑے انکی عقل پر حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جانور چرانا ایک حلال پیشہ ہے اور کافروں کی مزدوری بھی کرنا درست ہے
کیونکہ مکہ والے اسوقت کافر ہی تھے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحیے کے باپ بڑھئی
تھے **ف** معلوم ہوا کہ نجاری یعنے بڑھی کا پیشہ حلال ہے اور پیغمبروں نے کیا ہے اور بڑھی کی مثل ہے موچی اور لوہار
اور سنار اور درزی اور دھوبی اور رنگریز اور حجام اور جولاہا اور دھنیا اور قصائی اور خاکروب اور صحاف (جلد بند)
اور چھاپنے والا اور کاتب اور بید بننے والا وغیرہ یہ سب حلال پیشے ہیں **عن** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تصویر بنانیوالے عذاب دیے جاوینگے قیامت کے دن انسے کہا جاویگا جو تم نے

بنایا اس مین جان ڈالو **ف** زندہ کرو اور یہان سے ہو نہ سکیگا بس اسی بات پر اون کو عذاب ہوتا رہیگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مصوری کا پیشہ حلال نہین ہے البتہ اگر بے جان چیزون کی تصویر بناتا ہو جیسے مکانون کی درختون کے شہرون کی تو قباحت نہین ہے اب اختلاف ہے علما کا کہ کونسی تصویر مراد ہے مجسم یعنے بت جو پتھر یا لکڑی یا لوہے وغیرہ سے بناتے ہین یا ہر طرح کی تصویر اگرچہ نقشی یا عکسی ہو جسکو ہماری زمانہ مین فوٹو کہتے ہین ظاہر حدیث عام ہے اور ہر ایک تصویر کو شامل ہے لیکن بعضون نے صرف مجسم تصویر کو حرام کہا ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَ الصَّوَّاغُوْنَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب لوگون مین رنگریز اور سنار بڑے جھوٹے ہین **ف** کبھی وعدے پر چیز نہین دیتے اور سنار تو اکثر دغا باز بھی ہوتے ہین کھوٹا کھرے مین ملا دیتے ہین اور لوگون کا زیور خراب کر دیتے ہین۔ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ رنگریز یا سنار کا پیشہ برا ہے اگر سچائی کے ساتھ کوئی یہ پیشہ کرے تو اس مین قباحت نہین ہے **بَابُ** الْحُکْرَۃِ وَ الْجَلَبِ حکرہ اور جلب کے بیان مین **ف** حکرہ اور احتکار یہ ہے کہ مال کو خرید کر کے رکھ چھوڑے اس انتظار سے کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچین گے اور جلب یہ ہے کہ دوسرے ملکون سے مال لیکر آوے شہر مین بیچنے کے لیے **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَ الْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جالب (جلب کرنیوالا یعنے باہر سے مال لانیوالا) روزی دیا جاویگا اسکو نفع ہوگا برکت ہوگی اور احتکار کرنے والا ملعون ہے **ف** امام احمد اور حاکم اور ابن ابی شیبہ اور بزار اور ابو یعلی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ کا احتکار کریگا (یعنے اسکو بند کر رکھے گا) چالیس راتون تک وہ اللہ سے بری ہوا اور اللہ اس سے بری ہوا اسکی اسناد مین اصبغ بن زید ہے اس مین کلام ہے نووی نے کہا جو احتکار حرام ہے وہ اناج کا احتکار ہے یعنے اناج گرانی کی حالت مین خرید کرے اور اسکو بند کر کے رکھ چھوڑے اس خیال سے کہ جب گران ہوگا تو بیچین گے لیکن اگر ارزانی کی حالت مین خریدے یا دوسرے ملک سے لاوے پھر اسکو رکھ چھوڑے گرانی کے وقت مین بیچنے کے لیے تو یہ حرام نہین ہے اسیطرح جو کوئی گرانی کی حالت مین اپنے کھانے کے لیے غلہ خرید کر کے رکھے یا گرانی کی حالت مین خریدے اسیوقت بیچنے کے لیے تو اسپر کوئی گناہ نہین ہے اسیطرح اناج کے سوا اور چیزون کا احتکار منع نہین ہے جیسے کپڑے یا اینٹ چونے کو بلکہ وغیرہ کا ہدایہ مین ہے کہ احتکار مکروہ ہے انسان اور جانورون کی غذا مین اس حالت مین جب شہر والون کو اس احتکار سے نقصان پہونچتا ہو اور جو کوئی اپنے کھیت کا غلہ احتکار کرے یا دوسرے شہر سے لاوے تو وہ محتکر نہین ہے (روضہ) مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہ جو محتکر پر لعنت آئی ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ

احتکار حرام ہے لیکن مراد وہی احتکار ہے کہ جس وقت شہر مین غلہ نہ ملتا ہو اور لوگون کو غلہ کی احتیاج ہو کوئی شخص بہت سا غلہ
لیکر بند کر کے رکھہ چھوڑے اور شہر والون کے ہاتھہ نہ بیچے اس انتظار مین کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو بیچین گے یہ حرام
ہوا اسوجہ سے کہ لوگون کو تکلیف دینا ہے اپنی ذرہ سے فائدے کے لیے اور مردم آزاری کے برابر کوئی گناہ نہین ہے عن
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ عبداللہ بن نضلہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتکار نہین کرتا مگر وہی جو خاطی ہے (یعنے گنہگار) ہو عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَے الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ اَوِ الْاِفْلَاسِ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے مسلمانون پر احتکار
کیا کہانے کی چیزون کا تو اللہ تبارک وتعالی اسکو جذام یا افلاس مین مبتلا کرے گا ف اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین
اور رزین نے بہی نکالا اور بیہقی نے معاذ سے نکالا مرفوعا کہ محتکر برا بندہ ہے اگر اللہ نرخ سستا کرے تو اسکو رنج ہوتا ہے
اور جو مہنگا کرے تو خوش ہوتا ہے اور رزین نے ابوامامہ سے نکالا مرفوعا کہ جس نے چالیس دن احتکار کیا اناج کا پہر اسکو خیرات
کر دیا جب بہی اس کے گناہ کا کفارہ نہو گا (مشکوۃ) باب اَجْرِ الرَّاقِي منتر کی اجرت کا بیان عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِيْنَ رَاكِبًا فِيْ سَرِيَّةٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَاَلْنَاهُمْ اَنْ
يَقْرُوْنَا فَاَبَوْا فَلُدِغَ سَيِّدُهُمْ فَاَتَوْنَا فَقَالُوْا اَفِيْكُمْ اَحَدٌ يَرْقِيْ مِنَ الْعَقْرَبِ فَقُلْتُ نَعَمْ اَنَا وَلٰكِنْ لَا اَرْقِيْهِ
حَتّٰى تُعْطُوْنَا غَنَمًا قَالُوْا فَاِنَّا نُعْطِيْكُمْ ثَلَاثِيْنَ شَاةً فَقَبِلْنَاهَا فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ الْحَمْدُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَاَ وَقَبَضْتُ
الْغَنَمَ فَعَرَضَ فِيْ اَنْفُسِنَا مِنْهَا شَيْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوْا حَتّٰى نَاْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا
ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ صَنَعْتُ فَقَالَ اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا ابوسعید خدری سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سوارون مین ہمکو بہیجا ایک جہاد مین پہر ہم ایک قوم کے پاس اترے ہمنے ان سے
کہا ہماری ضیافت کرو لیکن انہون نے انکار کیا خیر انکے سردار کو بچہو نے کاٹا وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارے
مین کوئی بچہو کا منتر جانتا ہے مینے کہا ہان مین جانتا ہون لیکن مین کبہی منتر نہین کرونگا جبتک تم اسکو چند بکریان نذو
انہون نے کہا ہم تمکو تیس بکریان دین گے ہمنے قبول کر لیا اور مین نے سات بار سورہ فاتحہ اسپر پڑہی وہ اچھا ہو گیا پہر ہم نے
بکریان لے لین لیکن ہمارے دلمین شبہ آیا کہ یہ مال حلال ہے یا نہین (ہمنے کہا جلدی مت کرو اسکے کہانے مین)
یہانتک کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس پہونچین (اور آپ سے پوچہ لین) جب ہم آئے تو مین نے جو کیا تہا وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تو نہین جانتا تہا کہ سورہ فاتحہ منتر ہے (ہر ایک بیماری کا اسی لیے اسکو سورہ

شفا بھی کہتے ہیں (بانٹ لوان بکریوں کو اور میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ **ف** اس حدیث سے منتر کا جواز نکلا خصوصاً جب آیات قرآنی سے ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ منتر میں شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں یا ایسے الفاظ جنکے معنی سمجھ میں آتے ہوں کیونکہ شاید انکا معنے شرک اور کفر ہو اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کتاب اللہ پڑھانے پر اسیطرح قرآن لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے حسن اور شعبی اور عکرمہ اور سعید اور مالک اور شافعی اور حنفیہ کا یہی قول ہے لیکن تعلیم قرآن پر یا قرآن کے منتر پر اجرت لینا یہ بھی جائز ہے عطا اور ابی قلابہ اور مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور کے نزدیک اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہیں ہے خلاصہ میں ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ کسی عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں جیسے تعلیم قرآن اور فقہ اور اذان اور وعظ اور حج پر لیکن بلخ کے متاخرین مشائخ حنفیہ نے اس زمانہ میں اسکے جواز کا فتوی دیا ہے (انجاح) **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَالصَّوَابُ ھُوَ اَبُو الْمُتَوَکِّلِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** الْاَجْرِ عَلٰی تَعْلِیْمِ الْقُرْاٰنِ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلَّمْتُ نَاسًا مِّنْ اَھْلِ الصُّفَّۃِ الْقُرْاٰنَ وَالْکِتَابَۃَ فَاَھْدٰی اِلَیَّ رَجُلٌ مِّنْھُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ لَیْسَتْ بِمَالٍ وَّاَرْمِیْ عَنْھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْھَا فَقَالَ اِنْ سَرَّکَ اَنْ تُطَوَّقَ بِھَا طَوْقًا مِّنْ نَّارٍ فَاقْبَلْھَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے میں نے صفہ والوں میں سے (صفہ والے وہ صحابہ جو مسجد کے سائبان میں رہا کرتے اُن کا گھر بار نہ تھا) کئی صحابہ کو قرآن سکھایا اور لکھنا سکھلایا پھر ان میں سے ایک نے مجھے ایک کمان تحفہ بھیجی میں نے کہا کمان کچھ ایسا مال نہیں ہے اور میں اللہ کی راہ میں اس کمان سے تیر ماروں گا پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر تجھے اچھا معلوم ہو کہ اس کمان کے بدل انگار کا ایک طوق (قیامت میں) تجکو پہنایا جاوے تو کمان قبول کر لے **ف** اس حدیث سے حنفیہ نے دلیل لی کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست نہیں اور اہلحدیث کا بھی مذہب یہی ہے کہ قرآن کی تلاوت پر اجرت لینا درست ہے لیکن اسکی تعلیم پر اجرت لینا درست نہیں تلاوت پر اجرت لینے کا جواز ابو سعید کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذری اور بخاری نے اسکو ابن عباس سے نکالا اس میں یہ ہے کہ لوگوں نے ابو سعید سے کہا تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی لیکن آپ نے فرمایا سب سے زیادہ جس کے اجرت لینے کا حق ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے خارجہ کے چچا سے نکالا جب انہوں نے مجنون کا منتر کیا سورہ فاتحہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکی اجرت لے قسم میری عمر کی لوگ تو جھوٹے منتر سے پیدا کرتے ہیں تو نے تو سچ منتر کر کے کمایا اور تعلیم پر اجرت جائز نہ ہونے کی دلیل ایک عبادہ کی یہ حدیث ہے دوسرے اُبی کی حدیث جو آگے آتی ہے تیسرے امام احمد نے نکالا عبد الرحمان بن شبل سے مرفوعاً کہ قرآن پڑھو اس میں غلو اور جفا مت کرو اور اس سے روٹی

ست کہا اور رجال ست ثقہ ہین اسکے راوی صحیح کے راوی ہین بزار نے بہی اسکو نکالا اسکے کئی شاہد ہین چوتہی امام احمد اور ترمذی
نے نکالا عمران بن حصین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑہو اور اللہ سے مانگو قرآن کا بدلہ اسلیے کہ تمہارے
بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو لوگون سے مانگینگے قرآن کے بدل اور اس باب مین اور کئی حدیثین ہین (روضہ) عن أبي بن
كعب قال علمت رجلا القرآن فأهدى إلي قوسا فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إن
أخذتها أخذت قوسا من نار فرددتها ابی بن کعب سے روایت ہے مینے ایک شخص کو قرآن سکہلایا اس نے مجہے ایک
کمان بہیجی مینے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا اگر تو نے یہ کمان لی تو دوزخ کی ایک کمان لی
یہ سنکر مین نے اسکو پہیر دیا **ف** اسکو بیہقی نے بہی نکالا لیکن یہ حدیث منقطع ہے اور بعض راوی اسکے مجہول بہی ہین البتہ
اسکا ایک شاہد ہے طبرانی کے پاس طفیل بن عمرو دوسی سے کہ ابی بن کعب نے مجہکو قرآن پڑہایا مینے انکو ایک کمان تحفہ بہیجی
وہ صبح کو وہی کمان لٹکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپ نے فرمایا تو جہنم کی بہی ایسی ہی کمان لٹکا دے گا
اگر یہ کمان قبول کریگا **باب النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن وعسب الفحل** کتے
کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی کدائی کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان عن أبي
مسعود أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن ابو مسعود سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور نجومی کی اجرت سے **ف** تو اہلحدیث
کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہین ہے مگر نسائی نے روایت کیا کہ آپ نے منع کیا کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے کی یعنے
اسکی قیمت جائز رکہی شافعی کا بہی یہی قول ہے کہ کتے کی بیع حرام ہے لیکن ابو حنیفہ اسکو جائز کہتے ہین (روضہ) اور
نجومی شامل ہے رمال اور جفار اور پنڈت وغیرہ سب کو جو آیندہ کی بات بتلادے عن أبي هريرة قال نهى رسول
الله صلى الله عليه وسلم عن ثمن الكلب وعسب الفحل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور نر کے کدانے کی اجرت سے **ف** نر گہوڑا ہو یا اونٹ یا گدہا یا بیل یا بکرا اور غیرہ
مادیان سے جفتی کرانے کی اجرت لینا منع ہے البتہ اگر بلا شرط مادیان والا کچہ دیدے بطور سلوک کے تو اسکا لینا درست
ہے اور نر کا عاریت دینا مستحب ہے اور ایک جماعت علما نے اسکی اجرت کی بہی اجازت دی ہے تاکہ نسل منقطع نہ ہو لیکن
اکثر صحابہ اور فقہا اسکی حرمت کے قائل ہین ان احادیث کی رو سے عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن ثمن السنور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بلی کی قیمت سے **ف**
کیونکہ بلی بلا قیمت اکثر مقامون مین ملتی ہے اور اسکی نسل بہی بہت ہوتی ہے قیمت سے خریدنے کی ضرورت نہین ہوتی

لیکن اکثر علما کہتے ہین کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور اگر بلی سے کوئی منفعت ہو تو اسکا بیچنا درست ہے اور اسکی قیمت حلال ہے اور ہماری زمانہ مین کابل کی بلیان ہندوستان مین فروخت کرلیے لاتے ہین اور لوگ ان کو قیمت دیکر مول لیتے ہین مگر ابو ہریرہ اور ایک جماعت تابعین سے یہ مروی ہو کہ بلی کی قیمت کسی حال مین لینا حلال نہین اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے

باب کسب الحجام پچھنی لگانیوالی کی اجرت کا بیان **عن** ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم احتجم واعطاہ اجرہ تفرد بہ ابن ابی عمر وحدہ قالہ ابن ماجۃ ابن عباس سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگائی اور اسکی اجرت دی۔ ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث سے متفرد ہوا ابن ابی عمر اکیلا **عن** علی قال احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی فاعطیت الحجام اجرہ حضرت علی سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگائی اور مجھکو حکم کیا مینے پچھنی لگانے والیکو اسکی اجرت دی **عن** انس بن مالک ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم احتجم واعطے الحجام اجرہ انس بن مالک سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائی اور حجام کو اسکی اجرت دی **عن** ابی مسعود عقبۃ بن عمرو قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کسب الحجام ابو مسعود سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا حجامت (پچھنے لگانے) کی اجرت سے **عن** حرام بن محیصۃ عن ابیہ انہ سال النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن کسب الحجام فنھاہ عنہ فذکر لہ الحاجۃ فقال اعلفہ نواضحک محیصہ سے روایت ہو انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پچھنی لگانے والے کی اجرت کو آپنے انکو منع کیا اس سے انہون نے اسکی ضرورت بیان کی آپنے فرمایا اپنے پانی لانے کی اونٹون کو کھلا دے **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نکالا کہ محیصہ بن مسعود کا ایک غلام حجام تھا (یعنی پچھنی لگایا کرتا تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محیصہ کو منع کیا اوسکی اجرت لینے سے انہون نے کہا مین یہ اجرت یتیمون کو کھلا دون جو میرے پاس ہین آپنے فرمایا نہین انہون نے کہا مین اسکو صدقہ کر دون آپنے فرمایا نہین پھر آپنے انکو اجازت دی کہ اپنے پانی لانیوالے اونٹون کا چارہ اس سے خرید کرین اسکے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ حجام کی اجرت بالکل حرام نہین ہے ورنہ آپ اونٹون کو بھی کھلانے کی اجازت نہ دیتے اور انس اور ابن عباس کیحدیثین صحیحین مین موجود ہین کہ آپنے پچھنی لگوائی ابو طیبہ کے ہاتھ سے اور اسکو اناج کے دو صاع دیے اور اسکے مالکون سے سفارش کی اونہون نے اسکا محصول ہلکا کر دیا ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ اگر حجام کی اجرت حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے اب اختلاف کیا ہے علما نے اس مین بعضون نے کہا اسکی اجرت حلال ہے جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا حرام ہے بوجہ احادیث ابو مسعود اور ابو ہریرہ اور رافع بن خدیج کے کہ منع کیا آپنے حجام کی اجرت سے اور حق

یہ ہے کہ حجام کی اجرت محض حرام نہیں ہے نہ حلال طیب بلکہ اس میں ایک نوع کی کراہت ہے اور اسکا صرف کرنا اپنے کھانے پینے یا دوسرون کے کھلانے پلانے یا صدقہ میں مناسب نہیں بلکہ جانورون کی خوراک میں صرف کرنا بہتر ہے یا جو اسکی مثل ہو جیسے چراغ کی روشنی میں یا پاخانہ کی مرمت میں اور اس طریق سے دونون طرف کی حدیثین مطابق ہو جاتی ہیں اور تعارض نہیں رہتا (روضہ) **باب** مَا لَا یَحِلُّ بَیْعُہٗ جن چیزون کا بیچنا حلال نہیں ہے **عن** جابر بن عبد اللہ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَھُوَ بِمَکَّۃَ اِنَّ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ وَالْمَیْتَۃِ وَالْخِنْزِیْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِیْلَ لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ شُحُوْمَ الْمَیْتَۃِ فَاِنَّہٗ یُدْھَنُ بِھَا السُّفُنُ وَیُدْھَنُ بِھَا الْجُلُوْدُ وَیَسْتَصْبِحُ بِھَا النَّاسُ قَالَ لَا ھُنَّ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاتَلَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْھِمُ الشُّحُوْمَ فَاَجْمَلُوْہُ ثُمَّ بَاعُوْہُ فَاَکَلُوْا ثَمَنَہٗ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سال مکہ فتح ہوا آپ اسوقت مکہ میں تھے بیشک اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا شراب اور مردار اور سؤر اور بتون کے بیچنے کو لوگون نے اسوقت عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی سے کشتیون کو چکنا کرتے ہین اور کھالون کو اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہین (اسکی بتیان بنا کر) آپ نے فرمایا نہین (یعنے یہ بھی جائز نہین) یہ سب چیزین حرام ہین پھر آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی تباہ کرے یہود کو جب اللہ سبحانہ نے انپر چربیون کو حرام کیا تو انھون نے چربیون کو گلایا اور اسکو بیچا اسکی قیمت کھائی **ف** ظاہر میں انھون نے حیلہ شرعی کیا کہ چربی نہین کھائی اور اس کی قیمت کھائی لیکن اللہ تبارک وتعالی دلون کی بات کو جانتا ہے اور اسکے سامنے کوئی حیلہ چل نہین سکتا بلکہ عجب ہے کہ حیلہ کرنیوالے کو اصل گناہ کے کرنیوالے سے زیادہ عذاب ہو کیونکہ اصل گناہ کرنیوالا نادم اور شرمسار ہوتا ہے اور اپنے گناہ پر اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا ہے لیکن شرعی حیلے کرنے والے تو خوب غراتے ہین اور گردن کی رگین پھلاتے ہین اور بحث کرنے پر مستعد ہوتے ہین کہ ہمنے کوئی گناہ کی بات نہین کی دوسری حدیث مین ہے کہ شراب کی وجہ سے اللہ تعالی نے دس آدمیون پر لعنت کی نچوڑنے والے پر نچڑوانیوالے پر پینے والے پر اٹھانیوالے پر جسکے لیے اٹھایا جاوے اسپر پلانیوالے پر بیچنے والے پر اسکی قیمت کھانیوالے پر خریدنے والے پر جسکے لیے خریدا جاوے اسپر ہائے افسوس اس زمانہ میں اسلام کا ایسا تنزل ہو گیا ہے کہ مسلمان حکومتون میں علانیہ شراب اور سور اور مردار بکتا ہے اور دوسرا قہر یہ ہے کہ مسلمان خود شراب پیتے ہیں اور دوسرون کو پلاتے ہین اور خدا اور رسول سے نہین شرماتے اور نصاری کی دعوتون میں انکو بے تکلف شراب پلاتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ شراب کا پلانیوالا بھی ملعون ہے جیسے پینے والا اور شراب کا خریدنیوالا بھی ملعون ہے اور جس دسترخوان یا میز پر شراب پیا جاوے وہان پر کھانا حرام ہے گو خود نہ پیے ہائے

افسوس نصاریٰ جن کے مذہب مین شراب حلال تھا اب شراب کی قباحتون اور مضرتون کو دیکھکر اسکو چھوڑتے جاتے ہین اور مسلمان جنکے قرآن مین شراب صاف حرام ہے اور شراب سے اور قمار سے انکی شریعت مین کوئی فرق نہین ہے شراب پینے لگے ہین اور اُمرا اور نوابون کو تو پوچھیے نہین شاید ہزار امیر مین ایک امیر یا نواب ایسا نکلیگا جو شراب نہ پیتا ہو اور بہرہ بہی خود نہ پیتا ہوگا تو انگریزون کو دعوت مین ضرور شراب پلاتا ہوگا اور انکے ساتھ بیٹھکر کہاتا ہوگا لاحول ولا قوۃ یا اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بہیج وہ ایسے کافرون اور فاسقون کی کمر توڑین اور دین محمدی کو از سر نو رونق اور تازگی دیوین آمین یارب العالمین **عن** ابی امامۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المغنیات وعن شرائھن وعن کسبھن وعن اکل اثمانھن ابوامامہ سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا گانیوالی عورتون کے بیچنے سے اور اُنکے خریدنے سے اور انکی کمائی سے اور انکی قیمت کہانے سے **ف** اس حدیث کی اسناد مین گفتگو ہے اور اکثر علما نے گانیوالی لونڈی کا بیچنا جائز رکہا ہے اور پوری بحث اسکی سماع کے باب مین ڈہونڈہنا چاہیے اور شاید اس حدیث مین وہ لونڈیان مراد ہون جنکا پیشہ فحش ہو اور وہ اجرت پر گانے کو جاتی ہون جیسے ہمارے زمانہ مین رنڈیان اور کسبیان ہین انکی کمائی تو بالاتفاق حرام ہے دوسرے صحیح حدیث سے کہ منع کیا آپنے زانیہ کی خرچی سے **باب** ماجاء فی النہی عن المنابذۃ والملامسۃ منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت **ف** منابذہ یہ ہے کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کیطرف پہینکدے اور مشتری بائع کیطرف اور تامل نکرین اور ہر ایک اُن مین سے یہ کہے یہ کپڑا اس کپڑے کے بدل ہے اور بعضون نے کہا منابذہ یہ ہے کہ بیع پوری ہوجاوے کپڑا پہینکنے سے نہ اُس شے کو دیکہین نہ راضی ہون اور ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو چہوئین نہ اُسکو کہولین نہ اندر سے دیکہین یا رات کو بیچین صرف چہوکر ان دونو بیعون سے منع کیا کیونکہ ان مین دہوکا ہے اور یہ شرط فاسد ہے کہ دیکہنے پر کسیکو اختیار نہ ہوگا فسخ بیع کا (روضہ) **عن** ابی ھریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین عن الملامسۃ والمنابذۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بیعون سے ایک ملامسہ سے دوسرے منابذہ سے **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الملامسۃ والمنابذۃ زاد سھل قال سفیان الملامسۃ ان یلمس الرجل بیدہ الشیء ولا یراہ والمنابذۃ ان یقول الق الی ما معک والقی الیک ما معی ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ملامسہ اور منابذہ سے سہل نے زیادہ کیا کہ سفیان نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ آدمی ایک چیز کو چہولے (بس بیع ہوجاوے) اسکو دیکہے نہین اور منابذہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے کہے جو تیرے پاس ہے وہ میریطرف پہینکدے اور جو میرے پاس ہے وہ مین تیریطرف پہینکدیتا ہون **باب** لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ ولا یسوم علی سومہ کوئی شخص اپنے بہائی کی بیع پر

بیع نہ کرے اور نہ اسکے نرخ پہ نرخ کرے **ف** بیع پر بیع یہ ہے کہ مشتری سے کہے تو نے یہ چیز جو خریدی ہے پھیر دے مین
اس سے بہتر تجھ کو اسی دام مین دیتا ہون شرا پر شرا یہ ہے کہ بائع سے کہے تو اپنی چیز پھیر لے مین اس سے زیادہ قیمت پر خرید
کر لون گا نرخ پر نرخ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک شے کو چکا رہا ہے اب دوسرا بھی جا کر اسکو چکانے لگے خود مول لینے کے لیے
یا مشتری کو بہکانے کے لیے کہ وہ دام زیادہ بڑھا دے یہ سب امور منع ہوئے کیونکہ اپنے بھائی مسلمان کو نقصان دینا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (البتہ اگر بیع نہ ہو اور مشتری
اس بائع کے پاس سے چلا آوے تو اپنا مال بیچنے مین قباحت نہین ہے) **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے نرخ چکانے پر نرخ نہ چکاوے
(البتہ اگر وہ چکا چکے اور عقد نہ ہو تو اسکی بعد چکانا درست ہے) **بَابُ** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ نجش کی ممانعت
ف وہ یہ ہے کہ بائع سے سازش کر کے مال کی قیمت بڑھاوے اور خریدنا منظور نہ ہو تاکہ دوسرے خریدار دھوکا کھا دین اور
قیمت بڑھا دین ہمارے زمانہ مین ہراج (نیلام) مین اب اکثر لوگ ایسا کیا کرتے ہین اور بے تکلف اس فعل کو گناہ
بھی نہین سمجھتے انکو باب کی حدیثین سنا دینا چاہیے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى
عَنِ النَّجْشِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع کیا (کیونکہ اس مین دوسرے بھائی مسلمان
کا نقصان ہے اور صریح فریب دینا ہے) **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنَاجَشُوْا ابوہریرہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجش مت کرو **بَابُ** النَّهْيِ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ شہر والا باہر والے
کا مال نہ بیچے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ باہر والا مثلاً غلہ شہر مین لاوے اور اسکی نیت یہ ہو کہ آج کے نرخ سے بیچ ڈالے اس
مین شہر والون کا فائدہ ہو انکو غلہ کی احتیاج ہو لیکن ایک شہر والا اسکو بہکاوے کہ تو اپنا مال ابھی نہ بیچ مجھ کو دیدے
مین مہنگے قیمت سے بیچ دون گا تو اس سے منع کیا کیونکہ اس مین نقصان ہے عام لوگون کا گو صرف ایک شخص کا فائدہ ہے
مگر یہ قاعدہ ہے کہ ایک شخص کی فائدے کے لیے عام نقصان جائز نہین ہو سکتا صحیحین مین ہے انس سے کہ یہ منع ہوا ہمکو اگرچہ
شہر والا باہر والے کا سگا بھائی ہو اور علما کا اسپر اتفاق ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت بیچے شہر والا
باہر والے کا مال (بلکہ اسکو خود بیچنے دے اگر وہ سستا بیچ ڈالے تو اسکو منع نہ کرے) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور چھوڑ دو لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے
سے روزی دیتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ
مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت نے منع کیا اس سے کہ بستی والا باہر والے کے لیے بیچے طاوس نے
کہا میں نے ابن عباس سے اسکا مطلب پوچھا انہوں نے کہا بستی والا باہر والے کا دلال نہ بنے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ

باہر سے جو لوگ مال لا رہے ہوں انکے بستی میں آنے سے پیشتر جا کر ملنا منع ہے ف اس سے یہ غرض ہوتی
ہے کہ باہر والوں کو بستی کا نرخ معلوم نہیں ہوتا تو یہ پہلے سے جا کر ان سے ملکر ان کا مال سستے نرخ سے خرید کر لیتا ہے جب وہ
بستی میں آتے ہیں اور نرخ معلوم کرتے ہیں تو ان کو ندامت ہوتی ہے اسلیے منع ہوا کہ اس میں نقصان ہے باہر والے
سوداگروں کا اور شہر والوں کا بھی باہر والوں کا تو ظاہر ہے شہر والوں کا اسلیے کہ شاید جب وہ شہر میں آتے تو سستا بیچتے
اب اس شہر والے نے انکا مال لے لیا اسکو جلدی نہیں جانے کی یہ آہستہ آہستہ مہنگا بیچے گا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الْأَجْلَابَ فَمَنْ تَلَقَّى مِنْهُ شَيْئًا فَاشْتَرَى فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ إِذَا أَتَى السُّوقَ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باہر کی رسد مت ملو اگر کوئی ملے اور وہ مال
خرید لیوے (تو مال والے کو اختیار ہوگا جب بازار میں آوے چاہے بیع قائم رکھے چاہے فسخ کر ڈالے) عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
کیا رسد سے ملنے کو یعنی جو مال باہر سے آوے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بیچنے والوں سے جا کر ملنے سے۔
ف یہ حدیث صحیحین میں ہے اور موطا میں ہے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ملو سواروں سے جا کر بیع
کے لیے اور تم میں سے ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش مت کرو اور بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور اونٹ اور
بکریوں کا دودھ تھنوں میں مت روک رکھو (تاکہ مشتری دھوکا کھاوے)

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا

جبتک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں (یعنی مجلس عقد نہ بدلے) تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر ڈالے
ف اگرچہ ایجاب اور قبول یعنی بیع اور شرا ہو چکا ہو اہل حدیث کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے علی اور ابو برزہ
اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور تابعین میں سے شریح اور شعبی اور طاوس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا بخاری
نے نقل کیا اور ابن منذر نے کہا سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب کا اہل مدینہ میں سے بھی یہی قول ہے اور

حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج بھی اسی کے قائل ہیں اور ابن حزم نے مبالغہ کیا اور کہا تابعین میں کوئی اسکا مخالف نہیں معلوم ہوتا سوا ابراہیم نخعی کے اور اس اختیار کو خیار مجلس کہتے ہیں یعنے جبتک بائع اور مشتری بیع کے بعد اسی مقام میں رہیں تو ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے اگرچہ اختیار کی شرط نہ ہوئی ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ شافعی اور احمد اور اسحق اور ابو ثور کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ جب عقد ہو گیا یعنے ایجاب اور قبول تو فسخ کا اختیار نہ رہیگا الا اسصورت میں کہ اختیار کی شرط ہوئی ہو اور پہلا قول حق ہے یعنے اہلحدیث کا مذہب (رحمہم) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَبَایَعَ الرَّجُلَانِ فَکُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا وَکَانَا جَمِیْعًا اَوْ یُخَیِّرُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فَاِنْ خَیَّرَ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَایَعَا عَلٰی ذٰلِکَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَیْعُ وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ یَّتَبَایَعَا وَلَمْ یَتْرُکْ وَاحِدٌ مِّنْھُمَا الْبَیْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَیْعُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی بیع اور شرا　　کریں تو ہر ایک کو اختیار ہے (بیع توڑ ڈالنے کا) جب تک دونوں جدا ہوں یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دیوے (مثلاً یوں کہے بیع کو اختیار کر) پھر اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا اور اسنے بیع کو اختیار کیا (یعنے بیع کا نفاذ چاہا) تو اب بیع واجب اور نافذ ہو گئی اسیطرح اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے اور انمیں سے کسی نے بیع کو فسخ نہیں کیا تب بھی بیع لازم ہو گئی **ف** حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جدا ہونے سے بدنوں کا جدا ہونا مراد ہے اور خود ابن عمر جو راوی ہیں اسحدیث کے انہوں نے یہی معنے سمجھے تھے دوسرے روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ جب کسی بیع کو پورا کرنا چاہتے تو عقد کے بعد چند قدم مشی کرتے تاکہ بیع لازم ہو جاوے اور اگر تفرق سے تفرق اقوال مراد ہوتا یعنے ایجاب اور قبول کا ہو جانا تو اسحدیث کا بیان کرنا ہی بیکار تھا اسلیے کہ جب تک ایجاب و قبول نہ ہوں عقد بیع تمام ہی نہیں ہوا تو وہ نافذ کیونکر ہوگا یہ صریح ظلم ہے حنفیہ کا کہ تمام صحابہ اور تابعین کے برخلاف ایک معنے نکالتے ہیں اور صرف نخعی کی پیروی میں حق سے چشم پوشی کرتے ہیں **عَنْ** اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں **ف** ایک دوسرے سے یعنے ایک دوسرے کے پاس سے چلا نہ جاوے اور اگر دونوں کشتی میں ہوں تو جبتک دونوں ایک جا بیٹھے رہیں اگرچہ کشتی کتنی ہی دور چلی جاوے اختیار باقی رہیگا اور حنفیہ نے جو تفرق اقوال سمجھا ہے یہ ایک نیا معنے ہے عرب میں اقوال کا تفرق کوئی چیز نہیں ہے اور نہ صحابہ تفرق کے لفظ سے کبھی اقوال کا تفرق سمجھ سکتے تھے یہ ایک نئی بات دل سے نکالی ہوئی ہے جسکی لغت بھی مساعدت نہیں کرتی **عَنْ** سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ

مَالَمْ يَتَفَرَّقَا سمرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **بَابُ** بَيْعِ الْخِيَارِ اختیار کی بیع **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَعْرَابِ حِمْلَ خَبَطٍ فَلَمَّا وَجَبَ الْبَيْعُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ عَمَّرَكَ اللّٰهُ بَيِّعًا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گنوار سے جارے کا بوجھ خریدا جب بیع ہو چکی تو آپ نے گنوار سے فرمایا تجھکو اختیار ہے (خواہ بیع قائم رکھے یا فسخ کر ڈالے) گنوار نے کہا اللہ آپ کو عمر دیوے مین بیع کو اختیار کرتا ہون **ف** ایسی صورت مین جب طرفین بیع کو اختیار کر لیں تو خیار مجلس باقی نہ رہے گا جیسے اوپر حدیث مین گذرا **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ ابو سعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیع رضا مندی سے ہوتی ہے (بائع اور مشتری کے اگر ایک بھی ناراض ہو تو بیع نہ ہوگی) **بَابُ** الْبَيِّعَانِ يَخْتَلِفَانِ اگر بائع اور مشتری خلاف کریں (ثمن میں یا مقدار مبیع میں) **عَنْ** الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بَاعَ مِنَ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيْقًا مِنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ فَاخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِعْتُكَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفًا وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ بِعَشَرَةِ الْاٰفٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِهِ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ وَالْبَيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهِ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ اَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ قَالَ فَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ اَرُدَّ الْبَيْعَ فَرَدَّهُ عبد الرحمن سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود نے اشعث بن قیس کے ہاتھ ایک غلام بیچا امارت کے غلاموں میں سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ثمن میں ابن مسعود نے کہا مینے بیس ہزار کو بیچا ہے اشعث نے کہا مین نے تو تم سے دس ہزار کو خریدا ہے عبد اللہ نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اشعث نے کہا بیان کرو عبد اللہ نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بائع اور مشتری اختلاف کریں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہون اور جس شے کی بیع ہوئی ہے وہ بیطرح موجود ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا یا بیع کو فسخ کر ڈالیں گے اشعث نے کہا تو مین چاہتا ہون بیع کو فسخ کرون عبد اللہ نے بیع کو فسخ کر دیا **ف** شافعی اور اہلحدیث کا عمل اسی حدیث کے موافق ہے کہ جب بائع اور مشتری مین اختلاف ہو قدر ثمن یا شرط خیار وغیرہ مین تو بائع کو قسم دیوین گے اور مشتری کو اختیار ہوگا خواہ بائع کی قسم کے موافق راضی ہو کر بیع قبول کرے خواہ خود قسم کھاوے اگر دونوں نے قسم کھائی اور راضی ہو گئے تو خیر ورنہ قاضی عقد بیع فسخ کر دیگا اور حنفیہ کے نزدیک دونوں کو قسم دینگے اور بیع کو فسخ کرا دینگے اور جس نے گواہ پیش کیے اسکا

قول مقبول ہوگا اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو جس گواہی مین زیادت کا اثبات ہوگا وہ مقدم ہوگی اور اگر ثمن اور مبیع دونو مین اختلاف ہو تو بائع کے گواہ ثمن مین مقدم ہونگے اور مشتری کے بیع مین واللہ اعلم **بَاب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ جو چیز تیرے پاس نہین ہی اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا ضامن نہین ہے اس کا نفع لینے کی ممانعت **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبِيعُهُ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ حکیم بن حزام سے روایت ہی مینے عرض کیا یا رسول اللہ ایک آدمی مجھ سے ایک چیز کی بیع چاہتا ہی اور وہ میرے پاس نہین ہے کیا مین اسکی بیع کر لون پھر اس چیز کو کہین سے لاکر مشتری کو دیدون آپنے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہین ہے اسکو مت بیچ **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہین ہے اسکی بیع حلال نہین ہی اور نہ اس چیز کا نفع درست ہی جسکا تو ضامن نہین ہے **ف** یعنی اگر وہ شے تلف ہو جاوے تو تیرا کچھ نقصان نہو ایسی شی کا نفع اٹھانا بھی درست نہین یہ شرع کا ایک عام مسئلہ ہے کہ ہمیشہ نفع ضمان کے ساتھ ہے جو شخص کسی چیز کا ضامن ہے وہی اسکے نفع کا مستحق ہے اس سے ہزارہا مسئلے نکلتے ہین اور اسکی مثال یہ ہی کہ ابھی مشتری نے مبیع پر قبضہ نہین کیا اور وہ شے مشتری کی ضمان مین داخل نہین ہوئی اب مشتری اگر اسکو قبضے سی پہلے کسی اور کے ہاتھ بیچڈالے اور نفع کما دے تو یہ درست نہین ہی **عَنْ** عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ نَهَاهُ عَنْ شَفِّ مَا لَمْ يُضْمَنْ عتاب بن اسید سے روایت ہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مکہ کیطرف بھیجا تو منع کیا اس چیز کا نفع لینے سی جو ابھی ضمان مین نہین آئی **بَاب** إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ جب دو مختار دو بیع کرین تو پہلے کی بیع صحیح ہوگی **ف** مثلاً موکل اور وکیل دونو نے علیحدہ علیحدہ بیع کی یا دو شریکون مین سے ہر شریک نے جدا گانہ ایک ہی مال کو بیچا اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ تھی **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا عقبہ بن عامر یا سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک چیز دو آدمیون کے ہاتھ بیچی تو جسکے ہاتھ پہلے بیچی اسکو وہ شی ملے گی **عَنْ** سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ سمرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو اختیار والے ایک شے کی بیع کرین تو جس نے پہلے بیع کی اسکا اعتبار ہوگا **ف** اور دوسرے کی بیع لغو ہو جاوے گی **بَاب** بَيْعِ الْعُرْبَانِ عربون کی ممانعت **ف** وہ یہ ہی کہ مشتری بائع کو ایک روپیہ یا زیادہ یا کم بعیانہ کے طور پر دیدی اور یہ شرط کرے کہ اگر یہ چیز مین نہ لون گا تو بعیانہ کا روپیہ بائع کا ہو جاوے گا مشتری

کو واپس نہ ملیگا ہمارے زمانہ میں عربون کو بیعانہ کہتے ہیں اور اسکا عام رواج ہوگیا ہے سرکاری معاملات میں اگر مشتری وہ معاملہ نہ کرے تو وہ رقم ضبط ہو جاتی ہے یہ صریح ظلم اور ناجائز اور خلاف شرع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عربون کی بیع سے **ف** اسکو نکالا امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے بھی اور اسکے معارض نہیں ہے وہ جو عبدالرزاق نے نکالا اپنی سند میں زید بن اسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے بیع عربان سے آپنے اسکو جائز رکھا کیونکہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اسناد میں ابراہیم بن ابی یحییٰ ضعیف ہے امام مالک نے موطا میں کہا بیع عربون جو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ آدمی ایک غلام یا ایک لونڈی خریدے یا ایک جانور کرایہ پر لیوے پھر بائع سے یا جانور کے مالک سے یہ کہے کہ میں تجھکو ایک دینار یا ایک درم یا اس سے زیادہ یا کم دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں یہ غلام یا لونڈی مول لے لونگا یا جانور کرایہ پر لونگا تو جو میں تجھے دیتا ہوں وہ زرثمن یا کرایہ میں محسوب ہوگا اور اگر میں یہ غلام یا لونڈی نہ لوں یا جانور کرایہ پر نہ لوں تو جو میں دیتا ہوں وہ تیرا ہو جاویگا مفت **میں کہتا ہوں** اہل علم نے بھی کہا ہے منہاج میں ہے کہ عربون کی بیع صحیح نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی چیز خریدے اور کچھ روپیہ دیدے اس شرط پر کہ اگر وہ چیز لے لونگا تو یہ روپیہ ثمن میں محسوب ہوں گے ورنہ وہ ہبہ ہوں گے بائع کو۔ محلی نے کہا صحیح نہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع ہبہ اور ردہبہ دونوں شرط پر مشتمل ہے (روضہ) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُرْبَانُ اَنْ يَّشْتَرِيَ الرَّجُلُ دَابَّةً بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَيُعْطِيَهٗ دِيْنَارَيْنِ عُرْبُوْنًا فَيَقُوْلُ اِنْ لَّمْ اَشْتَرِ الدَّابَّةَ فَالدِّيْنَارَانِ لَكَ وَقِيْلَ يَعْنِيْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنْ يَّشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فَيَدْفَعُ اِلَى الْبَائِعِ دِرْهَمًا اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ وَيَقُوْلُ اِنْ اَخَذْتُهٗ وَاِلَّا فَالدِّرْهَمُ لَكَ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عربان کی بیع سے ابوعبداللہ نے کہا عربان یہ ہے کہ آدمی ایک جانور سو دینار کو خریدے اس میں سے دو دینار بیعانہ کے طور پر دیوے اور کہے اگر میں یہ جانور نہ لونگا تو دو دینار تو لے لیجیو اور بعضوں نے کہا آدمی ایک شے خریدے پھر بائع کو ایک درم یا زیادہ یا کم دیوے اور کہے اگر میں نے یہ شے لی تو بہتر نہیں تو وہ درم جو دیا ہے تیرا ہے **بَابُ** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ بیع حصاة اور بیع غرر سے ممانعت

ف بیع حصاة یہ ہے کہ آدمی کنکری پھینکے اور جس چیز پر وہ کنکری جا کر گرے اسکی بیع ہو جاوے یہ بیع جاہلیت میں مروج تھی اور بیع غرر یہ ہے کہ جس چیز کے ملنے یا نہ ملنے میں تردد ہو جیسے مچھلی دریا میں یا پرندہ ہوا میں اسکی بیع کرے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا غرر (دہوکے) کی بیع سے اور حصاۃ (کنکری) کی بیع سے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیع غرر سے ف امام احمد نے ابن مسعود سے نکالا مرفوعا مت خرید و مچھلی کو پانی مین وہ غرر ہے اسکی اسناد مین یزید بن ابی زیاد ہی اور بیہقی نے اسکے موقوف ہونے کو ترجیح دی مسوی مین ہے امام مالک نے کہا غرر اور مخاطرہ مین یہ داخل ہے کہ آدمی کا غلام بھاگ گیا ہو یا جانور گم ہو گیا ہو اور اسکی قیمت پچاس دینار ہو ایک دوسرا شخص اس سے کہے مین اس غلام یا جانور کو بیس دینار مین تجہ سے خرید تا ہون اگر خریدار نے اسکو پایا تو بائع کو تیس دینار کا نقصان ہوا اگر نہ پایا تو خریدار کے بیس دینار گئے امام مالک نے کہا اس بیع مین ایک اور قباحت ہی وہ یہ کہ معلوم نہین اب اس غلام یا جانور کا کیا حال ہے اسکی قیمت بڑہ گئی ہے یا گہٹ گئی ہے اور یہ بڑا خطرہ ہے امام مالک نے کہا ہماری نزدیک یہ بھی مخاطرہ اور غرر مین داخل ہے کہ عورتون یا مادیان کے پیٹون مین جو بچے ہون انکو خریدے معلوم نہین بچہ ہوتا ہے یا نہین اگر ہووے تو برا ہوتا ہے یا اچھا پورا یا ادہورا نر یا مادہ ان مین سے ہر ایک کی قیمت جداگانہ ہے زیادہ اور کم انتہی (روضہ)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُوْنِ الْاَنْعَامِ وَضُرُوْعِهَا وَضَرْبَةِ الْغَائِصِ جانورون کے پیٹ مین اور انکے تہنون مین جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک مار کا شکار

یہ بھی منع ہے عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُوْنِ الْاَنْعَامِ حَتّٰى تَضَعَ وَعَنْ مَا فِي ضُرُوْعِهَا اِلَّا بِكَيْلٍ وَعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وَهُوَ اٰبِقٌ وَعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ وَعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتّٰى تُقْبَضَ وَعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ ابو سعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جانورون کے پیٹون مین جو ہے اسکی خریدنے سے یہانتک کہ وہ جنین (جب جنین تو اب بچہ کا بیچنا درست ہی) اور جو انکے تہنون مین ہے یہانتک کہ وہ ماپا جاوے (یعنے دودہ کو دوہ کر ماپ مین اسوقت بیچنا درست ہی) اور منع کیا بھاگے ہوئے غلام کے خریدنے سے اور غنیمت (لوٹ) کا مال خریدنے سے یہانتک کہ وہ تقسیم کیا جاوے (جب تقسیم ہو جاوے تو اب خریدنا درست ہے) اور منع کیا صدقات کے خریدنے سے جب تک وہ قبضہ مین نہ آجاوین (صاحب صدقہ کے) اور منع کیا غوطہ مار کا ایک غوطہ خریدنے سے ف کہ ایک غوطہ مین جو نکلے کیونکہ اس مین دہوکا ہے یہ ترجمہ اسوقت ہی جب حدیث مین غائص ہو اور بعض نسخون مین قانص ہے تو یہ ترجمہ ہوگا کہ شکاری کا ایک ضرب یعنے ایک بار جال پہینکنے مین جو جانور آوین انکی بیع سے منع کیا کیونکہ اس مین بہی دہوکا ہے اور غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے خریدنے کی ممانعت ابن عباس کی حدیث مین بھی وارد ہے اسکو نسائی نے نکالا اور ابوہریرہ کی حدیث مین اسکو احمد اور ابوداؤد نے نکالا

اور دوسری روایتون مین میوے کی بیع منع ہے جبتک کہانے کے لائق نہ ہوجاوے اور بالون کی بیع جانور کی پیٹہ پر اور دودہ کی چہاتی مین اور گہی کی دودہ مین اسکو دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا لیکن اسکے اسناد مین عمرو بن فروخ ہے ثقہ کہا اس کو یحییٰ بن معین نے اور غرر کی حدیثین انکو قوی کرتی ہین کیونکہ ان سب مین غرر ہے (روضہ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حمل کا حمل بیچنے سے **ف** اسکو امام مسلم اور مالک نے بہی نکالا صحیحین مین ہے کہ جاہلیت والے اونٹ کا گوشت خریدتے تہے حمل کے حمل تک وہ یہ ہے کہ اونٹنی اپنا حمل جنے پہر اسکا بچہ حمل سے ہو وہ جنے تو آپ نے اس سے منع کیا اور بعضون نے کہا خود حمل کا حمل بیچنا مراد ہے اور بعضون نے کہا اس کے بچے کا بچہ بیچنا (یعنی بوجہ جہالت میعاد کے ہے) اور ابوسعید کی حدیث مین جانورون کے پیٹ مین جو ہو اسکا بیچنا منع ہے جیسے اوپر گزرا اسکو احمد اور بزار اور دارقطنی نے بہی نکالا لیکن اسکے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اور وہ ضعیف ہے اور امام مالک نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حیوان مین ربا نہین ہے بلکہ حیوان مین تین چیزین منع ہین ایک حمل دوسرے نطفہ تیسرے حمل کا حمل یعنے ان تینون چیزون کا بیچنا مین کہتا ہون اہل علم کا اسپر اتفاق ہے امام محمد نے کہا یہ سب بیعین مکروہ ہین اور انکی بیع جائز نہین کیونکہ وہ غرر ہین ہمارے نزدیک اور منہاج مین ہے کہ منع کیا حضرت نے حمل کے حمل سے اور وہ کہتا ہے بچہ کا بچہ اس طرح پر کہ خود اسکو بیچے یا اور کوئی چیز اس وعدہ پر بیچے کہ جب تک بچہ کا بچہ ہو (روضہ)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ نیلام (ہراج) کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ فَقَالَ لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيْهِ الْمَاءَ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ وَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَاْتِنِيْ بِهِ فَفَعَلَ فَاَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّ فِيْهِ عُوْدًا بِيَدِهِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا اَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَاءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِيْءَ وَالْمَسْئَلَةُ نُكْتَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ دَمٍ مُوْجِعٍ انس بن مالک سے روایت ہے ایک مرد انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ سے سوال کرتا تہا آپ نے فرمایا تیرے گہر مین کوئی چیز ہے اُس نے عرض کیا جی ہان ایک کملی ہے جس مین سے ہم کچہ اوڑہتے ہین اور کچہ بچہاتے ہین اور ایک پیالہ ہے جس مین ہم پانی

پیتے ہین آپ نے فرمایا ان دونون کو میرے پاس لے آوے گیا اور لیکر آیا آپ نے ان دونو چیزون کو لیا اپنے ہاتھہ مین اور فرمایا کون مول لیتا ہے انکو ایک شخص بولا مین لیتا ہون دونون کو ایک درم کے بدل آپ نے فرمایا کون بڑہاتا ہے ایک درم پر دو بار فرمایا یا تین بار (یہی نیلام ہے یعنی بیع من یزید) ایک شخص بولا مین ان دونون کو دو درم کے بدل لیتا ہون آپ نے اس کو دیدیا ان دونون چیزون کو اور اس سے دو درم لیکر اس انصاری مرد کو دیے اور فرمایا ایک درم کا اناج خرید کر اپنے گھر والون کو ڈالدے اور دوسرے درم کا ایک کلہاڑا خرید اور میرے پاس لیکر آ اس نے ایسا ہی کیا آپ نے وہ کلہاڑا لیکر اس مین ایک لکڑی اپنے ہاتھہ سے جمادی اور فرمایا جا اور لکڑیان لا (جنگل سے اور بیچ) پندرہ دن تک میرے پاس مت آئیو وہ لکڑیان لانے لگا اور بیچنے لگا پھر آیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) اور اسکے پاس دس درم تھے آپ نے فرمایا اب چند درم کا غلہ لے اور چند درم کا کپڑا پھر فرمایا یہ تیرے لیے بہتر ہے (یعنی اپنی محنت سے کمانا) اس سے کہ تو آوے اور سوال تیرے مونہ پر داغ ہو قیامت کے دن بیشک سوال درست نہین ہے مگر اسکو جو انتہا کا محتاج ہو یا سخت قرضدار ہو یا خون مین گرفتار ہو جو ستاوے **ف** یعنے کسیکا خون کیا اور مقتول کے وارث دیت پر راضی ہوگئے لیکن اسکے پاس روپیہ نہین ہے اب مقتول کے وارث اسکو ستا رہے ہین اور دیت کا تقاضا کر رہے ہین تو اسکو سوال کرنا درست ہے تاکہ روپیہ جمع کر کے دیت ادا کرے اسیطرح سخت قرضداری سے یہ مطلب ہے کہ قرضہ اسکے مال سے زیادہ ہو اگر قرضہ مال کے برابر ہو تو وہ سخت نہین ہے مال کو بیچ کر قرضداری ادا کرے اسیطرح انتہا کی محتاجی یہ ہے کہ ایک رات دن کی قوت اسکے پاس نہو اور بعضون نے کہا تین رات کی اور بعضون نے کہا نصاب کے موافق اسکے پاس مال نہو واللہ اعلم

باب الاقالة اقالہ یعنے بیع فسخ کرنے کا بیان **ف** جب بیع بشرط خیار ہو تو جس کو اختیار دیا گیا ہو اسکو فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے اگر دونون نے اختیار رکھا ہو تو دونون کو اختیار ہوگا لیکن اگر اختیار کی مدت گذر جاوے یا اختیار کی شرط ہی نہو تو اب بیع فسخ نہین ہوسکتی الا اسصورت مین جب بائع اور مشتری دونون راضی ہوجاوین اور دونون ملکر بیع کو فسخ کرین تو یہ جب چاہین ہوسکتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مشتری یا بائع ایک مدت کے بعد اپنا نقصان دیکھکر فسخ بیع چاہتا ہے لیکن دوسرے فریق کے وہ اختیار مین ہوتا ہے تو حدیث مین اسکی ترغیب دی کہ ایسی حالت مین بھی بیع کا فسخ کر دینا بہتر ہے اور ثواب ہے کیونکہ وہ احسان ہے مسلمان پر **عن** ابی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو اقالہ کردیگا (یعنے فسخ بیع پر اسکے ساتھہ راضی ہوجاویگا) تو اللہ تعالی اسکے گناہون کا اقالہ کردیگا قیامت کے دن (مسلمان کے ساتھہ احسان کرنے کا

بدل اللہ تعالی قیامت کے دن اسکو دیگا **باب** مَن کرہ اَن یُسعر نرخ مقرر کرنا منع ہے **ف** قدیم زمانوں مین اور انکی حکومتون مین یہ دستور تہا کہ جب غلہ کی گرانی ہوجاتی اور غربا شکایت کرتے تو نا عاقبت اندیش حکام غلہ کے بیوپاریون کو بلا کر ان کو مارتے پیٹتے سزائین دیتے اور ایک نرخ مقرر کردیتے کہ اس سے کم ست بیچو وہ بیچارے جبراً و قہراً جان اور عزت کے ڈرسے اُس نرخ پر بیچتے اور اپنا نقصان کرتے اس برے انتظام کا یہ اثر ہوتا کہ چند ہی روز مین بیوپاری غلہ منگانا چہوڑ دیتے اور سارا ملک کا ملک فاقون کے مارے ہلاک ہوجاتا اور قحط پہیل جاتا شرع مین بہی اس برے انتظام سے منع فرمایا سبحان اللہ شریعت کیا عمدہ قانون ہے جس مین دین اور دنیا دونون کی بہلائی ہے عَن اَنَسِ ابنِ مَالِكٍ قَالَ غَلَا السِّعرُ عَلیٰ عَهدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَد غَلَا السِّعرُ فَسَعِّر لَنَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ المُسَعِّرُ القَابِضُ البَاسِطُ الرَّازِقُ اِنِّی لَاَرجُو اَن اَلقٰی رَبِّی وَلَیسَ اَحَدٌ یَطلُبُنِی بِمَظلِمَةٍ فِی دَمٍ وَلَا مَالٍ انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے کہا نرخ مہنگا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ نرخ مہنگا ہوگیا آپ ہمارے لیے نرخ مقرر کردیجیے آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالی نرخ مقرر کرنیوالا ہے کبہی روک لیتا ہے کبہی چہوڑ دیتا ہے وہی روزی دینے والا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ اللہ سے ملون اور سوقت کوئی شخص مجہسے طالب نہو کسی مظلمہ کا جان یا مال مین **ف** یعنے نہ مالی نہ جانی کسیطرح کا ظلم مینے کسیپر کیا ہو حدیث مین اشارہ ہے کہ نرخ مقرر کرنا ایک مالی ظلم ہے بیوپاریون پر اور غلہ کے تاجرون پر اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی اور بزار اور ابویعلے نے بہی نکالا اور ابن حبان اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور اسباب مین کئی حدیثین آئی ہین۔ ہدایہ مین ہے کہ بادشاہ وقت کو نرخ مقرر نہ کرنا چاہیے البتہ اگر غلہ کے بیوپاری عمداً بلا وجہ نرخ کو بہت گران کردین اور قاضی عامہ خلائق کے حقوق کو بدون نرخ معین کرنے کے نہ بچا سکے تو اہل الرائے کے مشورے سے نرخ مقرر کرنے مین قباحت نہین **مترجم** کہتا ہے مین صاحب ہدایہ کی اس رائے کے مخالف ہون حدیث مین مطلق نرخ معین کرنے سے ممانعت ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حاکم نے جہان نرخ مین دخل دیا تو بڑی بڑی آفتین پڑ گئین اور اخیر مین قحط کی شدت سے لوگ ہلاک ہوگئے پس کسی حال مین نرخ مقرر کرنا نہین چاہیے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ غلہ کے بیوپاری بلا وجہ غلہ کو مہنگا بیچتے ہین اور انکو مال سستا پڑتا ہے لیکن لوگون کو ستاتے ہین تو اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ حاکم اپنی طرف سے ایک غلہ کا تجارت خانہ کہول دیوے اور باہر سے غلہ منگوا کر تہوڑے نفع پر یا اصل لاگت پر لوگون کے ہاتہہ بیچے اس صورت مین بیوپاری خود بخود سستا کرینگے اگر نہ کرینگے تو رعایا کا نقصان نہین وہ حاکم کے تجارت خانہ

مین سے علیحدہ لیجے اگر حاکم خود یہ نکر سکے تو چند خدا ترس رحم دل تاجرون کو ایسا کرنیکی ترغیب دیوے اور حکومت کی جانب سے انکی امداد کی جاوے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لَوْ قَوَّمْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُفَارِقَکُمْ وَلَا یَطْلُبُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ بِمَظْلِمَۃٍ ظَلَمْتُہٗ ابو سعید سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین نرخ مہنگا ہوا لوگون نے کہا کاش آپ قیمت مقرر کردین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ مین تم سے جدا ہون اور کوئی مجھ سے مطالبہ نہ کرتا ہو کسی مظلمہ کا جو مین نے اسپر ظلم کیا ہو بَابُ السَّمَاحَۃِ فِی الْبَیْعِ خرید و فروخت مین آسان کرنا ف یعنی ذری ذری سی چیز یا قیمت کے لیے تقاضا اور سختی نہ کرنا اگر بائع ہو تو قیمت مین کچھ کم آوے جب بھی قبول کر لینا اگر مشتری ہو اور مال مین کچھ خفیف سا نقص ہو تو تکرار نہ کرنا لے لینا ماپ تول مین زیادہ جھگڑا نہ کرنا معین وزن یا ماپ سے کچھ زیادہ دیدینا غرض لوگون کا دل خوش کہنا اور خلق کے ساتھ معاملہ کرنا بے وقوف سمجھتے ہین کہ ایسے تاجر کو نقصان ہوگا اور اسکو بھولا نادان جانتے ہین لیکن وہ خود جاہل ہین انکو یہ معلوم ہی نہین کہ جو کوئی تاجر ایسا ہوتا ہے تو تمام مشتری اُسی کے پاس آتے ہین اور اسیکا مال لیجاتے ہین دوسری جگہ اگر عمدہ اور کچھ سستا بھی ملے تو وہان سے نہین لیتے اور خوش خلقی کی وجہ سے اسی تاجر کا فائدہ جاتے ہین چند ہی روز مین یہ تاجر بہت بڑھ جاتا ہے اور اسکی تجارت چمک جاتی ہے اور ایک خفیف نقصان کے عوض اسکو ہزارون لاکھون کا فائدہ حاصل ہوتا ہے غرض قربان شریعت اور صاحب شریعت کی جو حکم دیا ہے وہ ایک جوہر بیش بہا ہے جسکی قدر ومنزلت وہی جانتے ہین جنکو اللہ سبحانہ وتعالی نے عقل سلیم دی ہے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْخَلَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ رَجُلًا کَانَ سَھْلًا بَائِعًا وَّمُشْتَرِیًا حضرت عثمان سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جنت مین لیجاوے اس شخصکو جو نرم ہو بیچنے اور خریدنے کی حالت مین عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ سَمْحًا اِذَا اشْتَرٰی سَمْحًا اِذَا اقْتَضٰی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے اُس بندے پر جو بہت بھلا ہو نرم ہو جب بیچے اور جب خریدے اور جب تقاضا کرے رکسیپر اپنے قرضے کا تو سہولت سے مانگے اگر وہ مہلت مانگے تو مہلت دیوے اگر واقعی وہ مفلس ہو تو معاف کردیوے یا کچھ کم کردیوے) بَابُ السَّوْمِ نرخ چکانا جائز ہے یعنے بائع ایک دام کہے اور مشتری اس سے کم کو مانگے) عَنْ قَیْلَۃَ اُمِّ بَنِیْ اَنْمَارٍ قَالَتْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ عُمَرِہٖ عِنْدَ الْمَرْوَۃِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی امْرَاَۃٌ اَبِیْعُ وَاَشْتَرِیْ فَاِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَبْتَاعَ الشَّیْءَ سُمْتُ بِہٖ اَقَلَّ مِمَّا اُرِیْدُ ثُمَّ زِدْتُ حَتّٰی اَبْلُغَ الَّذِیْ اُرِیْدُ وَاِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَبِیْعَ

الشَّیْءَ سُمْتُ بِہِ اَکْثَرَ مِنَ الَّذِیْ اُرِیْدُ ثُمَّ وَضَعْتُ حَتّٰی اَبْلُغَ الَّذِیْ اُرِیْدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلِیْ یَا قَیْلَۃُ اِذَا اَرَدْتِ اَنْ تَبْتَاعِیْ شَیْئًا فَاسْتَامِیْ بِہِ الَّذِیْ تُرِیْدِیْنَ اُعْطِیْتِ اَوْ مُنِعْتِ فَقَالَ اِذَا اَرَدْتِ اَنْ تَبِیْعِیْ شَیْئًا فَاسْتَامِیْ بِہِ الَّذِیْ تُرِیْدِیْنَ اُعْطِیْتِ اَوْ مُنِعْتِ قیلہ ام بنی انمار سے روایت ہے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپکے کسی عمرے مین مروہ پہاڑ کے پاس اور مین نے عرض کی یا رسول اللہ مین ایک عورت ہون جو خرید وفروخت کرتی ہون تو مین جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہون اسکا سول پہلے اس سے بھی کم کہتی ہون جتنے کو مین اسے لینا چاہتی ہون پھر بڑہاتے بڑہاتے اپنے دل کے سول تک آجاتی ہون اور جب مین کوئی چیز بیچتی ہون تو پہلے قیمت اس سے زیادہ بیان کرتی ہون جتنے کو مین اسے دینا چاہتی ہون پھر کم کرتے کرتے اس سول پر آجاتی ہون جتنے کو دینا چاہتی ہون یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قیلہ الیسا مت کر اور یہ ممانعت تنزیہی ہی اور کمال تقوی کے طور پر ہے اور آگے کی حدیث سے اسکا جواز ثابت ہوتا ہے جب تو کوئی چیز خریدنا چاہے تو جتنے کو لینا چاہتی ہے وہ دام کہدے پھر بائع اوتنے کو دیوے یا نہ دیوے اور جب تو کوئی چیز بیچنا چاہے تو ایک ہی دام کہدے جتنے کو تو دینا چاہتی ہے خواہ خریدار لیوے یا نہ لیوے **ف** یہ امر اعلے ہی اور کمال تقوی اور احتیاط ہی کہ تجارت مین ایک سخن ہو اور اس سے تجارت کی رونق بہت بڑہتی ہے اگرچہ سول تول کرنا بھی درست ہی اور ممکن ہے کہ ممانعت سے یہ مطلب ہو کہ اگر مشتری تیری اصل لاگت دریافت کرے تو اسوقت جھوٹ بولنا اور لاگت زیادہ بتانا جائز نہین یہ بالاتفاق حرام ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتون کو تجارت کرنا درست ہی اور غیر محرم سے بات چیت کرنا جائز ہے اگر کسی فساد کا ڈر نہ ہو کیونکہ تجارت مین بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے **عن** جابر بن عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ فَقَالَ لِیْ اَتَبِیْعُ نَاضِحَکَ ھٰذَا بِدِیْنَارٍ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ نَاضِحُکُمْ اِذَا اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ قَالَ فَتَبِیْعُہٗ بِدِیْنَارَیْنِ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ قَالَ فَمَا زَالَ یَزِیْدُنِیْ دِیْنَارًا دِیْنَارًا وَیَقُوْلُ مَکَانَ کُلِّ دِیْنَارٍ وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَکَ حَتّٰی بَلَغَ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا فَلَمَّا اَتَیْتُ الْمَدِیْنَۃَ اَخَذْتُ بِرَاْسِ النَّاضِحِ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَعْطِہٖ مِنَ الْغَنِیْمَۃِ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا وَقَالَ انْطَلِقْ بِنَاضِحِکَ فَاذْھَبْ بِہٖ اِلٰی اَھْلِکَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک جہاد مین آپنے مجھ سے فرمایا تو اپنے پانی لانیکا اونٹ میرے ہاتھ بیچتا ہے ایک دینار کے بدلے اور اللہ تجھے بخشے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹ آپکا ہے جب مین مدینہ پہونچ جاؤن آپنے فرمایا اچھا دو دینار کو بیچتا ہے اللہ تجھے بخشے جابر نے کہا پھر آپ اسیطرح سے ایک ایک دینار بڑھاتے رہے اور ہر بار

فرماتے رہے اللہ تجھے بخشے یہانتک کہ بیس دینار تک پہونچ گئے گویا جابر کے بیس بار مغفرت کی دعا کی سبحان اللہ کیا ہے قسمت
جابر کی آخر جب مدینہ میں آیا تو میں نے اس اونٹ کا سر تھاما اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر آیا آپ نے فرمایا
اے بلال جابر کو تھیلی میں سے بیس دینار دی اور مجھ سے فرمایا اپنا اونٹ بھی لے اپنے گھر والوں پاس لیجا ف سبحان اللہ
شفقت اور مہربانی کے قربان ایسے اخلاق سے صحابہ کو آپ سے عشق تھا جہان آپکا پسینہ گرتا وہان وہ خون بہا دیتے
جان اور مال آپ پر نثار کرنا فخر جانتے حدیث سے یہ نکلا کہ نرخ کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر بائع ایک جانور کو بیچے
اور کسی مقام تک اسپر سواری کرنے کی شرط کر لیوے تو جائز ہے امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ اپنی عادت
کے موافق اسکو ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ نرخ چکانا آپ کا بر سبیل شفقت تھا نہ بر سبیل تشدد اور سختی کیونکہ جابر تو ایک
ہی دینار پر راضی ہو گئے تھے لیکن آپ نے بیس دیناروں تک بڑھایا اور مقصود جابر سے سلوک کرنا اور انکے لیے دعا کرنا تھا
انکے باپ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور دس نا کدخدا لڑکیاں یعنے جابر کی بہنیں چھوڑ گئے تھے وہ بڑی تنگی میں
مبتلا تھے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ جابر جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے تو اپنے گھر والوں سے اونٹ کے بیچنے کا ذکر
کیا انہوں نے جابر کو ملامت کی کہ ایک ہی اونٹ گھر کے کاموں کے لیے تھا اسکو بھی تو نے بیچ ڈالا لیکن جابر نے انکی
بات پر خیال نہ کیا اور اپنے وعدے کے موافق اونٹ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے آپنے
بیس دینار دیے اور اونٹ بھی فرمایا کہ اپنے گھر میں لے جاؤ شاید وحی سے یہ حال آپ کو معلوم ہو گیا ہو اور شاید
محض حسن اخلاق ہو غرض قربان ایسے رحیم اور کریم پیغمبر کے جو حسن ظاہری اور باطنی دونوں میں بے نظیر تھے ۵

یا ربِّ صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا   علی نبیِّک خیرِ الخلقِ کلِّهِم

عن علیٍّ قال نهی رسولُ اللّٰهِ صلّی اللّٰهُ علیه وسلّم عن السّوم قبل طلوعِ الشّمس وعن ذبحِ ذواتِ الدَّرِّ
حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نرخ چکانے سے سورج نکلنے سے
پہلے (کیونکہ یہ وقت عبادت اور اللہ کے ذکر کا ہے) اور منع کیا دودھ والی بکری یا گائے کے کاٹنے سے ف اسلیے کہ
دودھ سے زیادہ فائدہ ہے ہمیشہ غذا ملے گی اور گوشت اسکا دو تین روز ہی کام آوے گا البتہ اگر دودھ والا جانور بوڑھا
ہو گیا اور اسکا دودھ بند ہو گیا تو کاٹنے میں مضائقہ نہیں

باب ما جاء فی کراهیة الایمان فی الشّراء والبیع

خرید و فروخت میں قسم کھانے کی کراہت

عن ابی هریرة رض قال قال رسولُ اللّٰهِ صلّی اللّٰهُ علیه وسلّم ثلاثةٌ لا یکلّمهم اللّٰهُ عزّ وجلّ یومَ القیامة ولا ینظر الیهم ولا یزکّیهم ولهم عذابٌ الیمٌ رجلٌ علی فضلِ ماءٍ بالفلاة یمنعه ابنَ السّبیل ورجلٌ بایع رجلًا سلعةً بعد العصر فحلف باللّٰهِ لاخذها بکذا

وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا قیامت کے دن نہ انکی طرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جسکے پاس ایک بے آب وگیاہ جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہے اور وہ اسکو روکتا ہے مسافر سے یعنے مسافر کو پینے کے لیے نہیں دیتا اور اس جنگل میں دوسرا کوئی مقام پانی کا نہیں ہے کہ مسافر وہاں سے پی لیوے دوسرے وہ شخص جس نے اپنا مال عصر کی نماز کے بعد بیچا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اتنے کو لیا ہے پھر خریدار نے اسکی بات کو سچا جانا حالانکہ وہ سچ نہ تھی تیسرے وہ شخص جسنے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کے لیے اُس نے دنیا کا مال اسکو دیا تو اس نے بیعت پوری کی نہ دیا تو بیعت پوری نہیں کی **ف** بلکہ امام کے مخالف ہو بیٹھا اور اس سے بغاوت اختیار کی اگرچہ جھوٹی قسم کھانا ہر وقت گناہ ہے لیکن معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اور بھی زیادہ سخت ہے **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا قیامت کے دن نہ انکی طرف دیکھے گا نہ انکو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں بڑے نقصان میں پڑے اور تباہ ہوئے پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں جو کوئی اپنے ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکادے اور جو کوئی کچھ دیکر احسان جتاوے اور جو کوئی اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر چلاوے **عَنْ** أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْحَلِفَ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ ابوقتادہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچو تم بیع میں قسم کھانے سے اسلیے کہ پہلی تو قسم سے مال چلتا ہے پھر برکت جاتی رہتی ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا أَوْ عَبْدًا لَهُ مَالٌ

جو شخص جوڑ لگا یا کھجور کا درخت بیچے یا اس غلام کو جسکے پاس مال ہو **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اشْتَرَى نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تابیر کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اسکا میوہ بائع کا ہوگا مگر جب خریدار میوہ لینے کی شرط کر لیوے **ف** تابیر کہتے ہیں پیوند کرنا یعنے نر کا گابھا لیکر مادہ میں رکھنا جب پیوند کرتے ہیں تو درخت میں کھجور بہتر پیدا ہوتی ہے لہذا پیوند کے بعد جو جھاڑ بیچا جاوے اسکا پھل بائع کو ملے گا اب آیندہ جو پھل پیدا ہو وہ مشتری کا ہوگا البتہ اگر مشتری شرط

کرے کہ پھل میں لوں گا تو شرط کی موافق مشتری کو ملیگا بعضوں نے کہا یہ حکم اُس وقت ہے جب درخت میں میوہ نکل آیا ہو اگر میوہ
نہ نکلا ہو تو وہ مشتری ہی کا ہوگا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن**
ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع نخلا قد أبرت فثمرتها للذی باعها الا ان یشترط المبتاع ومن ابتاع عبدا وله مال فماله
للذی باعه الا ان یشترط المبتاع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو
اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر جب مشتری شرط کر لیوے اور جو شخص ایک غلام خریدے وہ مالدار ہو تو اسکا مال بائع کا ہوگا مگر جب
مشتری شرط لیوے (کہ مال میں لوں گا تو مال مشتری کو ملیگا) **ف** دوسرے مسئلہ میں کسیکا خلاف نہیں ہے اور اختلاف
ہے اُن کپڑوں میں جو غلام لونڈی کے انگ پر ہوں بکتے وقت بعضوں نے کہا وہ بھی بائع لے لیگا بعضوں نے کہا ستر
ستر عورت کی موافق بیع میں داخل ہوگا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من باع نخلا
وباع عبدا جمعهما ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** عبادة بن الصامت قال قضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم بثمر النخل لمن ابرها الا ان يشترط المبتاع وان مال المملوك لمن باعه الا ان يشترط
المبتاع عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل اسکو دلایا جس نے درخت کو پیوند کیا مگر
جب مشتری شرط کرلے اور فرمایا کہ غلام کا مال بائع کا ہے مگر جب مشتری شرط کرے **باب** النهي عن بيع الثمار
قبل ان يبدو صلاحها پھلوں کی خوبی جب تک معلوم نہ ہو جاوے انکی بیع درختوں پر صحیح نہیں ہے **ف**
یعنی درخت پر جو پھل لگے ہوں انکا بیچنا جائز نہیں مگر جب کہ وہ پھل پکنے کے قریب ہو گئے ہوں اور یقین ہو گیا ہو کہ
اب یہ میوہ آفت سے محفوظ رہا اور ضرور سلامتی کے ساتھ درخت سے اترے گا **عن** ابن عمر عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لا تبيعوا الثمرة حتى يبدو صلاحها نهى البائع والمشتري ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو میوے کو اسکی پکنے سے پہلے منع کیا آپ نے بائع کو بیچنے سے اور مشتری
کو خریدنے سے **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبيعوا الثمر حتى يبدو
صلاحه ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو پھلوں کو جب تک
انکی خوبی ظاہر نہ ہو جاوے **عن** جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه
جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا میوے کی بیع سے یہانتک کہ اسکی بھلائی
کھل جاوے **عن** انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمرة حتى تزهو وعن
بيع العنب حتى يسود وعن بيع الحب حتى يشتد انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

منع کیا پھل کی بیع سے یہانتک کہ وہ لال یا زرد ہو جاوے یا خوشرنگ ہو جاوے (مطلب یہ ہے کہ پکنے کے قریب گدر ہو جاوے) اور منع کیا انگور کی بیع سے یہانتک کہ وہ کالا ہو جاوے اور دانے کی بیع سے یہانتک کہ وہ سخت ہو جاوے **باب بیع الثمار سنین والجائحۃ** کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان **ف** مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کا میوہ چار پانچ برس کے لیے کسی کے ہاتھ بیچے ایک معین قیمت پر تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے احتمال ہے کہ کچھ میوہ پیدا نہ ہو یا پیدا ہو لیکن آفت آکر خراب ہو جاوے تو مشتری کا روپیہ ضائع ہوگا ہمارے زمانہ میں یہ بیع بہت رائج ہے اور مسلمان برابر یہ بیعیں کرتے ہیں اور شرعی ممانعت کا خیال نہیں کرتے اللہ رحم کرے **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن بيع السنين جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کئی سال کے لیے بیع کرنے سے **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع ثمرا فاصابته جائحة فلا یاخذ من مال اخیه شيئا على ما یاخذ احدکم مال اخیه المسلم جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نے پھل بیچا پھر اس پر آفت آئی تو وہ اپنے بھائی (مشتری) کے مال میں سے کچھ نہ لیوے (بلکہ اسکی قیمت اسکو پھیر دیوے) آخر کس چیز کے بدلے میں سے کوئی اپنے بھائی مسلمان کا مال لیتا ہے **ف** اہل حدیث اور امام احمد نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہے کہ میوے پر اگر آفت آجاوے ایسی کہ کل میوہ تلف ہو جاوے تو ساری قیمت بائع سے مشتری کو واپس دلائی جاوے گی اگرچہ یہ آفت مشتری کا قبضہ ہو جانے کے بعد آوے اور حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری نے قبضہ کر لیا پھلوں پر اب کوئی آفت آئی تو مشتری کا نقصان ہوگا بائع سے کچھ نہیں لے سکتا اور حدیث میں وہ صورت مراد ہے جب پھل اسکے خوبی ظاہر ہونے سے پہلے بیچے جاویں اس صورت میں البتہ بائع کو دام پھیر دینا ہوں گے کیونکہ یہ بیع ہی جائز نہیں تھی **باب الرجحان فی الوزن** جھکتا تولنا (یعنے کچھ زیادہ) **عن** سوید بن قیس قال جلبت انا ومخرفة العبدی بزا من ھجر فجاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فساومنا سراویل وعندنا وزان یزن بالاجر فقال له النبي صلى اللہ علیہ وسلم یا وزان زن وارجح سوید بن قیس سے روایت ہے میں اور مخرفہ عبدی دونوں ہجر سے (ہجر ایک گاؤں ہے یمن میں اور بعضوں نے کہا شام میں اور بعضوں نے کہا تمام بحرین کا نام ہجر ہے) کپڑا لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ چکایا اسوقت ہمارے پاس ایک تولنے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا آپ نے اس سے فرمایا اے تولنے والے تول اور جھکتا تول **عن** مالک ابی صفوان بن عمیرة قال بعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل سراویل قبل الهجرة فوزن

لِي فَاَرْجَحَ لِي مالک ابو صفوان سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ ایک پاجامہ بیچا ہجرت سے پہلے آپ نے میرے
لیے تولا اسکی قیمت کو اور جھکتا تولا ف ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے پائجامہ مول لیا اور ظاہر ہے کہ پہننے کے لیے
مول لیا لیکن کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے پائجامہ پہنا اور ایک حدیث میں ہے کہ سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ
السلام نے پائجامہ پہنا اور اللہ تعالی نے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا اور جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے پائجامہ
پہنا اسکو لوگوں نے موضوع کہا ہے (انجاح) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا وَزَنْتُمْ فَارْجِحُوْا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تولو تو جھکا کر تولو باب
التَّوَقِّيْ فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ تول ناپ میں احتیاط کرنا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ
كَانُوْا مِنْ اَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ فَاَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذٰلِكَ ابن عباس سے روایت
ہے جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے سب سے برے تھے ماپ میں (یعنے کم تولتے تھے اور کم ماپتے تھے
جیسے دغاباز بنیے اس زمانہ میں کرتے ہیں) پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ آیت اتاری خرابی ہے کم ماپنے والوں کے لیے اخیر تک
اسکے بعد اچھا ماپنے لگے باب النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ دھوکا دینے سے ممانعت عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَبِيْعُ طَعَامًا فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ فَاِذَا هُوَ مَغْشُوْشٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے
گذرے جو اناج بیچ رہا تھا آپ نے اپنا ہاتھ اسکے اندر ڈال دیکھا تو وہ اندر سے تر ہی بگڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا جو کوئی فریب
کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنے مشتری کو دھوکا دیوے مال کا عیب چھپا دیوے لازم ہے کہ اگر مال میں کچھ عیب ہو تو مشتری
کو اسکی خبر کر دیوے اگر اسکا جی چاہے جب بھی تو خریدے یا نہ خریدے) عَنْ اَبِي الْحَمْرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهٗ طَعَامٌ فِيْ وِعَاءٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ فَقَالَ لَعَلَّكَ غَشَشْتَ مَنْ غَشَّنَا
فَلَيْسَ مِنَّا ابو الحمراء سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ایک شخص کی بازو سے گذرے جسکی
پاس اناج تھا برتن میں آپ نے اپنا ہاتھ اس اناج میں ڈالا اور فرمایا شاید تو نے اسکا عیب چھپایا جو کوئی ہم کو دھوکا دیوے
وہ ہم میں سے نہیں ہے باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ اناج کا بیچنا قبضہ کرنے سے پہلے منع ہے ف
یعنے اناج ایک شخص نے خریدا ابھی اسکو ماپا اور تولا نہیں کہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ منع ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی اناج خریدے وہ اسکو بیچے نہیں جب تک اپنے قبضہ میں اسکو نہ لاوے ف یعنی اسکو ماپ تول نہ

لیوے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یستوفیہ قال ابوعوانۃ فی حدیثہ قال ابن عباس احسب کل شیء مثل الطعام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ اسکو نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کرلیوے ابوعوانہ نے اپنی روایت مین کہا ابن عباس نے کہا مین ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہون (امام محمد نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے کہ کسی چیز کی بیع قبضے سے پہلے درست نہین لیکن ابوحنیفہ نے گھر اور زمین کی بیع قبضے سے پہلے جائز رکہی ہے) عن جابر قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن بیع الطعام حتی یجری فیہ الصاعان صاع البائع وصاع المشتری جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اناج کی بیع سے جب تک اُس مین دونون کے صاع نہ چلین بائع اور مشتری کے **ف** بائع نے خریدتے وقت اپنی صاع سے اسکو ماپا ہوگا اور مشتری جب بیچے اسوقت بہی ماپ لیوے تو اب دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے نکالا لیکن اسکی اسناد مین ابن ابی لیلے ہی اور ابوہریرہ سی بہی اس باب مین باسانید حسن اور ضعیف مروی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور امام احمد اور بخاری نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا جب تو خریدے تو ماپ اور جب بیچے تو ماپ اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعا کہ جب تو اناج خریدے تو اُسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرے اور امام مسلم نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سی یہانتک کہ اُسپر قبضہ کیا جاوی اور امام احمد نے حکیم بن حزام سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تو کوئی چیز خریدے تو اسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرلے اسکی اسناد مین علاء بن خالد وسطی ہے اور ابوداود اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان نے نکالا زید بن ثابت سی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سے جہان وہ خریدا جاوی جبتک سوداگر اسکو اپنے ٹہکانون مین نہ لیجاوین اور اس باب مین کئی حدیثین ہین اور جمہور کا یہی قول ہے حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ یہ حکم اناج سے خاص ہے کیونکہ اُسکی اکثر حاجت ہوتی ہے اور اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتے جب تک اُسکو خرچ نہ کرین تو احتمال ہے کہ قبضے سے پہلے بائع اس مین کوئی تصرف کرے اب یہ اگر اسکو قبضے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے تو ایک قضیے کے بدل دو قضیے پیدا ہونگے اور بعضون نے کہا ہر ایک مال منقول مین یہی حکم ہے اسلیے کہ اس مین گمان ہے تغیر اور عیب دار ہونیکا تو خصومت مین دوسری خصومت ہوگی اور ابن عباس نے کہا مین تو ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہون اور قیاس کے موافق یہی ہے مسوی مین ہے کہ امام مالک نے کہا ہمارے نزدیک جسپر اجماع ہے اور اُس مین خلاف نہین ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اناج خریدا گیہون یا جو یا جوار یا باجرہ یا اور کوئی دانہ جن مین

زکوۃ وجب ہے یا سالن کی قسم میں سے کچھ خریدا جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دودھ شیرہ وغیرہ تو خریدار کو اسکا بیچنا درست نہیں
جبتک اسپر قبضہ نہ کرلیوے اور شرح السنۃ میں ہے کہ اہل علم نے اتفاق کیا کہ جو شخص اناج خریدے اسکا بیچنا اسکو قبضے سے
پہلے درست نہیں ہے اور اختلاف ہے اناج کے سوا اور چیزوں میں شافعی اور محمد نے کہا سب چیزوں کا یہی حکم ہے یہانتک
کہ اسباب یا زمین اور مکان وغیرہ کا بھی کسی کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا زمین
اور مکان کی بیع قبضے سے پہلے درست ہے لیکن مال منقولہ کی درست نہیں اور امام مالک نے کہا اناج اور کھانے کی چیزوں کے
سوا اور اسباب منقولہ کی بیع بھی قبضے سے پہلے درست ہے میں کہتا ہوں اگلے زمانہ میں لوگوں کو تحریری سندیں نقد
روپیوں کی اور اناج کی ملتیں (حاکم کیطرف سے) اور وہ اسکو بیچ ڈالتے قبضہ کرنے سے پہلے اور خریدار کو وہ سند دیدیتے وہ
وقت پر اناج یا روپیہ لیتا اور سندوں کی بیع کے یہی معنی ہیں انتہے (روضہ) **باب** بيع المجازفة ڈھیر لگاکر
بیچنا **عن** ابن عمر قال كنا نشتري الطعام من الركبان جزافا فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان
نبيعه حتى ننقله من مكانه عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ہم سواروں سے اناج خریدتے ڈھیر کے ڈھیر (بغیر ماپے اور تولے)
تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا پھر اسکے بیچنے سے جب تک کہ ہم اسکو اس جگہہ سے نہ اٹھا دیں (کیونکہ
دوسری جگہہ لیجانا یہی اسپر قبضہ کرنا ہے) **عن** عثمان بن عفان قال كنت ابيع التمر في السوق فاقول
كلت في وسقي هذا كذا فادفع اوساق التمر بكيله واخذ شفي فدخلني من ذلك شيء فسالت رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال اذا سميت الكيل فكله عثمان بن عفان سے روایت ہے میں کھجور بیچتا تھا بازار میں پھر
میں کہتا تھا (خریدار سے) میں نے اس بوجھہ میں اتنے اتنے صاع ماپے ہیں اور اسی حساب سے کھجور کے بوجھے دیدیتا اور جو زائد
ہوتا وہ نکال لیتا (یعنے مشتری میرے قول پر اعتماد کرلیتا تو جتنے صاع کھجور اسکو مطلوب ہوتے اس حساب سے بوجھے اوٹھا دیتا
کیونکہ وہ میرے ماپے ہوئے تھے لہذا دوسری بار اسکے سامنے نہ ماپتا اور جو کھجور اسکی فرمایش سے زیادہ ہوتی اتنے صاع
ماپ کر بوجھہ میں سے نکال لیتا) پھر مجھے اس میں کچھ شبہ معلوم ہوا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے
فرمایا جب تو کہے کہ اس میں اتنے صاع ہیں تو اسکو ماپ دے مشتری کے سامنے **باب** ما يرجى في كيل الطعام من
البركة اناج ماپنے میں برکت ہوتی ہے **عن** عبد الله بن بسر المازني قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول كيلوا طعامكم يبارك لكم فيه عبداللہ بن بسر مازنی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے اپنا اناج ماپو اس میں تمکو برکت ہوگی **عن** ابي ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
كيلوا طعامكم يبارك لكم فيه ابو ایوب سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** الاسواق ودخولها بازاروں

کا اور بازارون مین جانیکا بیان عن ابی اسید حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الی سوق النبیط فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم ذھب الی سوق فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم رجع الی ھذا السوق فطاف فیہ ثم قال ھذا سوقکم فلا ینتقصن ولا یضربن علیہ خراج ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوق النبیط (ایک بازار کا نام تھا) مین گئے اسکو دیکھا تو فرمایا یہ بازار تمہارے لیے نہین ہے یعنے اس مین خرید فروخت نکرو کیونکہ وہان کے لوگ دغابازی کرتے ہون گے پہر دوسرے بازار مین گئے اور فرمایا یہ بازار بہی تمہارے لیے نہین ہے پہر اس بازار مین آئے اور اس مین پہرے بعد اسکے فرمایا یہ تمہاری بازار ہے (اس مین خرید فروخت تجارت کرو) تو اس مین مال کم نہ دیا جاویگا (جیسے اور بازارون مین کم تولتے ہین) اور اس بازار پر کوئی محصول مقرر نہوگا **ف** اسلیے کہ بازار مین حاکم اور امام کا کوئی حق نہین وہ رعایا کے لیے ہین پس بازار مین کوئی محصول قائم کرنا ظلم اور خلاف شرع ہے عن سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من غدا الی صلوۃ الصبح غدا برایۃ الایمان ومن غدا الی السوق غدا برایۃ ابلیس سلمان سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص صبح سویرے فجر کی نماز کے لیے جاوے وہ ایمان کا جہنڈا اٹہاکر گیا اور جو صبح سویرے بازار کو جاوے وہ شیطان کا جہنڈا لیکر گیا۔ **ف** طیبی نے کہا یہ تمثیل ہے اللہ کے گروہ اور شیطان کے گروہ کی صبحکو جو کوئی مسجد گیا اس نے ایمان کو بلند کیا اور دین کا شعار ظاہر کیا تو گویا ایمان کا جہنڈا اٹہایا اور جو بازار کو گیا اس نے دنیا کی فکر کی اور دین کو بالائے طاق رکہا یہ شیطان کا کام ہے تو گویا شیطان کا جہنڈا اٹہایا عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یدخل السوق لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیء قدیر کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ وبنی لہ بیتا فی الجنۃ حضرت عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار مین گہستے وقت یہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیے ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علے کل شئے قدیر تو اللہ تعالی اسکے لیے ہزار ہزار نیکیان (یعنے دس لاکھہ) لکہیگا اور ہزار ہزار برائیان اسکی مٹی جاوین گی اور اسکے لیے ایک گہر جنت مین بنادیگا **ف** بازار مین اس دعا کا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہوا کہ بازار دنیا مین مشغول ہونیکی جگہہ ہے اور اللہ سے غفلت کی تو اس جگہہ اللہ کو یاد رکہنا بڑے جوانمردون کا کام ہے فرمایا اللہ تعالے نے رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ دوسری روایت مین ہے کہ شیطان بازار مین اپنی کرسی

بجھاتا ہے اور لوگوں کو ٹہرکاتا ہے تو وہاں اسکی یاد کرنا گویا شیطان کو ذلیل کرنا ہے **باب** مَا يُرْجىٰ مِنَ الْبَرَكَةِ فِي الْبُكُوْرِ صبح سویرے برکت کا وقت ہے **عَنْ** صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا قَالَ وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ قَالَ وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهُ صخر غامدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح سویرے کے وقت اور آپ جب فوج کی ایک ٹکڑے یا لشکر کو روانہ کرتے تو سویرے اسکو بھیجتے راوی نے کہا صخر اس حدیث کے راوی سوداگر تھے وہ اپنا سوداگری کا مال سویرے روانہ کرتے آخر وہ امیر ہوگئے اور انکی دولت زیادہ ہوگئی **ف** سویرے سے یہ مراد ہے کہ شروع دن میں کرے صبح کی نماز کے بعد وقت برکت کا ہے جو کام اس وقت کریگا امید ہے کہ اس میں برکت ہوگی **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کیوقت جمعرات کے دن **ف** جمعرات کا دن اور زیادہ مبارک ہے خصوصاً سفر کے لیے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کیوقت میں **باب** بَيْعِ الْمُصَرَّاةِ مصراۃ کی بیع کا بیان **ف** مصراۃ وہ بکری جسکا دودھ ایک یا دو یا تین روز تک نہ دوہیں اسلیے کہ دودھ تھن میں جمع ہو جاوے اور مشتری دھوکا کھاکر زیادہ دام دیوے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ يَعْنِي الْحِنْطَةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مصراۃ جانور خریدا تو اسکو اختیار ہے تین روز تک اگر اسکو پھیر دیوے بائع کو تو ایک صاع کھجور کے ساتھ پھیرے دودھ کی قیمت میں جو خریدار نے لیا گیہوں کا دینا ضرور نہیں اسکو مسلم نے بھی نکالا اور صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو اس جانور کو رکھ لیوے اور اگر ناراض ہو تو پھیر دیوے اور ایک صاع کھجور کا اسکے ساتھ دیوے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَيْ لَبَنِهَا اَوْ قَالَ مِثْلَ لَبَنِهَا قَمْحًا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جو کوئی محفلہ (یعنے مصراۃ) بیچے تو خریدار کو اختیار ہے تین دن تک خواہ اسکو پھیر دیوے اور اسکے ساتھ اسکے دودھ کے دو چند یا برابر گیہوں دیوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض

أَنَّهُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَدَّثَنَا قَالَ بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں گواہی دیتا ہوں سچے پیغمبر اور سچ کیے گئے پر یعنے حضرت ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ نے فرمایا محفلات کا بیچنا فریب ہے یعنے ان جانوروں کا جنکے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو۔ اور مسلمان کو فریب کرنا درست نہیں ہے **ف** ابن عمر اور ابن مسعود دونوں کی حدیثوں کی اسناد ضعیف ہے اور صحیح اس باب میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اہلحدیث اور شافعی نے اسی کے موافق حکم دیا ہے اور منہاج میں ہے کہ تصریہ حرام ہے اور مشتری کو اسیوقت اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا تین دن تک پھیر دینے کا اختیار رہیگا اب اگر دودھ تلف ہوجانیکے بعد پھیرے تو جانور کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دیوے اور ایک صاع اور کسی اناج کا بھی کافی ہے اور اصح یہ ہے کہ دودھ زیادہ ہو یا کم صاع سے زیادہ دینا لازم نہ ہوگا اور شرح السنۃ میں ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا مشتری کو تصریہ کی وجہ سے پھیر دینے کا اختیار نہ ہوگا اور جب اُس نے دودھ دوہا تو مشتری عیب کیوجہ سے اسکو واپس نہیں کر سکتا لیکن ابن ابی لیلے اور ابو یوسف نے کہا کہ پھیر سکتا ہے اور دودھ کی قیمت بھی ادا کرے اور حجہ میں ہے کہ بعض حنفیہ نے اسحدیث پر عمل نکرنے کیلیے ایک قاعدہ بنایا ہے وہ یہ کہ جس حدیث کا راوی فقیہ نہ ہو اگر وہ قیاس کے خلاف ہو تو اسپر عمل نہ کیا جاویگا اور یہ قاعدہ غلط ہونیکے سوا اس مقام میں چل بھی نہیں سکتا کیونکہ بخاری نے مصراۃ کی حدیث کو ابن مسعود سے نکالا اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ظاہر ہے کہ عبداللہ بن مسعود حنفیہ کے نزدیک سب صحابہ میں زیادہ فقیہ تھے اور عبداللہ بن عمر کے بھی فقیہ ہونے میں شبہ نہیں ابن قیم نے کہا حدیث محکم صریح اور صحیح کو حنفیہ نے اس مسئلہ میں قیاس سے ترک کیا ہے اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اصول کے خلاف ہے حالانکہ اصول تو خود یہی ہیں قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور قیاس صحیح جو موافق ہو کتاب اور سنت کے تو حدیث صحیح خود ایک بڑی اصل ہے اب یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ اصل خود اصل کے مخالف ہے اور یہ کلام حنفیہ کا ابطل باطلات میں سے ہے اور درحقیقت دین کے اصول دو ہی ہیں ایک کتاب دوسری سنت اور تیسری اصل کوئی نہیں ہے اور کتاب اور سنت کے سوا جو چیزیں ہیں ان سب کو ان دونوں کی طرف پھیرنا چاہیے تو سنت یعنی حدیث تو قائم بالذات ہے اور قیاس اسکی فرع ہے تو اصل کو فرع سے کیونکر رد کریں گے اور امام احمد نے کہا قیاس تو یہ ہے کہ کسی اصل پر قیاس کیا جاوے جب کوئی اصل ہی کو گرا دے تو قیاس کاہے پر کریگا اور اوپر گذرا کہ مصراۃ کی حدیث قیاس کے موافق ہے اور شریعت میں کوئی حکم قیاس صحیح کے خلاف نہیں ہے البتہ قیاس باطل حدیث کے خلاف ہو سکتا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ حنفیہ نے خلاف قیاس نبیذ سے وضو جائز ہونا قبول کیا ایک حدیث ضعیف کی وجہ سے اور بیان حدیث

مصراۃ کو رد کیا جو اس سے کہین زیادہ صحیح ہے (روضہ مختصراً) مترجم کہتا ہی افسوس ہے کہ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی
رحمہ اللہ علیہ نے انجاح الحاجہ مین اس حدیث کے حاشیہ مین یہ لکھا کہ مصراۃ کا پھیر دینا یہی مذہب ہی شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف
کا لیکن بعضون نے کہا کہ اسیوقت جب تصریہ کا علم ہو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور بعضون نے کہا دودہ دوہنے کے بعد
اور بعضون نے کہا تین دن تک اختیار رہیگا اور ابو حنیفہ اور علماء عراق نے یہ کہا کہ پھیر دینے کا اختیار مشتری کو نہ ہوگا جب تک
شرط نہ ہو اسکی اور ایک صاع دودہ کی قیمت مین دینا جو حدیث مین ہی یہ قیاس صحیح کے برخلاف ہے کیونکہ کھجور دودہ کا مثل
نہین ہے نہ صورۃً نہ معنیً اور ہمارے نزدیک قاعدہ ہی کہ حدیث کا راوی اگرچہ حافظ اور عادل ہو لیکن فقیہ نہو جیسے ابو ہریرہ
اور انس ہین تو اسکی روایت اگر قیاس کے موافق ہوگی تو اوس پر عمل کیا جاوے گا ورنہ وہ ترک کی جاوے گی انتہی
مختصراً اور شاہ صاحب نے اس مقام مین حنفیہ کے ایک باطل قاعدہ کی پیروی کی اور کھلم کھلا حدیث کو رد کیا اور حنفیہ
کا قاعدہ نہ توڑا یہ ایک بڑی خطا ہی امید ہی کہ اللہ تعالی اس خطا کو معاف فرماوے کوئی قاعدہ حدیث کے خلاف بن
نہین سکتا اور حدیث سب قاعدون پر مقدم ہے اور لطف یہ کہ جو قاعدہ حنفیہ نے اپنے ذہن سے حدیث کو ترک کرنے
کے لیے بیان کیا وہ بھی بیان نہین چلتا کمال افسوس ہے کہ علماء حنفیہ اس مقام مین چشم پوشی کر کے صرف
اس قاعدے کو نقل کر دیتے ہین اور اوسپر سکوت فرماتے ہین اور یہ نہین غور کرتے کہ اس حدیث کے راوی تو عبد اللہ بن
مسعود بھی ہین جو حنفیہ کے بڑے امام اور مقتدا ہے اور اجلہ فقہا مین سے ہین اور ان کے سوا ابن عمر بھی ہین انکے
فقیہ ہونے مین کسی کو شبہ نہین اب اس قاعدے کو اگر مان بھی لیا جاوے جو محض ایک لغو ذہنی بات ہے جب بھی حدیث
کا قبول کرنا لازم آتا ہے یا اللہ تو حنفیہ کے دل کی آنکھ کھولدے اور انکو فہم سلیم عطا فرما اور حدیث اور قرآن کی پیروی اور متابعت
کی توفیق دے آمین یا رب العلمین **باب** الخراج بالضمان ہمیشہ فائدہ ہی کو ملے گا جو ضامن ہو یعنے اس
شے کا جو ابدار ہو اگر تلف ہو تو اسکا نقصان ہو ایسے ہی شخص کو اس شے کا فائدہ ملنے کا حق ہوگا) **عن** عائشۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی ان خراج العبد بضمانہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کیا کہ غلام کی کمائی وہی لیگا جو اسکا ضامن ہو **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک
شخص نے ایک غلام خریدا وہ کئی دن تک اسکے پاس رہا پھر عیب کیوجہ سے یا شرط خیار کی بنا پر اسکو واپس کر دیا تو
جتنے دنون وہ غلام خریدار کے پاس رہا اتنے دنون کی کمائی خریدار ہی کی ہوگی اسلیے کہ خریدار ہی اسکا ضامن تہا
ان دنون مین اگر وہ غلام خریدار کے پاس ہلاک ہو جاتا تو اسی کا نقصان ہوتا بائع کا نقصان نہ ہوتا روضہ مین ہے
کہ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن اور شافعی اور ترمذی اور ابن حبان اور ابن جارود اور حاکم اور ابن قطان اور

ابن خزیمہ نے بھی نکالا اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ایک روایت مین یہ صورت مسئلہ کی جو اوپر مذکور ہوئی صاف موجود ہے امام مالک نے
بھی اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے انتہی مختصراً **عن** عائشة ان رجلا اشترى عبدا فاستغله ثم وجد به عيبا فرده
فقال يا رسول الله انه قد استغل غلامي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخراج بالضمان ام المومنین حضرت عائشہ
سے روایت ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس سے کام لیا اجرت پر بعد اسکے عیب پایا اور بائع کو پھیر دیا بائع بولا یا رسول اللہ اس شخص نے میرے غلام کو اجرت پہ
لگایا آپ نے فرمایا کہ خراج یعنی فائدہ غلام کا ضمان کے عوض ہے تو وہ اجرت مشتری ہی کا حق ہے اسلیے کہ وہ ضامن تھا اس غلام کا اگر وہ غلام اس
کے پاس مرجاتا تو کیا اسکو تو دام پھیر دیتا **باب** عهدة الرقيق غلام لونڈی مین مشتری کو پھیر دینے کا اختیار کتنے
دن تک رہیگا **عن** سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عهدة الرقيق ثلاثة ايام
سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام کا اختیار تین دن تک ہے **ف** یعنے تین روز
تک اگر مشتری کوئی عیب پاوے تو پھیر دیوے یہ حدیث محمول ہے اس عیب پر جو فی الفور معلوم ہو سکتا ہے لیکن جو عیب
دیر مین معلوم ہوتے ہین انکے لیے کوئی مدت مقرر نہین ہے جبسے آگاہ ہوگا **عن** عقبة بن عامر ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لا عهدة بعد اربع عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار دن کے
بعد بائع ذمہ دار نہین ہے **باب** من باع عيبا فليبينه جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اسکی عیب کو بیان کر دیوے
عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم
باع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه له عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان
بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور کسی مسلمان کو درست نہین کہ اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیبدار چیز بیچے جب تک کہ اسکا
عیب بیان نہ کر دیوے **ف** اب جب عیب بیان کر دیا اور مشتری اسپر بھی اسکو خریدے تو اسکو پھیرنے کا اختیار نہ ہوگا
اگر عیب بیان نکرے تو اختیار ہوگا جب عیب معلوم ہو تو اسکو پھیر دیوے اسحدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی نے بھی نکالا
اور حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد حسن ہے اور احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک مین واثلہ بن اسقع سے بھی اسکا
مین نکالا لیکن اسکے اسناد مین ابو جعفر رازی اور ابو سباع ہے اور پہلے مین اختلاف ہے اور دوسرا مجہول ہے مترجم کہتا
ہے ابن ماجہ کے اسناد مین یہ لوگ نہین ہین لیکن بقیہ بن ولید ہے وہ بھی ضعیف ہے اور عدا کی حدیث اس باب مین آگے
آتی ہے اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن الجارود اور بخاری نے تعلیقاً نکالا اور مؤید ہے ان احادیث کی من غشنا
فليس منا جو صحیح مسلم مین ہے اور ان سب حدیثون سے نکلتا ہے کہ جب عیب بیان نکرے تو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار
ہوگا مترجم کہتا ہے اس باب مین صاف حدیث حضرت عائشہ کی ہے جو اوپر گذری اس مین ہے ثم وجد به عيبا فرده اور

صاحب روضہ کو اس حدیث سے استدلال کرنا بہتر تھا کیونکہ اس میں خیار العیب کا ذکر موجود ہے **عَنْ** وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تَلْعَنُهُ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی عیب دار چیز بیچے اور اس کا عیب بیان نہ کرے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر رہیگا اور ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے **بَابُ** النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ قیدیوں کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت **ف** اہلحدیث کے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ محارم میں تفریق کرنا جائز نہیں یعنے علاحدہ علاحدہ بیچنا کیونکہ اس میں انکو تکلیف ہوگی ایک دوسرے کی جدائی سے اور حنفیہ نے کہا کہ صغیر کو اسکے محرم سے جدا کرنا مکروہ ہے اور کبیر کو جدا کرنا جائز ہے اور شافعی کے نزدیک صغیر کی حد سات آٹھ برس تک ہے اور حنفیہ کے نزدیک احتلام تک اور امام احمد نے حدیث کے موافق کہا کہ بچہ اور اسکی ماں میں کبھی تفریق جائز نہیں ہے اگرچہ بچہ بڑا اور بالغ ہوجاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِالسَّبْيِ أَعْطَى أَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيعًا كَرَاهِيَةَ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب قیدی لائے جاتے (جو محارم ہوتے) تو ایک گھر کے لوگوں کو وہ سب دیدیتے کیونکہ آپ برا جانتے ان میں جدائی کرنے کو **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا فَقَالَ مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ قُلْتُ بِعْتُ أَحَدَهُمَا قَالَ رُدَّهُ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو غلام جو بھائی بھائی تھے ہبہ کیے پھر میں نے انمیں سے ایک کو بیچڈالا آپ نے پوچھا دونوں غلام کہاں گئے میں نے عرض کیا ایک کو میں نے بیچڈالا آپ نے فرمایا اسکو پھیر لے **ف** دوسری روایت میں ہے پھر جا اور انکو پھیر لے اور مت بیچ انکو مگر ایک ساتھ اسکو نکالا امام احمد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن الجارود اور حاکم اور ابن حبان وغیرہم نے اور ابوداؤد اور دارقطنی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے لیکن اوروں نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے حضرت علی سے کہ انہوں نے جدائی کی ایک لونڈی اور اسکے بچے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اس سے منع کیا اور بیع کو لوٹا دیا اور روضہ میں ہے کہ اسمیں کسی کا خلاف نہیں ہے اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ اجماعی ہے لیکن اس میں اعتراض ہے **عَنْ** أَبِي مُوسٰى قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ أَخِيهِ ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوس پر جو جدائی کرے ماں اور اسکے بچے میں یا بھائی بھائی میں **ف** اسکو دارقطنی نے بھی نکالا اور اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں ہے **بَابُ** شِرَاءِ الرَّقِيقِ غلام لونڈی خریدنے کا بیان **عَنْ** عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ أَلَا نُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ

إِلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ بَلَى فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا فَإِذَا فِيهِ هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ عبد المجید بن وہب سے روایت ہے عداء بن خالد بن ہوذہ نے کہا کیا میں تجھ کو وہ کتاب پڑھ کر نہ سناؤں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے لکھی تھی میں نے کہا کیوں نہیں سناؤ انہوں نے ایک کتاب نکالی میں نے جو دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا یہ وہ ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے خرید امحمد اللہ کے رسولؐ سے عداء نے ان سے ایک غلام خریدا یا ایک لونڈی خریدی اس میں نہ کوئی بیماری ہے نہ وہ چوری کا مال ہے اور نہ وہ حرام کا مال ہے مسلمان کی خرید مسلمان سے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَإِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے لونڈی خریدے تو کہے اللھم انی اسألک اخیر تک یعنے یا اللہ میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں اور بھلائی اسکی جو تو نے اسکی خلقت میں رکھا ہے اور پناہ مانگتا ہوں میں اسکی برائی سے اور جو تو نے اسکی خلقت میں رکھا ہے اسکی برائی سے اور دعا کرے برکت کی اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدے تو اسکی کوہان کا اونچا حصہ پکڑے اور برکت کی دعا کرے اور ایسا ہی کہے

بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوزُ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ

بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کا نقد بھی کم و بیش بیچنا درست نہیں ان کا بیان (صرف کہتے ہیں سونے چاندی کی بیع کو سونے چاندی کے بدل)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا بیچنا سونے کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد (یعنے اس ہاتھ دیا اُس ہاتھ لیا اگر ایک طرف میعاد ہو گی تو سود ہو جاوے گا اسی طرح اگر کم و بیش ہو گا جیسے دوسری روایتوں میں ہے) اور گیہوں بیچنا گیہوں کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور جو کا بیچنا جو کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور کھجور کا بیچنا کھجور کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد **ف** اس روایت میں چار ہی چیزوں کا ذکر ہے لیکن ابو سعید کی حدیث جو صحیح میں ہے اس میں چھ چیزوں کا ذکر ہے باقی دو یہ ہیں چاندی اور نمک اور اس میں یوں ہے پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اوسنے سود دیا یا لیا اور دینے والا اور لینے والا دونوں برابر ہیں اب اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان

چھ چیزوں کے سوا اور چیزوں میں بھی سود کا حکم ہے یا نہیں تو اہل ظاہر اور چند محققین علمای حدیث جیسے امام شوکانی اور صاحب سبل السلام اور علامہ ابوالطیب نور اللہ مرقدہ اسطرف گئے ہیں کہ اور چیزوں میں یہ حکم نہیں ہے اور ان میں سود نہ ہوگا اگرچہ جنس ایک ہی ہو پس اور چیزوں میں تفاضل اور نسیہ دونوں جائز ہونگے جیسے چانول جوار باجرا چنے وغیرہ میں اگرچہ ایک جنس اپنی جنس ہی کے بدل بیچی جاوے اور فقہائے مذاہب اور جمہور علما اسطرف گئے ہیں کہ اور چیزوں میں بھی سود ہے بشرطیکہ علت پائی جاوے اب علت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں علت قدر وجنس ہے یہ حنفیہ کا قول ہے بعض کہتے ہیں طعم وثمنیت یہ شافعیہ کا قول ہے بعضے کہتے ہیں طعم اور ادخار (رکھ چھوڑنا) یہ مالکیہ کا قول ہے اور دلیل لیتے ہیں یہ لوگ اُس سے جو دارقطنی اور بزار نے نکالا عبادہ اور انس سے اُس میں یہ ہے کہ جو چیز تولی جاوے یا ناپی جاوے جب اپنے نوع کے ساتھ بیچی جاوے تو یہی حکم ہے لیکن جب نوع مختلف ہو تو قباحت نہیں اس حدیث کی اسناد میں ربیع بن صبیح ہے ثقہ کہا اسکو ابوزرعہ وغیرہ نے لیکن ضعیف کیا اسکو ایک جماعت نے اور دلیل لی انہوں نے ابن عمر کی حدیث سے مزابنہ کے باب میں جو آگے آویگی اور سعید بن مسیب کی مرسل حدیث سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا گوشت کی بیع سے جانور کے بدل اسکو مالک نے موطا میں نکالا اور شافعی نے اور ابوداؤد نے مراسیل میں اور دارقطنی نے اسکو وصل کیا غرایب میں زہری سے انہوں نے سہل بن سعد سے اور کہا یہ روایت ضعیف ہے اور صواب مرسل روایت ہے اور متابعت کی انکی ابن عبدالبر نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر سے اسکو بزار نے نکالا لیکن اسکی اسناد میں ثابت بن زہیر ضعیف ہے اور ابوامیہ کی روایت سے بھی اسکو نکالا لیکن ابوامیہ بھی ضعیف ہے اور اسکا ایک اور شاہد ہے قوی حسن سے انہوں نے سمرہ سے اسکو حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے نکالا (روضہ مختصرا) عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ اَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ اِمَّا فِي كَنِيسَةٍ وَاِمَّا فِي بِيعَةٍ فَحَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ وَاَمَرَنَا اَنْ نَبِيعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا

مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید سے روایت ہے انہوں نے کہا عبادہ بن صامت اور معاویہ ایک گرجا میں یہود کے یا نصاری کے اکٹھا ہوئے تو عبادہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا چاندی کے بیچنے سے چاندی کے بدل اور سونے کے بیچنے سے سونے کے بدل اور گیہوں کے بیچنے سے گیہوں کے بدل اور جو کے بیچنے سے جو کے بدل اور کھجور کے بیچنے سے کھجور کے بدل اور ایک راوی نے کہا نمک کے بیچنے سے نمک کے بدل اور دوسرے نے اسکا ذکر نہیں

کیا اور حکم کیا ہم کو کہ ہم گیہوں کو جو کے بدل بیچیں اور جو کو گیہوں کے بدل نقداً نقد جسطرح سے چاہیں یعنی برابر برابر یا کم و بیش

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاندی کو بیچو چاندی کے بدل اور سونے کو سونے کے بدل اور جو کو جو کے بدل اور گیہوں کو گیہوں کے بدل لیکن برابر (زیادہ کم لینا درست نہیں) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْزُقُنَا تَمْرًا مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ فَنَسْتَبْدِلُ بِهِ تَمْرًا هُوَ اَطْیَبُ مِنْهُ وَنَزِیْدُ فِی السِّعْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ بِصَاعَیْنِ وَلَا دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَیْنِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ لَا فَضْلَ بَیْنَهُمَا اِلَّا وَزْنًا ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کی کھجور ہم کو دیتے (جمع ایک قسم ہے کھجور کی) ہم اسکو دیکر اسکے بدل اس سے عمدہ کھجور لیتے اور اپنی کھجور زیادہ دیتے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع کھجور کے بدل دو صاع کھجور نہیں بیچنا چاہیے نہ ایک درم دو درم کے بدل درم کو درم کے بدل بیچنا اور دینار کو دینار کے بدل درست نہیں مگر برابر تولکر زیادہ نہ ہوں ایک طرف (اور کم ایک طرف) بَابُ مَنْ قَالَ لَا رِبَا اِلَّا فِی النَّسِیْئَةِ جو شخص کہتا ہے سود نہیں ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اسکی دلیل ف اہل حدیث اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ ان چھ چیزوں میں جنکا ذکر حدیث میں ہے جب ہر ایک اپنی جنس کے بدل بیچی جاوے تو اس میں کم و بیش اسیطرح ایک طرف نسیہ یعنے میعاد ہونا دونوں منع ہیں دونوں سود ہیں اور جب ان میں سے کوئی دوسری جنس کے بدل بیچی جاوے جیسے چاندی سونے کے بدل یا گیہوں جو کے بدل تو کمی اور بیشی درست ہے لیکن نسیہ یعنے میعاد جائز نہیں دونوں طرف نقداً نقد ہونی چاہییں اور ابن عمر اور ابن عباس کا یہ قول تھا کہ ہر حال میں صرف نسیہ حرام ہے اور وہی ربا ہے لیکن کمی بیشی جائز ہے لیکن دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ان دونوں نے اپنے قول سے رجوع کیا ابوسعید کی حدیث سنکر اور جمہور کے موافق ہوگئے اب اسپر اجماع ہو گیا خلاف باقی نہیں رہا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَقِیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ فِی الصَّرْفِ شَیْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْ شَیْءٌ وَجَدْتَهُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا وَجَدْتُهُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الرِّبَا فِی النَّسِیْئَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے ابوسعید خدری سے

سُناوہ کہتے تھے درم کو درم کے بدل اور دینار کو دینار کے بدل برابر بیچنا چاہیے تو میں نے کہا میں نے تو ابن عباس کو اور کچھ
کہتے سنا ابو سعید نے کہا میں تو ابن عباس سے ملا اور میں نے کہا تم بیان کرو مجھ سے جو تم صرف کے باب میں کہتے ہو کیا کچھ تم نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں پایا ہے انہوں نے کہا نہ میں نے اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے لیکن اسامہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ربا سود نہیں ہے مگر نسیہ میں **عن** ابی الجوزاء قال سمعتہ یامر بالصرف یعنی ابن عباس ویحدث ذلک
عنہ ثم بلغنی انہ رجع عن ذلک فلقیتہ بمکۃ فقلت انہ بلغنی انک رجعت قال نعم انما کان ذلک رایا منی
وھذا ابو سعید یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن الصرف ابو الجوزاء سے روایت ہے میں نے سنا
ابن عباس صرف کے جواز کا حکم دیتے اور لوگ ان سے یہ حدیث روایت کرتے پھر مجھے خبر پہونچی کہ ابن عباس نے اس قول سے
رجوع کیا تو میں ان سے ملا مکہ میں میں نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ تم نے اپنے قول سے رجوع کیا انہوں نے کہا ہاں میرا قول پہلے سے
تھا میری اب میں نے ابو سعید کی حدیث سنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منع کیا صرف سے
ف جب برابر برابر نہ ہو یا نقد انقد نہ ہو ابن عباس حدیث سنتے ہی اپنی رائے سے پھر گئے اور رائے کو ترک کیا حدیث
پر عمل کیا لیکن مقلدین بے انصاف صحابہ کی پیروی نہیں کرتے اور ایک حدیث کیا متعدد حدیثیں سنکر بھی اپنے
مجتہد کا قول ترک نہیں کرتے حالانکہ ان کا مجتہد کبھی خطا کرتا ہے کبھی ثواب **باب** صرف الذھب بالورق سونے
کو اگر چاندی کے بدل بیچے **عن** عمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب بالورق ربا الا ھاء
وھاء قال ابو بکر بن ابی شیبۃ سمعت سفین یقول الذھب بالورق احفظوا حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل ربا ہے مگر جب نقد انقد ہو ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا میں نے سفین
سے سنا وہ کہتے تھے یہ جملہ یاد رکھو کہ سونے کا چاندی کے بدل بیچنا ربا ہے باوجود اختلاف جنس کے آپ نے اور بیچنا
ربا فرمایا **عن** مالک بن اوس بن الحدثان قال اقبلت اقول من یصطرف الدراھم فقال طلحۃ بن عبید اللہ
وھو عند عمر بن الخطاب ارنا ذھبک ثم ائتنا اذا جاء خازننا نعطک ورقک فقال عمر کلا واللہ
لتعطینہ ورقہ او لتردن الیہ ذھبہ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الورق بالذھب ربا الا
ھاء وھاء مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے میں آیا یہ کہتا ہوا کون بیع صرف کرتا ہے دراہم کی یہ سنکر
طلحہ بن عبید نے کہا وہ حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے ہمکو اپنا سونا بتلا (اور دیجا) پھر ٹھر کر آئیو جب ہمارا روکڑیا
(خزانچی) آوے تو ہم تجھے دراہم دیں گے حضرت عمر نے کہا ہر گز نہیں قسم خدا کی یا تو اسکی چاندی (دراہم) دیدو نہیں

تو اسکا سونا پھیر دوا سلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل بلا ہے مگر جب نقدا نقد ہو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِوَرِقٍ فَلْيَصْطَرِفْهَا بِذَهَبٍ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِذَهَبٍ فَلْيَصْطَرِفْهَا بِالْوَرِقِ وَالصَّرْفُ هَاءَ وَهَاءَ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کو دینار کے بدل بیچو اور درم کو درم کے بدل ایک طرف زیادہ نہو دوسری طرف کم) اور جسکو چاندی کی حاجت ہو وہ اسکو دیوے سونیکے عوض اور جسکو سونیکی حاجت ہو وہ چاندی کے بدل لیوے لیکن نقد انقد

بَابُ اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ

سونیکے بدل چاندی لے لینا اور چاندی کے بدل سونا لے لینا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيعُ الْاِبِلَ فَكُنْتُ اٰخُذُ الذَّهَبَ مِنَ الْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ مِنَ الذَّهَبِ وَالدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا اَخَذْتَ اَحَدَهُمَا وَاَعْطَيْتَ الْاٰخَرَ فَلَا تُفَارِقْ صَاحِبَكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں اونٹ بیچا کرتا تھا پھر چاندی کے بدل (جو قیمت میں ٹھیری) سونا لے لیتا اور سونیکے بدل چاندی لے لیتا اور روپیوں کے بدل اشرفیاں اور اشرفیوں کے بدل روپیہ تو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا جب تو دونوں میں سے ایک لیوے (یعنے روپیہ یا اشرفیاں) اور دوسرا دیوے تو مت جدا ہو اپنے صاحب سے اور کچھ معاملہ باقی ہو

ف مگر حساب صاف کر کے جدا ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ الدَّنَانِيرِ

روپیہ اور اشرفیاں توڑنے کی ممانعت (یعنے توڑ کر انکا زیور بنانا یا اور کچھ کام میں لانا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْرِ سِكَّةِ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةِ بَيْنَهُمْ اِلَّا مِنْ بَاْسٍ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانوں کا سکہ توڑنے سے جو رائج ہو (یعنے چل رہا ہو) مگر کسی ضرورت سے

ف جیسے وہ کھوٹا ہو تو توڑ ڈالنا چاہیے تا کہ کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اسیطرح کا فرونکا سکہ توڑنا یا مسلمانوں کا بھی جو چلتا نہ ہو درست ہے

بَابُ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ

تر کھجور کو (تازی جسکو رطب کہتے ہیں) سوکھی کھجور کے بدل بیچنا کیسا ہے

عَنْ زَيْدٍ اَبِي عَيَّاشٍ مَوْلًى لِبَنِي زُهْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ عَنِ اشْتِرَاءِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ اَيَّتُهُمَا اَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ قَالُوا نَعَمْ فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ زید ابو عیاش نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ سفید گیہوں جو کے بدل خریدنا کیسا ہے سعد نے کہا

دونون مین سے کون افضل ہے مینے کہا سفید گیہون تو سعد نے منع کیا اس سے اور کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ سے پوچھا گیا تر کھجور کا خریدنا خشک کھجور کے بدل آپ نے فرمایا کیا تر کھجور کم ہوجاتی ہے (وزن مین) سوکھ جانے سے لوگون نے کہا ہان آپ نے منع کیا اس سے **ف** اس حدیث پر عمل کیا تمام علما نے جیسے شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف اور محمد نے صرف ابو حنیفہ نے رطب کی بیع تمر کے بدل جائز رکھی برابر وزن کر کے اور یہ صریح مخالفت ہے حدیث کی اور بعضون نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کلام کیا اس حدیث مین اور کہا اسکا راوی زید ابو عیاش مجہول ہے اور ابو حنیفہ نے یہ دلیل لی کہ رطب تمر ہے یا نہین اگر ہے تو اس حدیث سے التمر بالتمر مثلا بمثل اسکی بیع جائز ہے اگر نہین ہے تو اسی حدیث مین یہ فقرہ ہے اذا اختلفت الاصناف فبیعوا کیف شئتم جب بھی بیع جائز ہوگی اور بعضون نے کہا کہ ابو حنیفہ نے سعد کی حدیث کو محمول کیا اودھار پر البتہ اودھار رطب کی بیع تمر کے ساتھ جائز نہین ہے **مترجم** کہتا ہے یہ حدیث موطا مین موجود ہے اور اہل حدیث نے اسکو قبول کیا اور ابو زید کی جہالت کو رفع کیا اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے اس سے کم درجہ کی حدیثون کو قبول کیا ہے اور قیاس کو ان کی وجہ سے ترک کیا ہے پھر یہان بھی ویسا ہی کرنا چاہیے تھا ابن قیم نے کہا ابو حنیفہ کا یہ قیاس صریح مخالف ہے حدیث کی اور لطف یہ ہے کہ قیاس صحیح بھی نہین ہے فاسد ہے ہم کہتے ہین کہ رطب تمر ہے لیکن رطب کی مساوات تمر کے ساتھ صرف وزن سے نہین ہو سکتی اسلیے کہ رطب مین پانی بھی شریک ہے پس یہ بیع جائز نہ ہوگی جیسے کوئی بھیگی ہوئی گیہون کو سوکھی گیہون کے عوض مین برابر بیچے تو حنفیہ بھی اسکو جائز نہین کہین گے اور یہان ایسا ہی موقع ہے اور اگر قیاس ابو حنیفہ کا صحیح ہوتا تو بھی حدیث کے خلاف قبول کے لائق نہ تھا نہ کہ جب قیاس فاسد بھی ہو اور یہی وجہ ہے کہ ابو حنیفہ کی مخالفت کی انکے شاگردون نے بھی اور افسوس ہے ان احناف پر کہ باوجود ان سب باتون کے پھر ابو حنیفہ ہی کے قول کو لیے جاتے ہین اور حدیث کی تاویل کرتے ہین لیکن ابو حنیفہ کا قول رد نہین کرتے

باب المزابنة والمحاقلة مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

ف مزابنہ کی تفسیر آگے آتی ہے اور محاقلہ یہ ہے کہ گیہون کا کھیت گیہون کے بدل بیچے یا چانول کا چانول کے بدل غرض اپنی جنس کے ساتھ اور یہ منع ہوا کیونکہ اس مین احتمال ہے کمی بیشی کا اور بعضون نے کہا محاقلہ یہ ہے کہ نصف یا ثلث پیداوار پر زمین کرایہ پر دینا جسکو بٹائی کہتے ہین لیکن بٹائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی خیبر کے یہود کے ساتھ لہذا یہان معنے اول مراد ہے

عن عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ تَمْرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَتْ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَتْ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا وَإِنْ كَانَتْ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذَلِكَ كُلِّهِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مزابنہ سے اور مزابنہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کی کھجور کو جو درختون پر ہووے کھجور کے بدل انداز کر کے بیچے یا انگور

کو جو بیل پر ہو انگور کے بدل انداز کر کے بیچے اور اگر کھیتی ہو تو مزابنہ یہ ہے کہ درختوں پر جو اناج ہو اسکو اناج کے بدل انداز کر کر بیچے ان سب سے منع کیا عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المحاقلۃ والمزابنۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سے عن رافع بن خدیج قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ رافع بن خدیج سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سی

باب بیع العرایا بخرصھا تمرا

عرایا کا جواز ف عرایا بھی مزابنہ ہی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی مسکینوں کے فائدے اور آرام کیلیے اور عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغ میں سے دو تین درخت کسی مسکین کو دیوے پھر اسکا آنا بار بار باغ میں نامناسب خیال کر کے ان درختوں کا میوہ خشک میوے کے بدل اس سے خرید لیوے اور ضرور ہے کہ یہ میوہ پانچ وسق سے کم ہو عن زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص فی العرایا زید بن ثابت سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عرایا میں عن زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخص فی بیع العریۃ بخرصھا تمرا قال یحیی العریۃ ان یشتری الرجل ثمر النخلات بطعام اھلہ رطبا بخرصھا تمرا زید بن ثابت سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عریہ کی بیع میں اسکے برابر کھجور کے بدل بیچنے کیا عریہ یہ ہی کہ ایک آدمی چند کھجوروں کے درخت خشک میوے کے بدل خریدے اپنے گھر والوں کے کھانے کیلیے ف نہ تجارت کیواسطے تو ضرورتًا اسکو جائز کہا احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث میں جابر سے یہ ہے کہ آپ نے اجازت دی عرایا کی کہ انداز کر کے ایک وسق یا دو وسق یا تین یا چار بیچیں اور بعض لوگوں نے عرایا کو بھی جائز نہیں کہا ان پر یہ حدیثیں حجت ہیں امام محمد نے کہا ہم ان حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جب عریہ پانچ وسق سے کم ہو (روضہ)

باب الحیوان بالحیوان نسیئۃ

ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودھار بیچنا منع ہے ف یعنے جب اس جنس کا ہو جیسے اونٹ کو بیچے اونٹ کے بدل یا غلام کو غلام کے بدل لیکن اگر جنس مختلف ہو تو اودھار بھی درست ہے اور شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہر طرح درست ہی اودھار ہو یا نقد ایک طرف زیادہ ہو تو بھی درست ہی جیسے ایک اونٹ دو اونٹ کے بدل اور شافعی نے باب کی حدیثوں کا یہ معنے کیا ہے کہ دونوں طرف اودھار ہو تو یہ منع ہے دوسری حدیث سی اودھار کی بیع اودھار سے اور موطا میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اونٹ جسکو عصیفیر کہتے تھے بیس اونٹوں کے بدل بیچا ایک میعاد پر اور عبد اللہ بن عمر نے ایک اونٹنی خریدی سواری کی چار اونٹ کے بدل اس اقرار پر کہ وہ اونٹنی کے مالک کو ربذہ میں پہونچا دیے جاویں گے اور ابن شہاب سی پوچھا گیا کہ ایک جانور دو کے بدل

بیچیں میعاد پر انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں اور شافعی نے کہا ہر طرح یہ بیع جائز ہے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام ایک کے بدل دو دے تب بھی درست ہے اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہیں اور جانور کو جانور کے بدل اودھار بیچنا اس میں اختلاف ہے (روضہ)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودھار بیچنے سے

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِالْحَيَوَانِ وَاحِدًا بِاثْنَيْنِ يَدًا بِيَدٍ وَكَرِهَهُ نَسِيْئَةً جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچھ قباحت نہیں اگر ایک جانور دو جانوروں کے بدل بیچے لیکن نقد انقد اور برا جانا آپ نے اودھار بیچنا

ف احمد اور اصحاب سنن نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام دو غلاموں کے بدل خریدا اسلم نے بھی اسکو نکالا اور مسلم نے انس سے نکالا کہ آپ نے صفیہ کے بدل دحیہ کلبی کو سات بردے دیے اور ابو داؤد نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو اجازت دی اونٹ خریدنے کی صدقے کے جانوروں کے وعدے پر تو وہ ایک اونٹ خریدتے صدقہ کے وعدے پر دو یا تین اونٹوں کے بدل اسکی اسناد میں محمد بن اسحاق ہے اس میں کلام ہے حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد قوی ہے اور حسن نے سمرہ سے نہیں سنا تو ابن ماجہ کی روایت منقطع ہے (روضہ)

بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ ایک جانور کو دو یا زیادہ جانوروں کے بدل نقد بیچنا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى صَفِيَّةَ بِسَبْعَةِ اَرْؤُسٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مِنْ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین صفیہ کو سات بردے دیکر مول لیا عبد الرحمن بن مہدی نے اپنی روایت میں کہا دحیہ کلبی سے مول لیا

ف جب خیبر کی جنگ سے فراغت ہو چکی یہودی مرد اور عورت قید ہوئے تو ان میں حضرت صفیہ بھی تھیں جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں بڑے خاندانی عورت تھیں لیکن تقسیم کے وقت وہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ صفیہ آپ کے لائق ہیں آپ نے انکو بلا کر دیکھا اور دحیہ کو سات بردے دیکر صفیہ کو ان سے لے لیا اور اپنے نکاح میں لائے

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي الرِّبَا سود لینا سخت گناہ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اَكَلَةُ الرِّبَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا میں کچھ لوگوں پر سے گذرا جنکے پیٹ مکانوں کے مانند تھے ان میں سانپ باہر سے نظر آتے تھے میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ سود خوار ہیں یعنی سود کھانا

اتنا بڑا گناہ ہے) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الربا سبعون حوبا ایسرھا ان ینکح الرجل امہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے ان میں سے ادنی گناہ ایسا ہی جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الربا ثلاثۃ وسبعون بابا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سود کے تہتر باب ہیں یعنے تہتر گناہوں کے برابر ہے عن عمر بن الخطاب قال ان اٰخر ما نزلت اٰیۃ الربا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرھا لنا فدعوا الربا والریبۃ حضرت عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا اخیر آیت سود کی حرمت کی آیت اتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی آپ نے سود کی تفسیر بیان نہیں کی تو چھوڑ دو سود کو اور جس میں سود کا شبہ ہو ف اگرچہ سود کی آیت کے بعد اور کئی آیتیں اتریں لیکن اسکو آخری کہا اس اعتبار سے کہ معاملات کے باب میں اسکے بعد کوئی آیت نہیں اتری اور غرض اس سے یہ ہے کہ سود کی آیت منسوخ نہیں ہے اسکا حکم قیامت تک باقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر نہیں کی یعنے جیسا چاہیے ویسا کھول کر سود کا بیان نہیں کیا چھ چیزوں کا بیان کر دیا کہ ان میں سود ہے سونا چاندی گیہوں نمک کھجور جو اور اور چیزوں کا بیان نہیں کیا کہ ان میں بھی سود ہوتا ہے یا نہیں لیکن مجتہدوں نے اپنے اپنے قیاس کے موافق اور چیزوں میں بھی سود قرار دیا اب جن چیزوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا انہیں تو سود کی حرمت قطعی ہے کسی مسلمان کو اسکے پاس پھٹکنا نہ چاہیے رہیں اور چیزیں جن میں اختلاف ہے تو تقوی یہ ہے کہ ان میں بھی سود کا پرہیز کرے لیکن اگر کوئی اس میں مبتلا ہو جاوے تو اللہ سے استغفار کرے اور حتی المقدور دوبارہ احتیاط رکھے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر لوگ سود کھانے سے بچتے ہیں تو سود دینے میں گرفتار رہتے ہیں حالانکہ دونوں کا گناہ برابر ہے اللہ ہی اپنے بندوں کو بچاوے تو ہو سکتا ہے ورنہ شیطان کے شر سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے یا اللہ بخشدے ہمارے گناہوں کو ہاں بار ہم گنہگار ہیں اور تیری مغفرت کے خواستگار عن عبد اللہ بن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اٰکل الربا وموکلہ وشاھدیہ وکاتبہ عبداللہ بن مسعود کے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی سود کھانیوالے پر اور کھلانے والے پر اور سود کے گواہوں پر اور سود کے لکھنے والے پر (معاذ اللہ سب ملعون ہیں) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی الناس زمان لا یبقی منھم احد الا اٰکل الربا فمن لم یاکل اصابہ من غبارہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آویگا کہ کوئی ان میں سے ایسا باقی نہ رہیگا جس نے سود نہ کھایا ہو

جو کوئی نہ کھاویگا تو اسکو بھی سود کا غبار لگ جاویگا ف یعنے سود کی ہوا اوڑے گی آندہی سود کی چلے گی کہ سارا زمانہ اس مین گرفتار ہو جاویگا اگر شاذ و نادر کوئی سود کہانے سے محروم رہے گا تو اس آندہی کی گرد و غبار سے نہ بچیگا ضرور اسپر پڑیگا یہ زمانہ اب ہے بعضے متقی پرہیزگار لوگ ایسے ملتے ہین جو خود نہین کھاتے لیکن اپنی بیاہ شادی و دنیا کی ضرورتون مین سودی روپیہ لیتے ہین یہ بھی گناہ مین ایسا ہی ہے جیسے سود کھانا بعضے اس سے بھی پرہیز کرتے ہین تو سودی روپیہ اور ونکو دلا دیتے ہین بعضے سود کے گواہ بن جاتے ہین بعضے سود کے فیصلے کرتے ہین اور پیٹ کو بے یہ ظلمہ اپنے اوپر لیتے ہین غرض ایسے بندے بہت کم ملین گے جو ان سب آفتون سے پاک ہون عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بہت سود کھاتا ہے تو اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ اسکا مال گھٹ جاتا ہے ف وہ تو مال بڑہانے کے لیے زیادہ سود کھاتا ہے لیکن غیب سے ایسی آفت اترتی ہے کہ مال مین برکت نہین رہتی بلکہ سب مال تباہ ہو کر آدمی مفلس بنجاتا ہے اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے مسلمان کو کبھی سود کھانے سے فلاح نہین ہوتا البتہ کافرون کا مال سود سے بڑہتا ہے تو وہ کافر ہین انکو سود کی حرمت سی کیا غرض انکو تو پہلے ایمان لانے کا حکم ہے بَابُ السَّلَفِ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ ایک مقرر ماپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر ف سلف اور سلم ایک ہے اسکا معنے یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو روپیہ تو نقد دیدے لیکن مال لینے کے لیے ایک میعاد مقرر کرے اہلحدیث کے نزدیک اس مین دو ہی شرطین ہین ایک یہ کہ مسلم فیہ یعنے جس مال لینے کا وعدہ ہوا ہے اسکی کیفیت اور جنس اور قسم تصریح کے ساتھ بیان کر دیوے اگر تول ماپ کی چیز ہو تو تول یا ماپ صراحت سے مقرر کر دے جاوے مثلاً اس من گیہون سفید اعلیٰ قسم کی یا فلان کپڑا اس قسم کا اتنے گز دوسرے یہ کہ مال لینے کی میعاد معین ہو مثلاً ایک مہینہ دو مہینہ ایک سال اگر ان شرطون مین سے کوئی شرط نہ ہو تو سلم فاسد ہوگی کیونکہ اس مین نزاع کی صورت پیدا ہوگی اور بعضون نے اور شرطین بھی رکھی ہین لیکن انکی دلیل ذرا مشکل سے ملیگی اور شاید نہ ملے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور لوگ (مدینہ والے) سلف کیا کرتے تھے کھجور مین دو سال اور تین سال کے وعدے پر آپنے فرمایا جو کوئی سلف کرے کھجور مین تو معین ماپ مین کرے (مثلاً کہے کہ اتنے صاع یا اتنے وسق لونگا) اور معین تول مین اور معین میعاد تک عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ بَنِيْ فُلَانٍ اَسْلَمُوْا لِقَوْمٍ

مِنَ الْيَهُودِ وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عِنْدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ قَدْ سَمَّاهُ أُرَاهُ قَالَ ثَلَاثُمِائَةِ دِينَارٍ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ فلانی قوم کے لوگ جو یہودی تھے مسلمان ہوگئے ہیں لیکن وہ بھوک میں مبتلا ہیں غلہ کھانے کو نہیں ملتا تو مجھے ڈر ہے کہیں مرتد نہ ہوجاویں (اسلام سے پھر جاویں کیا کریں بھوکے مرتے کیا نہ کرتے پیٹ بری بلا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس کچھ ہو وہ سلم کرے (مجھ سے یعنے سلم کے طور پر دیوے میں اسکو وعدے پر غلہ ادا کرونگا) ایک یہودی بولا میرے پاس فلاں فلاں ہے اسکا نام اس نے لیا میں سمجھتا ہوں اس نے کہا تین سو دینار ہیں میں اس نرخ سے غلہ لونگا فلاں باغ یا کھیت میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرخ تو قبول ہے مگر فلاں باغ یا کھیت کی شرط نہیں **ف** کیونکہ احتمال ہے کہ اس باغ یا کھیت میں کچھ نہ پیدا ہو یا وہاں کا غلہ تباہ ہوجاوے تو یہ شرط لغو ہے البتہ یہ شرط قبول ہے کہ اس نرخ سے اتنے کا غلہ فلاں میعاد پر دینگے **عن** أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ امْتَرَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نُسْلِمُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ عِنْدَ قَوْمٍ مَا عِنْدَهُمْ فَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ابن ابی مجالد سے روایت ہے عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے سلم میں جھگڑا کیا تو مجھکو بھیجا عبداللہ بن ابی اوفے پاس پوچھنے کیلئے پوچھا انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سلم کیا کرتے تھے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں گیہوں اور جو اور انگور میں اور ایسے لوگوں سے سلم کرتے جنکے پاس یہ مال اسوقت نہ ہوتے پھر میں نے ابن ابی ابزی سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

بَابُ مَنْ أَسْلَمَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ

جو شخص ایک مال میں سلم کرے تو اسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے **عن** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَسْلَفْتَ فِي شَيْءٍ فَلَا تَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی چیز میں سلف کرے تو اب دوسرا مال نہ ٹھیرا **ف** یعنے مسلم فیہ کا بدلنا درست نہیں یا تو وہی مال لیوے جو ٹھیرایا یا اپنا راس المال واپس لیوے دارقطنی نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس پر اتفاق ہے اہلحدیث کا اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس مال کو دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کرلے لیکن ابوسعید کی حدیث کی اسناد میں عطیہ بن سعید عوفی ہے

اس میں کلام ہے عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر مثلہ ولم یذکر سعدا ترجمہ
وہی جو اوپر گذرا **باب** اذا اسلم فی نخل بعینہ لم یطلع ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کھجور کے درخت کی پھل پر اور
اس سال پھل نہ نکلا عن النجرانی قال قلت لعبد اللہ بن عمر اسلم فی نخل قبل ان یطلع قال لا قلت لم قال
ان رجلا اسلم فی حدیقۃ نخل فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یطلع النخل فلم یطلع
النخل شیئا ذلک العام فقال المشتری ہو لی حتی یطلع وقال البائع انما بعتک النخل ہذہ السنۃ فاختصما
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال للبائع اخذ من نخلک شیئا قال لا قال فبما تستحل مالہ اردد علیہ
ما اخذت منہ ولا تسلموا فی نخل حتی یبدو صلاحہ نجرانی سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کیا میں سلم کروں ایک
درخت کی کھجوروں میں انکے نکلنے سے پہلے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کیوں انہوں نے کہا ایک شخص نے سلم کی تھی آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھجور کے ایک باغ کے پھلوں میں پھل نکلنے سے پہلے پھر ایسا ہوا کہ اس سال کھجور نکلی
نہیں خریدار نے کہا اب ان درختوں پر میرا علاقہ رہیگا جب تک انمیں کھجور نہ نکلے (اور میں کھجوریں لوں تو دوسرے سال
تک میرا قبضہ رہیگا) اور بائع نے کہا میں نے تو اسی سال کی کھجور تیرے ہاتھ بیچی تھی (اب نہ نکلی تو تیری قسمت) آخر دونوں
نے جھگڑا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک آپ نے بائع سے فرمایا کہ خریدار نے تیرے درختوں میں سے کچھ پھل لیے وہ
بولا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو اسکا مال اپنے لیے کیسے حلال کرتا ہے جو تو نے اس سے لیا ہے وہ پھیر دے اور کھجوروں میں
سلم نہ کرو (یعنے کسی خاص درخت کے پھلوں میں) جبتک ان پھلوں کی خوبی معلوم نہ ہو جاوے (یعنے انکی طیاری اور پختگی
میں کوئی شک باقی نہ رہے) **باب** السلم فی الحیوان جانور میں سلم کرنے کا بیان **ف** ترمذی نے کہا جانور میں
سلم کرنے میں اختلاف ہے اور بعضوں نے اسکو جائز رکھا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے
جانوروں میں سلم کو مکروہ جانا ہے ثوری اور اہل کوفہ کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں جانور جانور میں بہت فرق ہوتا ہے تو
اسکی صفت بیان کرنا کافی نہ ہوگا اور نزاع کا اندیشہ ہے عن رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استسلف من
رجل بکرا فقال اذا جاءت ابل الصدقۃ قضیناک فلما قدمت قال یا ابا رافع اقض ہذا الرجل بکرہ فلم
اجد الا رباعیا فصاعدا فاخبرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطہ فان خیر الناس احسنہم قضاء
ابو رافع سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سلم کی ایک جوان اونٹ میں (یعنے ایک اونٹ اس
سے قرض لیا) اور فرمایا جب صدقہ کے اونٹ آویں گے تو ہم تیرا اونٹ ادا کر دیں گے جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ
نے فرمایا اے ابو رافع اس شخص کا اونٹ ادا کر دے ابو رافع نے ڈھونڈھا تو ویسا اونٹ نہیں پایا لیکن ایک رباعی

اونٹ پایا (جس نے سامنے کے چار دانت گرائے ہوں وہ بکر سے افضل ہوتا ہے آپ نے جو اونٹ لیا تھا وہ بکر تھا) ابو رافع نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اسکو رباعی اونٹ ہی دیدے بہتر ہیں وہ لوگ جو قرض کو اچھا ادا کرتے ہیں **ف** اچھا ادا کرنے سے یہ غرض ہے کہ قرض جو مال لیا تھا اس سے افضل دیتے ہیں بغیر شرط کے اگر قرض سے بہتر یا زیادہ مال دیا جاوے تو مستحب ہے اور اسکا لینا درست ہے لیکن شرط کے ساتھ درست نہیں کیونکہ وہ ربا ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ سلم بلکہ قرض لینا بھی جانور کا درست ہے اوزاعی اور لیث اور مالک اور احمد اور اسحاق اور شافعی اور جمہور المحدثین کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا اور یہ حدیث انپر حجت ہے اسکو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح میں اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی یہ قصہ روایت کیا اور تعجب ہے کہ حنفیہ اس حدیث کے مقابل قیاس کو پیش کرتے ہیں

عن العرباض بن سارية يقول كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال أعرابي اقضني بكري فأعطاه بعيرا مسنا فقال الأعرابي يا رسول الله هذا أسن من بعيري فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس خيرهم قضاء۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں ایک گنوار آیا اور کہنے لگا میرا بکر (جوان اونٹ) ادا کیجیے آپ نے اسکو سن میں اس سے بڑا اونٹ) دیدیا تو گنوار بولا یا رسول اللہ یہ تو بڑا ہے میرے اونٹ سے آپ نے فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو وہ اپنا قرض اچھی طرح سے ادا کریں

باب الشركة والمضاربة

شرکت اور مضاربت کا بیان **ف** شرکت تو ظاہر ہے مضاربت یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنا روپیہ دیوے وہ اسمیں محنت تجارت کرے اس شرط پر کہ نفع میں دونو کا حصہ ہوگا

عن السائب قال للنبي صلى الله عليه وسلم كنت شريكي في الجاهلية فكنت خير شريك كنت لا تداريني ولا تماريني سائب سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ میرے شریک تھے جاہلیت کے زمانہ میں تو بہت عمدہ شریک تھے نہ تو آپ مجھ سے مقابلہ کرتے نہ جھگڑا کرتے **ف** اسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے بھی اور کہا صحیح ہے ایک روایت میں ابوداؤد کے یوں ہے کہ سائب مخزومی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے نبوت سے پہلے وہ آئے جس دن مکہ فتح ہوا اور کہا مرحبا میرے بھائی اور میرے شریک ایسے شریک کہ کبھی انہوں نے مقابلہ کیا نہ جھگڑا اور اس حدیث کے اور بھی کئی طریق ہیں۔ سبحان اللہ آنحضرت صلعم کے اخلاق شروع فطرت سے ایسے تھے کہ تعلیم و تربیت اور ریاضت کے بعد بھی ویسے اخلاق حاصل ہونا مشکل ہے اور بخاری نے ابو المنہال سے نکالا کہ زید بن ارقم اور براء بن عازب دونوں شریک تھے ان دونوں نے چاندی خریدی نقد اور ادھار یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا جو نقد لی ہے وہ رہنے دو اور جو ادھار لی ہے پھیر دو اور احمد اور ابوداؤد نے رویفع بن ثابت سے نکالا کہ ہم میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے بھائی کا تیر

لیتا اس شرط پر کہ جو مال لوٹ میں آویگا اسکا نصف اسکو دیگا دوسری روایت میں ہے کہ ایک کا پیکان اور پر ہوتا اور ایک کی لکڑی تیر میں اور انکا اسکو دار قطنی اور بیہقی نے بھی عن عبد اللہ قال اشترکت انا وسعد وعمار یوم بدر فیما نصیب فلم اجئ انا وعمار بشیء وجاء سعد برجلین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے میں اور سعد اور عمار تینوں شریک ہوئے بدر کے دن لوٹ کے مال میں یعنے جو لوٹ کر لاویں اس میں تینوں کا حصہ ہے تو مجھ کو اور عمار کو کچھ نہ ملا اور سعد دو آدمی کافروں سے پکڑ کر لائے عن صہیب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث فیھن البرکۃ البیع الی اجل والمقارضۃ واخلاط البر بالشعیر للبیت لا للبیع صہیب سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہے ایک تو میعاد تک بیچنے میں دوسرے مضاربت میں جسکو مقارضہ اور قراض بھی کہتے ہیں تیسرے گیہوں اور جو ملا دینا گھر میں کھانے کیلئے نہ بیچنے کیلئے **باب** ما للرجل من مال ولدہ آدمی کو اپنی اولاد کے مال میں کیا درست ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر جو تم کھاؤ وہ تمہاری کمائی ہے اور اولاد بھی تمہاری کمائی ہے عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان لی مالا وولدا وان ابی یرید ان یجتاح مالی فقال انت ومالک لابیک جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال اڑا دے آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ابی اجتاح مالی فقال انت ومالک لابیک وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من اموالکم عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے باپ نے میرا مال تباہ کر دیا (یعنے کھا گیا) آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد تو تمہاری بہتر کمائی ہے تو انکا مال کھاؤ **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ باپ اپنے بیٹے کے مال میں تصرف کر سکتا ہے ضرورت کے موافق اور اگر ماں باپ بیٹے کا مال اڑا بھی دیں تو بھی بیٹے کو لازم ہے کہ ماں باپ سے مقابلہ نہ کرے اون سے سخت کلامی نہ کرے اس وقت کو یاد کرے جب ماں باپ نے محبت سے پالا پوسا گوہ موت کیا پھر کھلایا پلایا پڑھایا لکھایا یہ سب احسانات ایسے ہیں کہ اگر ماں باپ کے کام میں بیٹے کا چمڑا بھی آوے تو انکا احسان ادا نہ ہو سکے اور یہ سمجھ لے کہ ماں باپ ہی کی رضامندی پر اسکی نجات منحصر ہے اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہونگی تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن لڑکوں نے ماں باپ کو راضی رکھا انکو بڑی برکت حاصل ہوئی اور جب سے انہوں نے زندگی بسر

کی اور جنہوں نے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کی وہ ہمیشہ دنیا میں جلتے اور کڑھتے ہی رہے اگر ماں باپ بیٹے کا روپیہ اڑا دیں تو کمال خوشی کرنا چاہیے کہ ہماری قسمت کہاں تھی کہ ہمارا روپیہ ماں باپ کے کام آوے گویا روپیہ اپنے موقع پر صرف ہوا اور ماں باپ سے یوں کہنا چاہیے کہ روپیہ تو کیا میرا بدن اور میری جان بھی آپ ہی کی ہے آپ اگر چاہیں تو مجھ کو بھی بازار میں بیچ لیں میں آپ کا غلام ہوں **باب** مَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا عورت اپنے خاوند کے مال میں کیا تصرف کرسکتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَا يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ہندہ (ابوسفیان کی جورو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک حریص بخیل آدمی ہے اور مجھکو اپنا خرچ بھی نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کافی ہو مگر جو میں اسکے مال میں سے لے لوں اور اسکو خبر نہ ہو آپ نے فرمایا اچھا دستور کے موافق لے لے اسکے مال میں سے اتنا جو تجھکو اور تیرے بچہ کو کفایت کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کا حق کسی مال میں نکلتا ہو اور وہ اسکو وصول نہ کرسکے تو جسپر اسکا حق ہو اسکے مال میں سے بغیر اسکی اجازت کے اپنے حق کے موافق وصول کرسکتا ہے طیبی نے کہا مالک اور ابوحنیفہ نے اسکو جائز نہیں رکھا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے خرچ کرے اور اسکی نیت بگاڑ کی نہ ہو (یعنے خاوند کا مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ ضرورت کے موافق خرچ کرے) تو عورت کو ثواب ہوگا جو وہ اللہ کے واسطے دیگی (خاوند کو اس کی کمائی کیوجہ سے ثواب ہوگا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اور خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا اور کسیکا ثواب کم نہ ہوگا **ف** اگرچہ عورت کو یا خادم کو اپنے خاوند اور آقا کا مال بغیر اسکی اجازت کے تصدق کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہاں وہ مال مراد ہے جسکی خرچ کی عادتًا عورتوں کو اجازت دیجاتی ہے جیسے کھانے میں سے ایک روٹی فقیر کو دینا یا پیسوں میں سے ایک پیسہ کسی مسکین کو اور بعضوں نے کہا اہل حجاز اپنی عورتوں کو اجازت دیا کرتے تھے صدقہ اور مہمانی کی تو یہ حدیث ان سے خاص ہے اور بعضوں نے کہا مراد وہ مال ہے جو خاوند اپنی عورت کو اسکے خرچ کے لیے دیتا ہے اس میں سے تو عورت بالاتفاق خرچ کرسکتی ہے **عَنْ** أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قَالُوْا يَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اَمْوَالِنَا ابو امامہ باہلی سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عورت اپنے گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کھانا بھی کسی کو نہ دیوے آپنے فرمایا کھانا تو ہمارے سب مالوں میں بہتر ہے (تو اس میں اجازت لینا اور زیادہ ضرور ہے) **باب** مَا لِلْعَبْدِ اَنْ يُّعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے **عَنْ** اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی دعوت بھی قبول کرتے تھے **ف** غلام کو بھی بغیر مالک کی اجازت کے مال کا خرچنا درست نہیں ہے مگر بیان مراد وہ غلام ہے جسکو اسکے مالک کی اجازت ہوتی اور اس حدیث سے آپکا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے **عَنْ** عُمَيْرٍ مَوْلٰى اٰبِي اللَّحْمِ قَالَ كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِيْنِي الشَّيْءَ فَاُطْعِمُ مِنْهُ فَمَنَعَنِيْ اَوْ قَالَ فَضَرَبَنِيْ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَاَلَهٗ فَقُلْتُ لَا اَنْتَهِيْ اَوْ لَا اَدَعُهٗ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا عمیر سے روایت ہے جو غلام تھے ابی اللحم کے کہ میرا مالک مجھکو کوئی چیز دیتا میں اس میں سے اوروں کو کھلاتا مالک نے مجھ کو اس سے منع کیا

یا یوں کہا کہ مجھکو مارا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا مالک نے آپ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھ سے تو یہ نہ ہو سکیگا کہ مسکین کو کھانا نہ دوں اسوقت آپنے فرمایا تم دونوں کو ثواب ہوگا **ف** شاید اسکا مالک یہ خیال کرتا ہوگا کہ غلام کے صدقہ کرنے سے اسکو ثواب نہیں ہوتا تو آپنے اسکا وہم دور کر دیا اور فرمایا دونوں کو ثواب ہے **باب** مَنْ مَّرَّ عَلٰى مَاشِيَةٍ اَوْ حَائِطٍ هَلْ يُصِيْبُ مِنْهُ اگر کوئی شخص جانوروں کے گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودہ یا میوہ لے سکتا ہے حرمت اسکی کہا تک ہے **عَنْ** عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ غُبَرَ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ مَخْمَصَةٍ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ حَائِطًا مِّنْ حِيْطَانِهَا فَاَخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَكْتُهٗ وَاَكَلْتُهٗ وَجَعَلْتُهٗ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَضَرَبَنِيْ وَاَخَذَ ثَوْبِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَطْعَمْتَهٗ اِذْ كَانَ جَائِعًا اَوْ سَاغِبًا وَلَا عَلَّمْتَهٗ اِذْ كَانَ جَاهِلًا فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ اِلَيْهِ ثَوْبَهٗ وَاَمَرَ لَهٗ بِوَسْقٍ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نِصْفِ وَسْقٍ عبادہ بن شرحبیل سے روایت ہے جو بنی غبر کا ایک شخص تھا کہ ایک سال قحط ہوا تو میں مدینہ میں آیا وہاں ایک باغ پر پہونچا اسکے باغوں میں سے میں نے ایک بالی لی (اناج کی) اور اسکو ملکر کھایا اور تھوڑا سا اناج میں نے اپنے کمل میں ڈالا اتنے میں باغ کا مالک آیا اور مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے باغ والے سے فرمایا تو نے اس شخص کو کھانا نہیں کھلایا جب یہ بھوکا تھا اور نہ اسکو تعلیم دی (مسئلہ کی کہ غیر کا مال حلال نہیں) اگر وہ جاہل تھا بلکہ ایکا

ایک ہی اسکو مار دیا اسکا کپڑا چھین لیا یہ اسلامی خلق کے برخلاف ہی پھر آپنے باغ والیکو حکم دیا اس نے میرا کپڑا پھیر دیا
اور آپنے میرے لیے ایک وسق یا آدھی وسق اناج کا حکم دیا عن رافع بن عمرو الغفاری قال کنت وانا غلام
ارمی نخلنا او قال نخل الانصار فاتی بی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا غلام وقال ابن کاسب یا بنی
لم ترمی النخل قال قلت اکل قال فلا ترمی النخل وکل مما سقط فی اسافلھا قال ثم مسح راسی وقال اللھم
اشبع بطنہ رافع بن عمرو غفاری سے روایت ہی میں اور ایک لڑکا دونوں بچے مل کر کھجور کے درختوں پر ڈھیلے مارتے یعنی انصار کے
درختوں پر آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپنے فرمایا اے لڑکے یا یوں فرمایا اے کاسب کے بیٹے تو
کیوں ڈھیلے مارتا ہے کھجور کے درختوں پر میں نے عرض کیا میں کھاتا ہوں آپنے فرمایا مت مار درختوں پر اور جو میوہ درخت کے
نیچے گرے اسکو کھا لے رافع نے کہا پھر آپنے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یا اللہ اسکا پیٹ بھر دے ف اس میں بھی
علما کا اختلاف ہے کہ جو میوہ درخت سے گرے اسکا کھا لینا بغیر مالک کی اجازت کے درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا ہر
ملک کا دستور علاحدہ ہے شاید مدینہ میں یہ دستور ہوگا کہ درخت سے جو میوہ گرے اسکے کھانیکی عام کو اجازت ہوگی اور
اس سے منع نہ کرتے ہونگے پس آپنے اسی دستور کے موافق اجازت دی عن ابی سعید عن النبی صلے اللہ علیہ و
سلم قال اذا اتیت علی راع فناد ثلاث مرار فان اجابک والا فاشرب فی غیر ان تفسد واذا
اتیت علی حائط بستان فناد صاحب البستان ثلاث مرات فان اجابک والا فکل فی ان لا تفسد
ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی گلہ پر جائے (گایوں یا بکریوں کے ٹھٹ پر) تو تین بار
اسکے چرواہے کو پکار اگر وہ جواب دیوے تو بہتر (اسکی اجازت سے دودھ لے) نہیں تو تو اپنی حاجت کے موافق دودھ پی
لے زیادہ خراب مت کر اسیطرح جب تو کسی باغ پر پہونچے تو باغ والے کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دیوے تو بہتر
ورنہ اپنی بھوک کے موافق (میوہ توڑ کر) کھالے لیکن زیادہ خراب مت کر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اذا مر احدکم بحائط فلیاکل ولا یتخذ خبنۃ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے باغ پر گذرے تو کھالیوے لیکن اپنے کپڑے میں ساتھ باندھ
لے جانے کے لیے ف اکثر علمانے کہا ہے کہ یہ حدیثیں کہ جن میں دودھ یا میوے لینے کی اجازت ہے مالک کے بن اجازت
منسوخ ہیں دوسری حدیثوں سے جن میں مسلمان کا مال لینا بے اسکی اجازت کے حرام کیا ہے اور بعضوں نے کہا یہ
حدیثیں اُس حالت پر محمول ہیں جب آدمی بھوک کے مارے بے تاب ہو یعنے مرنیکے قریب ہو مخمصہ کی حالت جیسی حالت
میں تو حرام حلال ہو جاتا ہے پھر میوہ یا دودھ بھی بے اجازت کھا لینا درست ہوگا لیکن یہ ضرور ہے کہ بقدر سد رمق

کہا لیوے اور ضرورت سے زیادہ اسکا مال خراب نکرے نہ اپنے ساتھ باندھ لاوے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر مسلمان کو
جسکا غلہ یا باغ پر گذرے یہ حق حاصل ہے کہ مالک کو پکارے تین بار اگر وہ نہ بولے تو بقدر حاجت دودھ یا میوہ استعمال کرے
اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علما اس سے منع کرتے ہین مگر جب حالت اضطرار ہو تو بقدر رفع ضرورت استعمال
جائز ہے اور طحاوی نے کہا یہ حدیثین اوائل اسلام کی ہین جب ضیافت واجب تھی بعد اسکے یہ حدیثین منسوخ ہوگئین
اور ضیافت کا وجوب جاتا رہا واللہ اعلم **باب** النَّهْيِ اَنْ يُصِيبَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ صَاحِبِهَا اسکی ممانعت
کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَامَ فَقَالَ لَا يَحْلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ
رَجُلٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسَرَ بَابُ خِزَانَتِهِ فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ
ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور فرمایا کوئی تم مین سے دوسرے کے جانور کا دودھ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے کیا تم مین
سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اسکے بالاخانے یا کوٹھری مین آوے پھر اسکے خزانہ کا دروازہ توڑے
اور اسکا غلہ نکال لیوے ایسا ہی جانورون کے تہن انکے مالکون کے خزانے ہین کہانے کے تو کوئی تم مین سے
دوسرے کے جانور کا دودھ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اِذْ رَاَيْنَا اِبِلًا مَصْرُوْرَةً بِعِضَاهِ الشَّجَرِ فَثُبْنَا اِلَيْهَا فَنَادَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا
اِلَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاِبِلَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ هُوَ قُوْتُهُمْ وَيُمْنُهُمْ بَعْدَ اللّٰهِ اَيَسُرُّكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ
مَا فِيْهَا قَدْ ذُهِبَ بِهِ اَتُرَوْنَ ذٰلِكَ عَدْلًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّ هٰذَا كَذٰلِكَ قُلْنَا اَفَرَاَيْتَ اِنِ احْتَجْنَا اِلَى الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ فَقَالَ كُلْ وَلَا تَحْمِلْ وَاشْرَبْ وَلَا تَحْمِلْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
سلم کے ساتھ تہے سفر مین لنتے مین ہمنے دیکھے اونٹ جنکے تہنون مین دودھ بہرا ہوا تہا کانٹون کے درختون مین تو ہم لپکے اونکی
طرف انکا دودھ پینے کے لیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو آواز دی ہم لوٹ آئے آپکے پاس آپنے فرمایا یہ اونٹ
ایک مسلمان گہروالون کے ہین اسی مین انکی روزی ہے اور سیر انکا زور ہے اللہ کے بعد یعنے اصل تو زور اور قوت
اللہ کی عنایت کی سبب سے ہے لیکن بظاہر حال غذا سبب ہے زور اور توانائی کا کیا تم خوش ہو گے اس سے کہ تم اپنے
توشہ دانو کے پاس لوٹو اور دیکھو کہ ان مین کا کہانا کوئی لے گیا ہے کیا تم اسکو انصاف سمجھتے ہو لوگون نے عرض
کیا نہین آپنے فرمایا بس یہ بھی ایسا ہی ہے یعنے اونٹ اون لوگون کے توشہ دان ہین اور انکے تہنون مین ان
لوگون کا کہانا ہے ہمنے عرض کیا اگر ہم محتاج ہون کہانے اور پینے کے یعنے سخت ضرورت ہو تو اس حال مین

بھی ایسے جانوروں کا دودھ پینا درست ہے یا نہیں (آپ نے فرمایا ایسی حالت میں) کھائے لیکن اٹھا نہیں اسطرح کہ لی
لیکن اٹھا نہیں **باب** اتخاذ الماشیۃ جانور رکھنا کیسا ہے **عن** ام ھانی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لھا اتخذی غنما فان فیھا برکۃ ام ہانی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تو بکریاں رکھ
اس میں برکت ہے **عن** عروۃ البارقی یرفعہ قال الابل عز لاھلھا والغنم برکۃ والخیر معقود فی نواصی
الخیل الی یوم القیامۃ عروہ بارقی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کے رکھنے سے تو
عزور پیدا ہوتا ہے اور بکریاں رکھنے سے برکت ہوتی ہے اور گھوڑوں کی تو پیشانی میں بھلائی بندھی ہے قیامت
تک **عن** ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشاۃ من دواب الجنۃ عبد اللہ بن
عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکری تو جنت کے جانوروں میں سے ہے **ف** اسکا گوشت بھی ایک
ہے اور کھانیکی چیز ہے حلال طیب ہے **عن** ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الاغنیاء باتخاذ الغنم وامر الفقراء باتخاذ الدجاج وقال عند اتخاذ الاغنیاء الدجاج یاذن اللہ بھلاک
القری ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالدار لوگوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور
محتاج لوگوں کو مرغیاں پالنے کا (کیونکہ مرغیوں سے انکی روٹی چل جاتی ہے انڈے ہوتے ہیں اور بچے) اور فرمایا جب
مالدار لوگ بھی مرغیاں پالیں تو اللہ حکم دیتا ہے اس بستی کے تباہ کرنے کا **ف** اس حدیث کو ابن عدی اور عقیلی نے بھی
نکالا ابن عباس سے لیکن صحیح نہیں ہے اسکے اسناد میں علی بن عروہ ہے جو حدیث بناتا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث
موضوع ہے

ابواب الاحکام باب حکم اور فیصلے کے

ذکر القضاۃ قاضیوں کا ذکر

عن ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر سکین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی بنایا گیا لوگوں میں وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا **ف** یعنے بن مارے
اسکی موت ہوئی اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور دارقطنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے
بھی نکالا ترمذی نے کہا حسن ہے ابن خزیمہ نے کہا صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ قضا کا عہدہ بڑے خطرے اور مواخذے کا کام
ہے اور اس میں عاقبت کی خراب ہونیکا ڈر ہے مگر جسکو اللہ تعالی بچاوے اور اسیواسطے اگلے بزرگ لوگوں نے تکلیف
اور ذلت گوارا کی لیکن قضا کا عہدہ نہ لیا چنانچہ امام ابوحنیفہ کو منصور نے مارا اور قید کیا لیکن انھوں نے قاضی بننا
قبول نہ کیا اللہ تعالی انکو جزای خیر دیوے اور انکی برکات ہم پر اتارے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من سال القضاء وکل الی نفسہ ومن جبر علیہ نزل الیہ ملک فسددہ انس بن مالک سے

روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی ہونے کی درخواست کریگا وہ اپنے آپ کو سونپ دیا جاویگا (یعنے خدا کیطرف سے اسکی مدد نہ ہوگی) اور جسکو جبر سے قاضی بنایا جاویگا تو اسپر ایک فرشتہ اتریگا جو اسکو مضبوط کریگا (قضا کے کاموں میں اور حق کی توفیق دیگا) **عن** عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ وَلَا أَدْرِي مَا الْقَضَاءُ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ جناب امیر علی مرتضے سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھکو یمن کیطرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو بھیجتے ہیں حکومت پر اور میں جوان ہوں میں انکا فیصلہ کرونگا اور مجھکو معلوم نہ ہوگا کیونکر فیصلہ کرتے ہیں یہ سنکر آپنے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا پھر فرمایا یا اللہ ہدایت کر اسکے دل کو اور مضبوط کردے اسکی زبان کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کے بعد مجھکو دو آدمیوں میں فیصلہ کرنے میں کبھی تردد نہیں ہوا **ف** اللہ جل جلالہ نے برکت دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جناب امیر کو علم لدنی عطا فرمایا یہانتک کہ ارشاد ہوا اقضاکم علی اور ارشاد ہوا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور عرب میں مثل ہوگئی قضیۃ ولا ابا حسن لہا اور حضرت عمر سے منقول ہے لولا علی لہلک عمر غرض فضائل اور علوم جناب مرتضوی کے بیشمار ہیں

باب التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ ظلم کرنے کی اور رشوت کھانیکی سزا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنْ قَالَ أَلْقِهِ أَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی حاکم ایسا نہیں جو حکم کرتا ہو لوگوں میں مگر وہ قیامت کے دن آویگا اور ایک فرشتہ اسکی گردن تھامے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر اوٹھا دیگا (اللہ جل جلالہ کا حکم اسکے بارہ میں حاصل کرنے کے لیے) اگر حکم ہوگا کہ اسکو پھینک دے تو پھینک دیگا اسکو ایک خندق میں جس میں چالیس برس تک وہ گرتا چلا جاویگا (معاذ اللہ اس خندق کی گہرائی اسقدر ہوگی کہ چالیس برس تک شتی اسکی تہ تک پہونچیگی حالانکہ اوپر سے نیچے گرنے کی حرکت بہت تیز ہوتی ہے **ف** ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چھوٹا سا پتھر اسکی مثل اور آپنے کھوپری کی مثل کی طرف اشارہ کیا چھوڑا جاوے آسمان سے زمین کی طرف حالانکہ ان دونوں کے درمیان پانچسو سال کا راہ ہے تو زمین پر رات سے پہلے پہونچ جاوے اور اگر یہی پتھر دوزخ کے زنجیر کے سرے سے پھینکا جاوے تو چالیس سال رات دن چلا جاوے اس سے پہلے کہ اسکے گہراؤ میں پہونچے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے جب

اس نے ظلم کیا اللہ اسکو چھوڑ دیتا ہے خود ہی کو نفس کو سونپ دیتا ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر **ف** رشوت لینے والے پر تو ظاہر ہے کہ وہ رشوت لیکر ضرور اس فریق کی رعایت کریگا جس سے رشوت کھاویگا اور رشوت دینے والے پر اسواسطے کہ وہ رشوت دیکر اسکو ظلم اور ناحق کرنے پر مائل کریگا بعض پچھلے علماء نے لکھا ہے کہ اگر اسکا مقدمہ حق ہو اور کوئی حاکم بغیر رشوت لیے حق فیصلہ نہ کرتا ہو تو ظلم کو دفع کرنے کے لیے اگر رشوت دیوے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن حدیث مطلق ہے اور یہ پچھلے علما کا اجتہاد ہے پس ضرور ہے کہ رشوت دینے اور لینے دونوں سے پرہیز کرے اسی طرح رشوت دلانے اور اسکی دلالی کرنے سے اور یہ سب امور باعث لعنت ہیں

باب الْحَاکِمِ یَجْتَھِدُ فَیُصِیْبُ الْحَقَّ

جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پھر حق کو پہونچ جاوے **عن** عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ فَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ فَاَخْطَاَ فَلَہٗ اَجْرٌ قَالَ یَزِیْدُ فَحَدَّثْتُ بِہٖ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ ھٰکَذَا حَدَّثَنِیْہِ اَبُوْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے وہ اجتہاد کرے اور اسکا اجتہاد ٹھیک ہو تو اسکو دو اجر ملیں گے اور جب حکم کرے وہ اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ملیگا۔ یزید بن عبداللہ نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے محمد بن ابراہیم تیمی سے) کہ مینے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابوسلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت کی **عن** اَبِیْ ھَاشِمٍ قَالَ لَوْلَا حَدِیْثُ ابْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقُضَاۃُ ثَلٰثَۃٌ اِثْنَانِ فِی النَّارِ وَوَاحِدٌ فِی الْجَنَّۃِ رَجُلٌ عَلِمَ الْحَقَّ فَقَضٰی بِہٖ فَھُوَ فِی الْجَنَّۃِ وَرَجُلٌ قَضٰی لِلنَّاسِ عَلٰی جَھْلٍ فَھُوَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ جَارَ فِی الْحُکْمِ فَھُوَ فِی النَّارِ لَقُلْنَا اِنَّ الْقَاضِیَ اِذَا اجْتَھَدَ فَھُوَ فِی الْجَنَّۃِ ابوہاشم نے کہا اگر بریدہ کی حدیث نہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ایک وہ قاضی جس نے حق کو جانا اور حق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے دوسرے وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا جاہل ہوکر وہ دوزخی ہے تیسرے وہ قاضی جس نے ظلم کیا حکم میں (یعنے علم رکھکر) حق کے خلاف فیصلہ کیا وہ دوزخی ہے تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد کرے تو وہ جنتی ہے **ف** لیکن حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف اجتہاد کافی نہیں ہے بلکہ حق کا علم یعنے یقین ضرور ہے علما کے نزدیک یہ حدیث تہدید یہ تشدد کے اوپر محمول ہے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ قضا کے لیے صرف اجتہاد یعنے غلبہ ظن کافی ہے اور اجتہاد تو ہمیشہ ظنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے گا تو اسکو ایک اجر ملیگا

عمرو بن عاص کی حدیث صحیحین میں موجود ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر اجتہاد ٹھیک ہوگا تو اسکو دس اجر ملینگے اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ قاضی کا مجتہد ہونا ضرور ہے اور مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ علم کا اطلاق نہیں ہوتا مگر مجتہد پر حق کا علم یعنے کتاب اور سنت کا علم اُسیکو ہوتا ہے اور مقلد تو کتاب اور سنت اور دلیل سے بیخبر ہوتا ہے صرف اپنے امام کا قول معلوم کر لیتا ہے اور مجتہد ہی اثبات کا حکم کرے گا جو اللہ نے اسکو دکھلا دے مقلد تو اپنے امام کے کہنے کے مطابق حکم کرے گا اور بریدہ کی اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا وہ صحیح ہے اور ابن حجر نے اس حدیث کی کل طریقوں کو ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور قرآن میں ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون والظالمون والفاسقون اور حکم بما انزل اللہ مجتہد ہی کی شان ہے نہ مقلد کی اور معاذ کی حدیث میں ہے کہ میں فیصلہ کروں گا اللہ کی کتاب کے موافق اگر اس میں نہ ملیگا تو حدیث کے موافق اگر اس میں بھی نہ ملیگا تو اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا یہ بھی مجتہد ہی کی شان ہے مقلد تو نہ قرآن کو دیکھتا ہے نہ حدیث کو صرف درمختار اور کنز اور وقایہ پر عمل کرتا ہے اور اسکو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ یہ حکم کتاب و سنت میں موجود بھی ہے یا نہیں اور اگر مقلد دعویٰ کرے کہ اس نے اپنی رائے سے حکم دیا تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹ ہوگا کیونکہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ نہ وہ کتاب پہچانتا ہے نہ سنت اور سید علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر نے ایک مستقل رسالہ اجتہاد کے آسان ہونے کے باب میں لکھا ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے (روضہ مختصراً) مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں چند بیوقوفوں نے جنکو تمیز نہیں ہے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں محال ہے حالانکہ برعکس اُنکے دعویٰ کے ہم یہ کہتے ہیں کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں بہت سہل ہے اور مجتہد ہونے کے لیے منطق اور اصول اور کلام کی مشکل کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے صحابہ کرام ان علوم سے محض ناواقف تھے اور صرف کتاب اور سنت کو کسیقدر جانتے تھے لیکن انکا اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور انکو اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کی اجازت دی اب بھی جو مجتہد ہونا چاہے اسکو صرف قرآن کے احکام کی آیتیں مع تفسیر اور دلیل کے اور ناسخ اور منسوخ کی معرفت اور احکام کی حدیثیں منضبط کر لینا کافی ہے اور جو حکم ان دونوں میں نہ ملے اس میں اپنی رائے کے موافق حکم دیوے ہمارے سید علامہ نے آیات احکام کی تفسیر میں ایک کتاب نیل المرام نہایت مختصر اور عمدہ لکھی ہے قرآن کا علم اسکے پڑھ لینے سے پورا ہو جاتا ہے اور احکام کی حدیثیں ضروری منتقی الاخبار میں ابن تیمیہ کے موجود ہیں اسیطرح تلخیص حافظ ابن حجر کی یہ بھی احادیث احکام میں ایک جامع کتاب ہے پھر جو کوئی نیل المرام اور تلخیص یا منتقی الاخبار کو خوب یاد کر لیوے وہ کتاب اور سنت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور اسکا علم ان صحابہ کے برابر پہنچ جاتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے جنکے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد جائز رکھا صرف اتنا اور ضرور ہے کہ صحابہ اہل زبان تھے انکو

نحو اور صرف اور لغت کی حاجت نہ تھی اگر یہ شخص عربی نہ ہو تو بقدر ضرورت علم عربیت اور لغت بھی حاصل کرلیوی اور اتنا اجتہاد
شرعی اور تقلید سے نکلنے کے لیے کافی ہے اب پچھلے فقیہوں نے جو اجتہاد کو ایک ہوّا (مہیب) بنادیا ہے اور اسکو ایسا
مشکل کر دیا ہے کہ عمر بھر کی محنت میں بھی اسکا حاصل ہونا دشوار ہے یہ ان کی خودرائی اور کوتہ اندیشی ہے شارع علیہ السلام
نے اجتہاد کے لیے ان باتوں کی کبھی شرط نہیں رکھی اور اگر اجتہاد ایسا کام ہو تو صحابہ یا تابعین میں کوئی مجتہد نہ ہوگا حالانکہ
یہ بالبداہت باطل ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس زمانہ میں منتقی الاخبار یا تلخیص منضبط کرلیوے وہ علم حدیث میں اگلے
بعض اماموں سے زیادہ ہوگا جنکو یہ پچھلے علما مجتہد خیال کرتے ہیں امام ابو حنیفہ کی مرویات مرفوعہ کتب حدیث میں ڈیڑھ سو
سے زیادہ نہیں ہیں اور اکثر حدیثوں میں ان سے سہو اور مسامحہ بھی ہوا ہے واللہ اعلم **باب** لا یحکم الحاکم وھو غضبان
حاکم غصے کی حالت میں حکم نہ کرے **عن** ابی بکرۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا
یقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان قال ہشام فی حدیثہ لا ینبغی للحاکم ان یقضی بین اثنین
وھو غضبان ابوبکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی جب غصے ہو تو اسوقت دو آدمیوں میں
حکم نہ کرے ہشام نے یوں کہا کہ حاکم کو نہیں چاہیے کہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے جب وہ غصہ ہو **ف** یہ حدیث صحیحین
میں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب غصے کی حالت میں زبیر کا فیصلہ کیا ایک انصاری کے ساتھ تو یہ خصوصیت
تھی آپ کی کیونکہ آپ معصوم تھے حالت غضب اور رضا دونوں میں اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت تحریمی ہے اسپر بھی
جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غصہ کی حالت میں فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ حق ہو تو صحیح ہوگا ابن قیم نے کہا مفتی
غصے یا بھوک یا قلق یا غم کی حالت میں نیند کے غلبہ میں یا پاخانے یا پیشاب کی حاجت میں فتوے نہ دیوے اسیطرح
جب دل اور طرف لگا ہوا ہو کیونکہ اس میں احتمال ہے خطا کا اسپر بھی اگر اسکا فتوی ان حالتوں میں صحیح ہو تو نافذ
ہوجاویگا اور امام احمد نے کہا اگر مقدمہ سننے سے پہلے سے غصہ ہو تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا (روضہ مختصرا) **باب**
قضیۃ الحاکم لا تحل حراما ولا تحرم حلالا حاکم کے حکم کردینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ
حرام نہ ہوگا **ف** یعنے قاضی کی قضا صرف ظاہرا نافذ ہوگی نہ ظاہرا اور باطنا دونوں جیسے حنفیہ نے گمان کیا ہے
عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم تختصمون الی وانما انا بشر ولعل
بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض وانما اقضی لکم علی نحو مما اسمع منکم فمن قضیت لہ من
حق اخیہ شیئا فلا یاخذہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یاتی بہا یوم القیامۃ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میرے پاس جھگڑتے ہو اور میں تو آدمی ہوں رغیب کی

بات نہین جانتا) اور شاید تم مین سے کوئی دلیل بیان کرنے مین دوسرے سے بہتر ہو اور مین جیسا تم سے سنتا ہون اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہون اب اگر مین کسیکو اسکے بھائی کا حق دلادون تو وہ اسکو نہ لیوے اس خیال سے کہ مین نے اسکو دلادیا مین اسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون جسکو وہ لیکر آوے گا قیامت کے دن **ف** یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے اور شافعی نے کہا اسپر اجماع ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال نہین کر سکتا نووی نے کہا اب یہ قول کہ حاکم کا حکم ظاہرا اور باطنا دونون طرح نافذ ہوجاتا ہے اس حدیث صحیح اور اجماع دونون کے خلاف ہے اور حنفیہ نے جو ایسا کہا ان کے پاس اسکی کوئی دلیل نہین ہے حنفیہ یہ کہتے ہین کہ قاضی کی قضا ظاہرا و باطنا دونون طرح نافذ ہے پس اگر دو شخصون نے جھوٹی گواہی دیدی کہ فلانے مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہے اور قاضی نے طلاق کا حکم دیدیا تو وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہوجاویگی اور دوسرے شخص کو اس سے نکاح کرنا جائز ہوجاویگا اگرچہ اسکو معلوم ہو کہ یہ گواہی جھوٹ دی تھی اور حقیقت مین اسکے خاوند نے اسکو طلاق نہین دیا تھا سبحان اللہ یہ عجب مذہب اور عجب قول ہے جسکی قباحتین بے شمار ہین اب اس زمانہ مین جب جھوٹ کا رواج ہوگیا ہے ہر شخص دوسرے کا مال اور ناموس عدالت سے جھوٹا فیصلہ حاصل کر کے حلال کرلیگا اور بیفکری کے ساتھ مزے اڑائیگا آخرت کا بھی دغدغہ نہ ہوگا میرے نزدیک حنفیہ کا یہ قول صریح غلط ہے اور حدیث صحیح اور اجماع کے مخالف ہے اور حنفیہ کو اس سے رجوع کرنا چاہیے اور اہلحدیث کی پیروی کرنا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے کوئی چیز درست نہین ہوئی تو اور کسی حاکم یا قاضی کی کیا حقیقت ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تو آدمی ہون اور شاید تم مین سے کوئی اپنی دلیل بیان کرنے مین زیادہ ہوشیار ہو یعنے اسکی تقریر عمدہ اور فصیح ہو دوسرے کی نسبت) پھر مین جسکو اسکے بھائی کے حق مین سے کچھ دلادون تو مین اسکو انگار کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون **باب** مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ وَخَاصَمَ فِيهِ جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جھگڑا کیا **عن** أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ابوذر سے روایت ہے انہون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے دعوی کیا اس مال کا جو اسکا نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے اور وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنالیوے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ أَوْ يُعِينُ عَلَى ظُلْمٍ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْزِعَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدد کرے کسی نالش پر ظلم سے یا ظلم کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالی کے غصے مین رہیگا یہانتک کہ اس سے نکل **ف** یعنے اس امر سے توبہ کرے اور اسکو

جھوڑ دیوے **باب** البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیہ مدعی پر گواہ ہین اور مدعی علیہ پر قسم ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم ادعی ناس دماء رجال واموالھم ولکن الیمین علی المدعیٰ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگون کو ملجایا جو وہ دعوے کرتے تو بعضے لوگ دوسرون کا مال اور انکی جانون کا دعوی کر بیٹھتے (ناحق) لیکن مدعی علیہ کو قسم کھانا چاہیے **ف** جب مدعی کے پاس گواہ نہون اگر قسم کھا لیوے تو دعوی سے بری ہوگیا نہین تو دعوی کے موافق ادا کرے صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا قسم کا مدعی علیہ پر اور بیہقی نے باسناد صحیح یون نکالا البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر اور ابن حبان نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اور ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی اور جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن امام مالک نے کہا کہ مدعی علیہ کو اسوقت قسم دلائی جاوے گی جب اُس سے اور مدعی سے کوئی معاملہ یا داد وستد ہو ورنہ ہر پاجی اور رذیل شخص بھلے آدمیون پر دعوے کرکے ان سے قسم لیگا اور یہ قیاس ہے بمقابلہ نص جو قبول کے لائق نہین ہے (روضہ) **عن** الاشعث بن قیس قال کان بینی وبین رجل من الیھود ارض فجحدنی فقدمتہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک بینۃ قلت لا قال للیھودی احلف قلت اذا یحلف فیذھب بمالی فانزل اللہ سبحانہ ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمنا قلیلا الی اخر الآیۃ اشعث بن قیس سے روایت ہے میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین مشترک تھی یہودی میرا حصہ مکر گیا مین اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین مینے عرض کیا نہین آپنے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا مینے عرض کیا وہ قسم کھا لیگا اور میرا مال ھضم کرلیگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کے عہد اور قسم کے بدل تھوڑا مال لیتے ہین اخیر تک **باب** من حلف علی یمین فاجرۃ لیقتطع بھا مالا جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسیکا مال مار لیوے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین وھو فیھا فاجر یقتطع بھا مال امرء مسلم لقی اللہ وھو علیہ غضبان عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور وہ جانتا ہے کہ یہ قسم جھوٹ ہے اور کسی مسلمان کا مال اسکی وجہ سے مار لیوے تو وہ اللہ تعالے سے ملیگا اور اللہ تعالی اسپر غصے ہوگا **ف** کیونکہ اس نے سخت قصور کیا ایک تو اپنے بھائی پر ظلم کیا اسکا مال ناحق مارا دوسرے اللہ کے نام کی بے حرمتی کی اسکا نام لیکر جھوٹ بولا معاذ اللہ جب وہ غصے ہو تو کہان ٹھکانا ہے

عن ابی امامۃ الحارثی حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقتطع رجل حق

أَمْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا قَالَ وَإِنْ كَانَ سِوَاكًا مِنْ أَرَاكٍ ابو امامہ حارثی سے روایت ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر دیگا اور دوزخ کو اسکے لیے واجب کر دیگا ایک شخص لوگوں میں سے بولا یا رسول اللہ اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہو **ف** مکہ تھوڑی سی چیز کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور زیادہ سخت ہے **بَابُ** الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ قسم کہاں کھاوے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے جھوٹی میرے اس منبر کے پاس وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیوے اگرچہ ایک ہری مسواک کے لیے قسم کھاوے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم متبرک مقام میں کھانا اور زیادہ سخت گناہ ہے اگرچہ ہر جگہ جھوٹی قسم کھانا خود ایک سخت گناہ ہے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ مدعی کو اختیار ہے جہاں پر چاہے اور جن الفاظ سے چاہے مدعی علیہ سے قسم لے سکتا ہے اور بعضوں نے کہا صرف دار القضا میں قسم وہ بھی اللہ کے نام کی کھانا کافی ہے اس سے زیادہ کے لیے مدعی جبر نہیں کر سکتا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ وَلَا أَمَةٌ عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ رَطْبٍ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس منبر کے پاس کوئی غلام یا لونڈی (یعنے مرد یا عورت) جو جھوٹی قسم کھاوے اگرچہ ایک تازی مسواک کے لیے اسکے لیے دوزخ واجب ہو جاویگی **بَابُ** بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ یہود اور نصاریٰ کو کیونکر قسم دیویں **عَنْ** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی ملا پر دعوی کیا تو فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری موسیٰ علیہ السلام پر **ف** ایسا کہنے سے یہودی کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور نصرانی سے یوں کہیں گے قسم کھا اس اللہ کی جس نے انجیل اتاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِيَّيْنِ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یہودیوں سے میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسیٰ علیہ السلام پر **بَابُ** الرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ السِّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہوں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ

رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا دَابَّةً وَّلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِيْنِ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دو شخصون نے ایک جانور کا دعوی کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تہے آخر آپنے ان دونوں کو حکم دیا
کہ قرعہ ڈالین اور جسکے نام قرعہ نکلے وہ قسم کہا کر وہ جانور لے لیوے ف صورت اسکی یہ ہے کہ جانور ایک تیسرے شخص کے
پاس ہو اور دو شخص اسکا دعوی کرین اور تیسرا شخص کہے کہ مین اصل مالک کو نہین پہچانتا حضرت علی کا یہی قول ہے اور
شافعی کے نزدیک وہ جانور تیسرے کے پاس رہیگا اور ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں مدعیون کو آدہا آدہا بانٹ دین گے اسیطرح
اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی کرین اور دونوں گواہ قائم کرین اور کوئی وجہ ترجیح کی نہ ہو تو اس چیز کو آدہا آدہا بانٹ دین گے ابوداؤد
اور حاکم اور بیہقی نے ابوموسی سے ایسا ہی نکالا کہ دو شخصون نے ایک اونٹ کا دعوی کیا حضرت کے زمانہ مین اور دونوں
نے گواہ قائم کیے تو آپنے اُس اونٹ کو دونوں مین آدہون آدہ بانٹ دیا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا
ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے تمیم بن طرفہ سے اور طبرانی نے جابر بن سمرہ سے گر روضہ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ابوموسے
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصون نے جہگڑا کیا ایک جانور مین اور کسی کے پاس گواہ نہ تہا آپ نے
اُسکو آدہون آدہ بانٹ دیا دونوں کو باب مَنْ سُرِقَ لَهٗ شَيْءٌ فَوَجَدَهٗ فِيْ يَدِ رَجُلٍ اشْتَرَاهُ ایک شخص کی چیز چوری
گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جس نے اسکو خریدا عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ اَوْ سُرِقَ لَهٗ مَتَاعٌ فَوَجَدَهٗ فِيْ يَدِ رَجُلٍ يَبِيْعُهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ
بِالثَّمَنِ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کا کچہ مال جاتا رہے یا چوری جاوے پہر اسکو
ایک شخص کے پاس پاوے بیچتے ہوئے تو وہ اُس مال کا زیادہ حقدار ہے (یعنے اصل مالک جسکا مال چوری گیا تہا وہ اپنی
شے لے لیوے) اور جس نے اسکو خریدا وہ اپنے بیچنے والے سے قیمت پہیر لیوے ف اور وہ اپنے بیچنے والے سے
یہانتک کہ چور کا پتہ لگ جاوے اور وہ گرفتار ہو اگر جس سے اس نے مول لیا نہ ملے تو اسکا روپیہ گیا لیکن اصل مالک اپنی
شے لے لیوے گا باب الْحُكْمِ فِيْمَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ جانور جو مال خراب کر دین اسکا کیا حکم ہے عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ
الْاَنْصَارِيِّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ كَانَتْ ضَارِيَةً دَخَلَتْ فِيْ حَائِطِ قَوْمٍ فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ فَكُلِّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقَضٰى اَنَّ حِفْظَ الْاَمْوَالِ عَلٰى اَهْلِهَا بِالنَّهَارِ وَعَلٰى اَهْلِ الْمَوَاشِيْ مَا اَصَابَتْ مَوَاشِيْهِمْ
بِاللَّيْلِ ابن محیصہ انصاری سے روایت ہے براء کی ایک سانڈنی تہی چنچل (یعنے شریر) وہ لوگون کے باغ مین چلی گئی اور
انکا باغ خراب کیا پہر انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کو اپنے مالون کی خبرگیر

باغ یا کھیت ہی حفاظت مال والون کے ذمہ ہے اگر دن کو جانور نقصان کردیوے تو جانور والے سی مواخذہ نہ ہوگا لیکن رات کو جو جانور نقصان کرین وہ جانور والون کو دینا ہوگا **ف** اسلیے کہ رات کو جانور والون کو چاہیے کہ اپنے جانور باندہکر رکھین جب انہون نے چھوڑ دیا اور کسیکا نقصان کیا انکو بہرنا پڑے گا **عن** البراء بن عازب ان ناقة لال البراء افسدت شیئا فقضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ براء بن عازب سے روایت ہی براء کی ایک سانڈنی نے کسیکا مال بگاڑ دیا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا فیصلہ کردیا جیسے اوپر گذرا **باب** الحکم فیمن کسر شیئا کوئی شخص کسیکی چیز توڑ ڈالے **عن** رجل من بنی سوءة قال قلت لعائشة اخبرینی عن خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت اوما تقرأ القرآن وانک لعلی خلق عظیم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابہ فصنعت لہ طعاما وصنعت لہ حفصة طعاما قالت فسبقتنی حفصة فقلت للجاریة انطلقی فاکفئی قصعتها فلحقتها وقد همت ان تضع بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکفأتها فانکسرت القصعة وانتشر الطعام قالت فجمعها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما فیها من الطعام علی النطع فاکلوا ثم بعث بقصعتی فدفعها الی حفصة فقال خذوا ظرفا مکان ظرفکم وکلوا ما فیها قالت فما رایت ذلک فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سوءہ کی ایک مرد سے روایت ہی مین نے حضرت عائشہ ام المومنین سے کہا مجھہ سے بیان کرو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا حال انہون نے کہا کیا تو نے قرآن مین نہین پڑہا وانک لعلی خلق عظیم یعنے تو بڑے اخلاق والا ہے پہر انہون نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھہ تھے مینے آپکے لیے کہانا طیار کیا اور ام المومنین حفصہ نے بہی طیار کیا لیکن حفصہ مجھہ سی پہلے کہانا لیکر آئین مینے اپنی چھوکری سے کہا جا اور حفصہ کا پیالہ کہانے کا اولٹ دی وہ گئی اور اُسنے اولٹنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اولٹا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور کہانا سب زمین پر پہیل گیا حضرت عائشہ نے کہا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہانا اس پیالہ مین تہا اسکو اکہٹا کیا دسترخوان پر اور سب لوگون نے کہایا پہر مینے اپنے کہانیکا پیالہ بہیجا آپ نے وہ پیالہ حفصہ کو دیدیا انکے پیالہ کے عوض) اور فرمایا برتن لو اپنے برتن کے عوض اور جو کہانا اس مین ہے وہ کہالو حضرت عائشہ نے کہا پہر مین نے اس بات کا کوئی اثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک مین نہین پایا **ف** دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا لوگون سے تمہاری مان کو رشک ہوا اور کوئی ہوتا تو ضرور کبی رنجگی کرتا لیکن آپ کا علم وکرم سبحان اللہ **عن** انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ عند احدی امهات المومنین فارسلت اخری بقصعة فیها طعام فضربت ید الرسول فسقطت القصعة فانکسرت فاخذ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَسْرَتَیْنِ فَضَمَّ اِحْدٰھُمَا اِلَی الْاُخْرٰی فَجَعَلَ یَجْمَعُ فِیْھَا الطَّعَامَ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ کُلُوْا فَاَکَلُوْا حَتّٰی جَاءَتْ بِقَصْعَتِھَا الَّتِیْ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِیْحَةَ اِلَی الرَّسُوْلِ وَتَرَکَ الْمَکْسُوْرَةَ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ کَسَرَتْھَا انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیون مین سے ایک بی بی کے پاس تہے (حضرت عائشہ پاس) اتنے مین ایک دوسری بی بی (حضرت حفصہ) نے آپ کو ایک پیالہ بہیجا کہانیکا پہلی بی بی نے (حفصہ سے) جو پیالہ لایا تہا اسکے ہاتہہ پر مارا پیالہ گرگیا اور ٹوٹ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون ٹکڑون کو پیالہ کے اٹہایا اور دونون کو جوڑا اور کہانا اوٹہا کر اس مین کہتے تہے اور فرماتے تہے تمہاری مان کو رشک ہوا کہ سیری کہانے طیار ہونے سے پہلے اس بی بی نے کیون کہانا بہیجدیا اب آپ ہی کہانا کہالین گے اور میرا کہانا بیکار جاویگا کہانا کہا لو دیا آپنے ان صحابہ سے فرمایا جو اسوقت آپکے پاس حاضر تہے اپہر پہلی بی بی (جنہون نے پیالہ توڑا تہا) اپنے گہر سے ایک پیالہ لائین آپنے ثابت پیالہ اس شخص کو دیدیا جو کہانا لیکر آیا تہا (دوسری بی بی حضرت حفصہ کے پاس سے) اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بی بی کے گہر مین رہنے دیا جس نے پیالہ توڑا تہا (یعنے حضرت عائشہ کے گہر مین) **بَابُ** الرَّجُلِ یَضَعُ خَشَبَةً عَلٰی جِدَارِ جَارِہٖ اپنے ہمسایہ کی دیوار مین لکڑیان گاڑے تو کیسا ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدَکُمْ جَارُہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَةً فِیْ جِدَارِہٖ فَلَا یَمْنَعْہُ فَلَمَّا حَدَّثَھُمْ اَبُوْھُرَیْرَةَ طَاْطَاُوْا رُؤُسَھُمْ فَلَمَّا رَاٰھُمْ قَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ وَاللّٰہِ لَاَرْمِیَنَّ بِھَا بَیْنَ اَکْتَافِکُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسکو پہونچاتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا جب تم مین سے کسی کا ہمسایہ اسکی دیوار پر لکڑیان رکہنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نکرے (بلکہ اجازت دیوے کیونکہ اس مین کوئی نقصان نہین بلکہ فائدہ ہے کہ دیوار کی حفاظت ہوگی پانی سے جب وہ ہر مکان بن جاویگا) جب ابوہریرہ نے لوگون سے یہ حدیث بیان کی تو انہون نے اپنے سرون کو جہکا لیا ابوہریرہ نے یہ دیکہکر کہا کیون کیا ہوا مین دیکہتا ہون تم اس حدیث سے منہ پہیرتے ہو اسکو سننا نہین چاہتے (قسم خدا کی مین تو اس حدیث کو تمہارے مونڈہون پر مارون گا **ف** یعنے ہر وقت تمکو سناؤنگا یا تمہارے مونڈہون کے بیچ مین اس حدیث کو لکہکر لگا دون گا کہ ہر وقت ہر شخص دیکہے اور تم اسکو چہپا نہ سکو بعض روایتون مین اکنافکم نون سے ہے یعنے تمہاری ہر طرف اس حدیث کو پہیلاؤن گا اب اختلاف ہے علما کا کہ یہ حکم یعنے ہمسایہ کو کڑیان لگا لینے کی اجازت دینا استحبابًا ہے یا وجوبًا شافعی کے اس مین دو قول ہین اور ابوحنیفہ کے نزدیک استحبابًا ہے اور امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک وجوبًا ہے اور یہی صحیح ہے **عَنْ** عِکْرَمَةَ بْنِ سَلَمَةَ الْحِمْیَرِیِّ اَنَّ اَخَوَیْنِ مِنْ بَنِیْ مُغِیْرَةَ اَعْتَقَ اَحَدُھُمَا اَنْ لَّا یَغْرِزَ خَشَبًا فِیْ جِدَارِہٖ فَاَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ یَزِیْدَ

فَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ فَقَالَ يَا اَخِيْ اِنَّكَ مَقْضِيٌّ لَكَ عَلَيَّ وَقَدْ حَلَفْتُ فَاجْعَلْ اُسْطُوَانًا دُوْنَ حَائِطِيْ اَوْ جِدَارِيْ فَاجْعَلْ عَلَيْهِ خَشَبَكَ

ترجمہ عکرمہ بن سلمہ سے روایت ہے بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں سے ایک بھائی نے یہ شرط لگائی کہ اگر میری دیوار میں تو کڑیاں لگادے تو میرا غلام آزاد ہے پھر مجمع بن یزید اور انصار کے بہت آدمی آئے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنی ہمسائے کو منع نہ کرے اسکی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یہ سنکر وہ بھائی جسنے شرط لگائی تھی (دوسرے بھائی کو) بولا کہ بھائی تیرے موافق شرع کا فیصلہ نکلا لیکن میں نے قسم کھائی (کہ اگر تو میری دیوار میں کڑیاں لگادے تو میرا غلام آزاد ہے) اسلیے تو ایک ستون کھڑا کرے میری دیوار کے برابر اور اسپر کڑی رکھدے **ف** تاکہ تیرا کام نکلجاوے اور میرا نقصان نہ ہو ورنہ میرا غلام آزاد ہو جاویگا) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً عَلٰى جِدَارِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو نہ روکے اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے **بَاب** اِذَا تَشَاجَرُوْا فِيْ قَدْرِ الطَّرِيْقِ اگر لوگ جھگڑا کریں سڑک یعنے رستے کے مقدار میں **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا الطَّرِيْقَ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رستہ سات ہاتھ رکھو **ف** یہ وہاں ہے جب ایک زمین میں کئی لوگ رہتے ہوں اور رستہ کی مقدار پہلے سے معلوم نہ ہو اب اس میں جھگڑا کریں تو سات ہاتھ کے موافق راہ چھوڑ دینا چاہیے لیکن جو رستے پہلے سے بنے ہوئے ہیں اور انکی مقدار معلوم ہے ان میں کسیکو تصرف کرنے کا مثلاً عمارت بنانے کا اور رستہ کی زمین تنگ کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور سات ہاتھ کا رستہ ضرورت کے لیے کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں صرف آدمی گھوڑے اونٹ راہ میں چلتے انکے لیے یہ مقدار کافی ہے ہمارے زمانہ میں بھی جب گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہیں چھوٹے رستہ کے لیے جس میں مرور اور عبور بہت نہ ہو یہ مقدار کافی ہے لیکن بڑے رستے یعنے شارع عام کے لیے جہاں عبور بہت ہو اور گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہوں اگر یہ مقدار کافی نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے جتنا رستہ ضرور معلوم ہو اسقدر معین کر دیوے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيْقِ فَاجْعَلُوْهُ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم رستے میں اختلاف کرو تو اسکو سات ہاتھ کا کردو **بَاب** مَنْ بَنٰى فِيْ حَقِّهِ مَا يَضُرُّ جَارَهُ کوئی شخص اپنے ملک میں ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو **ف** مثلاً ہمسائے کے مکان کیطرف ایک نیا دریچہ یا روشندان کھولے یا پرنالہ یا موری نکالے یا ایک بڑا

سنداس بناوی ان سب امور میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ہمسائی کو اس سے نقصان ہوتا ہو تو یہ تصرف درست نہ ہوگا ورنہ درست ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ کسی کو نقصان پہونچانا جائز نہیں (خواہ ابتداءً پہونچاوے یا مقابلہ کے طور پر) **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** اَبِیْ صِرْمَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ اَضَرَّ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ ابو صرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو نقصان پہونچاوے گا اور جو شخص کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سختی کرے گا **باب** الرَّجُلَانِ یَدَّعِیَانِ فِیْ خُصٍّ دو آدمی ایک جھونپڑی کا دعویٰ کریں **عن** نِمْرَانَ بْنِ جَارِیَۃَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خُصٍّ کَانَ بَیْنَہُمْ فَبَعَثَ حُذَیْفَۃَ یَقْضِیْ بَیْنَہُمْ فَقَضٰی لِلَّذِیْنَ یَلِیْہِمُ الْقِمْطُ فَلَمَّا رَجَعَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَہٗ فَقَالَ اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جھونپڑی میں (جسکو نرکل سے بناتے ہیں یعنے سرکی سے) آپ نے حذیفہ بن یمان کو بھیجا ان کا فیصلہ کرنے کے لیے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جھونپڑا انکا ہے جن کے نزدیک رسی ہے جس سے وہ جھونپڑا باندھا جاتا ہے جب وہ لوٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے دہشم راوی متروک ہے حذیفہ نے ظاہر قرینہ پر فیصلہ کیا اسی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ اگر دیوار میں نزاع ہو تو جسکی کڑیاں اس پر لگی ہوں اسیکی دیوار سمجھی جاوے گی یہ جب ہے کہ گواہ یا اور کوئی دستاویز نہ ہو اور دونو کی لکڑیاں لگی ہوں تو مشترک سمجھی جاوے گی **باب** مَنِ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ جس نے شرط لگائی خلاص کی **عن** سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بِیْعَ الْبَیْعُ مِنْ رَجُلَیْنِ فَالْبَیْعُ لِلْاَوَّلِ قَالَ اَبُو الْوَلِیْدِ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اِبْطَالُ الْخَلَاصِ سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مال بیچا جاوے دو شخصوں کے ہاتھ تو جس نے پہلے خریدا اسکو ملیگا ابو الولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کہ اس حدیث سے خلاص کی شرط باطل ہوتی ہے **ف** یعنے اگر دوسرے خریدار نے اپنے بائع سے یہ شرط لگائی تھی کہ جس طرح تم سے ہوسکے یہ مال چھڑا کر مجھکو دینا تو یہ شرط مفید نہ ہوگی اور بائع اسکے چھڑانے پر پہلے خریدار سے مجبور نہ کیا جاویگا اور صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ مثلاً ایک گھوڑا تھا زید کا تو زید نے اسکو عمرو کے ہاتھ بیچا اسکے بعد زید کے وکیل نے اسکو بکر کے ہاتھ بیچا اور بکر نے وکیل سے شرط کی کہ اس گھوڑے کو چھڑا کر سپرد کرنا تمہارے ذمہ پر ہے اُس نے قبول کیا جب بھی وہ گھوڑا عمرو ہی کو

ملیگا کیونکہ اس کی بیع اول تھی اور بکر کی بیع دوبارہ صحیح نہیں ہے **باب** الْقَضَاءِ بِالْقُرْعَةِ قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ لَهُ سِتَّةُ مَمْلُوكِينَ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَاَعْتَقَهُمْ عِنْدَ مَوْتِهِ فَجَزَّاَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً عمران بن حصین سے روایت ہی ایک شخص کے چھ غلام تھے اُسکے پاس اور کچھ مال نہ تھا اوس نے مرتے وقت اُن سبھوں کو آزاد کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انپر قرعہ ڈالا اور دو دو کے تین حصے کرکے) اور دو ان مین سے جن پہ قرعہ نکلا آزاد ہوئے اور چار بدستور غلام رہے **ف** جب آدمی بیمار ہو تو اسکو چاہیے کہ وارثون کا خیال رکھے اور کل مال اپنا تقسیم نکرے اگر ایسا ہی ضرور ہو تو تہائی مال تک اللہ کی راہ مین دیوے اور دو تہائی وارثون کے لیے چھوڑ دیوے اگر کل مال کے تصدق کی وہ وصیت کرے تو یہ وصیت تہائی مال مین نافذ ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا دو غلامون کو قرعہ ڈالکر آزاد کرایا اور قرعہ اسواسطے ڈالا کہ وہ جھگڑا نہ کرین اور چار بدستور غلام رہے وہ وارثون کے ملک مین آئے دوسری روایت مین ہے کہ حضرت نے اس شخص کے حق مین سخت کلمہ کہا یعنے اسکو برا فرمایا کہ اس نے وارثون کا خیال نہین رکھا **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَءَا فِي بَيْعٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَاَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ اَحَبَّا ذٰلِكَ اَمْ كَرِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی دو شخصون نے جھگڑا کیا ایک بیع مین ہر ایک بولا مینے اسکو خریدا دوسرا بولا مینے) اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آپنے ان دونون کو حکم دیا کہ قرعہ ڈالین اور جس کا نام قرعہ مین نکلے وہ قسم کہا کر اس چیز کو لیوے راضی ہون اس حکم سے یا ناراض ہون **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَافَرَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی بی بیون پر اور جسکا نام قرعہ مین نکلتا اس بی بی کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاتے **عَنْ** زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ اُتِيَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ فِي ثَلَاثَةٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَاَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ فَسَاَلَ اثْنَيْنِ فَقَالَ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ فَقَالَا لَا ثُمَّ سَاَلَ اثْنَيْنِ فَقَالَ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ فَقَالَا لَا فَجَعَلَ كُلَّمَا سَاَلَ اثْنَيْنِ اَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي اَصَابَتْهُ الْقُرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ زید بن ارقم سے روایت ہی حضرت علی مرتضے کے سامنے یمن مین ایک مقدمہ آیا تین شخصون نے ایک عورت سے صحبت کی تھی ایک طہر مین پھر اس عورت کو حمل رہا اور لڑکا پیدا ہوا اور تینون نے اس لڑکے کا دعوی کیا حضرت علی نے پہلے دو شخصون سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہون نے کہا نہین پھر دو کو الگ کیا اور ان سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہون نے کہا نہین اسیطرح جب دو

دوسری پوچھتے کہ تم اس لڑکے کو تیسرے کا کہتے ہو تو وہ انکار کرتے آخر انہوں نے قرعہ ڈالا ان سب پر اور جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اسی کا ٹھیرایا اور دو تہائی دیت کی اس پر لازم کی اس فیصلے کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے اندر کے دانت نمود ہوئے **ف** ہنسی کی یہ وجہ تھی کہ یہ فیصلہ عجیب طور کا تھا اور دو تہائی دیت کی اس سے اسلیے دلوائی کہ بموجب دعوی کے اس لڑکے میں تینوں شریک تھے اب قرعہ جھگڑا طے کرنیکے لیے کیا نہ نسب ثابت کرنیکے لیے تو اس شخص کو بچہ کی دو تہائی کا بدلہ دوسرے دعویداروں کو دینا پڑا۔ اور یہ حضرت علی کی رائے تھی لیکن ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں یہ حکم فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے پاس رہیگا اور کسی سے اسکا نسب ثابت نہ ہوگا نہ وہ کسی مرد کا ان دعویداروں میں سے وارث ہوگا **بَابُ الْقِيَافَةِ** قیافہ کا بیان **ف** قیافہ یہ ہے کہ اعضا کی مناسبت کا علم جو باپ اور اسکی اولاد میں ہوتی ہے اور قیافہ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں اور کوئی ثبوت نہ ہو جیسے ایک لونڈی دو شخصوں میں مشترک ہو پھر اسکا بچہ پیدا ہوا اور دونوں شریک اس بچہ کا دعوی کریں تو قیافہ کے رو سے بچہ ایک کو دلادینگے اور وہ دوسرے کو لونڈی کے آدھی قیمت دیکر کل لونڈی اپنی کرے گا یہ امام شافعی کا قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک قیافہ کوئی شرعی حجت نہیں ہے اور اس سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا لیکن وہ قرینہ ہے جو دوسرے ثبوت کے ساتھ مدد دیتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا وَهُوَ يَقُوْلُ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا عَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَقَدْ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن میرے پاس خوش خوش تشریف لائے اور فرماتے تھے اے عائشہ تو نے نہیں دیکھا کہ مجزز مدلجی (ایک قیافہ کا جاننے والا تھا) میرے پاس آیا اس نے اسامہ اور زید بن حارثہ کو دیکھا انہوں نے اپنے سر چھپالیے تھے ایک چادر سے اور انکے پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں **ف** حضرت زید بن حارثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیتنے گورے رنگ کے آدمی تھے انکی بیٹے اسامہ سانولے رنگ کی تھے منافقوں نے یہ طوفان جوڑا کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال رنج تھا جب قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھکر ایک طرح کے بتلائے تو یقین ہوا کہ اسامہ زید ہی کے بیٹے ہیں ہر چند پہلے بھی اسکا یقین تھا مگر قیافہ شناس کے کہنے سے اور زیادہ یقین ہوا منافقوں کا مونہہ کالا ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خوشی حاصل ہوئی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوْا امْرَأَةً كَاهِنَةً فَقَالُوْا لَهَا أَخْبِرِيْنَا أَشْبَهَنَا أَثَرًا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ فَقَالَتْ إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلَى هٰذِهِ السَّهْلَةِ ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا أَنْبَأْتُكُمْ

قَالَ فَجَرُّوا كِسَاءً ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هٰذَا أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبَهًا ثُمَّ مَكَثُوا بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس سے روایت ہی قریش کے لوگ ایک کاہنہ (نجومی عورت) کے پاس گئی اور کہنے لگے ہمکو بتلا ہم لوگون مین کون زیادہ مشابہ ہے مقام ابراہیم کے صاحب کے ساتھہ (یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھہ) وہ بولی اگر تم ایک کملی لیکر اسکو کھینچو نرم زمین پر پھر اوسپر چلو (یا ان سے) تو مین تم کو بتلاؤن گی۔ ابن عباس نے کہا اونہون نے کملی کو پھرایا زمین پر (اس سے یہ غرض تھی کہ زمین کے نشان مٹ جاوین) پھر لوگ اسپر چلے اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤن کا نشان دیکھا اور بولی یہ شخص تم سب مین زیادہ مشابہ ہے حضرت ابراہیمؑ سے اوسکے بعد لوگ بیس برس تک ٹھیرے رہے یا جتنا اللہ نے چاہا پھر اللہ تبارک وتعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی **ف** معراج کی حدیث مین بھی ہے کہ مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب ہین آپ نے اپنے تئین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد مین تھے اور آپ کی شریعت کو دوبارہ چلانے والے تھے جسکو مشرکین نے بگاڑ ڈالا تھا پس اللہ تعالے نے آپکو مشابہ بھی حضرت ابراہیمؑ کے پیدا کیا تھا دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالی کے خلیل ہین آپ اللہ تعالی کے حبیب تھے خلیل اور حبیب دونون ایک ہی صورت اور سیرت پر پیدا ہوئی علیہما الصلوۃ والسلام

بَاب تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ

بچے کو اختیار دینا کہ ماں باپ مین سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ هٰذِهِ أُمُّكَ وَهٰذَا أَبُوكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ایک لڑکے کو کہ اپنے باپ پاس رہے یا ماں کے پاس اور فرمایا اے لڑکے یہ تیرا باپ ہی اور یہ تیری ماں ہے **ف** یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور حنفیہ کے نزدیک جب تک لڑکا اپنے آپ کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور استنجا کرنے کے لائق نہ ہوجاوے اس وقت تک ماں پاس رہے اور اس کے بعد باپ پاس خصاف نے سات برس کی عمر کا انداز کیا ہے اسکے لیے اور اسپر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک **عَنْ** عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَوَيْهِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا كَافِرٌ وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَافِرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِهِ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ فَقَضَى لَهُ بِهِ

عبد الحمید بن سلمہ سے روایت ہی اوس نے اپنے باپ سے روایت کی اوس نے دادا سے کہ ان کے ماں اور باپ دونون نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان مین سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان ہوگیا تھا تو بچہ نے توجہ کی کافر کیطرف (یعنے اسکے پاس جانا چاہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی یا اللہ اسکو ہدایت کر پھر وہ مسلمان کیطرف گیا آپ نے اسی

کے پاس ہے کا حکم دیا **باب** الصُّلحِ صلح کا بیان **عن** کَثِیرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا عمرو بن عوف سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے صلح جائز ہے مسلمانوں میں مگر جس صلح سے حلال کو حرام کیا جاوے یا حرام کو حلال کیا جاوے **ف** یعنے خلاف شرع صلح جائز نہیں باقی جس میں شرع کی مخالفت نہ ہو وہ صلح ہر طرح سے جائز ہے یہ حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد میں کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا لیکن انکا قول صواب نہیں ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ شاید ترمذی نے اسکو اس اعتبار سے صحیح کہا کہ اس کے اور طریق بھی ہیں کیونکہ ابو داؤد اور حاکم نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا حاکم نے کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور ترمذی نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے اسکو انس سے بھی نکالا اور حضرت عائشہ سے اور دارقطنی نے بھی (روضہ) **باب** الْحَجْرِ عَلٰی مَنْ یُفْسِدُ مَالَہٗ جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ فِیْ عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عُقْدَتِہٖ ضُعْفٌ وَكَانَ یُبَایِعُ وَاَنَّ اَهْلَهٗ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُحْجُرْ عَلَیْہِ فَدَعَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَا اَصْبِرُ عَلَی الْبَیْعِ فَقَالَ اِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ هَا وَلَا خِلَابَةَ انس بن مالک سے روایت ہے ایک شخص تھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکی عقل میں فتور تھا وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لوگ اسکو ٹھگ لیتے آخر اسکے لوگ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسپر حجر کر دیجیے (حجر کے معنے روکنا اور یہاں مراد یہ ہے کہ حکم دیدیجیے اسکے ہاتھ کوئی نہ بیچے نہ اس سے خریدے نہ اور کوئی معاملہ کرے اور جو معاملہ یہ خود کرے وہ باطل سمجھا جاوے) آن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسکو بلا بھیجا اور خرید فروخت سے اسکو منع کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خرید فروخت نہ کروں آپ نے فرمایا اچھا تو جب خرید فروخت کرے تو یہ کہہ دیکھو فریب نہیں ہے **ف** یعنے مجھ کو دھوکا مت دو اگر فریب ثابت ہوگا تو معاملہ فسخ کرنے کا مجھ کو اختیار رہوگا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو اختیار ہے تین دن تک اسکو طبرانی اور بیہقی نے نکالا **عن** مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی بْنِ حَبَّانَ قَالَ هُوَ جَدِّیْ مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو وَكَانَ رَجُلًا قَدْ اَصَابَتْهُ اٰمَّةٌ فِیْ رَاْسِهٖ فَكَسَرَتْ لِسَانَهٗ وَكَانَ لَا یَدَعُ عَلٰی ذٰلِكَ التِّجَارَةَ وَكَانَ لَا یَزَالُ یُغْبَنُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ اِذَا اَنْتَ بَایَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ثُمَّ اَنْتَ فِیْ كُلِّ سِلْعَةٍ ابْتَعْتَهَا

بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلَى صَاحِبِهَا محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت
ہے میرے دادا منقذ بن عمرو انکے سر مین ایک زخم ہوا تہا تو زبان انکی بگڑ گئی تہی اور عقل بہی خراب ہو گئی تہی اسپر بہی وہ سوداگری
نہین چہوڑتے تہے اور ہمیشہ ٹھگے جاتے آخر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا آپنے فرمایا جب تو بیچے
تو یون کہہ فریب نہین ہے اور جس اسباب کو تو خریدے تو تین راتون تک تجہہ کو اختیار ہے (لوگون سے صلاح لے لے)
اگر راضی ہو تو رکہہ لے اور اگر ناراض ہو تو پہیر دے اسکو مالک کو **ف** پس یہ اختیار خاص کر کے آپنے منقذ کو دیا تہا اگر کسی
کے عقل مین فتور ہو تو حاکم اسکو ایسا اختیار دے سکتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک مسرف اور بیوقوف پر حجر کرنا جائز ہے
اور شافعی نے مسند مین اور بیہقی نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ حضرت علی نے عبداللہ بن جعفر پر حجر کرانا چاہا اور اکثر اہل علم اسیطرف
گئے ہین (روضہ مختصراً) **بَابُ** تَفْلِيسِ الْمُعْدِمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِغُرَمَائِهِ جس کے پاس مال نہ رہے اور مفلس ہو
جاوے اسکا بیان **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ
فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ
يَعْنِي الْغُرَمَاءَ ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نقصان ہوا اس میوہ مین جو
اس نے مول لیا تہا اور بہت قرضدار ہو گیا آپنے فرمایا سب لوگ اسکو صدقہ دین لوگون نے اسکو صدقہ دیا جب بہی اسکا
قرض ادا نہین ہوا آخر آپنے اسکے قرضخواہون سے فرمایا پس جو تم کو مل گیا وہ لے لو اور اب کچہ نہین ملیگا **ف** کیونکہ
اب وہ مفلس ہو گیا تو قرضخواہون کو اس سے زیادہ کچہ نہین پہونچتا کہ اسکے پاس جو مال ہو وہ لے لین مگر مکان رہنے کا
اور ضروری کپڑا اور سردی کا کپڑا اور سد رمق کے موافق خوراک اسکی اور اسکے گہر والون کی یہ چیزین قرضہ مین نہین
لی جاوینگی (روضہ) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِنْ
غُرَمَائِهِ ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذٌ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَصَنِي بِمَالِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي
جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا پیچہا چہڑایا قرضخواہون سے پہر انکو حاکم
کیا یمن کا معاذ نے کہا دیکہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے مال سے مجہہ کو چہڑایا قرضخواہون سے پہر مجہہ کو حاکم
بنایا **ف** دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے کعب بن مالک سے نکالا اور کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر
کیا معاذ پر ان کا مال اور اسکو بیچا قرض مین جو انپر تہا اور سعید بن منصور اور ابوداؤد اور عبدالرزاق نے عبدالرحمان بن
کعب بن مالک سے اسکو مرسلا نکالا اور کہا کہ معاذ سخی اور جوان آدمی تہے کسی چیز کو اپنے پاس نہ روکتے اور ہمیشہ قرض

دار رہتے یہانتک کہ اُن کا سارا مال قرض میں غرق ہوگیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ اُنکے قرضخواہوں کو سمجھا دیں اگر قرضخواہ اپنا قرضہ معاف کرتے تو معاذ کو معاف کر دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سے لیکن آنحضرت نے معاذ کا مال بیچا یہانتک کہ معاذ فقط کھڑے رہ گئے اور انکے پاس کوئی چیز نہیں رہی عبد الحق نے روایت کیا کہ مرسل روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن الطلاع نے احکام میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ قرضخواہ قرضدار کا سارا مال اپنے قرض میں بکوا سکتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ قرضخواہوں نے معاذ کے پہننے کے کپڑے بھی لے لیے جو انکے بدن پر تھے یا اُن کے مکان سے بھی انکو نکالدیا یا ضروری خوراک بھی انکی اور انکے گھر والوں کی لے لی اسیواسطے اہلحدیث نے ان چیزوں کو مستثنیٰ کیا انجاح میں ہے کہ اسکے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم کیا تاکہ ان کی مفلسی اور فقیری رفع ہو تو رعایت کی انکے حال کی لیکن حقوق الناس میں انکی رعایت نہیں کی

باب مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهٗ بِعَيْنِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ ایک شخص مفلس ہوگیا اور کسی نے اپنا مال بجنسہ اسکے پاس پایا **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهٗ بِعَيْنِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بجنسہ اپنا مال مفلس کے پاس پالیا تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے اوروں سے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً فَاَدْرَكَ سِلْعَتَهٗ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ وَقَدْ اَفْلَسَ وَلَمْ يَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهِيَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ اُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ اسباب ایک شخص کے ہاتھ بیچا پھر اس اسباب کو بجنسہ بائع نے مشتری کے پاس پایا جب مشتری مفلس ہوگیا تھا اور بائع نے اس اسباب کی قیمت میں سے کچھ نہیں پایا تو وہ اسباب بائع کو ملجاوے گا اور اگر اسکی قیمت میں سے کچھ پاچکا ہے تو وہ اور قرضخواہوں کی مثل ہوگا **ف** یعنے اسکو بیچکر سب قرضخواہوں کا قرضہ سرشکن کے طور پر ادا کرینگے بائع کو بھی اپنے حصہ کے موافق ملے گا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشتری نے اس اسباب میں کچھ تصرف کیا ہو یعنے اس حال پر باقی نہ رہا ہو جو بیع کے وقت پر تھا تب بھی وہ بائع کو نہ ملیگا بلکہ اسکو بیچ کر سب قرضخواہوں کو حصہ رسد دینگے بائع بھی اپنے حصہ کے موافق لیگا **عن** اَبِيْ خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ وَكَانَ قَاضِيًا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ جِئْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ صَاحِبٍ لَنَا قَدْ اَفْلَسَ فَقَالَ هٰذَا الَّذِيْ قَضٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ اَوْ اَفْلَسَ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ اَحَقُّ بِمَتَاعِهٖ اِذَا وَجَدَهٗ بِعَيْنِهٖ ابن خلدہ زرقی سے روایت ہے وہ قاضی تھے مدینہ میں انہوں نے کہا ہم ابوہریرہ کے پاس آئے ایک اپنی ساتھی کے باب میں جو مفلس ہوگیا تھا ابوہریرہ نے کہا

ایسے ہی شخص کے باب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص مرجاوے یا مفلس ہوجاوے تو اسباب کا مالک زیادہ حقدار ہے اپنے اسباب کا جب بجنسہ اسکو پاوے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرِئٍ مَاتَ وَعِنْدَهٗ مَالُ امْرِئٍ بِعَیْنِهٖ اقْتَضٰی مِنْهُ شَیْئًا اَوْ لَمْ یَقْتَضِ فَهُوَ اُسْوَةٌ لِلْغُرَمَاءِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور اسکے پاس کسیکا مال بجنسہ موجود ہو (جسطرح اُس نے لیا تھا اسی طرح سے ہو) خواہ اُس نے اسکی قیمت پائی ہو کسیقدر یا بالکل نہ پائی ہو وہ ہر حال میں اور قرضخواہوں کی مثل ہوگا۔

ف یہ اگلی حدیثوں کے خلاف ہے اور احمد اور ابوداؤد نے سمرہ سے نکالا کہ جس نے اپنا اسباب بعینہ پایا کسی مفلس کے پاس تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد حسن ہے لیکن حسن کے سماع میں سمرہ سے اختلاف ہے اور صحیحین میں ابوہریرہ سے ایسے ہی روایت ہے اور نکالا اسکو امام مسلم اور امام احمد نے دوسرے طریقوں سے بھی اور شافعی اور ابوداؤد اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا اور صحیح کہا ہے کہ انہوں نے ایک مفلس کے باب میں کہا میں اسکا وہ فیصلہ کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو شخص مفلس ہوجاوے یا مرجاوے پھر اپنا مال کوئی شخص بجنسہ اسکے پاس پاوے تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور امام مالک نے موطا میں اور ابوداؤد نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے نکالا مرسلاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ مال بیچے پھر مشتری مفلس ہوجاوے اور بائع کو ثمن میں سے کچھ نہ ملے تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے اور اگر مشتری مرجاوے تو بائع اور قرضخواہوں کے مثل ہوگا ابوداؤد نے اسکو وصل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے لیکن اس نے اسحدیث کو زبیدی سے روایت کیا جو شامی ہے اور اسمعیل بن عیاش قوی ہے اہل شام سے روایت کرنے میں میں کہتا ہوں ابن ماجہ کی روایت میں متابعت کی اسمعیل بن عیاش کی یمان بن عدی نے خیر مفلس کے باب میں تو سب حدیثیں متفق ہیں کہ صاحب مال اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب بجنسہ پاوے اسکو اسکی قیمت میں سے کچھ نہ پایا ہو اور مشتری کے مرجانے کی صورت میں روایات کا اختلاف ہے لیکن صحیح روایتوں میں اسمیں بھی یہی حکم ہے اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث نے انہی حدیثوں کے موافق حکم دیا ہے لیکن ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر اور کوفہ کے فقہا نے کہا ہے کہ ہر حال میں بائع اور قرضخواہوں کے مثل ہوگا اور مالک اور احمد نے کہا کہ جب مشتری مرجاوے تو بائع قرضخواہوں کے مثل ہوگا ہر حال میں شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ حقدار ہوگا اور اگر بائع نے ثمن میں سے کچھ پایا ہو تو جمہور کے نزدیک وہ برابر ہوگا اور قرضخواہوں کے اور شافعی نے کہا کہ اس صورت میں بھی بائع زیادہ حقدار ہوگا اور ابوحنیفہ کا مذہب اس باب میں احادیث صحیحہ کے صریح برخلاف ہے اور طحاوی نے جو توجیہ کی ہے کہ یہ حدیث اس باب میں ہے جب کوئی اپنا غصب کیا ہوا مال یا مال مسروقہ یا مستعار یا امانت کسی مفلس کے شخص کے

باوریہ اسکی صریح غفلت ہے کیونکہ ابوہریرہ کی کئی روایتوں میں ایسا رجل بیع ہے اور بیع کی تصریح موجود ہے (روضع مع زیادۃ)

باب كَرَاهِيَةِ الشَّهَادَةِ لِمَنْ لَمْ يُسْتَشْهَدْ بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود جا کر گواہی دینا **عن** عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون لوگ بہتر ہیں آپ نے فرمایا میرے قرن (یعنے زمانہ کے بعضوں نے کہا قرن سو برس کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا تیس برس کا) پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں (یعنے تابعین اور تبع تابعین) پھر ایسے لوگ پیدا ہونگے جنکی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے یعنی گواہی دینے پر ایسے حریص ہوں گے کہ کوئی قاعدہ انکا نہ ہوگا کبھی گواہی سے پہلے قسم کھانے کو مستعد ہونگے کبھی گواہی کے بعد قسم کھاویں گے مطلب یہ ہے کہ لوگ گواہی کو کچھ بڑی چیز خیال نہ کرینگے اور اس میں احتیاط نہ کریں گے بن بلائے ہی گواہی دینے کو حاضر ہوجاویں گے جیسے جھوٹے گواہ ہر عدالت اور ہر کچہری میں حاضر رہتے ہیں اور ہر وقت گواہی دینے کے لیے طیار رہتے ہیں حالانکہ گواہی دینا بڑے مواخذے کا کام ہے اور اس میں بڑی احتیاط لازم ہے ایسا نہ ہو کہ زبان سے کوئی جھوٹ کلمہ نکلجاوے اس حدیث سے یہ نکلا کہ بن بلائے گواہی میں جلدی کرنا بری بات ہے البتہ اگر کسیکا حق ڈوبتا ہو یا کوئی مارا جاتا ہو بے قصور یا اسکا مال تباہ ہوتا ہو یا عزت برباد ہوتی ہو اور کسی گواہ کو اصل حال معلوم ہو جسکی گواہی سے حق کھل جاوے اور وہ اس آفت سے محفوظ رہے تو وہ مستثنیٰ ہے اور ایسی حالت میں بن بلائے جا کر گواہی دینا اور مسلمان کو بچانا لازم اور ضروری اور بڑا ثواب اور اجر ہے **عن** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا مِثْلَ مَقَامِي فِيكُمْ فَقَالَ احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتَّى يَشْهَدَ الرَّجُلُ وَمَا يُسْتَشْهَدُ وَيَحْلِفَ وَمَا يُسْتَحْلَفُ جابر بن سمرہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا جابیہ میں (جابیہ ایک بستی کا نام ہے شام میں) تو فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ہم میں اسطرح جیسے میں تم میں کھڑا ہوں اور فرمایا خیال رکھو میرے اصحاب کا (یعنے ان کی عزت کرنا انکو ایذا نہ دینا میرے بعد) پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر انکے بعد جھوٹ پھیل جاویگا یہانتک کہ ایک آدمی گواہی دیگا اور کوئی اس سے گواہی نہ چاہے گا اور قسم کھاویگا اور کوئی اس سے قسم نہ چاہیگا

باب الرَّجُلِ عِنْدَهُ الشَّهَادَةُ لَا يَعْلَمُ بِهَا صَاحِبُهَا ایک شخص کو ایک معاملہ معلوم ہے لیکن جسکا معاملہ ہے اسکو خبر

نہیں عن زید بن خالد الجهنی یقول انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر الشھود من ادی شھادتہ قبل ان یسالھا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہتر گواہ وہ ہے جو بوچھنے سے پہلے گواہی دیوے ف مراد وہی حالت ہے جب ایک مسلمان کا حق ڈوبتا ہو گواہ نہ ہونے سے یا اسکا نقصان ہوتا ہو مال یا جان کا تو ایسی حالت میں بغیر اسکے بلائے ہوئے قاضی کے پاس جاکر گواہی دینا چاہیے اور یہ مستثنیٰ ہے اس حدیث سے جو اوپر گذری جیسے ابھی بیان ہو چکا باب الاشھاد علی الدیون قرض پر گواہ کرنا عن ابی سعید الخدری قال تلا ھذہ الآیۃ یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی حتی بلغ فان امن بعضکم بعضا فقال ھذہ نسخت ما قبلھا ابو سعید خدری نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو جب تم قرض کا معاملہ کرو ایک میعاد تک تو اسکو لکھ لو اور آگے جاکر یہ ہے کہ اسپر گواہ کر لو دو اپنے مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو اور کہا ابو سعید نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے فان امن بعضکم بعضا یعنے اگر تم میں سے کسی کو دوسرے کا اعتبار ہو تو جو امانت اسکو دیجاوے وہ ادا کرے ف اور بعض علما نے کہا کہ اگلی آیت منسوخ نہیں ہے اسلیے کہ وہ حکم استحبابا تھا نہ وجوبا اور مستحب یہی ہے کہ جب قرض لیا جاوے تو اسکو لکھیں اور گواہ کر لیں کیونکہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ دائن یا مدیون مر جاوے اور انکے وارثوں میں جھگڑا ہو یا مدیون کے ذمہ قرض رہجاوے اسکو وارث ادا نکریں تو عاقبت کا مواخذہ رہے باب من لا یجوز شھادتہ جسکی گواہی جائز نہیں ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجوز شھادۃ خائن ولا خائنۃ ولا محدود فی الاسلام ولا ذی غمر علی اخیہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن (چور) کی گواہی جائز نہیں ہے مرد ہو یا عورت اور نہ جسکو اسلام کی حالت میں حد پڑی ہو اور نہ عداوت (کینہ) والے کی اپنے بھائی پر ف جس سے وہ کینہ رکھتا ہو البتہ اگر اسکے فائدے کے لیے گواہی دیوے تو قبول ہوگی جب اسکا فسق معلوم نہ ہو اہلحدیث کے نزدیک شہادت اس شخص کی جو عادل نہ ہو مقبول نہیں ہے اسلیے کہ قرآن میں ہے واشھدوا ذوی عدل منکم اور بحر میں ہے کہ اجماع ہے فاسق کی شہادت قبول نہ ہونے پر غرض یہ کہ شہادت میں ضرور ہے کہ شاہد مسلمان ہو آزاد ہو مکلف ہو یعنے عاقل بالغ ہو عادل ہو صاحب مروت ہو متہم نہ ہو اکثر کا یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ ذمی کافر کی شہادت مطلقاً مقبول نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ آپس میں ذمیوں کی انکی شہادت ایک دوسرے پر درست ہے اسیطرح لڑکوں کی شہادت مقبول نہیں ہے مگر امام مالک نے کہا کہ جب لڑکے ایک دوسرے کو زخمی کریں تو انکی شہادت لی جاویگی ابن زبیر سے ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن عباس سے اس کے

خلاف منقول ہے اور عادل کے یہ معنی ہین کہ کبائر سے بچتا ہو اور صغائر پر اصرار نکرتا ہو اور مروت سے یہ مراد ہے کہ صاحب حیا اور ادب ہو تو اگر ایسے کام کرتا ہو جن سے لوگ حیا کرتے ہین تو اسکی شہادت مقبول نہ ہوگی اور اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جو گھر مین پلتا ہو اسکی شہادت گھر والون کے فائدے کے لیے جائز نہین ہے اور ترمذی اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا اس مین یہ ہے کہ و لا ظنین ولا قرابۃ یعنے متہم اور قرابت والے کی بھی شہادت درست نہین ہو لیکن اسکے اسناد مین یزید بن زیاد شامی ضعیف ہو اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین عبد الاعلی اور اسکا شیخ یحیے بن سعید فارسی دونون ضعیف ہین اور ابو داؤد نے مراسیل مین طلحہ بن عبد اللہ سے نکالا مرفوعا کہ دشمن اور متہم کی شہادت جائز نہین ہے اور بیہقی نے اسکو اعرج سے نکالا مرسلا کہ ذی الظنہ یعنے متہم اور ذی الحنۃ یعنے دشمن کی شہادت درست نہین ہے اور حاکم نے اسکو متصلا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے نکالا لیکن حافظ نے کہا اسکے اسناد مین اعتراض ہے اور غلام کی شہادت اپنے سید کے لیے اسیطرح باپ کی بیٹے کے لیے اور بیٹے کی باپ کے لیے یہ بھی جائز نہین ہے اسیطرح اس شاہد کی جسکو شہادت سے کچھ نفع ہوتا ہو مثلا شفیع ایک گھر کے خرید ہونیکی گواہی دیوے یا مفلس کا دائن اسکے دین کی دوسرے شخص پر گواہی دیوے اور بھائی کی شہادت بھائی کے لیے اسیطرح اور اقارب کی مقبول ہے اور شوہر اور زوجہ کی شہادت مین اختلاف ہو ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہین رکھا اور شافعی نے جائز رکھا اور جسپر حد قذف پڑی ہو اسکی شہادت بھی جائز نہین ہے اور بعضون نے کہا جب وہ توبہ کر لیوے اور نیک ہو جاوے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی (روضہ مختصرا) **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگل میں رہنے والے کی شہادت بستی والے پر جائز نہین ہے **ف** اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا منذری نے کہا اسکے راویون سے امام مسلم نے حجت لی اپنی صحیح مین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنگل والے اکثر جاہل اور بے تمیز ہوتے ہین اور شہادت کو اچھی طرح یاد نہین رکھتے امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور مالک سے بھی یہی منقول ہے اور اکثر علما اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اسحالت پر جب جنگل کا رہنے والا مجہول العدالت ہو (روضہ) **مترجم** کہتا ہو سید علامہ نے روضہ مین اس توجیہ کو قوی کیا ہے اور مین تو اسے ضعیف کہتا ہون کیونکہ مجہول العدالت کی گواہی مطلقا مقبول نہین ہے جنگل کا رہنے والا ہو یا بستی کا اور صحیح مذہب وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہو اگرچہ حنفیہ اور شافعیہ اسکے خلاف ہین **باب**

القضاء بالشاهد واليمين ایک مدعی اور گواہ کی قسم سے فیصلہ کرنا عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم سے
ایک گواہ کے ساتھ **ف** اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور اسکی راوی ثقہ ہین اور صحیح کہا اسکو ابو حاتم اور ابوزرعہ نے
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ جابر سے بھی ایسے ہی روایت ہے **ف** یہ امام جعفر
صادق نے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کی اونہون نے جابر سے اسکو امام احمد اور ترمذی اور بیہقی نے بھی نکالا اور
صحیح کہا اسکو ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اور امام احمد اور دارقطنی نے نکالا امام جعفر صادق سے انہون نے اپنے باپ سے انہون
نے حضرت علی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ کیا اور صاحب حق سے (یعنی مدعی سے) قسم
لے لی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِيْنِ ابن عباس سے بھی ایسے
ہی روایت ہے **ف** اسکو امام مسلم وغیرہ نے بھی نکالا اور یہ حدیث صحیح ہے عَنْ سُرَّقٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَجَازَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ وَيَمِيْنَ الطَّالِبِ سرق بن اسد جہنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی
ایک مرد کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ **ف** اسکو امام احمد نے بھی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین مگر سرق سے
جو ایک شخص روایت کرتا ہے وہ مجہول ہے اور ابن جوزی نے تحقیق مین کہا کہ اس حدیث کے راوی بیس صحابیون سے زیادہ ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے اور امام احمد اور
شافعی اور مالک اور تمام اہلحدیث کا یہی مذہب ہے مگر ابو حنیفہ اور زید بن علی اور زہری اور نخعی اور ابن شبرمہ سے منقول
ہے کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہین ہوسکتا امام مالک نے موطا مین کہا سنت اس پر جاری ہے کہ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ
کیا جاوے یعنے مدعی سے قسم لی جاوے اگر وہ قسم کہاوے تو اسکا دعوی ثابت ہوگیا اگر وہ قسم کہانے سے انکار کرے تو اب
مدعی علیہ سے قسم لیوین گے اگر اس نے قسم کہالی تو مدعی کا دعوی ساقط ہوگیا اگر نکول کیا تو مدعی کا دعوے ثابت ہوگیا
مگر یہ امر اموال کے دعوی مین ہوگا (یعنے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنا) اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور قذف
اور قذف وغیرہ مین دو گواہ ضرور ہین اور امام مالک نے کہا بعض لوگ کہتے ہین (یعنے حنفیہ) کہ ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ
کرنا درست نہین کیونکہ قرآن مین اسکا ذکر نہین بلکہ یہ ذکر ہے اگر دو مرد نہ ہون تو ایک مرد اور دو عورتین ہون اور ان کا
جواب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ ہی نہ ہون تو مدعی علیہ سے قسم لینا اور اگر قسم سے نکول کرے تو دعوی کا اس سے
ثابت ہونا یہ کہان قرآن مین ہے جب وہ اسکو مانتا ہے تو ایک شاہد اور قسم بھی ماننا چاہیے دونو حدیث سے ثابت ہین اور
اگلے لوگون نے برابر اس پر عمل کیا ہے اور عمر بن عبد العزیز اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سلیمان بن یسار اور سب تابعین

نے اسکا فتوی دیا انتہی مختصراً من الروضۃ مترجم کہتا ہے حنفیہ کا اصول کسیطرح ہماری سمجھ مین نہین آیا باوجود اس کے
کہ ہم تیس سال سے انکی فقہ کی کتابین دیکھتے ہین کہیں تو وہ ایک حدیث سے جسکے راوی ایک یا دو ہی صحابہ ہوتے ہین کتاب اللہ
پر زیادت کے قائل ہو جاتے ہین اور دھینگا مشتی زور زبردستی سے اسحدیث کو مشہور بنا دیتے ہین جیسے حدیث ناصیہ وغیرہ بیان اور
کہین وہ ایسی حدیث کو رد کرتے ہین جسکے راوی بیس پچیس صحابہ ہوتے ہین اور محدثین کے نزدیک وہ مشہور اور صحیح ہوتی
ہے لیکن مرغی کی ایک ہی ٹانگ وہ یہی کہے جاتے ہین کہ کتاب اللہ پر زیادت حدیث سے جائز نہین ہے کچھ عجب مذہب اور عجیب
طریق ہے اب یہ مسئلہ یمین مع الشاہد الواحد کا صحیح اور مشہور حدیث سے ثابت ہے اور اسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہین
اور صحابہ اور تابعین اسکے موافق عمل کرتے چلے آئے پھر کیا وجہ ہے کہ اوسپر عمل نہ کیا جاوے اور کتاب اللہ پر زیادت اس سے
جائز نہ ہو حالانکہ زیادت کوئی نسخ یا تخالف نہین ہے بلکہ صرف یہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے ایک بات اپنی کتاب مین بیان نہیں
کی اسکے رسول نے اسکو بیان کر دیا جسکا ماننا نہایت ضروری اور لازم ہے اگر ایک راوی بھی ایک حدیث کا ہو لیکن وہ ثقہ ہو
اور حدیث صحیح ہو جاوے تو اس سے کتاب اللہ پر زیادت ہو سکتی ہے نہ کہ مشہور حدیث سے جسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہون
غرض جو منصف حنفیہ ہین انکو اسبابین حدیث پر چلنا چاہیے اور امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کو چھوڑ دینا چاہیے اور اس مسئلہ
پر کیا منحصر ہے جہان کوئی حدیث صحیح مل گئی بس اب اجتہاد کو چھپر پر رکھنا چاہیے وہ مجتہد صاحب اپنا جواب آپ دینگے
جب قیامت مین ان سے پوچھا جاوے گا لیکن ہم کیا جواب دینگے جب یہ سوال ہوگا کہ صحیح حدیث پر تم نے عمل کیون
نہین کیا یہی انصاف کا رستہ ہے اور یہی حق ہے گو بعض جاہل متعصب اسکو قبول نہ کرین وما علینا الا البلاغ

باب

شَهَادَةِ الزُّورِ جھوٹی گواہی کا بیان عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَ
اجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صبح کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے تین بار یہ فرمایا (کیونکہ
شرک بھی ایک جھوٹی گواہی ہے جو مالک نہین ہے اسکو مالک بنانا اور مالک حقیقی کو چھوڑ دینا) پھر یہ آیت پڑھی واجتنبوا
قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ یعنے جھوٹ بولنے سے بچو سیدھی چلو اللہ کے واسطے اسکے ساتھ شرک مت کرو عَنِ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَزُولَ قَدَمَا شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹے گواہ کے پاؤن نہین سرکین گے (قیامت کے دن) یہانتک کہ اللہ تعالی
اسکے لیے دوزخ کو واجب کریگا

باب

شَهَادَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ اہل کتاب کی گواہی آپس مین ایک دوسرے کے

پر قبول ہو گی **عَن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَازَ شَہَادَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ بَعْضِہِمْ عَلٰی بَعْضٍ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی اہل کتاب کی شہادت آپس میں ایک دوسرے پر **ف** کیونکہ وہ سب کافر ہیں اور کفر ایک ہی ملت ہے لیکن کافر کی شہادت مسلمان پر درست نہیں ہے اور نہ کافر کی شہادت سے مسلمانوں پر کوئی جرم ثابت کر سکتے ہیں نہ اسکو سزا دے سکتے ہیں افسوس ہے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے اس میں کسی مجتہد کا خلاف نہیں ہے باوجود اسکے مسلمانوں کی حکومت میں یہ غضب دیکھا گیا ہے کہ کافروں کی گواہی مسلمانوں پر قبول کرتے ہیں اور مسلمانوں کو انکی گواہی سے سزا دیتے ہیں یہ صریح ظلم ہے جس سے آخرت میں مازپرس ہو گی اسکے سوا فاسق اور بدعتی اور بے مروت ڈاڑھی منڈے ہر ایک کی گواہی قبول کر لیتے ہیں اور عدالت کا لحاظ بالکل نہیں رہتے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا ظلم سے بھر گئی ہے جھوٹی نالشیں ہوتی ہیں اور وہ ثابت ہو جاتی ہیں خلق اللہ تباہ ہوتی ہے یا اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ وہ ایسے ظلموں کی بیخ کنی کریں اور ظالموں کی حکومت چھین لیویں آمین **اَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ** ابواب ہبہ کے بیان میں **بَابُ** الرَّجُلِ یَنْحَلُ وَلَدَہٗ آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے **عَن** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ انْطَلَقَ بِہٖ اَبُوْہُ یَحْمِلُہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْہَدُ اَنِّیْ قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِیْ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَکُلَّ بَنِیْکَ نَحَلْتَ مِثْلَ الَّذِیْ نَحَلْتَ النُّعْمَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاَشْہِدْ عَلٰی ھٰذَا غَیْرِیْ قَالَ اَلَیْسَ یَسُرُّکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا لَکَ فِی الْبِرِّ سَوَاءً قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَا اِذًا نعمان بن بشیر سے روایت ہے ان کے باپ انکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا آپ گواہ رہیے میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز دی ہے آپ نے فرمایا تو نے اپنے سب بیٹوں کو ایسی ہی چیزیں دیں جیسے نعمان کو دی ہیں اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو میرے سوا اور کسیکو اسپر گواہ کرلے کیا تجھے یہ بھلا نہیں لگتا کہ تیرے سب بیٹے تیرے ساتھ نیک سلوک کرنے میں برابر ہوں وہ بولا کیوں نہیں میں یہی چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تو ایسا مت کر **ف** کہ ایک بیٹے کو دی اوراوروں کو محروم کیے جب ایسا کریگا تو اور بیٹوں کے دل میں تیرا بغض پیدا ہوگا اور وہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ بھلائی نہ کرینگے بلکہ برائی کرینگے مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر اور امام احمد کی روایت میں ہے مجھکو مت گواہ کر ظلم پر اور تیرے بیٹوں کا تجھپر یہ حق ہے کہ تو برابری کرے انکو دینے میں اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ جو تو نے دیا ہے وہ پھیر لے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ سے ڈرو اور عدل کرو اپنی اولاد میں آخر میرے باپ نے رجوع کیا اس صدقہ میں اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ عدل کرو اپنے بیٹوں میں تین بار یہ فرمایا اور طبرانی اور بیہقی اور سعید بن منصور نے نکالا کہ برابری کرو عطا میں اپنی اولاد میں اور اگر میں کسیکو زیادہ دلاتا تو لڑکیوں کو زیادہ دلاتا

کیونکہ وہ قادر نہین ہین کسب پر اسکی اسناد مین سعید بن یوسف ضعیف ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد اچھا ہے اور
ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اولاد کو کم و بیش دینا ظلم ہے اور جس نے ایسا کیا تو رجوع کرے طاوس اور ثوری اور احمد اور
اسحاق اور بعض مالکیہ اسی کے قائل ہین اور جمہور کہتے ہین کہ برابری کرنا مستحب ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ
برابری نہ کرنا مکروہ ہے لیکن تصرف نافذ ہو جاویگا اور ابو بکر نے حضرت عائشہ کو اور اولاد سے زیادہ دیا اور اہلحدیث
کہتے ہین کہ برابری کرنا واجب ہے اور ان احادیث سے یہ بھی نکلا کہ والدین جو اپنی اولاد کو دیوین تو اس مین رجوع کرنا درست
ہے اسیطرح دادا اور دادی اور نانا نانی کو بھی لیکن انکے سوا اور لوگون کو رجوع کرنا ہبہ مین جائز نہین ہے کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین رجوع کرنیوالا ایسا ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھانیوالا شافعی کا یہی قول ہے
اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ والد کو بھی رجوع جائز نہین جو اس نے اپنی اولاد کو ہبہ کیا اس مین امام ابن قیم نے اہلحدیث
کا مذہب ثابت کیا اور شافعی اور ابو حنیفہ پر رد کیا (روضہ مختصرا) **عن** النعمان بن بشیر ان اباہ نحلہ غلاما
وانہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشھدہ فقال اکل ولدک نحلتہ قال لا قال فاردُدہ نعمان بن بشیر
سے روایت ہے انکے باپ نے انکو ایک غلام دیا پھر وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ کو گواہ کرنے کے پھر آپ
نے فرمایا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے وہ بولا نہین آپنے فرمایا تو اسکو پھیر لے **باب** من اعطی ولدہ
ثم رجع فیہ جسنے اپنی اولاد کو کچھ دیا پھر پھیر لیا **عن** ابن عباس و ابن عمر یرفعان الحدیث الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا یحل للرجل ان یعطی العطیۃ ثم یرجع فیھا الا الوالد فی ما یعطی ولدہ ابن عباس
اور ابن عمر سے روایت ہے دونون نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو حلال نہین کہ دیکر
پھیر لیوے مگر باپ کو جو وہ اپنی اولاد کو دیوے **ف** اسکو امام احمد اور اصحاب سنن اور ترمذی اور ابن حبان اور
حاکم نے بھی نکالا ترمذی نے کہا صحیح ہے اور ابو حنیفہ نے اس صحیح حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ باپ کو
بھی رجوع نہین جائز ہے جیسے اوپر گذرا **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یرجع احدکم فی ھبتہ الا الوالد من ولدہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ان حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین کوئی رجوع نہ کرے مگر باپ جو ہبہ اپنی اولاد کو کرے (تو اس مین اگر چاہے تو رجوع کرسکتا
ہے) **باب** العمری عمر بھر کے لیے کوئی شے دینا **ف** خواہ اپنی حیات تک دیوے یا جسکو دیوے اسکی حیات
تک جاہلیت مین بہت رائج تھا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عمری فمن
اعمر شیئا فھو لہ ابو ہریرہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرے کوئی چیز نہین ہے اگر کوئی چیز عمرے

کے طور پر دیوی تو وہ اسی کی ملک ہو جاویگی جسکو دیوی ف صحیحین میں ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی کہ عمری میراث ہو گی عمری والون کے لیے ایک روایت میں ہے کہ عمری جائز ہے عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَعْمَرَ رَجُلًا عُمْرٰی لَہٗ وَلِعَقِبِہٖ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُہٗ حَقَّہٗ فِیْہَا فَہِیَ لِمَنْ اُعْمِرَ وَلِعَقِبِہٖ جابر سی روایت ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے کسی کو عمری دیا وہ اسیکا ہو جاویگا اور اسکے وارثون کا اور اس نے عمری کہکر اپنا حق قطع کر دیا اب وہ جسکو عمری دیا گیا اوسیکا ہو گیا اور اسکے بعد اسکے وارثون کا ف مسلم کی ایک روایت میں ہی جس نے عمری دیا تو وہ اسیکا ہی جسکو دیا گیا زندہ اور مرنیکے بعد اور اسکے وارثون کا عَنْ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْعُمْرٰی لِلْوَارِثِ زید بن ثابت سی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری وارثون دلایا ف مطلب یہ ہے کہ عمری دینے سے وہ شی ہمیشہ کے لیے دینے والے کے ملک سے نکلی دیگی اور اسیکی ہو جاویگی جسکو عمرہ دیا گیا اسکے بعد اسکے وارثون کو ملیگی اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور مسلم اور ابو داؤد اور احمد کی ایک روایت میں جو یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عمرے کو جائز رکھا وہ یہ ہے کہ عمری دینے والا یون کہی یہ شے تیری ہی اور تیرے وارثون کی لیکن اگر صرف اتنا کہے وہ تیری ہی جب تک تو جیے تو اسکے مرنے کے بعد وہ شے پھر دینے والے کے پاس آ جاویگی تو یہ حدیث نہین ہے بلکہ ابو سلمہ راوی کا کلام ہے اور اس روایت سی حجت صحیح نہین ہے اور زید بن ثابت کی حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن حبان نے بھی نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمری کہا وہ شے معمر لہ کی ہی اسکی زندگی اور موت دونو حالت مین اور رقبی مت کرو باب الرقبی رقبی کا بیان ف رقبی یہ ہی کہ کوئی دوسرے سی کہے مین نے یہ مکان تجھے دیا اس شرط پر کہ اگر مین پہلے مرجاؤن تو مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مرجاوی تو مکان مین لے لونگا۔ اس کا بھی حکم اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور ابو یوسف کے نزدیک عمری کا سا ہی یعنے وہ شی اسیکی ہو جاویگی جسکے لیے رقبی کیا گیا اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا رقبی باطل ہے اور رقبی اس کو اسلیے کہتے ہین کہ اس مین ہر ایک منتظر رہتا ہی دوسرے کی موت کا رقب ترقب سے ہے یعنی انتظار کرنا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا رُقْبٰی فَمَنْ اُرْقِبَ شَیْئًا فَہُوَ لَہٗ حَیَاتَہٗ وَمَمَاتَہٗ قَالَ وَالرُّقْبٰی اَنْ یَّقُوْلَ ہُوَ لِلْاٰخِرِ مِنِّیْ وَمِنْکَ مَوْتًا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقبی کوئی چیز نہین ہے جس نے رقبی کیا تو وہ شے اسی کی ہو جاوے گی جسکو رقبی دیا گیا اسکی زندگی اور موت دونون حالت مین ہماری نے کہا رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے سے کہے یہ مکان یا گھوڑا یا اور کوئی شے ہم مین اور تم مین دونون مین جو کوئی اخیر مین مرے اسکا ہے عَنْ

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمری جائزۃ لمن اعمرھا والرقبی جائزۃ لمن ارقبھا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمری جائز ہے اسکے لیے جس کو عمری دیا جاوے اور رقبی جائز ہے اسکے لیے جسکو رقبی دیا جاوے **ف** یعنی دونوں صورتوں میں وہ شی دینے والے کے ملک سے نکلکر جسکو عمری یا رقبی کے طور پر دی گئی ہے اسی کی ہو جاویگی اور اسکے بعد اسکے وارثوں کو ملیگی امام احمد نے جابر سے نکالا کہ ایک انصاری نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا اسکی زندگی تک پھر وہ مرگئی تو اسکی ماں کے بھائی آئے دعوی کرتے ہوئے باغ کا آپ نے اس باغ کو تقسیم کر دیا اُن میں **باب** الرجوع فی الصدقۃ ہبہ کر کے پھیر لینا کیسا ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مثل الذی یعود فی عطیتہ کمثل الکلب اکل حتی اذا شبع قاء ثم عاد فی قیئہ فاکلہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو ہبہ کر کے پھیرے ایسی ہے جیسے کتے کی کھاتا ہے پیٹ بھر کر پھر قے کرتا ہے پھر اس قے کو جا کر کھاتا ہے **ف** یہی مثال ہے اسکی جو دیکر پھر پھیر لینا چاہتا ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العائد فی ھبتہ کالعائد فی قیئہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے میں لوٹنے والا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا کتے کی طرح ہے وہ قے کر کے پھر اسے کھانیکو جاتا ہے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیکر پھر پھیر لینا نہایت کمینہ پن اور دناءت اور خست ہے اور مروت کی خلاف ہے اور اکثر علماء رجوع کو حرام کہتے ہیں ہبہ میں مگر باپ کو رجوع جائز ہے اس میں جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے جیسے اوپر گذرا **باب** من وھب ھبۃ رجاء ثوابھا جو کوئی ہبہ کرے عوض کی امید پر **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل احق بھبتہ ما لم یثب منھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرنے والا زیادہ حق رکھتا ہے شی موہوب کا جبتک اسکا عوض نہ پاوے **ف** ہبہ بالعوض تو حکماً بیع ہے اور ہبہ بلا عوض ہدیہ ہے لیکن ہبہ بلا عوض میں مطلقاً رجوع جائز نہیں اور ہبہ بالعوض میں جب تک واہب اسکا عوض نہ لیوے تو رجوع درست ہے لیکن عوض لے لینے کے بعد پھر رجوع درست نہیں **باب** عطیۃ المرأۃ بغیر اذن زوجھا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ (ہبہ) نہیں کر سکتی **ف** یعنے اپنے مال میں سے بھی اگر کسیکو عطیہ دینا چاہے تو خاوند سے اجازت لے لیوے اور یہ حکم بر سبیل استحباب کے ہے نہ وجوب

کے کیونکہ اکثر عورت اور خاوند کا مال ملا جلا ہوتا ہے لیکن اسپر بھی عورت اگر اپنے مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو عطیہ دیوے تو نافذ ہوگا اسپر اکثر علما کا اجماع ہے اور یہ امر دوسری حدیثوں سے ثابت ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الخطبۃ خطبھا لا یجوز لامرأۃ فی مالھا الا باذن زوجھا اذا ھو ملک عصمتھا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک خطبے میں کہ کسی عورت کو اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے جب وہ مالک ہو اسکی عصمت کا ف یعنے نکاح قائم ہووے یہ حکم بطریق مصلحت کے ہے کیونکہ اکثر عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں احتمال ہے کہ اپنا مال تلف کر دیویں اسپر بھی جمہور علما کا قول یہی ہے کہ عورت کا تصرف اپنی ذات کے مال میں درست ہے گو خاوند کی اجازت نہو عن عبداللہ بن یحیی رجل من ولد کعب بن مالک عن ابیہ عن جدہ ان جدتہ خیرۃ امرأۃ کعب بن مالک اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحلی لھا فقالت انی تصدقت بھذا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجوز للمرأۃ فی مالھا الا باذن زوجھا فھل استاذنت کعبا قالت نعم فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی کعب بن مالک فقال ھل اذنت لخیرۃ ان تتصدق بحلیھا فقال نعم فقبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھا عبداللہ بن یحیے سے روایت ہے جو ایک شخص تھا کعب بن مالک کی اولاد میں سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی اوس نے دادا سے کہ اسکی دادی خیرہ کعب بن مالک کی جورو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی کچھ اپنا زیور لیکر اور عرض کی کہ میں اسکو تصدق کرتی ہوں آپنے فرمایا عورت کو اپنے مال میں تصدق کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے تو تونے کعب سے اجازت لی ہے وہ بولی ہاں آپ نے کعب بن مالک سے پوچھوا بھیجا کیا تونے خیرہ کو اجازت دی ہے اپنا زیور تصدق کرنیکی وہ بولا جی ہاں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول کر لیا خیرہ سے

ابواب الصدقات

صدقوں کے باب

باب الرجوع فی الصدقۃ

صدقہ دیکر رجوع کرنا عن عمر بن الخطاب رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تعد فی صدقتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت لوٹ صدقہ دیکر عن عبداللہ بن العباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یتصدق ثم یرجع فی صدقتہ مثل الکلب یقی ثم یرجع فیاکل قیئہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو صدقہ دیتا ہے پھر اس میں رجوع کرتا ہے کتے کی سی ہے وہ قے کرتا ہے پھر لوٹ کر اسکو کھاتا ہے

باب من تصدق بصدقۃ فوجدھا تباع ھل یشتریھا

جو شخص صدقہ دیوے پھر صدقہ کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو خرید لیوے تو کیسا ہے عن عمر انہ تصدق بفرس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابصرہ صاحبھا

يَبِيعُهَا بِكَسْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْ صَدَقَتَكَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے ایک گھوڑا صدقہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر دیکھا تو جسکو صدقہ دیا تھا وہ اسکو بیچ رہا ہے کم داموں سے وہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا مت خرید صدقہ اپنا **ف** بعض علما نے کہا ہے یہ ممانعت تحریمی ہے اور اکثر نے کہا تنزیہی ہے **عَنْ** الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ غَمْرٌ أَوْ غَمْرَةُ فَرَأَى مُهْرًا أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَائِهَا يُبَاعُ يُنْسَبُ إِلَى فَرَسِهِ فَنَهَى عَنْهَا زبیر بن عوام نے ایک گھوڑا دیا اللہ کی راہ میں جسکو غمر یا غمرہ کہتے تھے پھر دیکھا تو ایک بچھیرا یا بچھیری کو جو اسکی نسل میں سے تھی بیچ رہے تھے زبیر نے اسکو خریدنا چاہا لیکن) وہ منع کیے گئے اسکے خریدنے سے **ف** حالانکہ وہ صدقہ کا گھوڑا نہ تھا مگر اس کی اولاد کا بھی خریدنا مکروہ رکھا **باب** مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا ایک شخص نے ایک شے صدقہ دی پھر اسکا وارث ہو گیا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ أَجَرَكِ اللّٰهُ وَرَدَّ عَلَيْكِ الْمِيرَاثُ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی تھی اب وہ مرگئی آپ نے فرمایا اللہ نے تجھے ثواب دیا اور جو تو نے دیا تھا اسکو بھی پھیر دیا **ف** یعنے لونڈی ترکہ میں تیرے پاس آگئی معلوم ہوا کہ صدقہ کی چیز اگر میراث میں آجاوے تو اسکا لینا منع نہیں البتہ اسکو خریدنا منع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيقَةً لِي وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَيْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ عَلَيْكَ حَدِيقَتُكَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میں نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا تھا اب وہ مرگئی اور میرے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ نے فرمایا تیرے صدقہ کا ثواب تجھ کو ہو گیا اور تیرا باغ بھی تیرے پاس لوٹ آیا **باب** مَنْ وَقَفَ وقف کرنیکا بیان **ف** جس نے اپنے ملک اللہ کی راہ میں روک دی تو اس نے وقف کیا یہ صحیح ہے جمہور علما کے نزدیک اور ترمذی نے کہا ہم اس میں اختلاف نہیں پاتے صحابہ اور اگلے اہل علم میں کہ زمین کا وقف بھی درست ہے اور شریح سے اسکا انکار منقول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وقف لازم نہیں ہوتا اور تمام ابو حنیفہ کے اصحاب نے انکا خلاف کیا سوا زفر کے اور طحاوی نے ابو یوسف سے نقل کیا کہ اگر ابو حنیفہ کو وقف کی دلیل پہونچتی تو وہ اسکے قائل ہوتے اور قرطبی نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول اجماع کے خلاف ہے اسکی طرف التفات نہیں کیا جاویگا (روضہ) **مترجم** کہتا ہے ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں خود اس بات کو مانتے ہیں کہ ابو حنیفہ کو

وقف کی دلیل نہین پہونچی یعنے وقف کی حدیثین اور تعجب ہے کہ حنفیہ اسباب کو بعید جانتے ہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو حنیفہ کو کل حدیثین پہونچین نہین حالانکہ ابو حنیفہ کے زمانہ مین یہ امر محال تہا **عن** ابن عمر قال اصاب عمر بن الخطاب ارضا بخیبر فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستامرہ فقال یا رسول اللہ انی اصبت مالا بخیبر لم اصب مالا قط ھو انفس عندی منہ فما تامرنی بہ فقال ان شئت حبست اصلھا وتصدقت بھا قال فعمل بھا عمر علی ان لا یباع اصلھا ولا یوھب ولا یورث تصدق بھا للفقراء وذی القربی وذی الرقاب وفی سبیل اللہ وابن السبیل والضیف لا جناح علی من ولیھا ان یاکلھا بالمعروف او یطعم صدیقا غیر متمول

ابن عمر سے روایت ہی حضرت عمر کو ایک زمین خیبر مین ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے مشورہ لیا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ خیبر مین مجھے ایسا مال ملا ہے کہ اتنا عمدہ مال میرے نزدیک مجھ کو کبھی نہین ملا تہا تو آپ کیا حکم کرتے ہین اسکے باب مین آپنے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو اپنے ملک مین رہنے دے اور اسکو تصدق کر دے یعنے اسکے پہلون اور میوون اور منفعت کو راوی نے کہا حضرت عمر نے ایسا ہی کیا کہ اصل زمین بیچی نہ جاوے نہ ہبہ کی جاوے نہ ترکہ مین آوے اور وہ صدقہ رہی فقیرون اور ناتے والون اور بردون کو آزاد کرانے مین اور مجاہدین کے سامان کرنے مین اور مسافرون مین اور مہمانون مین اور جو اس زمین کا متولی ہو وہ اس مین سے کہاوے دستور کے موافق یا کسی دوست کو کہلا دے لیکن اس مین سے دولت نہ جوڑے

ف یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عثمان سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے وہان شیرین پانی نہ تہا سوا بیر رومہ کے آپنے فرمایا کون بیر رومہ خرید کر اس مین سے خود بھی پانی لیوے اور مسلمانون کو بھی لینے دے اسکو جنت مین اس سے اچہا ملیگا پھر مین نے اسکو خریدا اپنے مال مین سے اور صحیحین مین ہے کہ خالد نے اپنے زرہون کو اللہ کی راہ مین روک دیا تہا۔ اس سے یہ نکلا کہ وقف کرنیوالا بھی بقدر ضرورت مثل اورون کے اپنی شئے موقوف سے فائدہ لے سکتا ہے (روضہ) **عن** ابن عمر قال قال عمر ابن الخطاب یا رسول اللہ ان المائۃ سھم التی بخیبر لم اصب مالا قط ھو احب الی منھا وقد اردت ان اتصدق بھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احبس اصلھا وسبل ثمرتھا قال ابن ابی عمر فوجدت ھذا الحدیث فی موضع اخر فی کتابی عن سفیان عن عبد اللہ عن نافع عن ابن عمر قال قال عمر فذکر نحوہ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ سو حصے جو مجھ کو خیبر مین ملے ہین مین نے ان سے بہتر مال کبھی نہین پایا اور مین چاہتا ہون انکو صدقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اصل چیز رہنے

دی یعنے اصل زمین اور اسکا میوہ وقف کر دی۔ ابن ابی عمر نے کہا مین نے اسحدیث کو اپنی کتاب مین ایک دوسرے مقام مین پایا سفیان سے بھی انہون نے عبداللہ سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ حضرت عمر نے کہا پھر بیان کیا اسحدیث کو

باب الْعَارِيَةِ عاریت کا بیان **ف** یعنے مانگی چیز کا بیان **عن** شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مانگی ہوئی چیز ادا کی دی اور جو جانور دودھ پینے کے لیے دیا جاوے وہ پھیر دینا چاہیے **ف** عرب مین اسکو منحہ کہتے ہین اہلحدیث اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ امانت کی چیز اگر بغیر قصد اور خیانت کے امین پاس تلف ہو جاوے تو اسپر ضمان نہ ہوگا اور عاریت کا بھی حکم امانت کا سا ہے اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا مرفوعًا کہ امین پر تاوان نہین ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہ سے نکالا کہ ادا کر امانت اسکو جو تیرے پاس امانت رکھے اور مت خیانت کر اُسکے مال مین جو تیرے مال مین خیانت کرے حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ابن جوزی نے اسکو ابی بن کعب سے اور بیہقی نے ابو امامہ سے بھی نکالا (روضہ) **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ انس بن مالک سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاریت ادا کی جاوے اور منحہ پھیر دیا جاوے **عن** سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ پر واجب ہے کہ جو وہ لیوے اسکو پھیر دیوے **ف** اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا صفوان بن امیہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے زرہین مانگین تو صفوان نے کہا آپ جبرًا مانگتے ہین آپ نے فرمایا نہین عاریت کے طور پر جسکا ضمان واجب ہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عاریت کا ضمان لازم ہوگا مستعیر پر اور شاید یہ حدیث اُس حالت پر محمول ہو جب مستعیر کی غفلت یا قصور کیوجہ سے وہ شے تلف ہو جاوے تو اسحالت مین بالاتفاق اسپر تاوان لازم ہوگا اور شافعی کے نزدیک ہر حالت مین ضمان لازم ہوگا

باب الْوَدِيعَةِ امانت کا بیان **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُودِعَ وَدِيعَةً فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کے پاس امانت رکھائی تو اُسپر تاوان نہین ہے **ف** اگر بے تقصیر اسکے تلف ہو جاوے جیسے اوپر گذرا

باب الْأَمِينِ يَتَّجِرُ فِيهِ فَيَرْبَحُ امین اگر امانت کے مال مین سوداگری کرے پھر نفع اٹھاوے **عن** عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا

بِدِيْنَارٍ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِيْنَارٍ وَّشَاةٍ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ قَالَ فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ عروہ بارقی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا ایک بکری خریدنے کو انھوں نے دو بکریاں خریدیں پھر ایک بکری کو ایک دینار کو بیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائے اور ایک دینار آپنے انکے لیے دعا کی برکت کی راوی نے کہا پھر آپ کی دعا کی برکت سے عروہ کا یہ حال ہو گیا کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں فائدہ کماتے عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَدِمَ جَلَبٌ فَاَعْطَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا فَذَكَرَ نَحْوَهٗ عروہ بن ابی الجعد بارقی سے روایت ہے باہر سے جانور آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک دینار دیا پھر بیان کیا وہی قصہ

بَابُ الْحَوَالَةِ حوالہ کا بیان

ف حوالہ کہتے ہیں قرض اتارنے کو دوسرے پر مثلاً زید کا قرض عمرو پر تھا عمرو نے اسکا مقابلہ بکر سے کرا دیا اور بکر نے قبول کر لیا اب اگر بکر اس قرض کے دینے میں حیلہ حوالہ کرے یا مفلس ہو جاوے تو زید کو پھر عمرو سے مطالبہ کا حق حاصل ہو گا اور رہیمہ) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کو قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے پھر جب تم میں سے کوئی مقابلہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کرے ف اور اسکا بیچنا کرے یہ حدیث صحیح میں ہے ایک روایت میں فلیحتل ہے یعنی حوالہ قبول کرے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَاِذَا اُحِلْتَ عَلٰى مَلِيٍّ فَاتْبَعْهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کا دیر کرنا اپنا قرض ادا کرنے میں اور قرضخواہ کو ٹالنا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کر لیوے ف یعنے اگر آدمی مفلس ہو اور پیسا پاس نہ ہو تو قرض ادا کرنے میں مجبوری ہے لیکن پیسا ہوتے ہوئے لوگوں کا قرض نہ دینا اس میں دیر لگانا گناہ ہے اور ظلم ہے قرضخواہ پر گویا اسکا حق مارنا ہے اور ظلم ہے اپنے نفس پر بھی اسواسطے کہ زندگی کا اعتبار نہیں شاید مر جاوے اور قرضخواہ کا قرض رہجاوے اسلیے جب پیسا ہو تو فوراً قرض ادا کر دیوے اسحدیث کی اسناد میں اسمعیل بن توبہ ہے وہ سچا ہے اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ترمذی اور امام احمد نے بھی نکالا

بَابُ الْكَفَالَةِ ضمانت کا بیان

ف جو شخص کسیکا مال ضامن ہو زندے کا یا مردیکا تو اسکو طلب کے وقت مال ادا کرنا چاہیے اور جسکا ضامن ہے اس سے وصول کر لیوے اگر اسکے حکم سے ضامن ہوا تھا اسیطرح جو حاضر ضامن ہو اسکو حاضر کرنا چاہیے اس شخص کو جسکا ضامن ہوا ہے نہیں تو اسکے ذمہ کا مال دینا ہو گا (در رہیمہ) عَنْ اَبِي اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ضامن جوابدار ہے اور قرض کو ادا کرنا چاہیے **ف** اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نکالا اور اسکی اسناد
مین اسمعیل بن عیاش ہے لیکن وہ ثقہ ہے اہل شام سے روایت کرنے مین اور یہان شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے وہ شامی
ہے اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے صواب نہین کیا جو اس حدیث کو ضعیف کیا اور نسائی نے اسکو دو طریقون سے نکالا ایک عامر وصالح
کے طریق سے دوسرے حاتم بن حریث کے طریق سے دونون نے ابوامامہ سے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا حاتم کے
طریق سے اور حاتم کو ثقہ کہا دارمی نے اور طبرانی نے اسکو نکالا سعید بن ابی سعید سے اس نے انس سے اور ابن عدی
نے اسکو ابن عباس سے نکالا اور ضعیف کیا اسکو اسمعیل بن زیاد سکونی کیوجہ سے اور ابوموسی مدینی نے اسکو صحابہ مین
نکالا سوید بن حبلہ کے طریق سے دارقطنی نے کہا اسکا صحابی ہونا ثابت نہین اور اسکی روایت مرسل ہے اور بعضون
نے کہا وہ صحابی ہے اور خطیب نے اسکو تلخیص مین نکالا ابن لہیعہ کے طریق سے اس نے عبداللہ بن حبان لیثی سے اس نے
اس ایک شخص سے اور ابوقتادہ کی حدیث اس باب مین آگے آتی ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا سلمہ بن اکوع سے اور ترمذی نے
اور کہا صحیح ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے اور ایک روایت مین
جابر کے یون ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ سے فرمایا اللہ تعالی نے قرضخواہ کا حق دلادیا اور میت اس سے
بری ہوگیا ابوقتادہؓ نے عرض کیا جی ہان جب آپ نے اسپر نماز پڑہی صحیح کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور نکالا اسکو
احمد اور ابوداود اور نسائی اور دارقطنی نے اور روضہ مختصرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيْمًا لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيْرَ
عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ اُعْطِيْكَهُ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُكَ حَتّٰى تَقْضِيَنِيْ
اَوْ تَاْتِيَنِيْ بِحَمِيْلٍ فَجَرَّهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ تَسْتَنْظِرُهُ فَقَالَ
شَهْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا اَحْمِلُ لَهُ فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ اَصَبْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ مَعْدِنٍ قَالَ لَا خَيْرَ فِيْهَا وَقَضَاهَا
عَنْهُ ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین جسپر اسکے دس دینار نکلتے تھے قرضدار بولا میرے پاس کچھ نہین جو مین تجھہ کو دون قرضخواہ بولا نہین قسم خدا کی مین تجھہ
کو نہین چھوڑونگا یہانتک کہ میرا قرض ادا کرے یا کسی کو ضمانت دیوے آخر وہ اسکو کھینچکر لایا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس آپ نے فرمایا (قرضخواہ سے) تو اسکو کتنے دنون تک مہلت دیتا ہے وہ بولا ایک مہینے کی آپ نے فرمایا تو مین
اسکا ضامن ہوتا ہون پھر قرضدار اپنے وقت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنا قرضہ لیکر آیا آپ نے فرمایا یہ
تو نے کہان سے پایا وہ بولا ایک خزانے سے آپ نے فرمایا خزانہ مین بہتری نہین (کیونکہ احتمال ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا

مال ہو) اور قرضخواہ کا قرض ادا کر دیا **عن** ابن قتادۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بجنازۃ لیصلی علیہا فقال صلوا علی صاحبکم فان علیہ دینا فقال ابو قتادۃ انا اتکفل بہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالوفاء قال بالوفاء وکان الذی علیہ ثمانیۃ عشر او تسعۃ عشر درہما ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا نماز پڑھنے کیواسطے آپ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر کیونکہ وہ قرضدار ہے ابو قتادہ نے عرض کیا میں اسکے قرض کا ضامن ہوتا ہوں آپ نے فرمایا تو پورا قرض ادا کریگا ابو قتادہ رض نے کہا پورا ادا کروں گا اس میت پر اٹھارہ یا انیس درم قرض تھے **ف** معلوم ہوا قرض بری بلا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی وجہ سے نماز پڑھنے میں تامل کیا بعضوں نے کہا آپ نے تنبیہ کے لیے ایسا کیا تاکہ دوسرے لوگ قرض کی ادائی کا خوب خیال رکھیں قرض وہ بلا ہے کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پر قرض معاف نہیں ہوتا وہ حق العباد ہے معاذ اللہ بعض علما نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام کو جائز ہے کہ بعض مردوں پر جن سے گناہ سرزد ہوا ہو نماز نہ پڑھے اور لوگوں کو ڈرانے کے لیے لیکن دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں حدیث سے یہ بھی نکلا کہ میت کی طرف سے ضمانت درست ہے اگرچہ اسنے قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر قرض کے موافق اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو ضمانت درست نہیں **باب** من ادان دینا وھو ینوی قضاءہ جو شخص قرض لیوے ادا کرنے کی نیت سے **ف** اس باب کی حدیث میں قرض لینے کی فضیلت مذکور ہے اور مراد اس قرض سے وہ ہے جو اپنے یا اپنے مال بچوں یا عزیزوں کو ضروری خرچ کے لیے لیا جاوے یا اللہ کی راہ میں مسکینوں اور طالب علموں اور مسافروں کو کھلانے کے لیے جو شخص ایسے باتوں میں قرضدار ہو جاتا ہے اور اسکی نیت ادا کرنیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالی ضرور اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا قرض ادا کرا دیتا ہے اور بغیر ضرورت کے قرض لینا کسی نے جائز نہیں رکھا اور ہمیشہ اہل اللہ اور نیک لوگ قرضداری سے ڈرتے رہے اور اس سے پناہ مانگتے رہے اور بعض اولیا سے جو قرض لینا اور قرضدار رہنا منقول ہے تو وہ بھی قرضہ تھا کہ انہوں نے اپنے حظ نفس کے لیے نہیں لیا تھا بلکہ غریبوں کو دینے کے لیے اور مسکینوں کو کھلانے کے لیے حضرت زبیر اور حضرت عمر قرضدار ہی مرے تھے مجدد الف ثانی افاض اللہ علینا من انوارہ وبرکاتہ فرماتے ہیں کہ انکو کشف سے معلوم ہوا کہ جس قرض کا مواخذہ ہوتا ہے وہ وہی قرض ہے جو اپنے حظ نفس کے لیے یا بلا ضرورت یا ادا نکرنے کی نیت سے لیا جاوے لیکن جو شخص اللہ کی ذات میں فانی ہو وہ قرض بھی لیگا تو اللہ ہی کیواسطے اور اللہ تعالی اسکی ادا کی کوئی شکل ضرور نکال دیگا دنیا میں یا آخرت میں اسپر بھی عوام مسلمانوں کو جیسے ہم لوگوں کی حالت ہو قرض نہ لینا ہی بہتر ہے اگر امید ہووے تو اسکے رضامندی میں مال صرف کیا جاوے نہیں تو تکلیف اٹھانا اور قناعت

کرم بہتر ہے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ؎ بتمنائی گوشت مردن بہ ز تقاضائی زشت قصابان اور سب سے زیادہ برا قرض وہ ہے جو ہمارے زمانہ کے لوگ لیتے ہیں جس میں سود دیتے ہیں اور حرام میں مبتلا ہوتے ہیں سودی قرض کسی حال میں درست نہیں اگرچہ کیسی ہی شدید ضرورت ہو اور نہ سودی قرض لیکر اسکا کار خیر میں صرف کرنا کچھ اجر دیگا بلکہ اور عذاب ہونیکا ڈر ہے اسیطرح سے وہ قرض جو رسمی شادی بیاہ سانچق مہندی برات بسم اللہ خوانی وغیرہ کے لیے لیا جاتا ہے یا سوم چہلم و رسم سالانہ کے لیے اول تو یہ سب چیزیں بدعت اور منع ہیں دوسرے قرضکا گناہ اور سود اخذہ تیسرے سود کا عذاب لاحول ولا قوۃ خسر الدنیا والاخرہ مسلمان کو قرض لینے کی کبھی ضرورت نہیں مگر اسی حال میں جب وہ یا اسکے بال بچے بھوک سے مرتے ہوں اسوقت بھی ضرورت کے موافق قرض لیوے اللہ اسکو ادا کرا دیگا رہا شادی بیاہ موت مٹی وغیرہ اس میں شرع کے موافق زیادہ خرچ ہے نہیں ہے کہ قرض کی حاجت پڑے صرف ایجاب اور قبول سے نکاح ہو جاتا ہے اور سوم چہلم و رسم سالانہ سانچق مہندی برات کی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ سب کام منع ہیں پھر انکے واسطے قرض کیوں لیوے اگر ایسا ہی نکاح میں کچھ شیرینی وغیرہ کے منگانے کی ضرورت ہو تو تھوڑے پتاشے یا خرما کفایت کرتے ہیں باقی اگر حلال پیسا کسی کے پاس ہو تو زیور اور لباس اور ظروف اور کہانے میں صرف کرے لیکن آتشبازی اور ناچ رنگ روشنی بیفائدہ میں ایک حبہ بھی نہ لگادے پیسے کا پیسہ خراب اور گناہ آخرت کا اور تکلیف دنیا کی الگ وبال لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؎

رسم دنیا کی بھلی ہو یا بری ‏ ‏ پھیر دے تو سب کی گردن پر چھری

عن أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ قَالَ كَانَتْ تَدَّانُ دَيْنًا فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَهْلِهَا لَا تَفْعَلِي وَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ بَلَى إِنِّي سَمِعْتُ نَبِيِّي وَخَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللَّهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَدَاءَهُ إِلَّا أَدَّاهُ اللَّهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا ام المومنین میمونہ قرض لیا کرتی تہیں انکے بعض گھر والوں نے اس سے منع کیا اور اسکو برا جانا ام المومنین نے کہا ہاں میں نے اپنی نبی اور اپنے جانی دوست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو قرض لیوے اور اللہ جانتا ہو کہ وہ اسکے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے مگر اللہ تعالی اسکو ادا کرا دیگا دنیا ہی میں **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اللَّهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيمَا يَكْرَهُ اللَّهُ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِخَازِنِهِ اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَاللَّهُ مَعِي بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے قرضدار کے ساتھ ہے یہانتک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے جب تک یہ قرضہ بری کاموں میں جنکو اللہ تعالی ناپسند کرتا ہے نہ ہو۔ راوی نے کہا عبداللہ

عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی سے کہتے جا اور میرے لیے قرض لیکر آ کیونکہ میں برا جانتا ہوں کہ ایک رات گذاروں اور اللہ تعالے میرے ساتھ نہ ہو جب سے میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو **باب** مَنِ ادَّانَ دَيْنًا لَمْ يَنْوِ قَضَاءَهٗ جس نے قرض لیا اور ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا **عن** صُهَيْبِ الْخَيْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ يَدِيْنُ دَيْنًا وَهُوَ مُجْمِعٌ اَنْ لَا يُوَفِّيَهٗ اِيَّاهُ لَقِيَ اللّٰهَ سَارِقًا صہیب سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ قرض لیوے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اسکو ادا نہ کریگا تو وہ اللہ تعالے سے ملیگا چور ہوکر **عن** صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ دوسری روایت بھی صہیب سے ایسی ہی ہے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں کا مال لیوی اسکو تباہ کرنے کو یعنی رکھا رہے ڈالنے کے لیے نہ ادا کرنیکی نیت سی تو اللہ تعالی اسکو تباہ کریگا **باب** التَّشْدِيْدِ فِي الدَّيْنِ قرض میں سختی کا بیان **عن** ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ ثوبان سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی روح بدن سے جدا ہو اور وہ تین چیزوں سے پاک ہو تو جنت میں جاویگا تکبر اور چوری اور قرض سے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی جان لٹکتی رہیگی اسکے قرضہ میں یہانتک کہ وہ ادا کیا جاوی **ف** لٹکتی رہیگی یعنے اسکو آرام نہ ملیگا یا جنت میں گھسنے نہ پاویگا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ اَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ عبداللہ بن عمر سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجاوے اور اسپر دینار یا درم ہو تو اسکی نیکیاں اسکی بدلے دیجاوینگی وہاں دینار اور درم نہیں ہے **باب** مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَعَلَى اللّٰهِ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ جو شخص قرضہ یا بال بچے بے معاش چھوڑ جاوے تو وہ اللہ اور اسکے رسول پر ہے **ف** اول زمانہ اسلام میں جب مال کم تھا تو جو کوئی قرضدار مرتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسپر نماز نہ پڑھتے صحابہ کو فرماتے وہ پڑھ لیتے پھر جب اللہ تعالی نے فتوحات دین اور مال ہاتھ آیا تو آپنے یہ حکم دیا کہ اب جو کوئی مسلمان قرضدار مری اسکا قرضہ میں ادا کروں گا اسیطرح جو بے معاش بال بچے چھوڑ جاوی ان کی بھی پرورش میرے ذمہ ہو قربان آپکی عنایت اور رحم اور کرم کے کہ جو بال چھوڑ جاوے

وہ تو وارثوں کا ہے اور جو قرض چھوڑ جاوے وہ آپکے ذمہ ہے **عن** أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول إذا توفي المؤمن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه الدين فيسأل هل ترك لدينه من قضاء فإن قالوا نعم صلى عليه وإن قالوا لا قال صلوا على صاحبكم فلما فتح الله على رسوله الفتوح قال أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم فمن توفي وعليه دين فعلي قضاؤه ومن ترك مالا فهو لورثته ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مومن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مرتا تو آپ پوچھتے کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اسکا قرض ادا ہو جاوے اگر لوگ کہتے ہاں چھوڑا ہے تو آپ اسپر نماز پڑھتے اور جو کہتے نہیں تو آپ فرماتے تم نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر پھر جب اللہ نے اپنے رسول کو فتح پر فتح دی تو آپ نے فرمایا میں مومنوں کو زیادہ چاہتا ہوں انکی جانوں سے تو جو کوئی مر جاوے اور قرضدار ہو میں اسکا قرض ادا کروں گا اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے تو وہ اسکے وارث لیں گے (مال سے مجھکو غرض نہیں وہ وارثوں کا ہے) **عن** جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك مالا فلورثته ومن ترك دينا أو ضياعا فعلي وإلي وأنا أولى بالمؤمنين جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرضہ چھوڑ جاوے یا بال بچے جنکے تباہ ہونیکا ڈر ہو اسکے ساتھی سے تو انکا بوجھ مجھپر ہے اور وہ قرضہ میری طرف ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثوں کو ملیگا میں بہت قریب ہوں مومنوں کا

باب إنظار المعسر جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو مہلت دینا **عن** أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محتاج پر آسانی کرے گا اسکو مہلت دیگا تقاضا نہ کریگا اللہ تعالی اسپر آسانی کریگا دنیا اور آخرت میں **عن** بريدة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من أنظر معسرا كان له كل يوم صدقة ومن أنظره بعد حله كان له مثله في كل يوم صدقة بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مہلت دیگا محتاج کو اسکو ہر دن پیچھے ایک صدقہ کا ثواب ملیگا اور جو کوئی میعاد گذر جانے پر اسکو مہلت دیگا تو اسکو ہر دن پیچھے کل قرضے کے صدقہ کا ثواب ہوا کریگا **عن** أبي اليسر صاحب النبي صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب أن يظله الله في ظله فلينظر معسرا أو ليضع له ابوالیسر سے روایت ہے جو صحابی تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالی اسکو اپنے سایہ میں رکھے تو وہ مہلت دیوے محتاج کو یا کچھ قرضہ معاف کر دیوے **عن** حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم أن رجلا مات فقيل له ما عملت فإما ذكر أو ذكر قال إني كنت أتجوز في السكة

وَالنَّقْدِ وَانْظُرِ الْمُعْسِرَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَا قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص مرگیا اس سے پوچھا گیا تونے کیا عمل کیا اس نے خود یاد کیا یا اسکو یاد دلایا گیا (خدا کی طرف سے) کہ میں سکہ اور نقد میں چشم پوشی کرتا یعنے اگر کوئی بٹے کا روپیہ یا اشرفی بھی مجھکو دیتا تو میں لے لیتا اپنا نقصان گوارا کرلیتا لیکن دوسرے پر سختی نہ کرتا) اور محتاج کو مہلت دیتا بیسنکر اللہ تعالے نے اسکو بخشدیا ابو مسعود نے کہا میں نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **باب** حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَاَخْذِ الْحَقِّ فِيْ عَفَافٍ مطالبہ نرمی کے ساتھ کرنا اور حق وصول کرنیمیں بری کاموں سے بچنا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابن عمر اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حق طلب کرے تو عفاف (تقوی) کے ساتھ اسکو طلب کرے خواہ اسکا حق پورا ادا ہو یا نہ ہو **ف** عفاف کے ساتھ طلب کرنا یہ ہے کہ طلب کرنے میں نرمی اور شفقت کا لحاظ رکھے خلاف شرع سختی نہ کرے اور گالی گلوچ نہ بکے یا وہی مال لیوے جو حلال ہے حرام مال سے اپنا قرض پورا نہ کرے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ خُذْ حَقَّكَ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا اپنا حق عفاف کے ساتھ لے پورا ہو یا نہ ہو **باب** حُسْنِ الْقَضَاءِ عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَكُمْ اَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا بہتر تم میں وہ شخص ہے یا بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو قرض کو اچھی طرح ادا کرے **ف** قرض کا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زائد دیوے یا قرضخواہ کا شکریہ ادا کرے قرض میں زائد ادا کرنا مستحب ہے اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دینے کی شرط ہو وہ سود ہے **عَنْ** اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ حِيْنَ غَزَا حُنَيْنًا ثَلٰثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا اِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ ابوربیعہ مخزومی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کا جہاد کیا تو انسے تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض لیے پھر جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو انکا روپیہ ادا کیا بعد اسکے آپنے فرمایا اللہ برکت دیوے تیرے گھر والوں اور تیرے مال میں قرض حسنہ کا بدلہ یہ ہے کہ پورا قرض ادا کرے اور جس سے قرض لیا ہے اسکا شکریہ کرے اور اسکے لیے

دعا کرے ۔ اور قرضخواہ اسوقت یون کہے تونے میرا حق پورا دیا اللہ تیرا حق پورا دیوے ۔ **بَاب** لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَيْنٍ أَوْ بِحَقٍّ فَتَكَلَّمَ بِبَعْضِ الْكَلَامِ فَهَمَّ صَحَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ إِنَّ صَاحِبَ الدَّيْنِ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى صَاحِبِهِ حَتّٰى يَقْضِيَهُ ابن عباس سے روایت ہو ایک شخص آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض یا حق مانگنے کو تو اُس نے کوئی بات (سخت) کہی (اس شخص کا نام زید تھا اور سخت بات اس لئے یہ کہی تھی کہ اے بنی مطلب تم حیلہ وحوالہ بہت کرتے ہو قرض کے ادا کرنے مین نکالا اسکو طبرانی اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے قصد کیا اسکو سزا دینے کا آپنے فرمایا ٹھیرو جسکا قرض آتا ہے اُسکو حکومت ہی اپنے قرضدار پر یہانتک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے **ف** حکومت سے یہ مطلب ہے کہ سختی کے ساتھ بھی اس سے مانگ سکتا ہی تقاضا کرسکتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ قرضدار بلاضرورت ٹالتا ہو اگر اسکے پاس واقعی کچھ نہ ہو اور وہ سچا عذر کرے تو پھر زبان درازی اور تقاضا درست نہین ہے اس حدیث سی آنحضرتؐ کا کمال خلق معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سچے پیغمبر تھے اگر اور دنیا کے حاکمون کیطرح ہوتے تو اسکو مار کر نکلوا دیتے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ دَيْنًا كَانَ عَلَيْهِ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى قَالَ لَهُ أُحَرِّجُ عَلَيْكَ إِلَّا قَضَيْتَنِي فَانْتَهَرَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا وَيْحَكَ تَدْرِي مَنْ تُكَلِّمُ قَالَ إِنِّي أَطْلُبُ حَقِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا مَعَ صَاحِبِ الْحَقِّ كُنْتُمْ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَ لَهَا إِنْ كَانَ عِنْدَكِ تَمْرٌ فَأَقْرِضِينَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا تَمْرُنَا فَنَقْضِيَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَأَقْرَضَتْهُ فَقَضَى الْأَعْرَابِيَّ وَأَطْعَمَهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَ أَوْفَى اللّٰهُ لَكَ فَقَالَ أُولٰئِكَ خِيَارُ النَّاسِ إِنَّهُ لَا قُدِّسَتْ أُمَّةٌ لَا يَأْخُذُ الضَّعِيفُ فِيهَا حَقَّهُ غَيْرَ مُتَعْتَعٍ ابوسعید خدری سے روایت ہی ایک گنوار آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آپ سے تقاضا کرتا تھا اپنے قرضکا جو آپکے اوپر تھا اس نے سختی کی یہانتک کہ بولا مین آپکو تنگ کرونگا نہین تو میرا قرض ادا کردیجیے یہ سنکر آپکے اصحاب نے اسکو جھڑکا اور کہنے لگے اری افسوس تو نہین جانتا کس سے یہ باتین کرتا ہے وہ بولا مین اپنا حق مانگتا ہون آپنے فرمایا بھلا تم قرضخواہ کی طرفداری کیون نہین کرتے پھر آپنے خولہ بنت قیس کے پاس کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا اگر تیرے پاس کھجور ہو تو مجھکو قرض دے یہانتک کہ ہماری کھجور آوے تو ہم تجھکو ادا کردینگے وہ بولی ہان میرے پاس کھجور ہے میرا باپ آپ پہ صدقے یا رسول اللہ راوی نے کہا پھر خولہ نے آپ کو کھجور قرض دی آپنے گنوار کے قرض کو ادا کیا اور اسکو کھانا کھلایا وہ بولا آپنے میرا حق پورا دیا اللہ آپکو

ف پورا ادا کیا آپ نے فرمایا وہی بہتر لوگ ہیں کبھی پاک نہ ہوگی وہ امت جس میں ناتوان اپنا حق نہ لے سکے بغیر تکلیف کے سبحان اللہ کیا عدل و انصاف تھا آپ کا کہ اپنی صحابہ کو بھی یہ فرمایا کہ تم قرضخواہ کی مدد کرو میری رعایت کیوں کرتے ہو حق کا خیال اس سے زیادہ کیا ہوگا یہ ایک کھلی دلیل ہے آپ کی نبوت کی سوا نبی کے دوسرے سے ایسا عدل و انصاف ہونا ممکن نہیں دوسری روایت میں ہے کہ پھر وہ گنوار جو کافر تھا مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے آپ سے زیادہ صابر نہیں دیکھا **باب الحبس في الدين والملازمة** قرض کی علت میں قید کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا اسکے ساتھ رہنا **عن** عمرو بن الشريد عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لي الواجد يحل عرضه وعقوبته قال علي الطنافسي يعني عرضه شكايته وعقوبته سجنه شرید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ دیر لگاوے ادا کرنے میں تو اسکی عزت حلال ہو گئی اور اسکو تکلیف دینا درست ہو گیا علی طنافسی نے کہا عزت حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قرضخواہ کو اس کی شکایت کرنا درست ہو گیا اور تکلیف درست ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکا قید کرنا درست ہو گیا **عن** الهرماس بن حبيب عن ابيه عن جده قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم بغريم لي فقال الزمه ثم مر بي آخر النهار فقال ما فعل اسيرك يا اخا بني تميم ہرماس بن صہیب سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ میں آیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اپنے ایک قرضدار کو لیکر آپ نے فرمایا اسکے ساتھ رہ (جہاں جہاں یہ جاوے اسکو ملازمت کہتے ہیں) پھر آپ اخیر دن میں مجھ پر سے گذرے اور فرمایا تیرا قیدی کہاں ہے اے بنی تمیم کے بھائی **عن** عبد الله بن كعب بن مالك عن ابيه انه تقاضى ابن ابي حدرد دينا له عليه في المسجد حتى ارتفعت اصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته فخرج اليهما فنادى كعبا فقال لبيك يا رسول الله قال دع من دينك هذا واومأ بيده الى الشطر فقال قد فعلت قال قم فاقضه کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ابن حدرد سے انہوں نے اپنے قرض کا تقاضا کیا مسجد نبوی میں یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو سنا آپ اپنے گھر میں تھے (جو مسجد سے ملا ہوا تھا) آخر آپ برآمد ہوئے اندر دونوں کے پاس اور کعب کو پکارا وہ بولا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اپنے قرض میں سے اتنا چھوڑ دے اور ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی آدھا قرض چھوڑ دے (معاف کر دے) کعب نے کہا میں نے معاف کیا آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اوٹھ اسکا قرض ادا کر **باب القرض** قرض دینے کا ثواب **عن** قيس بن رومي قال كان سليمان بن اذنان يقرض علقمة الف درهم الى عطائه فلما خرج عطاؤه تقاضاها منه واشتد عليه فقضاه فكان علقمة غضب فمكث

اشهر ثم اتاه فقال اقرضنی الف درهم الی عطائی قال نعم وکرامۃ یا ام عتبۃ ھلمی تلک الخریطۃ المختومۃ التی عندک فجائت بھا فقال اما واللہ انھا لدراھمک التی قضیتنی ما حرکت منھا درھما واحدا قال فللہ ابوک ما حملک علی ما فعلت بی قال ما سمعت منک قال ما سمعت منی قال سمعتک تذکر عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یقرض مسلما قرضا مرتین الا کان کصدقتھا مرۃ قال کذالک انبأنی ابن مسعود۔ قیس بن رومی سے روایت ہے سلیمان بن اذنان علقمہ کو ہزار درم قرض دیتے تھے انکی تنخواہ وصول ہونے تک جب انکی تنخواہ نکلی تو سلیمان نے تقاضا کیا سخت تقاضا کیا تو علقمہ نے اسکا قرض ادا کر دیا مگر ایسا معلوم ہوا کہ علقمہ غصے ہوئے پھر کئی مہینے تک علقمہ ٹھیرے رہے بعد اسکے سلیمان کے پاس آئے اور کہنے لگے ہزار درم مجھکو قرض دو میری تنخواہ کے وعدے پر سلیمان نے کہا بہت خوب بڑی خوشی سے اور پکارا ای ام عتبہ وہ تھیلی لا جس پر مہر کی ہوئی تیرے پاس ہے وہ لیکر آئی سلیمان نے کہا دیکھو یہ وہی درم ہیں جو تمنے مجھکو ادا کیے تھے مینے اس میں سے ایک درم بھی صرف نہیں کیا علقمہ نے کہا تیرا باپ بڑا ہے (یہ ایک کلمہ تعریف کا ہے عرب میں) پھر تو نے میرے سے ایسا کیوں کیا (یعنے جب تجھکو روپیوں کی ضرورت نہ تھی اور تو نے لیکر اسی طرح رکھ چھوڑے تو پھر مجھپر اتنا سخت تقاضا کیوں کیا) سلیمان نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو مینے تجھ سے سنی علقمہ نے کہا وہ کونسی حدیث تو نے مجھ سے سنی سلیمان نے کہا مینے تجھ سے سنا تو حدیث روایت کرتا تھا ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو دوبارہ قرض دیوے مگر اسکو ایکبار اتنے مال کے صدقہ کا ثواب ہوگا علقمہ نے کہا مجھ سے ابن مسعود نے ایسا ہی بیان کیا **ف** تو ہر بار قرض میں آدھے صدقہ کا ثواب ہے دوبارہ قرض دیوے تو گویا اتنا کل مال صدقہ دیا اسوجہ سے سلیمان نے سخت تقاضا کر کے اپنا قرض وصول کر لیا تاکہ علقمہ کو دوبارہ قرض لینے کی ضرورت ہو اور انکا ثواب زیادہ ہو سبحان اللہ اگلے لوگ ثواب کے کیسے عاشق اور کیسے طالب تھے آگے حدیث میں ہے کہ قرض میں صدقہ سے زیادہ ثواب ہے یہ حدیث بظاہر اسکے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ یہ حدیث مطلق قرض میں ہو اور وہ اس قرض میں جس میں مدیون پر تقاضا نہ کرے یا جب سخت ضرورت کیوقت دیوے واللہ اعلم **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت لیلۃ اسری بی علی باب الجنۃ مکتوبا الصدقۃ بعشر امثالھا والقرض بثمانیۃ عشر فقلت یا جبرائیل ما بال القرض افضل من الصدقۃ قال لان السائل یسأل وعندہ والمستقرض لا یستقرض الا من حاجۃ۔ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا مینے جنت کے دروازے پر یہ لکھا دیکھا صدقہ میں دس گنا ثواب ہے اور قرض میں اٹھارہ گنا مینے کہا

اے جبریل کیا سبب ہے جو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے انہوں نے کہا اسوجہ سے کہ مانگنے والا مانگتا ہے اور اسکے پاس ہوتا ہے (رکھا رہتا ہے) اور قرض لینے والا قرض نہیں مانگتا مگر ضرورت سے **ف** یعنی سائل بعضے حریص بھی ہوتے ہیں کہ مال رکھکر سوال کرتے ہیں اور خدا سے نہیں شرماتے لیکن قرض کوئی بے ضرورت نہیں لیتا یہ اگلی زمانے میں تھا اب تو معاذ اللہ ایسے لوگ نکلے ہیں کہ قرض بھی بے ضرورت مانگتے ہیں اور انکی نیت دوسرے کا مال ہضم کرنے کی اور اپنے پاس مال جوڑ نیکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قرض حسنہ کا باب بند ہوگیا ہے الا ماشاء اللہ اگر لوگ برابر قرض ادا کریں تو دینے والے ضرور دیویں مگر بیچارے دینے والے کیا کریں وہ سمجھتے ہیں کہ قیامت تک وصول نہ ہوگا **عن**

يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا الرَّجُلُ مِنَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِي لَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى لَهُ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهَا وَلَا يَقْبَلْهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ **یحیی بن ابی اسحاق ھنائی سے روایت ہے**

میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کوئی شخص ہم میں سے اپنے بھائی مسلمان کو قرض دیتا ہے پھر قرض لینے والا اسکو تحفہ بھیجتا ہے انس نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کسیکو قرض دیوے پھر وہ اسکو تحفہ بھیجے یا جانور پر سوار کرے تو اسکو سوار ہونا نہ چاہیے نہ تحفہ لینا البتہ جب پہلے سے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہوں **ف** یعنے قرض دینے سے پہلے بھی اسکے پاس سے حصہ آیا کرتا ہو یا سواری وہ دیا کرتا ہو تو اب بھی اسکا قبول کرنا درست ہے اور جو قرض کے پہلے اسکی رسم نہ تھی تو یقیناً اسکا سبب قرض ہوگا اور ہماری شریعت میں قرض دیکر منفعت اٹھانا درست نہیں اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے یحیی بن ابی اسحاق ہنائی مجہول ہے اور عتبہ بن حمید ضبی کو امام احمد نے ضعیف کیا اور اس سے اسمعیل بن عیاش روایت کرتا ہے وہ بھی ضعیف ہے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا انس سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو قرض دیوے تو اسکا تحفہ نہ لیوے اور بیہقی نے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن سلام اور ابن عباس سے سنن کبرے میں نکالا کہ ان سبھوں نے کہا جس قرض سے منفعت ہو وہ سود ہے یعنے سود کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اور بیہقی نے معرفہ میں فضالہ بن عبید سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا اور بخاری نے ابو بردہ بن ابی موسی سے نکالا کہ میں مدینہ میں آیا تو عبد اللہ بن سلام سے ملا انہوں نے کہا تو ایسے ملک میں ہے جہاں سود جاری ہے تو جب تیرا حق کسیپر ہو وہ تجھ کو گھانس کا ایک گٹھا یا جو کا یا قت کا بھیجے تو مت لے اسکو وہ ربا ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس قرض سے جس سے منفعت حاصل

ہو اور ایک روایت میں ہی جس قرض سے منفعت حاصل ہو وہ ربا ہے اور اسکے اسناد میں سوار بن مصعب متروک ہی اور موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جاہلیت میں ربا یہی تہا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا پہر قرضخواہ قرضدار سے کہتا جب میعاد گذر جاتی کہ تو ادا کرتا ہے یا سود دیتا ہے اگر وہ سود دیتا تو وہ میعاد بڑھا دیتا ان سب احادیث اور آثار سے یہ نکلتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو قرض دیکر اسپر فیصدی منفعت کی شرط ٹہیر لیتے ہیں مثلاً ایک روپیہ فیصدی یا دو روپیہ فیصدی یا آٹھہ آنہ فیصدی یہ ربا ہے اور حرام ہے اور تمام علما کا اسپر اتفاق ہے اور اس صورت میں پرامیسری نوٹوں کا اور بنک اور ریلوی شیرس کا سود لینا بالکل حرام ہوگا لیکن بعض متاخرین احناف نے اسکو جائز رکہا ہے اس بنا پر کہ یہ سود نصاری سے لیا جاتا ہے دار الحرب میں اور ہدایہ میں اس باب میں ایک حدیث لایا ہے کہ سود نہیں ہے درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور قرار دیا ہے اس امر کو کہ حربی کا مال محفوظ نہیں ہے تو جس طریق سے اسکو مسلمان لے لیوے وہ درست ہوگا اگرچہ سود ہی کے نام سے لیوے اور ہم کہتے ہیں کہ سود کی حرمت کی حدیثیں اور آیتیں مطلق ہیں اور یہ کیا غضب کی بات ہے کہ حنفیہ بہت سے مسائل میں صحیح اور مشہور حدیثوں سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز نہیں رکھتے جیسے یمین مع الشاہد الواحد کے باب میں ابہی گذرا اور یہاں ایک باطل حدیث سے جسکا کہیں پتہ نہیں ہے کتاب اللہ اور احادیث مشہورہ کی تخصیص جائز کر لیتے ہیں ہم کو تو ابتک یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف طریق سے اور زیلعی اور حافظ نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور غالباً کسی تابعی سے یہ قول مروی ہو تو تابعی کا قول کوئی حجت نہیں ہے نہ احناف کے نزدیک نہ اہلحدیث کے نزدیک اور جو حجت بہی ہو تو اس سے کتاب اللہ کی تخصیص نہیں ہو سکتی پہر سود کہانا مطلقاً حرام ہوگا خواہ ذمی سے لیا جاوے یا مسلمان سے یا حربی سے دار الاسلام میں لیا جاوے یا دار الحرب میں اور ایک مشکل اور ان علما کو پیش آویگی وہ یہ کہ ہندوستان کو دار الحرب ثابت کرنا پڑیگا اور اس میں بہت اختلاف ہے علما کا کہ جو ملک ایکبار تبہ دار الاسلام ہو جاوے وہ پہر دار الحرب ہو سکتا ہے یا نہیں اور دار الحرب کیلیے یہ بہی ضرور ہے کہ وہاں شعائر اسلام سے ممانعت کی جاتی ہو جیسے اذان نماز روزہ وغیرہ سے اور ہندوستان میں ان عبادات کی کوئی مزاحمت نہیں ہوتی بلکہ مسلمان بڑی آزادی کے ساتہ اپنے عبادات مذہبی بجالاتے ہیں البتہ اس میں شک نہیں ہے کہ ہندوستان میں حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں جیسے حد خمر یا حد زنا یا حد قذف اور علانیہ فسق اور فجور اور فواحش اور شرب خمر کا ارتکاب ہوتا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ حدود شرعیہ تو اس زمانہ میں کسی مسلمانی سلطنت میں جاری نہیں ہیں نہ روم نہ ایران نہ افغانستان نہ بخارا نہ عرب میں بلکہ حرمین شریفین میں بہی حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں پہر ان ملکوں کو بہی دار الحرب کہنا پڑے گا اور دنیا سے دار الاسلام کا وجود اوٹھہ جاویگا الا ماشاء اللہ نجد یا اسمیں بعض قطعات

ایسے نکلیں جہاں شرع شریف کے کل احکام اور حدود جاری ہوں اس حالت کو دیکھکر مسلمان جتنا افسوس کریں اور جس قدر
روویں اور پیٹیں وہ سب کم ہے کہ اونہوں نے اپنی اپنی حکومتوں میں بھی شرع کو بالائے طاق رکھدیا بھلا نصاریٰ کی
حکومت میں تو مجبوری ہے اور اب امید بھی نہیں ہے کہ کسی سلطانی سلطنت میں پھر حدود اور احکام شرعیہ پورے طور
سے جاری کیے جاویں بلکہ جو احکام شرعیہ باقی رہگئے ہیں وہ بھی روز بروز اُٹھتے اور موقوف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے
بدل نصاریٰ کے قوانین اور آداب جاری کیے جاتی ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ ایک
بار ہم اسلام کا بول بالا دیکھ لیں اور بدعتیں تباہ اور برباد کیے جاویں اور نام کے مسلمان یا سچے مسلمان
ہو جاویں یا انکی تلوار سے قتل کیے جاویں خیر اب اصل مطلب میں ہم بحث کرتے ہیں اتنی بات تو صحیح ہے کہ قرض
دیکر جو منفعت لی جاوے وہ اگرچہ باجماع علما اور فقہا سود ہے اور کسی اگلے عالم نے اس باب میں خلاف نہیں کیا مگر ہم کو کوئی
مرفوع صحیح حدیث اسکی حرمت میں نہیں ملتی جتنی احادیث حرمت ربا میں وارد ہیں وہ سب بابی بیع میں ہیں اور اہلحدیث
نے بھی ربا کے باب میں صرف ربای بیع کا ذکر کیا ہے اور قرض کی منفعت کو ربا کے باب میں بیان نہیں کیا بلکہ قرض کے
باب میں جداگانہ اس مسئلہ کو لکھا ہے اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض کی منفعت کی حرمت قطعی نہیں ہے ربا کی مثل
اور کیونکر قطعی ہو سکتی ہے جب اسمیں الگ حدیث مرفوع بھی صحیح ہو ابن ماجہ نے جو حدیث انس کی روایت کی اس میں تین
ضعیف ہیں اور حارث بن ابی اسامہ نے جو حضرت علی کی حدیث نکالی اس میں سوار بن مصعب متروک ہے اب نہیں ہے
مگر موقوف آثار صحابہ اور تابعین کے ان سے حرمت قطعی ثابت ہونا دشوار ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ شبہ ربا کا اس میں
قوی ہے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر گئے اور ربا کا بیان تفصیل سے نہیں کیا تو بچو تم ربا سے
اور جس میں ربا کا شبہ ہو اور یہ شبہ مضبوط ہوتا ہے علمائے سلف کے اجماع سے کیونکہ ان سبھوں نے اجماع کیا کہ دین میں
زیادت کی شرط ربا ہے اور ابن عمر سے ثابت ہے انہوں نے کہا کہ جاہلیت کا ربا یہی تھا اور حجۃ الوداع کی جو حدیث ہے وہ صحیح ہے
اس میں یہ ہے کہ جاہلیت کا کل ربا موضوع ہے یعنی لغو کر دیا گیا اور باطل کر دیا گیا اور اول جو ربا میں لغو کرتا ہوں وہ اپنا
ربا عباس بن مطلب کا مگر اس میں تصریح نہیں ہے کہ یہ ربا دین کا تھا جائز ہے کہ ربای بیع ہو اگرچہ ظاہر تھا ور ربای دین ہے
کیونکہ وعدہ اکثر ربای دین میں ہوتا ہے نہ ربای بیع میں پر مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع بھی کبھی میعاد پر ہوا کرتی ہے اور
جاہلیت میں یہ بیع جاری ہوگی پھر اس احتمال کے باطل کرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اور قرآن مجید میں جو یہ آیت ہے
فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ اور لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً اس میں بھی ربا دین کی تصریح نہیں
ہے اور ربا سے بیع پر یہ آیتیں منطبق ہو سکتی ہیں اور ثرا قرینہ اسکا کہ قرآن میں ربا سے مراد ربای بیع ہے یہ آیت ہے

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا کیونکہ مماثلت بیع کی ربا ہی بیع مین ہے نہ ربای دین مین یعنے مماثلت کامل اگرچہ ایک نوع کی مماثلت ربای دین کو بھی بیع سے ہوسکتی ہے اور دوسرا بڑا قرینہ یہ ہے کہ تمام اہلحدیث نی اپنی اپنی کتابون مین جیسے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور مشکوۃ وغیرہ مین ربا کے باب مین صرف ربای بیع کو ذکر کیا ہے نہ ربای دین کو یہانتک کہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار اور دررِ بہیہ مین ربای دین کو ربا کے باب مین بیان نہین کیا بلکہ قرض کے باب مین وہان بھی یون لکھا ہے لَا يَجُوْزُ اَنْ يَجُرَّ الْقَرْضُ نَفْعًا لِلْمُقْرِضِ اور بعضون نے اسکو بصیغہ کراہت لکھا ہے ان باتون سے نکلتا ہے کہ جس ربا کی حرمت قطعاً منصوص ہے وہ ربائے بیع ہے اور ربائے دین کی حرمت قیاس سے ثابت ہوئی ہے یا احادیث ضعیفہ یا موقوفہ سے اور ظاہر ہے کہ قیاس سے یا احادیث ضعیفہ اور موقوفہ سے حرمت قطعی ثابت نہین ہوسکتی اگر مخالف یہ کہے کہ اجماع ایک دلیل قطعی ہے اور کل علماء نے اجماع کیا اسکی حرمت پر اور اسکے ربا ہونے پر تو یہ کہنا بیشک صحیح ہوگا مگر مقابل فریق یہ کہیگا کہ اجماع کی سند کیا ہے اور دوسرے اجماع کا حجت قطعی ہونا یہ کہان سے ثابت ہوا متعدد مسائل مین امام ہمام ابن تیمیہ اور شوکانی اور ابن حزم وغیرہم سے اجماع کی مخالفت منقول ہے اور شوکانی نے کہا کہ اجماع کا دعوی ان دعوون مین سے ہے جس سے حق کے طلبگار کو ڈرنا نہین چاہیے اور اگر ربائے دین حقیقۃً ربا ہوتا اور اسکی حرمت قطعی ہوتی تو اہل جوامع اور مسانید اور سنن اور فقہ اس کو ربا ہی کے باب مین بیان کرتے مخالفین یون جواب دینگے کہ اہل حدیث نے جو ربا کے باب مین ربائے بیع کو ذکر کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ربا کا باب وہ کتاب البیع کے تحت مین لائے ہین پس وہان وہی حدیثین بیان کرنا مناسب تھین جو ربای بیع سے متعلق تھین اور بعض علماے سلف نے اجماع کا خلاف کیا ہے لیکن اس صورت مین جب اجماع کے خلاف کوئی عمدہ دلیل صحیح حدیث سے ملی ہے اور یہان کون سی حدیث ہے جس سے ربای دین کی اباحت ثابت ہو بلکہ قرناً بعد قرن اور عصراً بعد عصر ہم دیکھتے ہین کہ ربا کا اطلاق دونون پر برابر ہوتا رہا ہے بلکہ ربائے دین بھی زیادہ شائع ہے عوام کے نزدیک اور ہر ایک اسکو سود کہتا ہے اب احادیث صحیحہ مین جو ربائے دین کی حرمت مروی نہین ہوئی تو اس وجہ سے کہ وہ کھلم کھلا ربا تھا جس مین کسیکو شک نہ تھی اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ اسکے بیان کیطرف نہ کی البتہ ربای بیع مین خفا تھی اور بعض لوگ اسکو بیع سمجھتے تھے اور ربا نہین جانتے تھے تو آپنے اسکو کھول کر بیان کردیا اور اس سے ڈرایا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اب ایک اور بات سن لینا چاہیے وہ یہ کہ ریلوی شیرس یا اور تجارتی کمپنیون کی شیرس (حصے) جن مین معین نفع دینے کی شرط ہو مضاربت کی ایک قسم ہے اسیطرح سے پرامیسری نوٹ کو بھی خیال کرنا چاہیے کیونکہ ان سب مین اصل مال واپس نہین مل سکتا اگر دین ہوتا تو اصل روپیہ کی واپسی کا ان مین اقرار ہوتا لیکن مضاربت مین جب نفع معین کر لیا

جاوے تو وہ مضاربت فاسد ہو جاتی ہے اور مضاربت فاسدہ میں صرف اصل مال رب المال کو ملنا چاہیے اور نفع جو لیگا وہ ایک
مال مکروہ ہوگا اور مشتبہ گو حقیقۃً اور قطعاً حرام نہ ہو کیونکہ وہ حقیقۃً ربا دین نہیں ہے پس اسوجہ سے بھی ان چیزوں کی منفعت
کی قطعی حرمت میں شک ہوگیا ہے اور یہ مال مشتبہ ہے اور بیشک تقوی تو یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جاوے اور جو مال
ان ذرائع سے بطور نفع حاصل ہو اسکو حلال طیب نہیں کہہ سکتے یہ جو ہماری رائے میں فکر کے بعد آیا وہ ہمنے اس مقام
میں لکھا لیکن میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی گمراہی اور لغزش سے اور دعا کرتا ہوں خدای کریم سے کہ وہ سب مسلمانوں کو تقوے
اور کسب حلال کی توفیق دیوے اور ربا اور شبہ ربا دونوں سے بچاوے آمین یا رب العالمین

بَابُ اَدَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ

میت کیطرف سے قرض ادا کرنے کا بیان

عَنْ سَعْدِ بْنِ الْاَطْوَلِ اَنَّ اَخَاهُ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلٰثَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَتَرَكَ عِيَالًا فَاَرَدْتُ اَنْ اُنْفِقَهَا عَلٰى عِيَالِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاكَ مُحْتَبَسٌ بِدَيْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَدَّيْتُ عَنْهُ اِلَّا دِيْنَارَيْنِ ادَّعَتْهُمَا امْرَاَةٌ وَلَيْسَ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَاَعْطِهَا فَاِنَّهَا مُحِقَّةٌ سعد بن اطول سے روایت ہے انکے بھائی مر گئے اور تین سو درم چھوڑ گئے اور بال بچے بھی چھوڑے تو مینے چاہا کہ ان درموں کو انکے بال بچوں پر صرف کروں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید ہے اپنے قرض میں تو ادا کر قرض اسکا سعد نے کہا یا رسول اللہ مینے سب قرض اسکا ادا کردیا مگر دو دینار جن کا ایک عورت نے دعوی کیا پر گواہ نہیں لائے (تو مینے اسکو نہیں دیے) آپنے فرمایا اسکو بھی دیدیے وہ عورت سچی ہے (شاید آپکو یہ وحی سے معلوم ہوا ہوگا یا پہلے سے معلوم ہوگا)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَبٰى اَنْ يُنْظِرَهُ فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهُ اِلَيْهِ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَاْخُذَ تَمْرَ نَخْلِهٖ بِالَّذِيْ لَهُ عَلَيْهِ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَنْ يُنْظِرَهُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشٰى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهُ فَاَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهُ فَجَدَّهُ بَعْدَ مَا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا وَفَضَلَ لَهُ اثْنَا عَشَرَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَائِبًا فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدْ اَوْفَاهُ وَاَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ الَّذِيْ فَضَلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ اِلٰى عُمَرَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارِكَنَّ اللّٰهُ فِيْهَا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ان کے باپ مر گئے اور تیس وسق کھجور کے قرض

چھوڑ گئے اپنے اوپر ایک یہودی کے جابر بن عبد اللہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی اس نے انکار کیا مہلت دینے سے جابر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تاکہ آپ سفارش کریں اس یہودی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ تو اپنے قرضے کے بدل جابر کے درختوں پر جو کھجور ہے وہ لے لے اٹکل کے طور پر لیکن یہودی نے نہ مانا (کیونکہ یہ کھجور تیس وسق اسکے قرض سے کم تھی ایک وسق ساٹھ صاع کی ہوتی ہے) پھر آپ نے اس سے فرمایا (جابر کو مہلت دیدو کے لیے) اس نے مہلت دینے سے بھی انکار کیا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان درختوں میں تشریف لے گئے اور انکے بیچ میں چلے اور جابر سے فرمایا تو کاٹ ان کھجوروں کو اور یہودی کا جو قرض ہے وہ پورا ادا کر یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اور کھجور کاٹی گئی آپ کے لوٹ آنے کے بعد تو وہ تیس وسق نکلی اور بارہ وسق زیادہ ہوئی یہ آپ کی دعا کی برکت تھی یہودی کو ندامت ہوئی کاش اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے موافق کل کھجور اٹکل کے طور پر لے لی ہوتی (جابر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے آپ کو خبر کرنے کے لیے لیکن آنحضرت کو نہ پایا جب آپ لوٹ کر آئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیان کیا کہ انھوں نے یہودی کا پورا قرض ادا کر دیا اور اس قدر کھجور زیادہ بچ رہی آپ نے فرمایا یہ قصہ عمر سے بیان کر جابر گئے اور ان سے بیان کیا حضرت عمر نے کہا میں تو سمجھا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے بیچ میں چلے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان میں برکت دیگا **ف** یہ ایک کھلا معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب لوگوں کو کھجور کا اندازہ کرنے میں بڑا دخل ہوتا ہے اگر وہ کھجور تیس وسق سے زیادہ کیا بلکہ تیس وسق بھی ہوتے تو جابر اتنا نہ گھبراتے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سفارش کراتے اس یہودی پاس نہ وہ یہودی ساری باغ کی کھجور اپنے قرضہ کے عوض میں لینے سے انکار کرتا وہ کھجور تیس وسق سے بہت کم تھی پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اس میں ایسی برکت ہوئی کہ قرض کا قرض ادا ہو گیا اور بارہ وسق اور بچ رہے اس قسم کے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مقاموں میں ظاہر ہوئے ہیں کہ تھوڑا سا کھانا یا پانی بہت سے آدمیوں کو کافی ہو گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہ معجزہ ظاہر ہوا ہے جو انجیل شریف میں مذکور ہے کہ کئی روٹیاں چار ہزار آدمیوں کو کافی ہو گئیں اور کئی ٹوکرے ان روٹیوں کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھرے گئے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کئی اولیا سے اس قسم کی کرامتیں منقول ہیں اور یہ امر خلاف عقل نہیں ہے صرف اخبار کا زیادہ ہو جانا ہے اور یہ خدای تعالیٰ کی قدرت کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں **باب** ثَلَاثٌ مَنِ ادَّانَ فِيهِنَّ قَضَى اللّٰهُ عَنْهُ جو کوئی تین باتوں میں قرضدار ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ اسکا قرض ادا کر دیگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدَّيْنَ يُقْتَصُّ مِنْ صَاحِبِهِ يَوْمَ

مروی ہی اور ترمذی اور احمد اور نسائی نے اسکو ابن عباس سے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے (روضہ) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَهَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهٗ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَخَذَ لِاَهْلِهٖ مِنْهُ شَعِيْرًا انس سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو رکھی مدینہ مین اور اس سے اپنے گھر والون کے لیے جو لیے عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِطَعَامٍ اسماء بنت یزید سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک یہودی پاس غلہ کے عوض مین عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَدِرْعُهٗ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ابن عباس سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک یہودی پاس تیس صاع جو پر

بَابٌ اَلرَّهْنُ مَرْكُوْبٌ وَّمَحْلُوْبٌ رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ دوہنا مرتہن کو درست ہی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهٗ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جانور گرو ہو (جیسے گھوڑا اونٹ وغیرہ) تو مرتہن اسپر سوار ہووے اور دودھ والا جانور اگر گرو ہو تو مرتہن اسکا دودھ پیے مگر اسصورت مین مرتہن پر اس جانور کی خوراک وغیرہ کا خرچ ہوگا +

ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام بخاری نے بھی نکالا اور امام احمد اور اسحاق اور لیث اور حسن وغیرہم کا یہی قول ہے اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے کہ مرتہن جانور کی خوراک اور خرچ کے بدل اسپر سواری کرسکتا ہے اسکا دودھ لے سکتا ہے ابن قیم نے کہا یہی صواب ہے لیکن شافعی اور ابوحنیفہ اور مالک اس کے خلاف کہتے ہین کہ مرتہن کو شے مرہون سے کسی قسم کا فائدہ لینا جائز نہین بلکہ جو فائدہ ہو وہ راہن کا ہے اور خرچ بھی اسی کو کرنا ہوگا اور حدیث انکی مذہب کو رد کرتی ہے ابن قیم نے کہا ان لوگون کا قول برخلاف حدیث کی فاسد ہی اور کبھی راہن غائب ہوتا ہے اور مرتہن کو اس سے خرچ لینا دشوار ہوجاتا ہے اور کبھی خرچ راہن سے لینے کے لیے حاکم کے پاس جانے کی تکلیف کرنا پڑتی ہے اور رہن کا اثبات اور راہن کا غائب ہونا اور خرچ کی مقدار کا ثابت کرنا اور اسکا حساب لکھنا اور جب تک یہ کام ہون کبھی دودھ والے جانور کا دودھ تلف ہوا کرتا ہے یہ سب قباحتین حدیث کی خلاف رای دینے سے پڑتی ہین حدیث مین جو قاعدہ مذکور ہے اس سے کیسی آسانی ہے کہ مرتہن جانور پر سواری کرے اس سے فائدہ لیوے اسکا دودھ پیے اور اسکے بدل اس جانور کا خرچ اپنے پاس سے دیوے اور اگر حدیث نہ ہوتی تب بھی قیاس کے موافق یہی حکم تھا نہ وہ حکم جو ان لوگون نے دیا ہے انتہے مختصرا مین کہتا ہون حنفیہ شافعیہ یہ کہتے ہین کہ دوسری حدیث

مین ہے جس قرض سے منفعت ہو وہ ربا ہے اور مرتہن نے جب شے مرہون سے نفع لیا تو گویا قرض سے نفع اٹھایا اور اسکا جواب یہ ہے
کہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسے اوپر بیان ہوا دوسرے یہ حدیث عام ہے اور ابوہریرہ کی حدیث خاص ہے پس اس عام
مین سے اس خاص کو نکال لین گے جیسے کوئی بلا شرط کے قرض ادا کرنے مین زائد یا عمدہ مال دیوے یہ درست ہے مخالفین
کے نزدیک بھی بوجہ دوسری احادیث کے تیسرے یہ کہ مرتہن نے جو یہ منفعت اٹھائی تو قرض سے نہین اٹھائی بلکہ اسپر جو خرچ
کیا اسکے بدل دوسری دلیل حنفیہ شافعیہ کی یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث مین ہے لہ غنمہ وعلیہ غرمہ یعنے شے مرہون کا حاصل
اور نفع راہن کا ہے اور اسپر اسکا ضمان ہے یہ آگے آویگی اور جواب یہ ہے کہ یہ حکم اس حدیث کے خلاف نہین ہے کیونکہ دودھ
اور سواری بیشک راہن کا حق تھی مگر مرتہن کو خوراک کے بدل اسکا حق ہو گیا اور شافعی نے کہا کہ غنمہ سے مراد زیادت ہے
شے مرہون مین جیسے جانور موٹا ہو جاوے یا اسکو بچہ پیدا ہو وہ تو بالاتفاق راہن کے ہونگے **مترجم** کہتا ہے جب
جانور کی خوراک اور خبر گیری کے بدل مرتہن کو اسکے دودھ کا استعمال اور سوار ہونا درست ہوا تو مکان کی صفائی اور مرمت
اور درستی اور روشنی کے بدل مرتہن کو مکان مرہونہ مین رہنا بھی درست ہوگا اور یہی قیاس ہے اہل حدیث کے نزدیک
گو فقہا اسکو جائز نہین کہتے **باب** لا یغلق الرھن جب راہن شے مرہون کو چھڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک
نہین سکتا عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرھن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہن روکی نہ جاویگی **ف** شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن
حبان کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ رہن روکی نہ جاویگی اسکے صاحب سے جس نے اسکو رہن رکھا اسکو اسکا محاصل
ملیگا اور اسی پر اسکا ضمان ہے دارقطنی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور حافظ نے بلوغ المرام مین کہا کہ اسکے راوی
ثقہ ہین مگر محفوظ ابوداؤد وغیرہ کے نزدیک اسکا ارسال ہے اور رہن روکنے سے یہ مطلب ہے کہ راہن نے جب اسکو معین
میعاد پہ چھڑایا تو مرتہن اس شے کو اپنا سمجھے یہ نہین ہو سکتا جب راہن زر رہن ادا کرے تو مرتہن کو وہ شے حوالہ کرنا پڑیگا
اگرچہ میعاد کے بعد یا اس سے پہلے دیوے اور عبدالرزاق نے معمر سے نکالا کہ رہن کا روکنا یہ ہے کہ راہن مرتہن سے
یہ شرط لگا دے کہ اگر مین تیرا روپیہ فلان وقت تک نہ دون تو رہن تیرے ملک ہو جاویگا یہ شرط باطل ہے اور ہر وقت
راہن روپیہ دیکر اپنی شے لے سکتا ہے امام محمد نے کہا ہمارا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ بھی اسیکے قائل ہین اور
حدیث سے یہ نکلا کہ اگر شے مرہون مرتہن کے پاس تلف ہو جاوے تو مرتہن کا کچھ نقصان نہ ہوگا راہن کا نقصان ہوگا اور
اسکو کل زر رہن ادا کرنا ہوگا امام شافعی اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے (روضہ مختصراً) **باب** اجر الاجراء مزدوری
کا بیان **ف** اجارہ یعنے کسی کو مزدوری محنت پر رکھنا درست ہے قرآن شریف سے اسکا جواز ثابت ہے یا ابت استاجرہ

ان خیر من استاجرت القوی الامین اور جو کام شرع کے روسے جائز ہے اسپر اجارہ درست ہی اور اجرت معینہ دینا ہوگی اگر اجرت معین نہ ہو تو اس عمل کے واقفین کے نزدیک جو اجرت واجبی ہو وہ دینا ہوگی (ردرسا) **عن** اَبِی ھُرَیرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصمُھُم یَومَ القِیٰمَۃِ وَمَن کُنتُ خَصمَہٗ خَصَمتُہٗ یَومَ القِیَامَۃِ رَجُلٌ اَعطٰی بِی ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اِستَاجَرَ اَجِیرًا فَاستَوفٰی مِنہُ وَلَم یُوفِہٖ اَجرَہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون کا مین دشمن ہونگا قیامت کے دن اور جسکا مین دشمن ہونگا تو مین اسپر غالب ہون گا قیامت کے دن ایک تو وہ جو اللہ تعالی کا نام لیکر عہد دیوے پہر اس مین دغا کرے دوسرے وہ جو آزاد شخص کو اپنا غلام ظاہر کرکے بیچے پہر اسکی قیمت کہاوی تیسرے وہ جو ایک مزدور مقرر کرے اور اس سے کام لیوے پہر اسکی مزدوری نہ دیوے **عن** عَبدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَعطُوا الاَجِیرَ اَجرَہٗ قَبلَ اَن یَجِفَّ عَرَقُہٗ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مزدور کو اسکی مزدوری دیدو اسکا پسینا سوکہنے سے پہلے **ف** مطلب یہ ہے کہ محنت ختم ہوتی ہے اسکی اجرت دیدو یہ نہین کہ اجرت دینے مین تو حیلہ حوالہ کرے اور کام لے لیوے **باب** اِجَارَۃُ الاَجِیرِ عَلٰی طَعَامِ بَطنِہٖ صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکہنا **عن** عُتبَۃَ بنِ النُّدَّرِ یَقُولُ کُنَّا عِندَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ طٰسٓمٓ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ قِصَّۃَ مُوسٰی قَالَ اِنَّ مُوسٰی اٰجَرَ نَفسَہٗ ثَمَانِیَ سِنِینَ اَو عَشرًا عَلٰی عِفَّۃِ فَرجِہٖ وَطَعَامِ بَطنِہٖ عتبہ بن الندر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہے اتنے مین آپ نے سورہ طسم پڑہی یہانتک کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے قصے پر پہونچے تو فرمایا کہ حضرت موسے نے اپنے تئین مزدوری پر دیا آٹھہ یا دس برس تک اس شرط پر کہ وہ اپنی شرمگاہ کو روکے رہین گے اور پیٹ کو روٹی لین گے **ف** جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے بہاگ کر مدین مین پہونچے تو وہان حضرت شعیب علیہ السلام کے نوکر ہوئے اقرار یہ تہا کہ آٹھہ یا دس برس تک انکی خدمت کرین عفت کے ساتہہ یعنے ان کے بیٹیون پر جو جوان تہین دست درازی نکرین اور کہانا پیٹ بہر کر کہاوین مدت کے بعد ایک بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا جاویگا یہ قصہ قرآن شریف مین تفصیل سے مذکور ہے اور توریت شریف مین بہی **عن** اَبِی ھُرَیرَۃَ کُنتُ یَتِیمًا وَھَاجَرتُ مِسکِینًا وَکُنتُ اَجِیرًا لِابنَۃِ غَزوَانَ بِطَعَامِ بَطنِی وَعُقبَۃِ رِجلِی اَحطِبُ لَھُم اِذَا نَزَلُوا وَاَحدُو لَھُم اِذَا رَکِبُوا فَالحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَ الدِّینَ قِوَامًا وَجَعَلَ اَبَا ھُرَیرَۃَ اِمَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین بڑا ہوا یتیمی کی حالت مین اور جب مین نے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس) ہجرت کی اسوقت مین مسکین محتاج تہا اور نوکر تہا غزوان کی بیٹی کا صرف پیٹ کی روٹی پر اور باری باری اونٹ چڑہنے پر مین لوگون کے لیے لکڑیان چنتا تہا

جب وہ اترتے اور جانوروں کو ہانک کر چلاتا جب وہ سوار ہوتے تو شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا اور ابو ہریرہ کو دنیا کا پیشوا بنا دیا **ف** یہ ابو ہریرہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر بیان کرنے کے لیے کہا نہ فخر اور غرور کی راہ سے اور بہت بزرگون سے اس قسم کے کلمات منقول ہیں جن میں انہوں نے اپنی تعریف کی ہے لیکن انکی نیت یہی تھی کہ شکرانہ الٰہی ظاہر کریں اور قرآن میں ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اپنے رب کی عنایت بیان کر اور ممانعت اُس تعریف اور خودستائی کی ہے جو تکبر اور غرور اور فخر کی راہ سے ہو اور ابو ہریرہ لوگوں کے پیشوا تھے وہ تھی حتنی حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں اتنی کسی نے نہیں کیں پس لوگ علم دین میں انکی طرف رجوع ہوتے اور انکی شاگردی کرتے یا ابو ہریرہ نے امامت سے کسی ملک کی خلافت اور نیابت مراد لی ہو یہ بھی ابو ہریرہ کو حاصل ہوئی تھی **بندہ مترجم** کہتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے احسانات اس بندہ پر بھی بہت ہیں میں محض گمنام اور محتاج اور بے ہنر تھا اللہ تعالیٰ نے علم دین عطا فرمایا اور طریقہ اہلحدیث اور مال اور اولاد بنین اور بنات بھی اور سب سے عمدہ اور بڑا احسان میرے مالک کا مجھ پر یہ ہے کہ اس نے رفع ذکر کیا میرا بوجہ تراجم کتب حدیث کے تمام اکناف اور اطراف ہند بلکہ دوسری ولایات میں بھی میرا نام مشہور کیا حدیث شریف کی خدمت کی وجہ سے اور مقبول کیا میری تصانیف اور تالیفات اور تراجم کو وغیر ذالک من الوف نعم اللہ سبحانہ علیّ والحمد للہ حمداً کثیراً غیر متناہ ولا محدود

باب الرَّجُلِ يَسْتَقِي كُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَيَشْتَرِطُ جَلْدَةً
آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور کے بدل کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَصَابَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَاصَةٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا فَخَرَجَ يَلْتَمِسُ عَمَلًا يُصِيبُ فِيهِ شَيْئًا لِيُقِيتَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ فَاسْتَقَى لَهُ سَبْعَةَ عَشَرَ دَلْوًا كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ فَخَيَّرَهُ الْيَهُودِيُّ مِنْ تَمْرِهِ سَبْعَ عَشْرَةَ عَجْوَةً فَجَاءَ بِهَا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بار بھوک لگی (اور کھانے کو کچھ نہ تھا) یہ خبر حضرت علی کو پہونچی وہ نکلے کچھ کام کی تلاش میں کہ کام کر کر کچھ پیدا کر کے لاویں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت رفع کریں یعنے آپکو کھلا دیں آخر وہ ایک یہودی کے باغ پر آئے (اس یہودی نے پکارا اے اعرابی محنت کرتا ہے حضرت علی نے کہا ہاں) پھر سترہ ڈول پانی کے اس کے لیے کھینچے ہر ایک ڈول ایک کھجور کے بدل پھر یہودی نے انکو اختیار دیا کہ اسکی کھجوروں میں سے سترہ عجوہ (ایک قسم کی عمدہ کھجور ہے) کھجوریں چن لیویں حضرت علیؓ وہ کھجوریں لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے (اور آپ کو کھلائیں) **ف** سبحان اللہ نہے قسمت حضرت علی مرتضیٰ کی کاش ہم بھی اسوقت ہوتے اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کر کے یہ سعادت حاصل کرتے **عَنْ** أَبِي حَيَّةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ أَدْلُو الدَّلْوَ بِتَمْرَةٍ

وَاشْتَرَطَ اَنَّهَا جَلِدَةٌ حضرت علی سے روایت ہے میں ڈول نکالتا تھا ہر ڈول ایک کھجور کے بدل اور یہ شرط کرتا تھا کہ اچھی صاف عمدہ کھجور لوں گا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ اَرٰی لَوْنَكَ مُنْكَفِئًا قَالَ الْخَمْصُ فَانْطَلَقَ الْاَنْصَارِیُّ اِلٰی رَحْلِهٖ فَلَمْ یَجِدْ فِیْ رَحْلِهٖ شَیْئًا فَخَرَجَ یَطْلُبُ فَاِذَا هُوَ بِیَهُوْدِیٍّ یَسْقِیْ نَخْلًا فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ لِلْیَهُوْدِیِّ اَسْقِیْ نَخْلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَاشْتَرَطَ الْاَنْصَارِیُّ اَنْ لَّا یَاْخُذَ خَدِرَةً وَلَا تَارِزَةً وَلَا حَشَفَةً وَلَا یَاْخُذَ اِلَّا جَلِدَةً فَاسْتَقٰی بِنَحْوٍ مِّنْ صَاعَیْنِ فَجَاءَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک مرد انصاری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے میں آپ کا رنگ بدلا ہوا پاتا ہوں آپنے فرمایا بھوک سے یہ سنکر وہ انصاری اپنے ٹھکانے میں گیا وہاں کچھ نہیں پایا باہر نکلا کچھ کام ڈھونڈنے کے لیے دیکھا تو ایک یہودی اپنی کھجوروں کو پانی دے رہا ہے انصاری نے اس سے کہا میں تیرے درختوں کو سینچ دوں وہ بولا اچھا انصاری نے شرط کی کہ میں مزدوری میں کالی کھجور اور سوکھی اور خراب نہیں لونگا بلکہ اچھی عمدہ ہی کھجور لوں گا آخر اس نے سینچا اور دو صاع کے قریب کھجوریں حاصل کیں (اجرت میں) اور اسکو لیکر آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس **ف** ساری دنیا سے زیادہ چہیتے اور محبوب مالک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اگر آپ چاہتے تو سونے اور چاندی کے پہاڑ آپ کو دیے جاتے لیکن آپنے یہی پسند کیا کہ کبھی کھاویں کبھی بھوکے رہیں اور دنیا میں ہمیشہ تکلیف ہی کے ساتھ بسر کی **بَابُ** الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتھائی پیدا وار پر مزارعت کرنا وہ یہ ہے کہ زمین ایک کی ہو وہ دوسرے کو سپرد کرے کہ وہ اس میں محنت کرے اور اسکو جوتے اور بووے اور جو کچھ پیدا ہو اس میں سے ایک حصہ زمین کا مالک لیوے اور ایک حصہ کاشتکار یعنی محنت کرنیوالا اس زمانہ میں اسکو بٹائی کہتے ہیں یہ جائز ہے اکثر علما کے نزدیک جیسے اہلحدیث اور صاحبین اور احمد اور اسحاق وغیرہم اور ابوحنیفہ نے اس سے منع کیا ہے اور دلیل لی رافع بن خدیج کی حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ابتدا میں ہوگا بعد اسکے آپنے اجازت دی کیونکہ آنحضرت نے خود خیبر والوں سے بٹائی کی تھی جیسے اوپر اسکا قصہ گذر چکا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ اِنَّمَا یَزْرَعُ ثَلٰثَةٌ رَجُلٌ لَّهٗ اَرْضٌ فَهُوَ یَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُنِحَ اَرْضًا فَهُوَ یَزْرَعُ مَا مُنِحَ وَرَجُلٌ اسْتَكْرٰی اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ رافع بن خدیج سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے (ان دونوں کا بیان کتاب البیع میں گذر چکا) اور فرمایا کھیتی تین آدمی کریں ایک تو وہ جس کی خود زمین ہو وہ اپنی زمین میں کھیتی کرے دوسرے وہ جسکو زمین ہبہ کی جاوے یا مستعار دیجاوے وہ

اور اس میں کھیتی کرے تیسرے وہ جو زمین کو کرایہ پر لیوے سونے یا چاندی کے بدل اجرت سے نقدی ٹھیرا کر جیسے ہیں اب اکثر ملکوں میں یہی معمول ہے اور بٹائی موقوف ہوتی جاتی ہے) **ف** اس حدیث میں محاقلہ سے مزارعت مراد ہے اور اسکی تفسیر اوپر گذر چکی ہے **عن** ابن عمر یقول کنا نخابر ولا نری بذلک باسا حتی سمعنا رافع بن خدیج یقول نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فترکناہ لقولہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ہم مزارعت کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی برائی نہیں پاتے تھے یہاں تک کہ ہم نے رافع بن خدیج کی حدیث سنی کہ منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تو ہمنے اسکو چھوڑ دیا انکے کہنے سے **ف** مگر ابن عباس وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت بر سبیل تنزیہ تھی اخلاقاً نہ بطور حرمت کے کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کو کھیتی کے لیے مفت زمین دینا چاہیے اس سے بٹائی کرنا کیا ضرور ہے عرب میں زمین کی کمی نہیں پس جسقدر اپنے سے ہو سکے اس میں خود زراعت کرے اور جو بچ رہے وہ اپنے بھائی مسلمان کو عاریت کے طور پر دیوے تاکہ ثواب حاصل ہو اور اس صورت میں ابو حنیفہ کا استدلال اس حدیث سے باقی نہ رہیگا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول کانت لرجال منا فضول ارضین یواجرونھا علی الثلث والربع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ فضول ارضین فلیزرعھا او لیزرعھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ہم میں سے کئی آدمیوں کے پاس بیکار زمینیں تھیں تو وہ ان کو بٹائی پر دیا کرتے تہائی اور چوتھائی پیداوار پر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس خالی بیکار زمینیں ہوں (جن میں وہ خود کھیتی نہ کر سکے) تو ان میں یا تو خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کے لیے دیوے اگر وہ اس میں کھیتی نہ کرے تو اپنی زمین پڑی رہنے دے لیکن بٹائی پر نہ دیوے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعھا او لیمنحھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو مفت دیوے اگر وہ نہ لیوے تو اپنی زمین خالی رہنے دیوے **ف** یہ حدیثیں شاید ابتداے اسلام کی ہیں کیونکہ سونے اور چاندی کے بدل تو زمین کرایہ دینا سب کے نزدیک درست ہے اور ان حدیثوں میں اس سے بھی منع کیا گیا ہے

باب کراء الارض زمین کا کرایہ پر دینا

عن ابن عمر انہ کان یکری ارضا لہ مزارعا فاتاہ انسان فاخبرہ عن رافع بن خدیج ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فذھب ابن عمر وذھبت معہ حتی اتاہ بالبلاط فسالہ عن ذلک فاخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فترک عبد اللہ

کراہیتہا ابن عمر سے روایت ہو وہ اپنی زمین کے کھیت کرائے پر دیا کرتے پھر ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے حدیث بیان کی رافع بن خدیج سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے تو ابن عمر گئے میں بھی ان کے ساتھ گیا یہانتک کہ بلاط (ایک مقام ہے مدینہ میں مسجد نبوی کے پاس) میں رافع کے پاس آئے اور ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے آخر ابن عمر نے اپنے کھیتوں کا کرایہ پر دینا چھوڑ دیا **ف** یہ رافع کی اگلی روایت کے خلاف ہے اس میں بٹائی سے منع کیا ہے لیکن سونے چاندی کے بدل میں کا کرایہ پر دینا درست بیان ہوا ہے اور اس روایت میں مطلقاً کرایہ پر دینے سے ممانعت ہی اسیواسطے اہلحدیث نے رافع کی حدیث کو ترک کیا کیونکہ وہ مضطرب ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کانت لہ ارض فلیزرعہا او لیزرعہا ولا یؤاجرہا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا کھیتی کرنے کے لیے دوسرے کو دے لیکن کرائے پر نہ چلاوے **عن** ابی سعید الخدری یقول نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمحاقلۃ استکراء الارض ابو سعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ سے اور محاقلہ یہی ہے کرایہ دینا زمین کا

باب الرخصۃ فی کراء الارض البیضاء بالذہب والفضۃ

خالی زمین کو جس میں کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل **عن** ابن عباس انہ لما سمع اکثار الناس فی کراء الارض قال سبحان اللہ انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا منحہا احدکم اخاہ ولم ینہ عن کرائہا ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے جب سنا لوگ بہت گفتگو کرتے ہیں زمین کے کرایہ دینے میں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا کیوں تم میں سے کسی اپنی زمین مفت نہ دی اپنے بھائی کو لیکن آپنے منع نہیں کیا کرایہ پر دینے سے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رافع کو دھوکا ہوا حدیث کا مطلب سمجھنے میں **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یمنح احدکم اخاہ ارضہ خیر لہ من ان یاخذ علیہا کذا وکذا لشیء معلوم فقال ابن عباس ہو الحقل وہو بلسان الانصار المحاقلۃ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی زمین مفت دیوے تو بہتر ہے اس سے کہ اس پر یہ اجرت لیوے ابن عباس نے کہا اسکو حقل کہتے ہیں انصار کے محاورے میں اسکو محاقلہ کہتے ہیں **عن** حنظلۃ ابن قیس قال سالت رافع بن خدیج قال کنا نکری الارض علی ان لک ما اخرجت ہذہ ولی ما اخرجت ہذہ فنہینا ان نکریہا بما اخرجت ولم ننہ ان نکری الارض بالورق حنظلہ بن قیس سے روایت ہی میں نے

رافع بن خدیج سے پوچھا انہون نے کہا ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے تھے اس شرط پر کہ جو اس مین سے نکلے اس جگہہ وہ ہمارا ہی اور جو اس جگہہ نکلے وہ تیرا ہی پہر منع کیے گئے ہم پیداوار پر اسکو کرایہ دینے سے اور چاندی کے بدل کرایہ دینے سے ہمکو ممانعت نہین ہوئی ف یہ اور ہی مضمون ہے جو رافع کی حدیث مین ہے بیشک بٹائی مین یہ شرط تو بالاتفاق درست نہین ہے کہ فلان مقام کی پیداوار ہم لین گے فلان مقام کی تم لیجیو کیونکہ اس مین دہوکا ہے شاید اس مقام مین کچھ پیدا ہی نہ ہو اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بٹائی سے منع کیا ہو اور رافع مطلق بٹائی کی ممانعت سمجھو **باب** مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ جو مزارعت مکروہ ہے اسکا بیان **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا فَقُلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْنَا نُؤَاجِرُهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالْأَوْسُقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ فَقَالَ فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا رافع بن خدیج اپنے چچا ظہیر سے نقل کرتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ایک کام سے جو ہمارے موافق تہا رافع نے کہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حق ہی اونہون نے کہا آپنے فرمایا تم کیا کرتے ہو اپنے کہیتون کو ہمنے عرض کیا ہم انکو کرایہ دیتے ہین تہائی اور چوتہائی پیداوار پر اور چند وسق پر گندم یا جو کے آپنے فرمایا ایسا مت کرو یا تو خود اس مین کہیتی کرو یا دوسرے کو کہیتی کرنے کو دو **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا سَقَى الرَّبِيعُ وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيدًا وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً فَأَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةُ اللَّهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَيَقُولُ مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم مین سے کوئی جب اپنی زمین سے بے پرواہ ہوتا تو اسکو تہائی یا چوتہائی یا نصف پیداوار پر دیتا اور تین نالیون کی شرط کر لیتا کہ وہان کی پیداوار مین لونگا اور بہوسا مین لونگا اور ربیع کے پانی سے جو پیدا ہو وہ مین لونگا اور اسوقت مین لوگون کی گذران بمشکل سے ہوتی وہ زمین مین محنت کرتا لوہے سے اور جسطرح اللہ کو منظور ہوتا پہر اس مین سے فائدہ حاصل کرتا آخر رافع بن خدیج ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو منع کرتے ہین ایک کام سے جس مین تمہارا فائدہ تہا لیکن اللہ کے رسول کی اطاعت مین تمہارا زیادہ فائدہ ہے بیشک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہین تم کو حقل سے اور فرماتے ہین جو کوئی بے پرواہ

ہو اپنی زمین سے (یعنے خود اس میں کھیتی نہ کرے) تو وہ اپنے بھائی کو مفت وہ زمین دیوے یا خالی پڑے رہنے دے عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَغْفِرُ اللهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَا وَاللهِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ إِنَّمَا أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اقْتَتَلَا فَقَالَ إِنْ كَانَ هَذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ فَسَمِعَ رَافِعٌ قَوْلَهُ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ بخشے رافع بن خدیج کو قسم خدا کی میں اس حدیث کو ان سے زیادہ جانتا ہوں دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے وہ لڑ لیے تھے آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے تو کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو (یعنے بٹائی مت کیا کرو) پھر رافع نے اتنا ہی جملہ سن لیا کہ کھیتوں کو کرایہ پر مت دیا کرو **ف** اور مطلق اسکی ممانعت روایت کرنے لگے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشرط فرمایا تھا کہ اگر جھگڑا کرتے ہو تو بٹائی مت کیا کرو

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتہائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوْ تَرَكْتَ هَذِهِ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو إِنِّي أُعِينُهُمْ وَأُعْطِيهِمْ وَإِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخَذَ النَّاسَ عَلَيْهَا عِنْدَنَا وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا وَلَكِنْ قَالَ لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا عمرو بن دینار سے روایت ہے میں نے طاؤس سے کہا (جو بڑے فقیہ تھے ابن عباس کے شاگرد) اے ابو عبدالرحمان کاش تم اس تجارت کو (یعنے بٹائی کو) چھوڑ دو کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا انہوں نے کہا میں لوگوں کی مدد کرتا ہوں ان کو دیتا ہوں اور معاذ بن جبل نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا ہمارے نزدیک اور صحابہ میں بڑے عالم یعنے ابن عباس نے مجھ کو خبر دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا اگر کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو زمین یوں ہی دیوے بغیر کرایہ کے تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اس سے کہ زمین کا ایک معین کرایہ لیوے عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَكْرَى الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَهُوَ يُعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِكَ هَذَا طاؤس سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے کرایہ دیا زمین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے زمانہ میں تہائی اور چوتہائی پیداوار پر اور آجتک ایسا عمل جاری ہے عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ خَرَاجًا مَعْلُومًا طاؤس سے روایت ہے ابن عباس نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دیوے (مستعار طور پر کھیتی کرنے کو

ہو) تو وہ بہتر ہے اس سے کہ اس سے معین دہارہ (محصول) لیوے **باب** استکراء الارض بالطعام غلہ کے بدل زمین
کرایہ دینا **عن** رافع بن خدیج قال کنا نحاقل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزعم ان بعض عمومتی
اتاھم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلا یکریھا بطعام مسمی رافع بن خدیج سے
روایت ہے ہم محاقلہ کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پھر ہمارے چچاؤں میں سے کوئی آیا اور کہنے
لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اسکو غلہ کے بدل کرایہ نہ دیوے **باب** من زرع
فی ارض قوم بغیر اذنھم جو شخص دوسرے کی زمین میں بغیر اسکی اجازت کی کھیتی کرے **عن** رافع بن خدیج قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زرع فی ارض قوم بغیر اذنھم فلیس لہ من الزرع شیء وترد علیہ
نفقتہ رافع بن خدیج سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوسرے کی زمین میں بغیر اسکی اجازت
کے کھیتی کرے تو اسکو اس کھیتی میں سے کچھ نہ ملیگا (بلکہ کھیتی زمین کے مالک کو دلا دیں گے) اور کھیتی کرنیوالے
کو اسکا خرچ (اور محنت کا بدل) دلا دیں گے **باب** معاملۃ النخیل والکرم کھجور اور انگور کا معاملہ (یعنی بٹائی
پر) **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامل اھل خیبر بالشطر مما یخرج من ثمر او
زرع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے معاملہ کیا نصف پیداوار پر میوے یا اناج
کی **ف** یہ حدیث عمدہ دلیل ہے مزارعت اور مساقات کے جواز پر اور یہی قول ہے علی اور ابن مسعود اور سعد اور زبیر اور
اسامہ اور ابن عمر اور معاذ اور خباب کا یہی مذہب ہے لیث اور طاؤس اور ابن ابی لیلے اور اوزاعی اور ثوری اور
ابو یوسف اور محمد اور احمد کا جیسے اوپر گذرا **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی خیبر
اھلھا علی النصف نخلھا وارضھا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والوں کو زمین
دی نصف پیداوار پر کھجور کے اور اناج کے **عن** انس بن مالک قال لما افتتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیبر اعطاھا علی النصف انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو نصف پیداوار پر اسکو
دیا **باب** تلقیح النخل کھجور میں پیوند لگانا (نر کا گابہ مادہ میں) اس سے میوہ خوب پیدا ہوتا ہے **عن** موسی
ابن طلحۃ بن عبید اللہ یحدث عن ابیہ قال مررت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نخل فرای قوما
یلقحون النخل فقال ما یصنع ھؤلاء قال یاخذون من الذکر فیجعلونہ فی الانثی قال ما اظن ذلک
یغنی شیئا فبلغھم فترکوہ فنزلوا عنھا فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ھو الظن ان کان یغنی
شیئا فاصنعوہ فانما انا بشر مثلکم وان الظن یخطیء ویصیب ولکن ما قلت لکم قال اللہ فلن اکذب

عَنْ اَنَسٍ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرا کھجوروں کے درختوں میں تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ پیوند لگا رہے تھے کھجور کا آپ نے فرمایا یہ کیا کرتے ہیں لوگوں نے عرض کیا نر کا گابھہ لیکر مادہ میں ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں اس سے کچھ فائدہ نہیں یہ خبر انکو پہونچی انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا تو کھجور کم پیدا ہوئی پھر یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا یہ میرا گمان تھا (یعنے میں نے اپنی رائے سے یہ حکم دیا تھا کچھ حکم الہی نہ تھا) اگر اس کام میں فائدہ ہے تو اسکو کرو میں تو ایک آدمی ہوں تمہاری طرح اور گمان میں (یعنے رائے میں کبھی غلطی ہوتی ہے کبھی وہ صحیح ہوتا ہے لیکن جو میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ تعالی نے ایسا فرمایا وہ صحیح ہے اس میں غلطی نہیں ہو سکتی) اسلیے کہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھوں گا **ف** جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نبی معصوم اور مفترض الطاعۃ اور اشرف عباد اللہ اور افضل خلق اللہ تھے یہ فرمایا کہ میری رائے کبھی غلط ہوتی ہے کبھی صحیح تو اور کسی مجتہد یا عالم یا مولوی کی کیا حقیقت رہی جو ہمیشہ اسکی رائے صحیح ہوا کرے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن باتوں میں وحی نہیں ہوتی تھی اپنی رائے سے بھی حکم دیتے پھر اگر وہ رائے غلط ہوتی تو اللہ تعالے ضرور آپ کو مطلع کر دیتا تو یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمیشہ غلط رائے پر قائم رہیں مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم خوب جانتے ہو اپنے دنیا کے کام (یعنے وہ کام دنیا کے جن میں حکم الہی کچھ نہیں اترا اور جن دنیا کے کاموں میں شرع حکمد ے چکی ہے جیسے بیع وشرا طلاق نکاح وغیرہ ان میں شرع کے موافق چلنا ضرور ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اس زمانہ میں بعضے شیاطین دجال کے گروہ ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے کل دنیا کے کاموں میں شریعت کو مطلقاً چھوڑ دیا اور اپنی خواہش نفس کے موافق چلنا جائز رکھا ہے یہ نرا مغالطہ ہے اللہ بچاوے **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اَصْوَاتًا فَقَالَ مَا ھٰذَا الصَّوْتُ قَالُوا النَّخْلُ یُؤَبِّرُوْنَہٗ فَقَالَ لَوْ لَمْ یَفْعَلُوْا لَصَلَحَ فَلَمْ یُؤَبِّرُوْا عَامَئِذٍ فَصَارَ شِیْصًا فَذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ کَانَ شَیْئًا مِنْ اَمْرِ دُنْیَاکُمْ فَشَاْنُکُمْ بِہٖ وَاِنْ کَانَ مِنْ اُمُوْرِ دِیْنِکُمْ فَاِلَیَّ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ آوازیں سنیں تو فرمایا یہ کیسی آوازیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کھجوروں کے درختوں میں پیوند لگاتے ہیں آپ نے فرمایا اگر اسکو نہ کریں تو اچھا ہو انہوں نے اس سال پیوند نہیں لگایا تو کھجور خراب ہو گئی آخر لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تمہاری دنیا کا جو کام ہو اسکو تم جانو اور جو دین کا کام ہو وہ میرے سے متعلق ہے **بَاب** الْمُسْلِمُوْنَ شُرَکَاءُ فِیْ ثَلَاثٍ مسلمان تین باتوں میں شریک ہیں (یعنے ہر ایک کو ان سے مفت فائدہ لینا درست ہے) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ

شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ وَثَمَنُهُ حَرَامٌ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِيَ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھاس اور انگار مین اور ان چیزون کی قیمت لینا حرام ہے۔ ابو سعید نے کہا مراد جاری پانی ہے **ف** جیسے دریا یا چشمہ کا اسکا روکنا کسی مسلمان سے نادرست اور حرام ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد مین عبد اللہ بن خراش ہے وہ متروک ہے اور ابن السکن نے اسکو صحیح کہا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ الْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین روکی نہین جاوینگی ایک پانی دوسرے گھاس تیسرے انگار **ف** حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى نَارًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ النَّارُ وَمَنْ أَعْطَى مِلْحًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا حضرت عائشہ سے روایت ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ کون سی چیز ہے جسکا روکنا درست نہین آپنے فرمایا پانی اور نمک اور انگار مین نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی کو تو ہمنے پہچانا لیکن نمک اور انگار کا روکنا کیون منع ہے آپنے فرمایا اے حمیرا (یہ لقب ہے حضرت عائشہ کا تصغیر ہے حمرا کی یعنے لال رنگ والی) جسنے انگار دی اس نے گویا صدقہ دیا وہ سب کھانا جو اس انگار سے پکیگا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا جہان پانی ملتا ہے تو گویا اُس نے ایک بردہ آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہان پانی نہین ملتا تو گویا اس نے اسکو جلا دیا **ف** اس حدیث کی اسناد مین علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور احمد اور ابو داؤد نے ابو خراش سے نکالا اس نے بعض صحابہ سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھاس اور انگارین اور ابو نعیم نے اسکو صحابہ مین نکالا ابو خراش کے حال مین اور اس شخص کا ذکر نہین کیا جس سے ابو خراش نے روایت کی اور ابو حاتم سے پوچھا گیا اس حدیث کو انہون نے کہا ابو خراش نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین پایا لیکن حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور خطیب نے حضرت عمر سے ایسا ہی نکالا اس مین نمک زیادہ ہے اور اسکی اسناد مین عبد الحکیم بن میسرہ ضعیف ہے اور طبرانی نے اسکو حسن طریق سے نکالا زید بن جبیر سے اس نے ابن عمر سے اور اسکا ایک اور طریق ہے طبرانی کے پاس اور ابو داؤد نے اسکو نکالا بہیسہ سے اس نے باپ سے اپنے اور طبرانی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے

نکالا کہ وہ چیزیں ہیں جنکا روکنا درست نہیں پانی اور انگار کا اور عقیلی نے ضعفا میں اسکو عبد اللہ بن سرجس سے نکالا
اور یہ سب وہ ایسی ہیں ملکر حدیث صحیح کے درجہ کو پہونچ جاتی ہیں اور اس سے حجت قائم ہوتی ہے اور جو پانی ایک خاص مقام
میں جمع کیا گیا ہو وہ بالاجماع احادیث سے مستثنی ہے اور حجت یہی ہے کہ اگر یہ چیزیں مملوک ہوں تو بھی ان کو مفت
دینے کی تاکید ہے استحبابًا اور اگر مملوک نہ ہوں تب انکا روکنا کسی حال میں جائز نہیں (روضہ مع زیادۃ) شوکانی
نے کہا حضرت عائشہ کی یہ حدیث جس میں پانی پلانے کا ذکر ہے ابن عدی نے نکالی اور اسکی اسناد میں ایک متہم
ہے اور ایک متروک **باب** إِقْطَاعِ الْأَنْهَارِ وَالْعُيُونِ نہروں اور چشموں کا مقطعہ دینا **عَنْ** أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ
اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سَدِّ مَأْرِبَ فَأَقْطَعَهُ لَهُ ثُمَّ إِنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيمِيَّ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهِيَ أَرْضٌ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ وَمَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ فَاسْتَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ فَقَالَ قَدْ
أَقَلْتُكَ مِنْهُ عَلَى أَنْ تَجْعَلَهُ مِنِّي صَدَقَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ قَالَ وَهُوَ الْيَوْمَ عَلَى ذَلِكَ مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ قَالَ فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضًا وَنَخْلًا بِالْجُرْفِ جُرْفِ مُرَادٍ مَكَانَهُ حِينَ أَقَالَهُ مِنْهُ ابیض بن حمال سے روایت ہے انہوں
نے مقطعہ لیا اس نمک کا جسکو سد مارب کا نمک کہتے ہیں (مارب ایک بستی ہے یمن میں کہتے ہیں بلقیس وہیں تھی)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیدیا (کہ انکے سوا کوئی اور وہ نمک لینے نہ پاوے اور وہ لیکر اپنے
اختیار سے اسکو بیچیں) پھر اقرع بن حابس تمیمی آپکے پاس آئے اور عرض کیا میں اس نمک پر گیا تھا جاہلیت کے زمانہ
میں وہاں پانی نہیں ہے اور جو کوئی وہاں جاتا ہے نمک لے لیتا ہے وہ جاری پانی کیطرح کبھی بند نہیں ہوتا یہ سنکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقطعہ فسخ کرنا چاہا جو ابیض کے ساتھ کیا تھا ابیض نے کہا میں نے یہ اجارہ فسخ
کیا اس شرط پر کہ آپ اوسکو میری طرف سے صدقہ کریں (جسکا جی چاہے وہ وہاں سے نمک لیوے) آپنے فرمایا
اچھا وہ تیری طرف سے صدقہ ہے اور وہ مثل جاری پانی کے ہے جو وہاں جاوے وہ اسکو لیوے ابیض نے کہا پھر آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیا زمین کا اور کھجور کے درختوں کا جرف میں (وہ ایک مقام ہے) جرف
مراد میں اس مقطعہ کے عوض جو آپنے فسخ کر ڈالا **باب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ پانی بیچنے کی ممانعت **عَنْ** أَبِي
الْمِنْهَالِ سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ وَرَأَى نَاسًا يَبِيعُونَ الْمَاءَ فَقَالَ لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَاعَ الْمَاءُ ابو منہال سے روایت ہے میں نے ایاس بن عبد مزنی سے سنا انہوں نے

نے بعضے لوگوں کو دیکھا جو پانی بیچ رہے ہے تو کہا پانی مت بیچو اسلیے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپنے منع فرمایا پانی بیچنے سے **ف** یہ جب ہے کہ پانی کسی قدرتی دریا یا چشمہ مین بہرا ہو تو وہ کسی کے ملک نہین اسکا بیچنا ناجائز ہے لیکن اگر کوئی پانی بہر کر لا دے اور گھڑے یا مشک مین رکہے تو اسکا استعمال درست نہین ہے بغیر اسکی اجازت کی اور اسکا بیچنا درست ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو بیر رومہ کے خریدنے کے لیے فرمایا اور آپنے ایک عورت سے پانی لیا جو اونٹ پر لائی تہی پہر اسکو قیمت دلائی لوگوں سے **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ جابر سے روایت ہی منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کے بیچنے سے جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو **ف** بلکہ لوگوں کو مفت دینا چاہیے یہی اخلاق اور مروت کا شیوہ ہے **بَاب** النَّهْيِ عَنْ مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اس سے روکنا اسلیے کہ وہان کی گہانس رکی رہی منع ہے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلا ایک شخص کسی چشمہ یا وادی کے پانی پر قابض ہوا اور وہان کسیکے جانوروں کو پانی پینے نہ دیوے مگر اجرت سے اور اس سے یہ غرض ہو کہ جو کوئی اپنے جانور وہان چرانے لاوے تو ضرور اسکا پانی خریدے گا کسلیے کہ وہان اور کہین پانی نہین ہے پس پانی کے بہانے گویا اس نے وہان کی گہانس بہی بیچی تو یہ منع ہے کیونکہ گہانس جنگل کی مباح ہے اور ہر ایک مسلمان کو اپنے جانور اس مین چرانے کا حق ہے اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ جنگل کی گہانس پر حکومت کرنا اور لوگوں کو وہان اپنے جانور چرانے سے روکنا یا وہان کی گہانس بیچنا یا اسکا مقطعہ دینا یہ سب منع ہے اور افسوس ہے کہ ہماری زمانہ کے مسلمان حاکم اور نواب بہی جنگل کی گہانس بیچتے ہین اور اس سے عام لوگوں کو روکتے ہین لاحول ولا قوۃ **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ فَضْلَ مَاءٍ لِيَمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اس پانی کو جو حاجت سے زیادہ ہو نہ بیچے اس غرض سے کہ وہان کی گہانس رکی رہی **ف** یہ حدیث صحیحین مین ہے اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حاجت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے گا اسواسطے کہ گہانس بیچی جاوے اور بخاری کی ایک روایت مین ہے مت بیچو وہ پانی جو ضرورت سے زیادہ ہے اس غرض سے کہ گہانس کو روکو اور اس باب مین کئی حدیثین وارد ہین اور صحاح **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ وَلَا يُمْنَعُ نَفْعُ الْبِئْرِ ام المومنین جناب عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے اور کنوے مین جو پانی بچ رہے اس سے کسیکو نہ روکا جاوے۔ **ف** اس لیے کہ اس مین اپنا نقصان نہین اور دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے کنوان پانی نکالنے سے اور زیادہ

صاف ہوتا ہے اور اسکا پانی عمدہ ہوتا ہے اور اس مین اور تازہ پانی بھر آتا ہے اور بعضون نے کہا جو پانی اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اُسکا بیچنا جب منع ہے جبکوئی اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے (لیکن) اگر باغ یا درختون کو سینچنا چاہے تو اسکا بیچنا درست ہے اور کنوے کا پانی بھی روکنا درست نہین اس سے جو اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے اور موطا مین عمرہ بنت عبدالرحمان سے مرفوعاً مروی ہے کہ کنوے مین جو پانی بچرہے اس سے نہ روکا جاوے مین کہتا ہون اہل علم کا یہی قول ہے امام محمد نے موطا مین کہا ہمارا یہی قول ہے کہ جس کے پاس کنوان ہو وہ لوگون کو اسکا پانی پینے سے منع نہ کرے لیکن درخت سینچنے سے منع کرسکتا ہے اور ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے اور منہاج مین ہے کہ زراعت کے لیے بھی جو پانی ضرورت سے زیادہ ہو اسکا روکنا درست نہین (روضہ مختصراً) **باب**

الشرب من الاودية ومقدار حبس الماء کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہانتک پانی لینا چاہیے۔

عن عبد الله بن الزبير ان رجلا من الانصار خاصم الزبير عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في شراج الحرة التي يسقون بها النخل فقال الانصاري سرح الماء يمر فابى عليه فاختصما عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسق يا زبير ثم ارسل الماء الى جارك فغضب الانصاري فقال يا رسول الله ان كان ابن عمتك فتلون وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا زبير اسق ثم احبس الماء حتى يرجع الى الجدر قال فقال الزبير والله اني لاحسب هذه الاية نزلت في ذلك فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے ایک انصاری مرد نے جھگڑا کیا حضرت زبیر سے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک نہر کے پانی مین جو حرہ مین تھی (حرہ کالی پتھریلی زمین مدینہ کی) اور اس سے کھجور کے درختون کو سینچتے تھے تو انصاری نے کہا (زبیر سے) پانی کو چھوڑ دو وہ بہتا رہے (حضرت زبیر کا کھیت نہر کی طرف تھا اونچا اسکے بعد انصاری کا تھا) زبیر رضے اللہ عنہ نے یہ نہ مانا آخر دونون نے جھگڑا کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا اے زبیر تم اپنے درختون کو سینچ لو (پانی کو روک کر) پھر پانی کو چھوڑ دو اپنے ہمسایہ کیطرف یہ سنکر انصاری غصہ ہوا اور کہہ اوٹھا (معاذ اللہ) ہان زبیر تو آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے (اسواسطے آپ نے یہ حکم دیا جس مین زبیر کی رعایت ہے) آپکے مبارک چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپنے فرمایا اے زبیر اپنے درختون کو سینچ لے پھر پانی کو روک لے یہانتک کہ میڈون تک بھر جاوے (بعد اسکے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے یہی قاعدے کا فیصلہ ہے جس مین رعایت نہین لیکن پہلے آپنے رحم و کرم سے انصاری پر شفقت کرنے کا حکم دیا جب اس نے بیوقوفی

سے ناشکری کی اور بے ادبی کی بات کہہ بیٹھا تو آپ نے شفقت کو ترک کیا اور انصاف کا حکم دیدیا یہ اسکی سزا تھی) عبد اللہ
نے کہا زبیر نے کہا قسم خدا کی مین سمجھتا ہون یہ آیت اسی مقدمہ مین اتری ہے فلا وربک لا یؤمنون اخیر تک یعنے
قسم تیرے رب کی ہرگز وہ مسلمان نہ ہونگے (یعنے مومن سچے مسلمان) یہانتک کہ اپنے جھگڑون مین تجھہ کو حاکم بناوین
پھر جو تو حکم دیوے اس سے انکا دل تنگ نہ ہو اور اسکو پوری طرح سے مان لیوین **ف** اس انصاری کا نام حاطب
تھا یا کچھ اور بعضون نے کہا وہ منافق تھا لیکن یہ صحیح نہین وہ مسلمان تھا مگر کچا مسلمان یہ نہ سمجھا کہ نبی کی شان نہین
ہے کہ فیصلے مین اپنے عزیز یا رشتہ دار کی رعایت کرین اگر واقع مین کوئی اپنے اختیار سے ایسا کلمہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہہ بیٹھے تو وہ کافر ہو جاویگا لیکن یہان احتمال ہے کہ غصے کی حالت مین بے اختیار اسکو
منہ سے ایسا نکل گیا جس سے اس نے استغفار اور توبہ کیا ہوگا اس آیت کی رو سے ہرگز وہ شخص مومن نہین ہو سکتا
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے ذرا بھی ناراض یا دل تنگ ہو یا جو آپکے حکم اور فیصلے پر کسی اور کا حکم
اور فیصلہ مقدم رکھے اور اس مین ڈر ہے ان مقلدین کیواسطے جو اپنے اپنے مجتہدون اور اماموں کے خلاف جب
احادیث سنتے ہین تو اسنے دلتنگ اور ناراض ہوتے ہین اور حدیث کی ان کتابون کو جن مین ان کے مجتہد کے
خلاف زیادہ حدیثین ہین پسند نہین کرتے انکا درجہ اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ ایمان سے خارج اور معاذ اللہ
کافر ہو جاوین۔ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثین اور آپ کی حدیث کی کل کتابین ہمارے سر اور
آنکھوں پر ہین اور آپ کی ہر ایک حدیث پر جو صحیح ہو چلنا اور عمل کرنا عین ہدایت اور سعادت اور خوش نصیبی ہے
اگرچہ ساری زمانہ کے مجتہد اور ملا سب بلکہ اسکے خلاف ہو جاوین باللہ العظیم ہماری دل کی تو حالت یہ ہے کہ جب حدیث
صحیح ہمکو ملجاوے تو اسکے مخالف قول گوز شتر سے بھی زیادہ ہماری نظر مین بے وقعت ہو جاتا ہے گو اس قول کا
قائل کتنا ہی بڑا شخص ہو بڑے یا چھوٹے اس امت مین مجتہد ہون یا امام غوث ہون یا قطب ولی ہون یا درویش سب
آپکے نزدیک ہمارے ادنی ترین غلامون اور خادمون کی مثل ہین اور یہ جتنے غوث یا قطب یا مجتہد یا امام ہوئے
ہین سب آپ ہی کی جوتیون کے تصدق سے اور آپ ہی کی پیروی اور غلامی اور کفش برداری کے سبب سے سارا جہان ان کی
تصدق آپ کی کلام کے اور ساری فقہ کی کتابین قربان ایک حدیث کے حدیث پر ہمارا جان و مال نثار حدیث کے
ہم غلام اور تابعدار قیامت تک ہم حدیث کو چھوڑنے والے نہین کسی کی رائے کو ہم حدیث کے خلاف ماننے والے
نہین ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہین نہ ابو حنیفہ اور شافعی پر اگر عمر بھر کوئی یہ نہ پہچانے کہ ابو حنیفہ
کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے اور شافعی کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے لیکن حدیث و قرآن کو مانے اور اس پر چلے

تو اسکا ایمان کامل ہوگا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سب ایسے ہی تھے پس ہمکو بھی انہی کی راہ پر رہنے دو اور
ہمارے دشمن مت بنو اہلحدیث کو برا مت کہو ورنہ ہمارا کچھ نہین جاوے گا تمہارا ہی مونہہ کالا ہوگا اور ایمان مٹی مین مل
جاویگا اور قیامت کے دن جب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہونگے تو ابو حنیفہ اور شافعی تو اور زیادہ
تمہارے مونہہ پر تھوکین گے اور تمہاری صورت سے بیزار ہون گے وکفی باللہ شہیدا **عن** ثعلبۃ بن ابی مالک
قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سیل مہزور الاعلی فوق الاسفل یسقی الاعلی الی الکعبین
ثم یرسل الی من ھو اسفل منہ ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہزور ایک وادی
کا نام ہے اسکی نالی مین یہ حکم دیا کہ جسکا کھیت اونچا ہے وہ پہلے سینچ لیوے اور ٹخنون تک پانی اپنے کھیت مین بھر لیوے
پھر پانی کو چھوڑ دے اس کی طرف جسکا کھیت اس سے نیچا ہے **ف** وہ بھی اپنے کھیت مین اتنا ہی پانی بھر کر تیسرے
کی طرف چھوڑ دے جو اس سے نشیب مین ہو اسیطرح اخیر کھیت تک عمل کیا جاوے اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا
عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی سیل مہزور ان
یمسک حتی یبلغ الکعبین ثم یرسل الماء عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مہزور کے نالے مین یہ فیصلہ کیا کہ پانی کو ہر شخص اپنے کھیت مین روک لیوے ٹخنون تک پھر چھوڑ دیوے
ف اسکو ابوداؤد نے بھی نکالا حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک مین نکالا
حضرت عائشہ سے اور کہا صحیح ہے اور دار قطنی نے اس مین علت نکالی کہ وہ موقوف ہے **عن** عبادۃ بن الصامت
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی شرب النخل من السیل ان الاعلی فالاعلی یشرب قبل الاسفل
ویترک الماء الی الکعبین ثم یرسل الماء الی الاسفل الذی یلیہ وکذلک حتی تنقضی الحوائط او یفنی
الماء عبادہ بن صامت سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے درختون کو سینچنے کا نالے سے
اسطرح پر کہ اوپر کے باغ والا پہلے پانی لیوے اور اپنے باغ مین ٹخنون تک پانی بھر لیوے پھر اسکو چھوڑ دے نیچے
والی کیطرف جو اس سے متصل ہے اسیطرح ہوتا رہے یہانتک کہ باغات ختم ہو جاوین یا پانی ختم ہو جاوے **ف**
اسکو بیہقی اور طبرانی نے بھی نکالا امام محمد نے کہا ہمارا عمل انہین حدیثون پر ہے کیونکہ مدینہ والون کا قاعدہ یہی تھا
اور ہر ایک گروہ جو قاعدہ ٹھہرالیوین نہرون اور نالون سے پانی لینے کا اسی پر انکو چلنا لازم ہوگا اور عبدالرزاق نے
ابوحاتم قرظی سے ایسا ہی نکالا **باب** قسمۃ الماء پانی کی تقسیم **عن** کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن
عوف المزنی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبدأ الخیل یوم وردھا عوف

مزنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھوڑے پانی پلانیکو لائے جاویں تو الگ الگ لائے جاویں
ف تاکہ لوگوں کو ایذا نہ ہو انکی لاتوں سے کیونکہ ایک گھوڑا جب دوسرے گھوڑے کے قریب جاتا ہے تو اکثر شرارت
کرتا ہے اور بعضوں نے حدیث میں ابتداء پڑھا ہے یعنے سب جانوروں سے پہلے گھوڑوں کو پانی پلا دیں کیونکہ گھوڑا اشرف
ہے اور جانوروں سے وہ جہاد میں کام آتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ قَسْمٍ
قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى مَا قُسِمَ وَكُلُّ قَسْمٍ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قَسْمِ الْاِسْلَامِ ابن عباس سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تقسیم جاہلیت کے زمانہ میں ٹھیر چکی ہے (یعنے ہو چکی ہے) وہ تو اسلام
میں اسی حال پر رہے گی اور جو تقسیم ابھی نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق ہوگی باب حَرِيْمِ
الْبِئْرِ کنوے کے حریم کا بیان ف حریم یعنے احاطہ مطلب یہ ہے کہ کنوا کوئی کھودے تو اسکے اردگرد کتنے دور تک
اسکا علاقہ ہوگا یعنے جانور بٹھلانے کے لیے انکو پانی پلانے کے لیے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَهٗ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهٖ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کنواں کھودے تو اسکے گرد چالیس ہاتھ تک اسکو جائے ملیگی اپنے جانوروں
کو پانی پلانے اور بٹھلانے کے لیے ف یعنے کنوے کے ہر جانب چالیس ہاتھ تک اسکا علاقہ ہوگا کیونکہ عادۃً
اتنی جائے جانوروں کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا یہ جب ہے کہ کنوے کی گہرائی چالیس ہاتھ ہو اگر
اس سے زیادہ ہو تو اتنے ہی ہاتھ ہر طرف جائے ملیگی اور یہ دوسری حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی بعض جاہل
حنفیوں نے جنکو علم حدیث میں بالکل دخل نہیں ہے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ دہ در دہ حوض نجس نہ ہوگا جب
اس میں نجاست پڑ جاوے حالانکہ یہ مضمون بالکل اس حدیث سے نکل نہیں سکتا اور اگر کوئی دھینگا مشتی
سے اسکو نکالے بھی تو لازم آتا ہے کہ حنفیہ چہل در چہل حوض کی شرط کریں نہ دہ در دہ کی کیونکہ اس حدیث میں
ہر طرف چالیس ہاتھ بیان ہوئے ہیں عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَرِيْمُ الْبِئْرِ مَدُّ رِشَائِهَا ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنوے کا
حریم (احاطہ) اوتنا ہی ہوگا جتنی رسی اس میں لگی باب حَرِيْمِ الشَّجَرِ درخت کا احاطہ کتنا ہوگا عَنْ
عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ لِلرَّجُلِ فِي
النَّخْلِ فَيَخْتَلِفُوْنَ فِيْ حُقُوْقِ ذٰلِكَ فَقَضٰى اَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ اُولٰئِكَ مِنَ الْاَسْفَلِ مَبْلَغَ جَرِيْدِهَا حَرِيْمٌ
لَهَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے ایک اور دو اور تین درختوں میں

جو ایک شخص کے ہوں کھجور کے باغ میں پھر وہاں کے لوگ اختلاف کریں اسکے حق میں کہ کتنی زمین پر اسکا حق ہے اس طرح سے فیصلہ کیا کہ ہر درخت پیچھے اتنی زمین ملے گی جہاں تک اسکی ڈالیاں پھیلی ہوئی ہوں وہی اس درخت کا احاطہ ہوگا **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حریم النخلۃ مد جریدھا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک کھجور کی شاخیں پھیلیں اتنا ہی اسکا احاطہ ہوگا

باب من باع عقارا ولم یجعل ثمنہ فی مثلہ جو شخص زمین یا باغ یا مکان بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے **عن** سعید بن حریث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من باع دارا او عقارا فلم یجعل ثمنہ فی مثلہ کان قمن ان لا یبارک فیہ سعید بن حریث سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے گھر یا عقار (عقار کہتے ہیں غیر منقولہ جائداد کو جیسے کھیت باغ مکان مقطعہ جاگیر وغیرہ) بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر یا عقار نہ خریدا تو وہ اسکے لائق ہے کہ اسکو برکت نہ ہو **ف** سبحان اللہ یہ حدیث دنیاداروں کے لیے بڑی نصیحت ہے نقد پیسا ہمیشہ صرف ہو جاتا ہے کبھی چوری جاتا ہے یا لٹ جاتا ہے برخلاف جائداد غیر منقولہ یعنے عقار کی تو آپ نے مکروہ جانا جائداد بیچنے کو جب اسکے بدل دوسری جائداد نہ خریدے کیونکہ نقد پیسا رکھنے سے تو یہی بہتر تھا کہ جائداد اپنے پاس رہنے دیتا **عن** سعید بن حریث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ دوسری روایت بھی سعید سے ایسی ہی ہے **عن** حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع دارا ولم یجعل ثمنہا فی مثلہا لم یبارک لہ فیہا حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے گھر بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر مول نہیں لیا تو اسکو برکت نہ ہوگی **ف** ملکہ نقد پیسا اوٹھا اٹھا کر برابر ہو جاویگا ایک سے مٹھے کا ٹھیکرا بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا

ابواب الشفعۃ شفعہ کے باب

ف شفعہ کہتے ہیں اس حق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے جائداد بیچتے وقت اور وہ حق یہ ہے کہ جو قیمت دوسرا خریدار دیتا ہے وہ قیمت دیکر اس جائداد کو خود لے لیوے **باب** من باع رباعا فلیوذن شریکہ جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو اگر شریک ہو خبر کر دیوے ربیع کی **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ نخل او ارض فلا یبیعہا حتی یعرضہا علی شریکہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کا کھجور کا باغ ہو یا زمین (یعنے جائداد غیر منقولہ اور اسکو بیچنا چاہے) تو اسکو نہ بیچے جب تک اپنے شریک پر پیش نہ کرے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ ارض فاراد بیعہا فلیعرضہا علی جارہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اسکو بیچنا چاہے تو

پہلے اپنے ہمسائے سے کہے **ف** مراد وہ ہمسایہ ہی جو اس زمین میں یا اسکی راہ میں شریک ہو کیونکہ صرف ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک جب تک وہ شریک نہ ہو **باب** اَلشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهٖ يُنْتَظَرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا جابر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حقدار ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا اسکا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو جب دونوں ہمسایوں کا رستہ ایک ہو **ف** یعنے رستہ میں شریک ہوں تو شفعہ کا سبب صرف شرکت ہی خواہ اصل جائداد میں ہو یا اسکی راہ میں یا اسکے اور کسی حق میں مثلاً پانی کی راہ میں اور بحر میں حضرت علی اور عثمان اور عمر اور سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور عمر بن عبد العزیز اور ربیعہ اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور عبید اللہ بن حسن اور امامیہ کا قول یہی لکھا ہے اور ابو حنیفہ رح اور انکے اصحاب اور ثوری اور ابن ابی لیلی اور ابن سیرین کا یہ مذہب ہے کہ صرف ہمسائگی سے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور دلیل لی انہوں نے جابر کی اس حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں یہ قید ہے کہ جب ان دونوں کا ایک رستہ ہو اور اس سے صاف یہ بات نکلتی ہے کہ اگر راہ ایک نہ ہو تو صرف ہمسائگی سے یہ حق نہ ہوگا پس یہ حدیث دلیل ہوئی مخالفین کی نہ انکی اور دلیل لی انہوں نے حدیث سے الجار احق بسقبہ جو آگے آتی ہے یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد وہی جار ہے جو شرکت رکھتا ہو جائداد یا اسکے کسی حق میں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ جابر اور ابو ہریرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ آپنے فرمایا جب جائداد تقسیم ہو جاوے اور حدیں معین ہو جاویں تو اب شفعہ نہیں ہے اور شوکانی نے دررہیہ میں اہل حدیث کا مذہب وہی قرار دیا ہے جو شافعی اور احمد کا قول ہے **عَنْ** اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ ابو رافع سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنی نزدیکی کا **عَنْ** الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضٌ لَيْسَ فِيْهَا لِاَحَدٍ قِسْمٌ وَلَا شِرْكٌ اِلَّا الْجِوَارُ قَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ شرید بن سوید سے روایت ہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک زمین ہے جس میں کسی کا حصہ نہیں ہے اور نہ کوئی شریک ہو مگر ہمسایہ ہے آپنے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنے نزدیک ہونیکی وجہ سے **ف** یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے دونوں طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ شفعہ دو قسم ہے ایک تو وہ کہ مالک پر اسکو پیش کرنا شفیع پر واجب ہے اور اگر وہ لینا چاہے تو بالجبر اسکو دینا پڑے گا یہ تو شریک کے لیے ہے اور ایک شفعہ وہ ہے کہ فیما بینہ و بین اللہ اسکو تو اسکو شفیع پر عرض کرنا چاہیے لیکن اگر وہ اسکو نہ دینا چاہے تو قضاءً اسپر جبر نہ کیا جاوے گا یہ جار کے لیے ہے **باب** اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ

فَلَا شُفْعَةَ جب حدود معین ہو جاویں (جائداد تقسیم ہو کر) تو اب شفعہ نہیں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالشُّفْعَةِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفعہ کا حکم فرمایا اس جائداد میں جو تقسیم نہ کی جاوے اور جب حدیں پڑ جاویں (اور تقسیم ہو جاوے) تو اب شفعہ نہیں ہے ف یہ حدیث اہلحدیث اور شافعی کی دلیل ہے اب جو جائداد تقسیم کے قابل ہی نہیں ہے جیسے حمام یا چکی پانی کی تو اس میں شفعہ نہیں ہے صحیح قول پر اور موطا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شفعہ نہیں ہے کنوے اور شہد کی چھتوں میں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلٌ وَاَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مُتَّصِلٌ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے ابو عاصم نے کہا سعید بن مسیب کی روایت مرسل ہے اور ابو سلمہ کی ابو ہریرہ رضی سے متصل ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّرِیْكُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا كَانَ ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریک زیادہ حقدار ہے اپنی نزدیکی کی وجہ سے کوئی چیز ہو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِیْ كُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شفعہ مقرر کیا ہر جائداد میں جو تقسیم نہوئی ہو پھر جب حدیں پڑ جاویں اور رستے جدا ہو جاویں تو اب شفعہ نہیں ہے ف اس حدیث کو بخاری نے بھی نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور مسلم نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا شفعہ کا ہر مشترک چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ شفعہ ہر چیز میں ہے اور اسکے راوی ثقہ ہیں مگر علت نکالی ہے اس میں مرسل ہونے کی اور طحاوی نے جابر سے ایسا ہی نکالا اسکا اسناد کچھ برا نہیں ہے (روضہ) بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَةِ شفعہ کی درخواست شفیع کیطرف سے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعِقَالِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شفعہ ایسا ہے جیسے گرہ کھولنا ف یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے ان کے نزدیک شفیع کو جب بیع کی خبر پہونچے تو فوراً اسکو طلب کرنا چاہیے اور فقہ احناف میں یوں ہے کہ مجلس علم میں طلب کا کرنا کافی ہے اگرچہ وہ مجلس دیر تک رہے پس احناف کے نزدیک اگر شفیع فوراً یا اس مجلس میں شفعہ کی طلب نہ کرے تو اسکا حق باطل ہو جاتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک دیر کرنے سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا کیونکہ شفعہ کی حدیثیں مطلق ہیں وہ کہتے ہیں ابن عمر کی یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں ہے اسلئے اسناد میں محمد بن عبد الرحمان بیلمانی

ہے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ منکر ہے اور بیہقی
نے کہا وہ ثابت نہیں ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا شفعة لشریک علی شریک
اذا سبقه بالشراء ولا لصغیر ولا لغائب ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفعہ شریک کو شریک پر نہیں
ہے جب وہ اس سے پہلے خرید کر چکا ہو (یعنے ایک جائداد میں زید اور عمرو اور بکر و شریک تھے بکر نے اپنا حصہ زید کے ہاتھ
بیچ ڈالا تو عمرو کو زید پر شفعہ کا دعوے نہ ہوگا کیونکہ زید غیر نہیں ہے بلکہ اس جائداد کا ایک شریک پہلے سے ہے) اور نہ کم
سن (نابالغ) کو اور نہ غائب کو **ف** اس حدیث کی اسناد میں بھی وہی محمد بن عبد الرحمان بیلمانی ہے اور یہ حدیث
حجت لینے کے لائق نہیں ہے اور علما نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ شریک کے دوسرے شریک کے مقابل بھی حق شفعہ ہے اور
جائداد دونوں میں بتقسیم ہوگی اسی طرح جب شفیع صغیر یا غائب ہو تب بھی اسکو حق شفعہ ہے اور اوپر جابر کی حدیث میں گذرا
کہ ہمسایہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو ابن عدی اور ابن حبان نے کہا کہ بیلمانی متہم ہے حدیث بنانے کے
ساتھ اور محمد بن حارث بھی اگر وہ زیادہ بن ربیع بصری کا بیٹا ہے تو ضعیف ہے بہرحال یہ حدیث کچھ نہیں ہے اور تعجب
ہے سید علامہ سے کہ انہوں نے روضہ میں ابن عمر کی اگلی روایت اور اس روایت کو ملا کر ایک حدیث کر دیا ہے اور
تصرف کیا ہے اسکے الفاظ میں اور شاید انہوں نے اس مقام میں ابن ماجہ کو نہیں دیکھا **ابواب اللقطة** باب لقطہ
کے بیان میں **ف** لقطہ کہتے ہیں پڑی چیز کو جو کہیں ملے **باب** ضالة الابل والبقر والغنم اونٹ اور گائے
اور بکری کے لقطہ کا بیان **عن** عبد اللہ بن الشخیر عن ابیه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ضالة
المسلم حرق النار عبد اللہ بن الشخیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمی ہوئی چیز
دوزخ کی جلن ہے **ف** یعنے جو کوئی اسکو بتلا دے نہیں بلکہ چھپا رکھے اسکے ہضم کرنے کی نیت سے **عن** المنذر
بن جریر قال کنت مع ابی بالبوازیج فراحت البقر فرای بقرة انکرها فقال ما هذه قالوا بقرة لحقت
بالبقر قال فامر بها فطردت حتی توارت ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا یؤوی
الضالة الا ضال منذر بن جریر سے روایت ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا بوازیج میں (ایک شہر کا نام ہے تکریت
کے پاس) تو ایک گائے نکلی انہوں نے اسکو نہیں گائے سمجھا (یعنے کسی دوسرے کی) تو پوچھا یہ گائے کیسی ہے لوگوں نے
کہا کسی کی گائے ہے جو ہماری گایوں کے ساتھ آ گئی انہوں نے حکم دیا وہ ہنکا کر نکالی گئی یہاں تک کہ نظر سے
غائب ہوگئی پھر کہا کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے گمی ہوئی چیز کو وہی جگہہ
دیگا جو گمراہ ہوگا **ف** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جب تک اسکو بتلا دے اگر بتلانے اور پہچنوانے کے لیے

گمی ہوئی چیز لیوی تو برا نہین ہے اہلحدیث کی نزدیک ہر ایک گمی ہوا جانور لے لینا اور پکڑ لینا درست ہی سوا اونٹ کی کیونکہ اونٹ تلف نہین ہو سکتا وہ پہرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آوے وہ لے لے اور یہ مضمون آگے کی حدیث مین آتا ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ

زید بن خالد جہنی سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا گمی ہوا اونٹ لینا چاہیے یا نہین آپ غصہ ہوئے اور آپکی گال لال ہو گئے فرمایا تجھکو اونٹ سی کیا کام اسکے ساتھ اسکا جوتا ہے اور مشک ہے (اسکا پیٹ جس مین پانی بہر رکھتا ہے کئی روز کے لیے اور پانی کا محتاج نہین ہوتا) وہ خود پانی پر جاتا ہے درختوں مین سے کہاتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آنکر اسکو لے لیتا ہے اور آپ پوچھے گئے گمی ہوئی بکری سے تو فرمایا اسکو لے لے کیونکہ وہ یا تیری ہے یا تیرے بہائی کی یا بہیڑیے کی (وہ اسکو کہا لیگا اگر کوئی اس کی حفاظت نہ کرے گا) اور پوچھے گئے آپ لقطہ (پڑی ہوئی چیز سے) تو فرمایا اسکی تہیلی اور بندہن کو پہچان رکھہ (یعنے اپنے دلمین اسکے نشان اور حال یاد رکھہ) اور ایک سال تک لوگون سے پوچھتا رہ (جہان لوگ جمع ہوتے ہون بازار مین یا مسجد مین وہان پکار کر کہتا رہے کہ مینے ایک چیز پائی ہے جو کوئی اسکا پتہ بتلا وے اسکو مین دون گا) پہر اگر اسکا مالک آجاوے تو خیر ورنہ اپنے مال مین اسکو شریک کرے

باب اللقطۃ

پڑی ہوئی چیز کا بیان

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ ثُمَّ لَا يُغَيِّرْهُ وَلَا يَكْتُمْ فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عیاض بن حمار سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی لقطہ پاوے تو دو نیک شخصون کو اسپر گواہ کر لیوے پہر نہ اسکو بدلے نہ چھپاوے اگر اسکا مالک آجاوے تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور نہین تو وہ اللہ کا مال ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے دیتا ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بہی اور صحیحین مین زید بن خالد کی حدیث مین ہے کہ آپ پوچھے گئے چاندی اور سونے کے لقطہ سے تو فرمایا اسکا تہیلہ اور سر بندہن پہچان لے پہر ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ اگر کوئی اسکو نہ پہچانے تو اسکو خرچ کر ڈال لیکن وہ امانت ہوگی تیرے پاس جب اسکا مالک آوے اگرچہ ایک زمانہ کے بعد تو اسکو ادا کر اور باقی وہی مضمون ہے جو ابن ماجہ کی روایت مین گذرا

روایت ہے عن سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعُذَيْبِ الْتَقَطْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِي أَلْقِهِ فَأَبَيْتُ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَصَبْتَ الْتَقَطْتُ مِائَةَ دِينَارٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا فَقَالَ اعْرِفْ وِعَاءَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَدَدَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَهِيَ كَسَبِيلِ مَالِكَ سوید بن غفلہ سے روایت ہے میں زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھ نکلا جب ہم عذیب میں پہونچے تو میں نے ایک کوڑا پایا ان دونوں نے مجھ سے کہا اسکو ڈالدے میں نے نہ مانا جب ہم مدینہ میں پہونچے تو میں ابی بن کعب کے پاس گیا اور ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں نے سو اشرفیاں پائیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسکو پوچھ لوگوں سے میں پوچھا کیا لیکن کسیکو نہ پایا جو انکو پہچانتا تب آپ نے فرمایا اسکا سر بندھن اور تھیلیہ یاد رکھ پھر ایک سال تک پوچھ اگر اسکا پہچاننے والا آیا تو خیر ورنہ وہ تیرے مال کیطرح ہے **ف** مسلم کی روایت میں ہے ورنہ اس سے فائدہ اٹھا اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلعم اگر لقطہ آباد راہ میں ملے آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ اگر اس کا ڈھونڈنے والا ملا تو اسکو دیدے ورنہ وہ تیرا ہے اُس نے کہا اگر ویرانے میں لقطہ ملے آپ نے فرمایا اس میں اور رکاز میں پانچواں حصہ بیت المال میں دینا چاہیے باقی پانیوالے کا ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ایک سال سے زیادہ پوچھنا ضرور نہیں اور اُبی کی ایک روایت سے جو بخاری میں ہے یہ نکلتا ہے کہ ایک سال کے بعد بھی پوچھنا ضرور ہے اس میں یوں ہے میں نے ایک تھیلی پائی سو دینار کی تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ میں پوچھتا رہا لیکن کوئی اسکا پہچاننے والا نہیں ملا پھر میں دوسرے بار آپ پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ جب بھی مینے کوئی اسکا پہچاننے والا نہ پایا پھر میں آپ پاس آیا تیسری بار آپ نے فرمایا اسکی تھیلی اور شمار اور سر بندھن کو یاد رکھ اگر اسکا مالک آوے تو خیر ورنہ اس سے فائدہ اوٹھا مینے اسکو خرچ کیا پھر اس کے مالک سے مکہ میں ملا اب اختلاف ہے حدیث کی حافظوں کا اس روایت میں بعضوں نے کہا ایک سال رجوز یادت اس میں مذکور ہے یہ غلطی ہے راوی کی ابن حزم رحمہ نے ایسا ہی یقین کیا اور ابن جوزی نے کہا سلمہ نے اس میں خطا کی اور بعضوں نے کہا ایک سال پر بڑہانا استحبابًا ہے بطور ورع اور تقوے کے اور اگر لقطہ حقیر ہو تو اسکا خرچ کرنا بغیر پوچھنے کے بھی درست ہے کیونکہ حضرت علی کو حدیث میں ہے کہ مینے ایک دینار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانہ مین اور انہون نے اسکو خرچ کیا بغیر پوچھے ہوئے پہر اسکا مالک آیا تو اسکو ادا کیا اور بعضون نے کہا کہ حقیر شے کے پوچھنے
کی کوئی میعاد مقرر نہین جب تک مناسب سمجھے پوچھے (روضہ) **عن** زيد بن خالد الجهني ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم سئل عن اللقطة فقال عرفها سنة فان اعترفت فادها فان لم تعترف فاعرف عفاصها
ووعاءها ثم كلها فان جاء صاحبها فادها اليه زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پوچھے گئے لقطہ سے آپنے فرمایا ایک سال تک اسکو بتلا اگر کوئی اسکو پہچانے تو اسکو دیدے اگر کوئی نہ پہچانے
تو اسکی تھیلی اور بندھن یاد رکھہ اور اسکو خرچ کرے پہر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو ادا کر **ف** مکہ مین جو لقطہ
ملے اسکو اور زیادہ دریافت کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہے کہ مکہ کا لقطہ درست نہین مگر اسکے لیے جو اوسکو دریافت
کرے اور احمد ابوداؤد نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو رخصت دی چھڑی اور کوڑا اور
رسی اور اسکے مانند چیزون مین جب وہ پڑی ہوئی ملین کہ آدمی اس سے نفع اٹھاوے لیکن اسکی اسناد مین مغیرہ
بن زیاد ہے اس مین کلام ہے اور ثقہ کہا اسکو وکیع اور ابن معین اور ابن عدی نے اور صحیحین مین ہے انس
سے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی راہ مین تو فرمایا اگر مجھکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ شاید صدقہ کی ہو تو
مین اسکو کھا لیتا اور احمد اور طبرانی اور بیہقی نے یعلے بن مرہ سے نکالا کہ جس نے حقیر لقطہ اٹھایا جیسے رسی
یا درم وغیرہ تو وہ اسکو تین دن تک پوچھے اگر اس سے زیادہ چاہے تو چھہ دن تک پوچھے طبرانی نے زیادہ
کیا پہر اگر مالک آجاوے تو خیر ورنہ اسکو صدقہ دیدیوے اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ بن یعلے ضعیف ہے اور عبد الرزاق
نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرت علی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دینار لائے جسکو انہون نے بازار
مین پایا تھا آپنے فرمایا تین دن تک اسکے مالک کو پوچھتا رہ انہون نے پوچھا کوئی نہین پایا جو اسکو پہچانے
جب آپنے فرمایا اب اسکو کھا ڈال (یعنے خرچ کرے) اگر لقطہ کھانے کی چیز ہو جیسے روٹی میوہ وغیرہ) تو
اسکو پوچھنا ضرور نہین فورا اسکا کھا لینا درست ہو **باب** التقاط ما اخرج الجرذ چوہا بل مین سے جو مال
نکالے تو اسکا لینا درست ہے **عن** المقداد بن عمرو انه خرج ذات يوم الى البقيع وهو المقبرة لحاجته
وكان الناس لا يذهب احدهم في حاجته الا في اليومين والثلاثة فانما يبعر كما تبعر الابل ثم
دخل خربة فبينا هو جالس لحاجته اذ راى جرذا اخرج من جحر دينارا ثم دخل فاخرج اخر حتى
اخرج سبعة عشر دينارا ثم اخرج طرف خرقة حمراء قال المقداد فسللت الخرقة فوجدت فيها
دينارا فتمت ثمانية عشر دينارا فخرجت بها حتى اتيت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته

خبرها فقالت خذ صدقتها یا رسول اللہ قال ارجع بها لا صدقة فيها بارك الله لك فيها ثم قال
لعلك اتبعت يدك في الجحر قلت لا والذي اكرمك بالحق قال فلم يفن اخرها حتى مات مقداد بن
عمرو سے روایت ہے وہ ایک دن بقیع کیطرف گئے حاجت کے لیے وہ مقبرہ ہے مدینہ کا اور اس زمانہ میں لوگ حاجت کے لیے
دو دو تین تین دن کے بعد جاتے اور مینگنیاں پھرتے جیسے اونٹ پھرتا ہے (کیونکہ کھانا کم کھاتے تو پاخانہ بھی
کم آتا اور خشک آتا) اخیر وہ ایک ویرانے میں گئے اور حاجت کے لیے بیٹھے اتنے میں ایک چوہے کو دیکھا اس نے سوراخ
میں سے ایک دینار نکالا پھر بل میں گھس گیا اور ایک اور نکالا یہاں تک کہ سترہ دینار نکالے بعد اسکے ایک سرخ
کپڑے کا چیتھڑا نکالا مقداد نے کہا میں نے اس چیتھڑے کو اٹھایا تو اس میں بھی ایک دینار تھا غرض سب اٹھارہ
دینار میں نے لیے اور نکالا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے یہ حال بیان کیا اور عرض کیا
کہ اسکی زکوٰة آپ لے لیجیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو لیجا اس میں زکوٰة نہیں ہے اللہ تجھے برکت دیوے ان دیناروں
میں پھر فرمایا شاید تو نے اپنا ہاتھ ڈالا بل میں مقداد نے کہا نہیں قسم ہے اسکی جس نے آپکو عزت دی سچائی کے
ساتھ راوی نے کہا پھر ان دیناروں میں سے اخیر دینار ختم نہیں ہوا یہاں تک کہ مقداد مر گئے **ف** اللہ تعالیٰ
نے آپکی دعا کو قبول کیا اور مقداد کو ان دیناروں میں ایسی برکت دی کہ عمر بھر تک ان میں سے کھاتے رہے اور
وہ دینار جب ختم ہوئے انکی عمر بھی ختم ہو گئی یہ جو آپنے فرمایا کہ شاید تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈالا یہ اسلیے کہ مقداد کو آپنے ڈرایا مال کے
لیے حرص کرنے سے اور اس کے لیے کوشش کرنے سے دوسری حدیث میں ہے کہ جو مال تیرے پاس آوے اور تو
اسکی انتظار میں نہ ہو تو اسکو مانگے تو اسکو لے لے اور جو نہ آوے تو اسکے پیچھے مت لگ **باب** من اصاب
ركازا جو شخص رکاز پاوے **ف** رکاز کہتے ہیں کان کو اور بعضوں نے کہا کافروں کا دفینہ **عن** ابي هريرة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في الركاز الخمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکاز میں پانچواں حصہ ہے **ف** جو بیت المال میں داخل کیا جاوے گا
باقی سب پانیوالے کا ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الركاز الخمس
ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ ابن عباس کی روایت ہے **عن** ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كان
فيمن كان قبلكم رجل اشترى عقارا فوجد فيها جرة من ذهب فقال اشتريت منك الارض
ولم اشتر منك الذهب فقال الرجل انما بعتك الارض بما فيها فتحاكما الى رجل فقال الكما
ولد فقال احدهما لي غلام وقال الاخر لي جارية قال فانكحا الغلام الجارية ولينفقا على انفسهما

مِنْهُ وَلْيَتَصَدَّقَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے ایک شخص نے ایک زمین مول لی پھر اس میں سے سونے کا ایک گھڑا پایا خریدار نے بائع سے کہا میں نے تو تجھ سے زمین خریدی تھی اور سونا نہیں خریدا (اب یہ سونا تیرا ہے تو لے لے) بائع بولا میں نے تو زمین اور جو کچھ اس میں تھا سو تیرے ہاتھ بیچ ڈالی (اب یہ گھڑا تیرا ہے تو ہی لے) خیر دونوں لڑتے ہوئے ایک شخص کے پاس گئے اس نے کہا تم دونوں کی اولاد ہے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے وہ شخص بولا اچھا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کردو اور دولہہ دولہن اس مال کو لیویں اور اپنے اوپر خرچ کریں اور صدقہ بھی دیں

اَبْوَابُ الْعِتْقِ

باب آزادی کے

بَابُ الْمُدَبَّرِ

مدبر کا بیان ف مدبر وہ بردہ ہے جسکو مالک نے اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا ہو مثلاً یوں کہے جب میں مرجاؤں تو تو آزاد ہے عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدبر کو بیچا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَبَّرَ رَجُلٌ مِّنَّا غُلَامًا وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَدِيٍّ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے ہم میں سے ایک غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس دوسرا کچھ مال نہ تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیچا پھر اسکو خریدا ابن النحام نے جو بنی عدی میں سے ایک شخص تھا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ شَيْبَةَ يَقُوْلُ هٰذَا خَطَاٌ يَعْنِيْ حَدِيْثَ الْمُدَبَّرِ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدبر میت کی تہائی مال میں سے آزاد ہوگا (جس قدر ہو خواہ کل یا جزو) حافظ ابن ماجہ نے کہا میں نے عثمان بن ابی شیبہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث خطا ہے یعنے مدبر کی تہائی مال میں سے آزاد ہونیکی) ابوعبداللہ نے کہا اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے ف جابر کی حدیث صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا اور نعیم بن النحام نے اسکو مول کیا اور ابن عمر کی اس حدیث کو دارقطنی نے اور بیہقی نے بھی نکالا مرفوعاً اور موقوفاً ایک روایت میں دارقطنی کے یوں ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا نہ ہبہ کیا جاویگا اور وہ ثلث مال میں سے آزاد ہوگا لیکن اسکے اسناد میں عبیدہ بن حسان منکر الحدیث ہے اور ابن ماجہ کے اسناد میں علی بن ظبیان ہے وہ بھی ضعیف ہے اور نووی نے کہا کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا اور اسکی بیع جائز نہیں ابوحنیفہ بھی یہی کہتے ہیں اور شافعی اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جب مالک محتاج ہو تو مدبر کو بیچ سکتا ہے بدلیل جابر کی حدیث کے جو اوپر گذری اور اگر لونڈی کو مدبر کرے

باب أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ (ام ولد کا بیان (وہ لونڈی جسکی اولاد ہو مالک سے) تو اس سے وطی کرنا بالاجماع درست ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أَمَتُهُ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِّنْهُ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاویگی ف اسکو نکالا امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے لیکن اسکی اسناد مین حسین بن عبداللہ ہاشمی ہے اور وہ ضعیف ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذُكِرَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيْمَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے حضرت ابراہیم کی والدہ کا ذکر آیا (یعنے حضرت ماریہ قبطیہ کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تہین) آپ نے فرمایا اسکو آزاد کر دیا ابراہیم نے ف اسکی اسناد مین بہی وہی حسین بن عبداللہ ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا نَبِيْعُ سَرَارِيْنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا حَيٌّ لَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا جابر بن عبداللہ نے کہا ہم اپنی لونڈیون کو اور ام ولد لونڈیون کو بیچا کرتے تہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں موجود تہے اور ہم کوئی قباحت اس مین نہین پاتے تہے ف اس حدیث کا اسناد نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ ام ولد آزاد ہے اگرچہ اسکا بچہ ناقص الخلقت ہو اسکا بہی اسناد ضعیف ہے اور بیہقی نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی والدہ سے فرمایا تجہ کو آزاد کر دیا تیرے بچے نے اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور وہ معضل بہی ہے اور ابن حزم نے کہا ابن عباس سے یہ روایت صحیح ہوئی ایسے اسناد سے جس مین ثقہ ہین اور دارقطنی نے نکالا ابن عمر سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات اولاد کی بیع سے اور فرمایا نہ وہ بکین گی نہ ہبہ ہونگی نہ ترکہ مین آوینگی جب تک انکا مالک زندہ رہے اسنے فائدہ اٹہاوے اور جب وہ مر جاوے تو وہ آزاد ہونگے اور امام مالک نے موطا مین اسکو موقوفاً نکالا ابن عمرؓ پر اور بیہقی نے اسکو دونون طرح نکالا موقوفاً اور مرفوعاً اور اسیطرح دارقطنی نے بہی پس یہ سب روایتین گو ہر ایک کا ان مین سے اسناد قوی نہین ہے مگر ملکر حجت ہو جاتی ہین اور اہلحدیث اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے کہ ام ولد کی بیع درست نہین اور وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہے اور جن لوگون نے اسکو جائز رکہا انہون نے دلیل لی جابر کی حدیث سے اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے بہی نکالا ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کا زمانہ ہوا تو انہون نے ہمکو منع کیا ام ولد کے بیچنے سے ہم نے چہوڑ دیا اور اسکو نکالا احمد اور ابن حبان اور حاکم نے بہی اسمین یہ نہین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع تہی اور صحابہ مین اس مسئلہ مین اختلاف تہا جو مشہور

ہے مترجم کہتا ہے اہلحدیث اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ جابر کو نسخ کی خبر نہیں ہوئی پہلے ام ولد کی بیع جائز ہوگی پھر آپ نے
اس سے منع کیا ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس سے منع کیا جیسے جابر نے متعہ کے باب میں بھی ایسی ہی
روایت کی ہے کہ ہم متعہ کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کی شروع خلافت میں پھر عمرؓ نے اس سے
منع کیا حالانکہ متعہ کی حلت بالاجماع الا ماشاء اللہ منسوخ ہے اور جابر کو اسکے نسخ پر اطلاع نہیں ہوئی اسیطرح اس
ممانعت کی بھی جابر کو خبر نہیں ہوئی ہوگی **باب** الْمُكَاتَبِ مکاتب کا بیان **ف** مکاتب وہ بردہ جس سے مالک
کہے اتنا مال ادا کرے تو تو آزاد ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ
كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ
التَّعَفُّفَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں ان سب کی مدد
کرنا اللہ تعالیٰ کو ضرور ہے ایک تو وہ جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑتا ہو دین کی ترقی کے لیے نہ دنیا
کے واسطے) دوسرے جو مکاتب ہو اور قصد رکھتا ہو بدل کتابت ادا کرنے کا تیسرے جو نکاح کرنا چاہتا ہو زنا سے محفوظ
رہنے کے لیے **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أَوَاقٍ فَهُوَ رَقِيقٌ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام مکاتب کیا جاوے سو اوقیہ پر (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے) پھر وہ
سب ادا کر دے مگر دس اوقیہ اسکے ذمہ رہجاویں تو وہ غلام ہی رہیگا **ف** جب تک کل بدل کتابت ادا نہ کرے اس
حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں
ہے کہ مکاتب غلام ہے جبتک اسپر ایک درم بھی باقی رہے مسوی میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ
کا بھی یہی مذہب ہے لیکن شوکانی نے درر میں اہل حدیث کا مذہب یہ قائم کیا ہے کہ مکاتب جب کل مال ادا کر دیوے تب
پورا آزاد ہوجاویگا اور جو مال کا ایک حصہ ادا کرے تو اسیقدر حصہ اس میں سے آزاد ہوگا اور دلیل انکی حدیث ہے
ابن عباسؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکاتب جتنا بدل کتابت ادا کر چکا ہو اتنے کی دیت آزاد
کی ہوگی اور باقی کی دیت غلام کی ہوگی نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور احمد اور ابوداؤد
نے حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی نکالا اور ممکن ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث کی تاویل کہ یہ ان احکام
میں سے جن میں تفریق نہیں ہوسکتی **عن** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا
كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکے پاس مکاتب ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو تو اس سے پردہ کرے **ف** یہ حکم احتیاطی ہے اور بعضوں نے کہا خاص ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے اور غیر عورتوں میں یہ حکم ہے کہ جب مکاتب بدل کتابت ادا کر دیوے اسوقت اس سے پردہ کریں حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اپنے غلام سے عورت کو پردہ کرنا ضرور نہیں گو وہ جوان بالغ ہو کیونکہ قرآن میں ہے وما ملکت ایمانهن اور اہلحدیث اور شافعی کا بھی قول ہے کہ غلام اپنے مالکہ کا محرم ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک پردہ کرنا چاہیے **عن** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ بَرِيْرَةَ اَتَتْهَا وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ قَدْ كَاتَبَهَا اَهْلُهَا عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فَقَالَتْ لَهَا اِنْ شَاءَ اَهْلُكِ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَكَانَ الْوَلَاءُ لِيْ قَالَ فَاَتَتْ اَهْلَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُمْ فَاَبَوْا اِلَّا اَنْ تَشْتَرِطَ الْوَلَاءَ لَهُمْ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِيْ قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بریرہ انکے پاس آئی وہ مکاتبہ تھی اسکے مالکوں نے اسکو مکاتب کیا تھا نو اوقیہ پر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انکو نو اوقیہ یکمشت دیدیتی ہوں مگر تیری ولاء (یعنے حق میراث) میں لونگی بریرہ اپنے مالکوں کے پاس آئی اور ان سے بیان کیا انہوں نے نہ مانا مگر اس شرط پر کہ ولاء وہ خود لینگے یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تو ولاء کی شرط انہی کے لیے کرلے (اور بریرہ کا روپیہ ادا کرکے اسکو آزاد کردے اس شرط سے ہوتا ہی کیا ہے ولاء اوسی کو ملتی ہے جو بردے کو آزاد کرے پس ہر طرح ولاء تیرا حق ہی) حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی تعریف اور ستایش کی پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اسکی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں یعنے سو بار اسکی شرط کرے اللہ کی کتاب پر چلنا زیادہ ضرور ہے اور اللہ کی شرط یہ ہے کہ ولاء اسکو ملیگی جو آزاد کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ مکاتب جب بدل کتابت کی ادا سے عاجز ہو جاوے تو وہ پھر غلام ہو جاتا ہے اور اسکی بیع درست ہو جاتی ہے اور بریرہ کا یہی حال ہوا تھا جب تو حضرت عائشہؓ نے اسکو خرید کرکے آزاد کیا اور بعض لوگوں نے مکاتب کی بھی بیع جائز رکھی ہے ان میں سے ہیں عطا اور نخعی اور احمد اور ابن مسعود اور ربیعہ اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک نے کہا اسکی بیع جائز نہیں مگر جب وہ بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے اور بعضوں نے کہا اسکی بیع آزاد کرنے کے لیے درست ہے لیکن خدمت کے لیے

لیے درست نہیں (عینی) **باب** العتق آزاد کرنے کا ثواب **عن** شرحبیل بن السمط قال قلت لکعب یا کعب بن مرۃ حدثنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اعتق امرأ مسلما کان فکاکہ من النار یجزی کل عظم منہ بکل عظم منہ ومن اعتق امرأتین مسلمتین کانتا فکاکہ من النار یجزی بکل عظمین منھما عظم منہ شرحبیل بن سمط سے روایت ہے میں نے کعب سے کہا اے کعب بن مرہ ہم سے حدیث بیان کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احتیاط رکھو انہوں نے کہا میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی شخص مسلمان مرد کو آزاد کرے وہ اسکا فدیہ ہوگا دوزخ سے اسکی ہر ہڈی اسکی ہر ہڈی کے بدل اور جو کوئی دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے وہ دونوں اسکی فدیہ ہونگی دوزخ سے ان دونوں کی دو دو ہڈیاں اسکی ایک ہڈی کے مقابل (کیونکہ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں) **عن** ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ای الرقاب افضل قال انفسھا عند اھلھا واغلاھا ثمنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بہت پسند ہو اسکے مالکوں کو اور اس کی قیمت بہت گران ہو **ف** اس حدیث سے نکلا کہ اللہ کی راہ میں ہمیشہ عمدہ اور قیمتی چیز دینا بہتر ہے کیونکہ وہ شہنشاہ بے پرواہ ہے اسکو کسی چیز کی پرواہ نہیں اور ادب یہی ہے کہ ایسے بادشاہ کی درگاہ میں اسکے نام پر وہی چیز دیویں جو نہایت محبوب اور مرغوب اور قیمتی ہوں تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون **باب** من ملک ذا رحم محرم فھو حر جو شخص اپنے محرم ناتے والے کا مالک ہوجاوے (جیسے باپ بیٹا بہن بھائی دادا نانا دادی نانی خالہ پھوپھی وغیرہ کا) تو وہ آزاد ہوجاوے گا اسکے ملک میں آتے ہی **عن** سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ملک ذا رحم محرم فھو حر سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے محرم ناتے والے کا مالک ہوجاوے تو وہ آزاد ہوجاوے گا **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اور حسن کی روایت ہے سمرہ سے اسکی سماع میں اختلاف ہے علی بن مدینی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے کہا یہ صحیح نہیں ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک ذا رحم محرم فھو حر ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص محرم ناتے والے کا مالک ہوجاوے وہ آزاد ہوجاویگا **ف** اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور یہ روایت ہے حمزہ کی ثوری سے انہوں نے ابن دینار سے انہوں نے ابن عمر سے نسائی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور ہم نہیں جانتے اسکو سفیان سے کسی نے روایت کیا ہو سوا حمزہ کے اور ترمذی نے کہا حمزہ کی متابعت نہیں ہوئی اس روایت

پر لیکن حمزہ کو ثقہ کہا ابن معین وغیرہ نے اور صحیحین میں اس سے روایت کی اور ضمرہ کی اس روایت کو بھی علامہ ابن حزم اور
عبد الحق اور ابن قطان نے صحیح کہا اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ایسا ہی نکالا لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ
قتادہ نے حضرت عمرؓ سے نہیں سنا اور اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ جو کوئی ناتے والے محرم کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد
ہو جاویگا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب اور احمد اور اہلحدیث کا اور شافعی اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ
اولاد اور باپ اور ماں آزاد ہونگے اور لوگ آزاد نہ ہونگے اور مالک نے کہا بھائی بھی آزاد ہو جاوینگے اور یہ خلاف
نہیں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث کے جسکو امام مسلم نے نکالا کہ بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر جب اس کو
غلام پاوے اور خرید کر کے آزاد کرے کیونکہ آزاد کرنے سے یہاں یہی مطلب ہے کہ اسکو خریدے اور خریدنا اسکا یہی آزاد
کرنا ہے اور ظاہریہ نے اسی حدیث سے دلیل لیکر کہا ہے کہ کوئی ناتے دار محرم خریدنے سے آزاد نہ ہوگا (ردمنہ) **باب**
مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ جو شخص ایک غلام کو آزاد کر دیوے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی ۔
عَنْ سَفِينَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدُمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَاشَ سفینہ بن ابی عبد الرحمان سے روایت ہے ام سلمہ نے مجھ کو آزاد کیا اور یہ شرط لگائی مجھ سے کہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں آپ کی زندگی تک **ف** اہلحدیث کا مذہب اس حدیث کے موافق ہے اور
اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اور کہا اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں اور حاکم نے بھی اسکو نکالا لیکن
اسکی اسناد میں سعید بن جمہان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور ابوحاتم نے کہا اس سے حجت نہ لی جاویگی (ردمنہ)
باب مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ ایک غلام مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دیوے **عَنْ**
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِقْصًا فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ
مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ کسی بردے میں آزاد کر دیوے تو اگر وہ
مالدار ہو (یعنے آزاد کرنے والا) تو باقی حصوں کو بھی چھڑانا اسکو لازم ہوگا (دوسرے شریکوں کو دام دیکر) اور جو
مالدار نہ ہو تو اس بردے سے مزدوری کرا دینگے اپنی باقی قیمت ادا کرنے کے لیے لیکن اسپر طاقت سے زیادہ بوجھ
نہ ڈالینگے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ إِنْ كَانَ
لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیوے کسی غلام میں تو اب اسکی قیمت ایک عادل شخص لگا دیگا اور
کل شریکوں کو انکے حصوں کی قیمت آزاد کرنے والے کو دینا ہوگی اگر اوسکے پاس اتنا مال ہو یعنے غلام کی قیمت کے
موافق تو پورا غلام اسکی طرف سے آزاد ہو جاوے گا نہیں تو جس قدر حصہ اسکا آزاد ہوا اتنا آزاد ہوا **ف** اب
باقی حصوں کے لیے اس سے محنت لیں گے جیسے اوپر کی حدیث میں ہے یہ حدیث بھی صحیحین میں موجود ہے اور احمد اور
نسائی نے ابو الملیح سے نکالا انہوں نے اپنے باپ سے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ غلام میں آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اس غلام کا چھڑانا آزاد کرنے والے کے مال سے لازم کیا اور فرمایا
اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور امام احمد نے اسماعیل بن امیہ سے اونہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نکالا
کہ ان کا غلام تھا ایک طہمان نامی یا ذکوان تو انکے دادا نے اپنا آدھا حصہ اس غلام میں آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے فرمایا تیرا آزاد ہوگا اپنی آزادی کے حصے میں اور غلام رہے گا اپنی غلامی
کے حصے میں تو وہ خدمت کرتا تھا اپنے مالک کے یہاں تک کہ مر گیا۔ اسکے راوی ثقہ ہیں اور طبرانی نے بھی اسکو نکالا اب
علما نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ ایک حصے کے آزاد ہوتے ہی آیا کل غلام آزاد ہو جاویگا یا جب دوسرے حصوں کی
قیمت اور شریکوں کو مل جاوے اسوقت پورا آزاد ہوگا (روضہ) **باب** مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ جو
کوئی ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
اَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهُ فَيَكُوْنُ لَهُ وَقَالَ ابْنُ لَهِيْعَةَ اِلَّا
اَنْ يَّسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ ابن عمر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام آزاد کرے اور اس
غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال غلام ہی کا ہوگا مگر یہ کہ مولی آزاد کرتے وقت یوں کہدیوے کہ مال میرا ہے تو مال
مولی کو ملجاوے گا ابن لہیعہ کی روایت میں یوں ہے مگر یہ کہ مولی استثنا کر دیوے مال کا **ف** یعنے یوں
کہہ دیوے کہ اس شرط پر آزاد کرتا ہوں کہ مال میرا ہے تو مال مولی کو ملیگا ظاہر یہ کا عمل اسی حدیث کی موافق ہے
کہ آزاد کرتے وقت جو مال غلام کے پاس ہو وہ غلام ہی کا ہوگا اور جمہور علما نے اسکی مخالفت کی ہے اور کہا
ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا تو اسکا مال مولی کا ہے اور حسن اور عطا اور نخعی اور مالک اور اہلحدیث ظاہر
کے موافق ہیں **عن** عُمَيْرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ لَهُ يَا عُمَيْرُ اِنِّيْ اَعْتَقْتُكَ عِتْقًا هَنِيْئًا
اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ غُلَامًا وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهُ فَالْمَالُ لَهُ
فَاَخْبِرْنِيْ مَا مَالُكَ عمیر سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے ابن مسعودؓ کے کہ ابن مسعودؓ نے ان سے کہا اے

اے عمیر میں تجھکو آزاد کرتا ہوں آرام اور رحمت کے ساتھ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس شخص نے اپنی غلام کو آزاد کیا اور اسکے مال کا ذکر نہیں کیا تو وہ مال غلام ہی کو ملے گا تو مجھ کو بتلا دے تیرے پاس کیا مال ہے **عن** اسحاق بن ابراھیم قال قال عبد اللہ بن مسعود لجدی فذکر نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب عتق ولد الزنا ولد الزنا کی آزادی کا بیان **عن** میمونۃ بنت سعد مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ سئل عن ولد الزنا فقال نعلان اجاھد فیھما خیر من ان اعتق ولد الزنا

میمونہ بنت سعد سے روایت ہے جو لونڈی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا ولد الزنا کی آزادی کو آپ نے فرمایا دو جوتیاں جنکو میں پہنکر جہاد کروں ولد الزنا کو آزاد کرنے سے بہتر ہیں **ف** حالانکہ ولد الزنا کا کوئی قصور نہیں قصور اسکے ماں باپ کا ہے مگر ان کے فعل کی نحوست نے اس تک اثر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ولد الزنا کی امامت نماز میں بھی مکروہ رکھی ہے **باب** من اراد عتق رجل وامراتہ فلیبدأ بالرجل جو شخص میاں بی بی دونوں کو آزاد کرنا چاہے تو پہلے میاں کو آزاد کرے **ف** اس میں یہ حکمت ہے کہ جب میاں پہلے آزاد ہو جاوے گا تو عورت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہ رہیگا اگر عورت پہلے آزاد کی جاوے گی تو احتمال ہے کہ وہ نکاح فسخ کر ڈالے تو خاوند کو رنج اور ملال ہو جیسے بریرہؓ نے اپنے خاوند کے ساتھ کیا تھا۔ اگر دونو کو ایک ساتھ ہی آزاد کر دیوے تو بھی یہ اندیشہ نہ ہوگا **عن** عائشۃ انھا کان لھا غلام وجاریۃ زوج فقالت یا رسول اللہ انی اریدان اعتقھما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعتقتھما فابدئی بالرجل قبل المرأۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انکے پاس ایک غلام تھا اور ایک لونڈی دونوں میاں بی بی تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں ان دونو کو آزاد کرنا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا اگر تو ان کو آزاد کرے تو پہلے مرد کو آزاد کر پھر عورت کو **ابواب** الحدود باب حدوں کے بیان میں **ف** حدود وہ سزائیں جو شریعت میں بعض گناہوں پر مقرر کی گئی ہیں جیسے زنا کی سزا پتھروں سے مار ڈالنا یا سو کوڑے لگانا اور چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا اور شراب پینے کی سزا جوتوں اور کوڑوں سے مارنا اور تہمت لگانے کی سزا اسی کوڑے مارنا رہزنی کی سزا قتل یا سولی یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا قید کرنا یا جلاوطن کرنا۔

باب لا یحل دم امرئ مسلم الا فی ثلاث مسلمان کا قتل درست نہیں مگر تین وجہوں میں ایک وجہ سے **عن** ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان عثمان بن عفان اشرف علیھم فسمعھم وھم یذکرون القتل فقال انھم لیتواعدونی بالقتل فلم یقتلونی وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

لا یحل دم امرئ مسلم الا فی احدی ثلاث رجل زنا وھو محصن فرجم او رجل قتل نفسا بغیر نفس او رجل
ارتد بعد اسلامہ فو اللہ ما زنیت فی جاھلیۃ ولا فی اسلام ولا قتلت نفسا مسلمۃ ولا ارتددت منذ
اسلمت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے حضرت عثمان (جب باغیون نے انکو گھیر لیا تھا) اوپر برآمد ہوئے اور
انکی باتین سنین وہ حضرت عثمان کو قتل کیا چاہتے تھے تو انھون نے کہا یہ لوگ مجھے دھمکی دیتے ہین قتل کی تو کیون
مجھکو قتل کرتے ہین حالانکہ مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان آدمی کا خون کرنا
درست نہین مگر تین باتون مین ایک بات کے سبب سے ایک تو وہ شخص جو محصن ہو کر زنا کرے وہ رجم (سنگسار) کیا
جاویگا دوسرے وہ جو ناحق کسیکو قتل کرے (وہ قصاص مین مارا جاویگا) تیسرے وہ جو اسلام لاکر پھر مرتد ہو جاوے
تو قسم خدا کی مینے کبھی زنا نہین کی نہ جاہلیت کے زمانہ مین نہ اسلام لانے کے بعد اور نہ مین نے کسی مسلمان کو مارا
اور نہ مین مرتد ہوا اسلام لانے کے بعد **ف** یہ حضرت عثمان نے حجت قائم کی ان باغیان بیرحم پر جو آپ کے قتل کے درپے
تھے لیکن انھون نے اس حجت کا کوئی جواب نہین دیا اور بڑی بیرحمی کے ساتھ گھر مین گھسکر آپ کو قتل کیا اسوقت
آپ روزہ دار تھے اور تلاوت قرآن مین مصروف تھے انا للہ وانا الیہ راجعون **عن** عبد اللہ وھو ابن مسعود قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل دم امرئ مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا
احد ثلاثۃ نفر النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ عبداللہ بن مسعود سے
روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان آدمی کا خون کرنا حلال نہین ہے جو گواہی دیتا ہو اس بات
کی کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی سچا خدا نہین ہے اور مین اللہ کا رسول ہون **ف** پس جہان توحید اور رسالت کو مانا وہ
محمدی ہو گیا اب اسکا قتل کرنا درست نہیں اگرچہ وہ اور مسائل جزئیہ مین کتنا ہی اختلاف رکھتا ہو افسوس ہے کہ مسلمانون
نے اس عمدہ قانون کو بالائے طاق رکھکر آپس ہی مین ہنگامہ کارزار گرم کیا اور لگے مسلمان مسلمانون ہی کو مارنے
اور انکے بعض جاہل ملا اور مولوی جنکو خدا غارت کرے لگے فتوے دینے کہ فلان مسلمان اس مسئلہ مین خلاف کرنے سے کافر اور مرتد اور
واجب القتل ہو گیا حالانکہ حدیث صحیح سے صاف یہ ثابت ہے کہ جو توحید اور رسالت کو مانتا ہو وہ محمدی ہے اسکا قتل کرنا
کسی طرح درست نہین اب اگر یہ کہین کہ حضرت ابوبکر نے مانعین زکوۃ پر جہاد کیا تھا حالانکہ وہ توحید اور رسالت کو مانتے
تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ زکوۃ رکن اسلام ہے اور اسکے ساتھ ہی ابوبکر اور صحابہ نے اعتراض کیا تھا جب انھون نے
ان لوگون سے لڑنا چاہا تھا لیکن ابوبکر امام اور خلیفہ وقت تھے اور انکی اطاعت بموجب حدیث نبوی واجب تھی
اور انھون نے دلیل لی دوسری آیات و احادیث سے اب ایسا امام اور خلیفہ مفترض الطاعت کون ہے جس کے ماتحت

ہو کر تم مسلمانوں سے لڑتے ہو اور انکو ستاتے ہو اور بات بات پر مار کوٹ اور زدوضرب اور سب وشتم کا ارتکاب کرتے ہو بہلا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا آمین پکار کر یا آہستہ کہنا ہاتھ زیر ناف یا سینے پر باندہنا یہ بہی ایسی چیزین ہین جنکے لیے مسلمانو سے فتنہ اور فساد اور انکی عزت اور جان پر صدمہ پہونچایا جاوے ارے احمق ذرا تو غور کر یہ تو سب طرح ہماری شریعت مین جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے پہر کیا تم سنت نبوی پر عمل کرنیوالون کو مارنا چاہتے ہو تمہاری بہی مثل وہی ہے جو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی تہی لاحول ولا قوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے بس اب بہی اے مسلمانون اس نکتہ کو سمجہ جاؤ اور سب محمدی شیعہ ہون یا سنی حنفی ہون یا شافعی مقلد ہون یا اہلحدیث ملکر ایک ہو جاؤ اور آپس مین محبت اور اتفاق سے بسر کرو اور اپنی کوشش ملکر اسلام کی ترقی مین صرف کرو اور اسلام کے دشمنون سے ملکر مقابلہ کرو اور آپس مین شیروشکر کیطرح رہو اب کہانتک مخالفین کو اپنے اوپر ہنساؤگے اور خوش کروگے جب تم آمین یا رفع یدین پر لڑتے ہو تو نصاری اور یہود تمہاری حماقت پر ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین اور کہتے ہین خدا کرے مسلمانون مین اس سے بہی زیادہ تعصب اور اختلاف اور پہوٹ اور نفاق پہیلے خدا کرے ان مین دو آدمی بہی ملکر نہ رہین برخلاف مسلمانون کے نصاری مین متعدد فرقہ ہین اور ہر ایک دوسرے کو ناری خیال کرتا ہے پر عیسی کے ماننے کی وجہ سے سب ایک ہتے ہین اور غیر مذہب والون سے مقابلہ کرتے وقت سب ایک دوسرے کے مددگار اور معاون رہتے ہین تم بہی ایسا ہی کرو اور جو کوئی حضرت محمد کو سچا رسول اور خاتم الانبیا جانے اسکو اپنا بہائی سمجہو چاہے اور مسئلون مین اختلاف کرتا رہے **ف** مگر تین باتون مین ایک بات کی وجہ سے یا تو قصاص مین یعنے جان کے عوض یا ثیب ہو کر زنا کرے یا جو اپنا دین چہوڑ دیوے اور مسلمانون کی جماعت سے الگ ہو جاوے **باب** الْمُرْتَدِّ عَنْ دِينِهِ دین سے پہر جانیوالا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدلے (یعنے اسلام لانے کے بعد پہر کفر اختیار کرے) اسکو قتل کرو **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا اور ابوموسی کی حدیث صحیحین مین ہے کہ معاذ بن جبل انکے پاس گئے یمن مین تو ایک شخص بندہا ہوا تہا انہون نے پوچہا یہ کون ہے ابوموسی نے کہا یہودی تہا پہر مسلمان ہو گیا اب پہر یہودی ہو گیا معاذ نے کہا مین نہین بیٹہونگا جبتک قتل نہ کیا جاوے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق اور مرتد عام ہے مرد ہو یا عورت وہ قتل کے لائق ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا عورت کو قتل نہین کرینگے بلکہ قید کرینگے یہانتک کہ پہر مسلمان ہو جاوے اور فقہائے نے کہا ہے کہ مرتد کو پہلے جو اسلام مین شبہ ہوا ہو اسکا جواب دیکر اسکے شبہ کو صاف کردینگے اور تین

دن تک قید کر رکھیں گے اگر اس پر بھی مسلمان نہ ہو تو اسکو قتل کریں گے عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُشْرِكٍ اَشْرَكَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ عَمَلًا حَتّٰى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اس مشرک سے جو اسلام لاوے پھر شرک کرنے لگے کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہانتک کہ مشرکوں سے جدا ہو کر مسلمانوں کے جماعت میں ملجاوے ف یعنے دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام میں آجاوے مراد دہ دار الکفر ہے جہان مسلمان اسلام کے ارکان اور عبادات بجا نہ لاسکیں ایسی جگہہ سے ہجرت کرنا فرض ہے اور بعضوں نے کہا مسلمانوں کی جماعت میں شریک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کافروں کی رسوم اور عادات چھوڑ دیوے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ حدوں کا قائم کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا چالیس دن تک پانی برسنے سے بہتر ہے اللہ کے شہروں میں ف جیسے پانی برسنے سے ملک کی آبادی ہوتی ہے رعایا کی زندگی ہے ایسے ہی حدیں قائم کرنے سے مجرمین کو سزا ہوتی ہے لوگوں کی جان اور مال محفوظ رہتے ہیں خلق خدا کو راحت حاصل ہوتی ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدٌّ يُعْمَلُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِّاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُّمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حد زمین میں جاری کی جاوے وہ بہتر ہے زمین والوں کے لیے چالیس دن تک بارش ہونے سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَحَدَ اٰيَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ حَلَّ ضَرْبُ عُنُقِهٖ وَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَلَا سَبِيْلَ لِاَحَدٍ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّصِيْبَ حَدًّا فَيُقَامَ عَلَيْهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کی ایک آیت کا انکار کرے (یعنے اسکو اللہ تبارک وتعالی کا کلام نہ سمجھے) اسکی گردن مارنا درست ہو گیا (کیونکہ جب اس نے قرآن کو نہ مانا تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی نہ مانا) اور جس شخص نے کہا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد اسکے بندے ہیں اور اسکا پیام پہونچانیوالے تو اب اسپر زیادتی کرنے کا (یعنے اسکو ستانیکا) کوئی رستہ باقی نہیں رہا مگر جب وہ حد کا کوئی کام کرے تو اسکو حد لگائی جاوے گی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اسکی حدوں کو قائم کرو ہر شخص پر خواہ وہ ناتے والا ہو نزدیک یا دور اور اللہ کے کام میں کسیکی ملامت یا عیب جوئی کا خیال نہ کرو **باب** مَنْ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ جسپر حد واجب نہیں ہے **عَنْ** عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ يَقُولُ عُرِضْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَكَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ خُلِّيَ سَبِيْلُهُ فَكُنْتُ فِيْمَنْ لَمْ يُنْبِتْ فَخُلِّيَ سَبِيْلِيْ عطیہ قرظی سے روایت ہے ہم پیش کیے گیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قریظہ کے دن (یعنے جس دن بنی قریظہ کے یہودی سب مارے گیے) توجس کے زیر ناف کے بال اوگ آئے تھے وہ قتل کیا گیا اور جس کے نہیں اوگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا (نابالغ سمجھ کر) تو میں اُن لوگوں میں تہا جو چھوڑ دیے گیے **عَنْ** عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ يَقُوْلُ فَهَا اَنَا ذَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ عطیہ قرظی سے روایت ہے انہوں نے کہا اب میں تم لوگوں میں موجود ہوں **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عُرِضْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِيْ وَعُرِضْتُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْتُ بِهٖ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ هٰذَا فَصْلُ مَا بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں پیش کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احد کے دن اور میں چودہ برس کا تہا (مجاہدین میں شریک کرنے کے لیے) تو آپ نے مجہ کو منظور نہ کیا پہر میں پیش کیا گیا آپ پر خندق کے دن اس وقت میں پندرہ برس کا تہا تو آپنے میرے تئیں منظور کر لیا نافع نے کہا مینے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی جب وہ خلیفہ تہے انہوں نے کہا بس یہی حد ہے بالغ اور نابالغ کی **ف** بلوغ کی کئی نشانیاں ہیں زیر ناف کی بال اوگ آنا احتلام ہونا پندرہ برس کی عمر ہوجانا ہر ایک کو علما نے اختیار کیا ہے **باب** السَّتْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُهَاتِ مسلمان کا عیب ڈہانکنا اور حدود کا شبہوں سے دفع ہوجانا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان کا عیب ڈہانکے گا اللہ اُسکا عیب ڈہانکے گا دنیا اور آخرت میں **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُمْ لَهُ مَدْفَعًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دفع کرو تم حدوں کو جہاں تک تم دفع کرنے کا کوئی طریقہ پاؤ **ف** یعنے حاکم تک مقدمہ لیجانے سے پہلے اُسکو چھپا ڈالو اس سے کہدو توبہ اور استغفار کرلے اور خاموش ہو رہے یا مراد یہ ہے کہ حاکم کو چاہیے کہ جب وجہ ثبوت کامل ہو اور کوئی شبہ نہ رہے اُسوقت حد کا حکم دیوے ورنہ حد کو ساقط کردے اگر ذرا سا بہی شبہ ہو یا مراد یہ ہے کہ جب مجرم حد کے قابل حاکم کے سامنے آوے اور جرم کا اقرار کرے تو حاکم اسکو

تعلیم کرے اس طرح سے مثلاً زنا کے جرم میں کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی شرم کی بات چھپاوے اللہ اسکی شرم چھپاوے گا قیامت کے دن اور جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی شرم کی بات کھولے اللہ اسکی شرم کو کھولے گا یہاں تک کہ اسکو ذلیل کرے گا اسکے گھر میں

ف۔ یہ امر مجرب ہے چاہ کن را چاہ در پیش جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے اسکو ذلیل کرنے کے لیے وہ اس سے بڑھکر عیب میں گرفتار رہتا ہے اور اس سے بڑھکر ذلیل اور خوار ہوتا ہے اللہ بچاوے **بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ** حدوں میں شفاعت کرنیکا بیان عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ سَمِعْتُ اللَّيْثَ ابْنَ سَعْدٍ يَقُولُ قَدْ أَعَاذَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذَا حضرت عائشہ سے روایت ہے مخزوم کی ایک عورت نے (فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد جو مخزومیہ قرشیہ تھیں) چوری کی قریش کے لوگ اسکی وجہ سے سخت فکر مند ہوئے (انہوں نے چاہا کہ اسکا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف کر دیں) انہوں نے کہا اس عورت کی باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے لوگوں نے کہا اتنی جرات کوئی نہیں کر سکتا سوا اسامہ بن زید کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے (محبوب) ہیں آخر اسامہ نے اسکی باب میں آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا آپ نے فرمایا اے لوگو اگلے لوگ تو اسی وجہ سے تباہ ہوئے اور ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور قسم خدا کی میں تو اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرے تو اسکا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں (سبحان اللہ انصاف اسیکا نام ہے) محمد بن رمح نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) اللہ جل جلالہ نے حضرت فاطمہ

کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ چوری کریں اور ہر مسلمان کو ایسا ہی کہنا چاہیے **ف** یعنے آپ کا یہ ارشاد کہ اگر فاطمہ چوری کرے بالفرض و التقدیر ہے ورنہ حضرت فاطمہ کی شان اس سے بڑی ہے کہ وہ ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں وہ معصومہ مطہرہ تھیں بنص قرآن انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا **عن** عَائِشَةَ بِنْتِ مَسْعُودِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ لَمَّا سَرَقَتِ الْمَرْاَةُ تِلْكَ الْقَطِيْفَةَ مِنْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمْنَا ذٰلِكَ وَكَانَتِ امْرَاَةً مِّنْ قُرَيْشٍ فَجِئْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُكَلِّمُهُ وَقُلْنَا نَحْنُ نَفْدِيْهَا بِاَرْبَعِيْنَ اُوْقِيَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُطَهَّرُ خَيْرٌ لَّهَا فَلَمَّا سَمِعْنَا لِيْنَ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْنَا اُسَامَةَ فَقُلْنَا كَلِّمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ مَا اِكْثَارُكُمْ عَلَيَّ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَ عَلٰى اَمَةٍ مِّنْ اِمَاءِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَزَلَتْ بِالَّذِيْ نَزَلَتْ بِهٖ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا عائشہ بنت مسعود بن الاسود نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب اس عورت (یعنے فاطمہ بنت اسود) نے چادر چرائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تو ہم کو اس مقدمہ کی بڑی فکر ہوئی اور وہ عورت قریش میں سے تھی تو ہم آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ سے عرض کرنے کو اور ہمنے عرض کیا کہ ہم عورت کے قصور کے بدل چالیس اوقیہ (چاندی یعنے ایک ہزار چھ سو درم) دیتے ہیں آپ نے فرمایا اس عورت کا پاک ہوجانا اس گناہ سے (حد قائم کرکے) بہتر ہے اسکے لیے جب ہمنے آپ کا کلام نرم اور ملائم دیکھا تو ہم اسامہ پاس آئے اور ہمنے کہا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا کہ اسامہ انکی سفارش کرتے ہیں تو آپ کھڑے ہوے خطبہ سنانے کو اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا تم بہت کوشش کرتے ہو میرے پاس اللہ عزوجل کی ایک حد میں جو اللہ تعالی کی ایک لونڈی پر پڑے گی قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ محمد کی بیٹی ایسا کام کرے جو اس عورت نے کیا ہے البتہ محمد صلعم اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیں

باب حَدِّ الزِّنَا زنا کی حد کا بیان **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوْا كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ لَمَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ خَصْمُهٗ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِيْ حَتّٰى اَقُوْلَ قَالَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا وَاِنَّهٗ زَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ فَسَاَلْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَاَنَّ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ

اللّٰہِ اَلْمِائَۃُ الشَّاۃِ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْکَ وَعَلٰی ابْنِکَ جَلْدُ مِائَۃٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاغْدُ یَا اُنَیْسُ اِلٰی امْرَءَۃِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ هِشَامٌ فَغَدَا عَلَیْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ان سبھون نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور کہنے لگا مین آپ کو قسم دیتا ہون اللہ کی آپ ہمارا فیصلہ اللہ سبحانہ وتعالے کی کتاب کے موافق کر دیجیے اسکا دشمن (یعنے فریق ثانی) بولا وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا آپ ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے تاکہ مین بیان کرون (مقدمہ کا حال) آپنے فرمایا اچھا بیان کر وہ بولا میرا بیٹا اسکے پاس نوکر تھا اس نے زنا کی اسکی عورت سے مینے اسکا فدیہ دیا سو بکریان اور ایک غلام لیکن مین نے کئی علم والون سے پوچھا انھون نے مجھسے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے ہین اور ایک برس تک جلا وطنی اور اسکی عورت کو سنگسار کرنا چاہیے تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرونگا سو بکریان اور غلام تو تو اپنے واپس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑینگے اور ایک برس تک جلا وطن ہوگا اور اے انس تو صبح کو اس دوسرے شخص کی عورت کے پاس جا اگر وہ اقرار کرے زنا کا تو اسکو سنگسار کر ہشام نے کہا صبح کو انس اُسکے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انہون نے اُسکو سنگسار کیا **ف** عورت تو محصنہ تھی یعنے اسکا نکاح ہو چکا تھا تو وہ سنگسار کی گئی اور لڑکا محصن نہ ہوگا اس وجہ سے اُسکو کوڑے لگائے گئے یہ حدیث صحیح مین موجود ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَهُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ سَنَةٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ عبادہ بن صامت سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا حکم مجھسے حاصل کرلو اللہ تعالی نے عورتون کے لیے ایک راہ نکالی (جیسے پہلے فرمایا تھا زنا کے باب مین کہ ان کو قید رکھو گھرون مین یہانتک کہ اللہ تعالی اُنکے لیے راہ نکالے) بکر جب بکر سے زنا کرے تو اسکو کوڑے پڑین سو اور سال بھر کے لیے جلا وطن کیا جاوے اور ثیب جب ثیب سے زنا کرے تو اسکو سو کوڑے لگاوین پھر سنگسار کرین **ف** یہ حدیث صحیح مسلم مین ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ زانی غیر محصن کو سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلا وطن کرنا چاہیے اور دوسرے علما بھی اسپر متفق ہین سوا اہل کوفہ کے وہ کہتے ہین جلا وطن کرنا ضرور نہین اور ابن منذر نے کہا کہ جلا وطن کرنے پر تمام خلفائے راشدین کا اتفاق ہے تو گویا اجماع ہوگیا اُسپر اور ظاہر یہ ہے کہ عورت بھی جلا وطن کیجاوے لیکن مالک اور شافعی نے کہا کہ عورت جلا وطن نہ کی جاوے اب جو زانی محصن ہو

بازانیہ محصن اسکو سو کوڑے ماریں پھر رجم کریں اور جو کوڑے نہ ماریں صرف رجم کردیں تو بھی ہوسکتا ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انس کو اس عورت کے رجم کا حکم دیا اور کوڑے مارنے کے لیے نہیں فرمایا اور آپ نے رجم کیا ماعز
اسلمی اور غامدیہ اور یہود کو اور کبھی کوڑے نہیں مارے اسیطرح شیخین نے اپنی خلافت میں صرف رجم کیا کوڑے نہیں مارے
بعضوں نے کہا عبادہ کی حدیث میں جو حکم ہے یہ منسوخ ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں حوالہ ہے اس آیت کا جو سورۂ
نسا میں ہے اور سورۂ نسا اخیر میں اوتری اور حق یہ ہے کہ امام کو اسباب میں اختیار ہے خواہ کوڑے لگا کر رجم کرے
خواہ رجم ہی پر قناعت کرے **باب** مَنْ وَقَعَ عَلٰی جَارِیَةِ امْرَأَتِهٖ جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت
کرے عَنْ حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ اُتِیَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ بِرَجُلٍ غَشِیَ جَارِیَةَ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ لَا اَقْضِیْ فِیْهَا اِلَّا
بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَهٗ جَلَدْتُهٗ مِائَةً وَاِنْ لَمْ تَكُنْ اَذِنَتْ لَهٗ
رَجَمْتُهٗ حبیب بن سالم سے روایت ہے نعمان بن بشیر پاس ایک شخص لایا گیا جس نے زنا کی تھی اپنی جورو کی لونڈی سے
انہوں نے کہا میں تو اسکا وہی فیصلہ کروں گا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اگر عورت نے اس لونڈی کو
حلال کردیا تھا مرد کے لیے تو اسکو سو کوڑے ماروں گا ورنہ سنگسار کروں گا **ف** یہ مخالف ہے دوسری حدیث کی جو آگے
آتی ہے اور اکثر علما اسکے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ جورو کی لونڈی سے اگر کوئی جماع کرے تو اسکو حد نہ پڑے گی
کیونکہ اکثر جورو مرد کے املاک مخلوط ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مال سے فائدہ اٹھاتا ہے تو شبہ پڑ گیا اور حدود
شبہات سے دفع ہوجاتے ہیں اور احتمال ہے کہ نعمان کو اس فتوی میں دھوکا ہوا ہو عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَیْهِ رَجُلٌ وَطِئَ جَارِیَةَ امْرَأَتِهٖ فَلَمْ یَحُدَّهٗ سلمہ بن محبق سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی جورو کی لونڈی سے وطی کی تھی آپ نے
اسکو حد نہیں ماری **باب** الرَّجْمِ سنگسار کرنا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ
یَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰی یَقُوْلَ قَائِلٌ مَا اَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِیْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ
اللّٰهِ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَیِّنَةُ اَوْ كَانَ حَمْلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ وَقَدْ قَرَأْتُهَا
اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ ابن
عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ زمانہ زیادہ گذر جاوے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں اللہ کی
کتاب میں رجم (سنگسار کرنا) نہیں پاتا ہوں پھر گمراہ ہوجاویں اللہ کے فرضوں میں سے ایک فرض ترک کر کے
آگاہ ہو کہ رجم حق ہے جب مرد محصن ہو اور گواہ قائم ہوجاویں یا حمل ہو یا اقرار کرے زنا کا اور میں نے رجم کی آیت

کو پڑھا ہے اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا یعنے جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت (مراد بوڑھے سے وہ ہی جو محصن ہو
یعنے اسکا نکاح ہوچکا ہو) زنا کریں تو انکو رجم کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے آپکے بعد رجم
کیا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ
عَنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ زَنَيْتُ
فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى اَقَرَّ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ فَلَمَّا اَصَابَتْهُ الْحِجَارَةُ اَدْبَرَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ
بِيَدِهٖ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهٗ فَصَرَعَهٗ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارُهٗ حِيْنَ مَسَّتْهُ الْحِجَارَةُ قَالَ
فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی ماعز بن مالک رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آئے اور عرض کیا مینے زنا کی آپنے انکی طرف سے مونہہ پھیر لیا پھر انھوں نے کہا مینے زنا کی آپنے انکیطرف
سے مونہہ پھیر لیا پھر انہوں نے کہا مین نے زنا کی آپنے مونہہ پھیر لیا یہانتک کہ چار بار انہوں نے اقرار کیا زنا کا
جب آپنے حکم دیا انکے سنگسار کرنیکا جب انکو پتھروں کی چوٹ لگی تو پیٹھہ موڑکر بھاگے ایک شخص نے ان کو
پایا اسکے ہاتھہ مین اونٹ کی جبڑے کی ہڈی تھی اس سے مارکر انکو گرا دیا یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان
کیا گیا کہ وہ بھاگے جب انکو پتھر پڑے آپنے فرمایا پھر تم نے انکو چھوڑ کیوں نہ دیا **ف** تاکہ ان سے پھر دریافت
کرتے شاید وہ اپنے اقرار کو جھوٹا کہتے اور حد ساقط ہوجاتی اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ زنا کا اقرار ایک بار کرنا کافی
ہے حد کیلیے اور ابوحنیفہ کے نزدیک چار بار اقرار کرنا ضرور ہے کیونکہ ہر اقرار قائم مقام ایک گواہی کے ہے اور
ہر بار امام کو چاہیے کہ اسکی طرف التفات نکرے ملکہ یوں کہے شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا ایک روایت مین ہے کہ آپنے
ماعز سے فرمایا کیا تجھہ کو جنون ہے اہلحدیث کہتے ہین کہ آپنے ماعز سے چار بار اقرار کرایا مضبوطی کے لیے اس خیال
سے کہ کہین انکو جنون نہ ہو اور دوسری ایک حدیث مین گذرا اے انس صبح کو جا اس عورت پاس اگر وہ اقرار کرے تو اس
کو رجم کر اس مین یہ نہین ہے کہ چار بار اقرار کرے اور صحیح مسلم مین ہے کہ آپنے غامدیہ کو رجم کیا اوس نے بھی ایک
ہی بار اقرار کیا تھا اور ابوداؤد اور نسائی نے مجلاج سے نکالا کہ آپنے ایک مرد کو رجم کیا جس نے ایک بار اقرار کیا تھا
اور یہودی اور یہودیہ کا رجم آگے مذکور ہوگا اس مین بھی چار بار اقرار کا ذکر نہین ہے اور موافق ہین اہلحدیث کے
ایک بار اقرار کافی ہونے مین ابوبکر اور عمر اور حسن بصری اور مالک اور حماد اور ابوثور اور بتی اور شافعی لیکن
جمہور چار بار اقرار کرنا ضرور سمجھتے ہین (درر وصنہ) اور جب زنا اقرار سے ثابت ہو تو اگر رجوع کرے اقرار سے تو حد ساقط
ہوجاویگی اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنفیہ کا اور بعضوں کے نزدیک رجوع سے ساقط نہوگی

یہی قول ہے ابن ابی لیلے اور نخعی اور ابو ثور کا اور ایک روایت ایسی ہے مالک اور شافعی سے ابوداؤد اور نسائی کی
روایت مین ہے کہ جب ماعز کو پتھرون کی چوٹ لگی تو لگے چلانے اور کہنے لگے لوگو مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پھیر لے چلو میری قوم نے مجھکو دھوکا دیا انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے نہین مارین گے لیکن ہم نے
انکو نہ چھوڑا یہانتک کہ مار ڈالا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا
تمنے اسکو کیون نہ چھوڑ دیا اور میرے پاس کیون نہ لیکر آئے **عن** عمران بن الحصین ان امراۃ اتت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاعترفت بالزنا فامر بھا فشکت علیھا ثیابھا ثم رجمھا ثم صلی علیھا عمران
بن حصین سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اقرار کیا زنا کا آپنے حکم دیا اسکے
کپڑے اسپر جوڑ دیے گئے (تاکہ رجم کے وقت اسکا ستر نہ کھلے) پھر آپنے اسکو رجم کیا بعد اسکے اوپر نماز پڑھی (جنازہ
کی) **ف** بعضون نے اسکے حق مین کچھ برا کلمہ کہا تو آپنے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ساری مدینہ والون کو
بانٹ دیجاوے تو ان کو کافی ہوجاوے بیشک عورت اس زمانہ کی تمام عابدون اور زاہدون سے درجہ مین زیادہ
تھی کہ آنحضرت صلعم کے سامنے گناہ کا اقرار کیا سزا پائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشرف ہوئی اللہ
اسکی درجہ بلند کرے اور اسکی طفیل سے ہم گنہ گارون کی مغفرت کرے **باب** رجم الیھودی والیھودیۃ
یہودی مرد اور یہودی عورت کے رجم کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجم یھودیین انا
فیمن رجمھما فلقد رأیتہ وانہ یسترھا من الحجارۃ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رجم کیا دو یہودیون کو مین بھی ان لوگون مین تھا جنہون نے اسکو رجم کیا مینے دیکھا وہ یہودی عورت کو بچاتا
تھا پتھرون سے (آپ آڑ ہوجاتا اور اسکے بدل خود پتھر کھاتا) **عن** جابر بن سمرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم رجم یھودیا ویھودیۃ جابر بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ایک یہودی
مرد اور ایک یہودی عورت کو **عن** البراء بن عازب قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیھودی محمم
مجلود فدعاھم فقال ھکذا تجدون فی کتابکم حد الزانی قالوا نعم فدعا رجلا من علمائھم
فقال انشدک باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسی ھکذا تجدون حد الزانی قال لا ولولا انک
نشدتنی لم اخبرک نجد حد الزانی فی کتابنا الرجم ولکنہ کثر فی اشرافنا الرجم فکنا اذا اخذنا
الشریف ترکناہ وکنا اذا اخذنا الضعیف اقمنا علیہ الحد فقلنا تعالوا فلنجتمع علی شیء نقیمہ
علی الشریف والوضیع فاجتمعنا علی التحمیم والجلد مکان الرجم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْهُ وَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ براءبن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ایک یہودی پرسے گذرے جسکا مونہہ کالا کیا گیا تہا اور اسکو کوڑے مارے گئے تہے تب آپنے یہودیون کو بلایا اور
فرمایا کیا تم اپنی کتاب (توراۃ شریف) مین زانی کی حد یہی پاتے ہو انہون نے کہا ہان پہر آپنے دو شخصون کو یہود
کے عالمون مین سے بلایا اور فرمایا مین تجہہ کو قسم دیتا ہون اُس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسیٰ پر کیا تم
زانی کی حد یہی پاتے ہو اُس نے کہا نہین اور اگر آپ مجہکو قسم نہ دیتے تو مین آپ سے یہ نہ کہتا بلکہ ہم اپنی کتاب مین
زانی کی حد سنگسار کرنا پاتے ہین لیکن زنا بہت ہوگئی ہمارے اشراف لوگون مین تو ہم جب کسی شریف کو زنا مین پکڑتے
اسکو چہوڑ دیتے اور جب کسی ناتوان ضعیف کو پکڑتے اسکو سنگسار کرتے آخر ہمنے کہا لوگون سے آؤ اور ہم ایک
کام پر اتفاق کرین جسکو ہم جاری کرین شریف اور کمینہ سب پر تو ہمنے اتفاق کیا مونہہ کالا کرنے پر اور کوڑے
لگانے پر سنگسار کرنے کے بدل (اور اللہ کا حکم چہوڑ دیا) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
مین سب سے اول تیرے حکم کو زندہ کرتا ہون جسکو انہون نے مار ڈالا تہا (یعنے موقوف کر دیا تہا) پہر آپنے حکمدیا
وہ یہودی رجم کیا گیا **بَابُ مَنْ اَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ** کوئی عورت فاحشہ معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا
ثابت نہو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ
فُلَانَةَ فَقَدْ ظَهَرَ فِيْهَا الرِّيْبَةُ فِيْ مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو رجم کرتا بغیر گواہون کے تو فلانی عورت کو رجم کرتا اسکی بات اور شکل سے
اوسکا فحش ظاہر ہوتا ہے اور اسکے پاس جو لوگ آیا کرتے ہین اُس سے **ف** معلوم ہوا کہ اگر قرائن سے کسی عورت
کا فاحشہ ہونا معلوم ہو تو بہی زنا کی حد اوسکو مار نہین سکتے جب تک قاعدے سے اقرار یا چار آدمیون کی گواہی
سے اسپر ثبوت نہو البتہ حاکم اسلام کو یہ اختیار ہے کہ ایسی فاحشہ عورتون کا دوسرا کوئی بندوبست کرے یا ان کو
بستی سے نکالدیوے عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ شَدَّادٍ
هِيَ الَّتِيْ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا فَقَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ قاسم بن محمد سے روایت ہے ابن عباس نے دو لعان کرنیوالون کا ذکر کیا ابن شداد
نے کہا یہ وہی عورت تہی جسکے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو بغیر گواہ کے رجم کرتا تو
اسکو رجم کرتا ابن عباس نے کہا نہین (وہ تو علانیہ فاحشہ تہی) **بَابُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ** جو کوئی لواطت
کرے (لونڈے بازی) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ

عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو تم پاؤ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا کام کرتے ہوئے تو مار ڈالو فاعل اور مفعول دونو کو **ف** اسکو نکالا امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے ابن حجر نے کہا اسکی راوی ثقہ ہیں مگر اس میں اختلاف ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الَّذِیْ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَ ارْجُمُوا الْاَعْلٰى وَالْاَسْفَلَ ارْجُمُوْهُمَا جَمِیْعًا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کے باب میں جو لواطت کرے کہ اوپر والے اور نیچے والے دونوں کو مار ڈالو دونوں کو سنگسار کرو **ف** اس کا اسناد ضعیف ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب چیز کا میں خوف کرتا ہوں میری امت پر اس سے زیادہ قوم لوط کا عمل ہے **ف** یہ خوف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحیح نکلا یہ بری بلا جیسے مسلمانوں میں شائع ہے اتنی اور قوموں میں نہیں اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ یہ بلا ایران میں اور افغانستان میں ہے اور ہندوستان میں بھی اسی پر بہت ہے عرب کے ملک میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب تک یہ بلا بہت کم ہے الا ماشاء اللہ یہ امت مرحومہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب قوم لوطؑ کی طرح اس امت پر بھی اترتا ابن الطلاع نے احکام میں کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لواطت میں رجم ثابت نہیں ہے بلکہ قتل ثابت ہے فاعل اور مفعول دونوں کا ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایتوں میں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا کہ انہوں نے ایک لوطی کو رجم کیا شافعی نے کہا ہمارا یہی قول ہے کہ وہ رجم کیا جاوے محصن ہو یا غیر محصن اور بیہقی نے نکالا کہ ابوبکر نے ایک مفعول کے لیے لوگوں کو جمع کیا حضرت علی نے بہت سخت رائے دی اور کہا اس گناہ کو کسی امت نے نہیں کیا سوا ایک امت کی تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسکو آگ سے جلاویں اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ لوطی رجم کیا جاوے اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا کہ اونچی مکان سے اوندھا گرایا جاوے پھر پتھروں سے کچلا جاوے اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کریں اگرچہ محصن نہ ہوں بشرطیکہ مفعول پر جبر نہ ہوا ہو اور صاحب شفا نے اجماع صحابہ کا اسپر نقل کیا ہے اور بغوی نے شعبی اور زہری اور مالک اور احمد اور اسحاق سے نقل کیا کہ وہ رجم کیا جاوے گا محصن ہو یا غیر محصن اور منذری نے کہا کہ لوطی کو جلایا ابوبکر اور علی اور ابن زبیر اور ہشام نے اور شافعی نے کہا اگر محصن ہو تو رجم کیا جاوے نہیں تو کوڑے ماریں اور جلاوطن کریں غیر زنا کیطرح اور ابوحنیفہ نے کہا امام جو مناسب سمجھے سزا دیوے لیکن رجم نہ ہوگا نہ کوڑے پڑیں گے (روضہ مختصراً)

باب من اتی ذات محرم ومن اتی بھیمۃ جو شخص محرم سے جماع کرے یا جانور سے **ف** محرم سے مثلاً ماں
بہن بیٹی سے اور جانور عام ہے شامل ہے اونٹ اور گائے اور بکری کو اور گدھے اور مرغی وغیرہ کو **عن** ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ ومن وقع علی بھیمۃ فاقتلوہ
واقتلوا البھیمۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جماع کرے محرم عورت سے تو
اسکو قتل کرو اور جو کوئی جماع کرے چار پائے سے اسکو مار ڈالو اور چار پائے کو بھی **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد
اور ترمذی اور نسائی نے بھی نکالا اور علمائے نے کہا ہے کہ جو کوئی چارپایہ یا اور کسی جانور سے جماع کرے وہ تعزیر دیا جاوے
لیکن اسکو قتل نہیں کرینگے اور اس حدیث میں قتل تشدد کے طور سے ہے تاکہ لوگ ایسا فعل نکریں کیونکہ ترمذی اور ابوداؤد
نے ابو رزین سے نکالا کہ ابن عباس نے کہا جو کوئی جانور سے جماع کرے اسپر حد نہیں ہے اور کہا کہ یہ حدیث پہلی حدیث
سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے اہل علم کا اور ابویعلی موصلی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ایسا ہی نکالا
یعنے جو کوئی جانور سے جماع کرے اسکو قتل کرو اور جانور کو بھی لیکن اسکے اسناد میں عبد الغفار ہے وہ ضعیف ہے
اور جانور سے جماع کرنا بالاجماع حرام ہے لیکن اختلاف ہے کہ اسپر حد پڑے گی یا نہیں اور محرم سے جماع کرنے سے یہاں
یہ مراد ہے کہ محرم سے نکاح کر کے اس سے جماع کرے کیونکہ اگر صرف جماع کرے گا تو وہ زنا ہے اس میں حد زنا لگاویں
گے جلد یا رجم اور بعضوں نے کہا ہر حال میں اسکو رجم کرینگے محصن ہو یا غیر محصن کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اور اگر نکاح
کر کے کوئی محرم سے جماع کرے تو اسصورت میں بھی اسکو مار ڈالیں گے خواہ رجم کرینگے یعنے اسپر حد ہوگی یہی قول ہے
شافعی اور اہلحدیث کا اور ابوحنیفہ نے کہا اگر محرم سے کوئی نکاح کر کے صحبت کرے تو اسپر زنا کی حد نہ ہوگی لیکن اس
کو تعزیر دیجاوے گی اور دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے حکم دیا ایک شخص کا سر لانے کا جس نے اپنے باپ
کی جورو سے نکاح کیا تھا **باب** اقامۃ الحدود علی الاماء لونڈیوں پر حد قائم کرنا **عن** ابی ہریرۃ و
زید بن خالد وشبل قالوا کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ رجل عن الامۃ تزنی قبل
ان تحصن فقال اجلدوھا فان زنت فاجلدوھا ثم قال فی الثالثۃ اوالرابعۃ فبیعوھا ولو بحبل من شعر
ابوہریرہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں ایک شخص نے
آپ سے پوچھا اس لونڈی کو جو زنا کرے محصن ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا اسکو کوڑے مار پھر اگر زنا کرے تو پھر کوڑے
مار پھر تیسرے بار یا چوتھی بار میں فرمایا اسکو بیچ ڈال اگرچہ بالوں کی ایک رسی کے بدل **ف** یعنے جو قیمت آدے
اس قیمت سے بیچ ڈال یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غلام اور لونڈی

کو اسکا مالک بھی حد زنا مار سکتا ہے اہلحدیث اور شافعی کا یہ قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حاکم کے سوا اور کوئی حد نہیں مار سکتا **عَنْ** عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اسکو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسی کے بدلے سہی

باب حَدِّ الْقَذْفِ حد قذف کا بیان

ف جو کوئی شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگاوے اسپر حد قذف پڑیگی یعنے اسی کوڑے یہ قرآن شریف سے ثابت ہو والذین یرمون المحصنات اخیر تک اور غلام لونڈی کو چالیس کوڑے پڑینگے اکثر کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک جیسے ابن مسعود اور لیث اور زہری اور اوزاعی اور عمر بن عبد العزیز اور علامہ ابن حزم ہیں انکو بھی اسی ہی کوڑے پڑینگے کیونکہ آیت مطلق ہے اسیطرح اگر غلام لونڈی کو کوئی زنا کی تہمت لگادے تو اسکو چالیس کوڑے پڑینگے امام مالک نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کیا انہنے عمر بن خطاب اور عثمان اور خلفا کا زمانہ پایا کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑوں سے زیادہ نہیں مارے (روضہ) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِيْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے جب قرآن شریف میں میری پاکی اتری اس جھوٹی تہمت سے جو اسپر لگائی گئی تھی صفوان بن معطل کے ساتھ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور وہ آیتیں پڑھیں جب منبر سے اترے تو حکم کیا دو مردوں (مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت) کو اور ایک عورت (حمنہ بنت جحش) کو حد لگائی گئی **ف** اگرچہ اس تہمت کے بانی مبانی منافقین تھے لیکن آپنے انکو حد نہیں ماری اسلیے کہ حد پاک کرنے کے لیے ہے اور منافق تو پاک نہیں ہو سکتے وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہینگے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوْهُ عِشْرِيْنَ وَاِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا لُوْطِيُّ فَاجْلِدُوْهُ عِشْرِيْنَ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے اے مخنث تو اسکو بیس کوڑے مارو اسیطرح جب ایک مرد دوسرے مرد کو کہے اے لوطی تب بھی بیس کوڑے مارو **ف** یہ تعزیر کے طور پر ہے ہدایہ میں ہے جب کوئی کسیکو فاسق یا کافر یا خبیث یا سارق کہے تب بھی تعزیر دیجاویگی اور اگر گدھا یا سور کہے تو تعزیر نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا اس میں بھی تعزیر ہوگی اور تعزیر کی مقدار میں امام کو اختیار ہے **باب**

حَدِّ السَّكْرَانِ شرابی متوالی کی حد کا بیان عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مَا كُنْتُ اُدِيْ مَنْ
اَقَمْتُ عَلَيْهِ الْحَدَّ اِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّ فِيْهِ شَيْئًا اِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ
جَعَلْنَاهُ نَحْنُ عمیر بن سعید سے روایت ہے حضرت علی نے کہا مین جسپر حد قائم کرون (قذف یا زنا وغیرہ کی) پہر وہ مرجاوے
تو مین اسکی دیت ندونگا اسلیے کہ یہ حد بحکم شرع ہے) مگر شراب پینے والے پر اگر مین حد قائم کرون اور وہ مرجاوے
تو دیت دونگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مین کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ ہم لوگون نے اسکی حد ٹہرائی
ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شراب پینے مین جوتون اور ڈالیون سے مارتے ف بخاری اور مسلم نے اسکو نکالا اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکر نے اس
مین چالیس کوڑے مارے عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا جِيْءَ بِالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ اِلٰى عُثْمٰنَ قَدْ شَهِدُوْا
عَلَيْهِ قَالَ لِعَلِيٍّ دُوْنَكَ ابْنَ عَمِّكَ فَاَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عَلِيٌّ وَقَالَ جَلَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ وَجَلَدَ اَبُوْ بَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِيْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ حصین بن منذر سے روایت ہے جب ولید
بن عقبہ (بن ابی معیط) کو حضرت عثمان پاس لیکر آئے ف وہ بہائی تہا اخیافی حضرت عثمان کا اور عامل تہا
کوفہ کا ان کی خلافت مین اس نے لوگون کو صبح کی نماز چار رکعتین پڑہائی اور بولا اور زیادہ کرون عبداللہ بن مسعود نے
کہا ہم ہمیشہ زیادتی ہی مین رہے جب سے تو حاکم ہوا یہ عقبہ بن ابی معیط کا بیٹا تہا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم پر اونٹنی کا بچہ دان لاکر ڈالدیا تہا جب آپ سجدے مین تہے اور باپ کا اثر اس مین باقی تہا گو مسلمان
ہوگیا تہا شراب پی اور نشے مین نماز پڑہائی آخر لوگون کی شکایت پر معزول ہوکر مدینہ مین حضرت عثمان پاس حاضر
کیا گیا ف اور لوگون نے اسپر گواہی دی (کہ اس نے شراب پیا تہا) تو حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا اٹھو اور
اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو (چچا کا بیٹا اسلیے کہا کہ وہ بنی امیہ مین سے تہا اور بنی ہاشم ایک جد
یعنے عبد مناف مین جاکر ملجاتے ہین) خیر حضرت علیؓ نے اسکو کوڑے مارے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
چالیس کوڑے ماری اور ابوبکر نے بہی چالیس مارے اور عمر نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہین ف اہلحدیث
کا مذہب یہ ہے کہ شرابی کی حد کوئی معین نہین امام کو اختیار ہے خواہ چالیس کوڑے لگاے یا کم یا زیادہ خواہ جوتون سے
مارے صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تہی آپ نے اسکو
ڈالی سے مارا چالیس مارون کے قریب اور اس نے کہا ابوبکر نے بہی ایسا ہی کیا جب عمر کا زمانہ ہوا تو انہون نے

لوگوں کی رائے لی عبدالرحمان نے کہا سب حدّوں میں (جو قرآن میں وارد ہیں) ہلکی حد قذف ہے اس میں اسّی کوڑے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے شراب میں بھی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا اور بخاری نے نکالا عقبہ بن حارث سے کہ نعمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے آپ نے فرمایا جو لوگ گھر میں تھے انہیں کہ مارو اسکو تو میں نے بھی مارا اسکو جوتوں اور چھڑیوں سے اور سائب بن یزید سے نکالا کہ شراب پینے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکرؓ کی خلافت میں اور شروع عمرؓ کی خلافت میں لایا جاتا ہم کھڑے ہوتے اور مارتے اسکو اپنے ہاتھوں اور جوتوں اور چادروں سے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے شروع خلافت میں اس میں چالیس کوڑے لگائے جب لوگوں نے زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہوں نے اسّی کوڑے لگائے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی ایسا ہی نکالا اور اس باب میں کئی حدیثیں ہیں ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے کی حد مقرر نہیں کی اور جیسا مناسب ہوتا ویسا آپ عمل کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی مٹی لی اور شرابی کے مونہہ پر ڈالدی (روضہ مختصرا)

باب مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا جو کوئی کئی بار شراب پیے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ فَاِنْ عَادَ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی متوالا ہو جاوے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مارو پھر اگر ایسا کرے چوتھی بار میں فرمایا تو اسکی گردن مارو **ف** یہ حدیث صحیح ہے لیکن منسوخ ہے باتفاق ائمہ اربعہ اور اہلحدیث کے اور نسخ اسکا اس روایت سے ہے جو اوپر گذری کہ مسلمان قتل نہ کیا جاوے گا مگر تین باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے خیر تک اور ترمذی اور نسائی نے جابرؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیے اسکو کوڑے مارو پھر اگر چوتھی بار پیئے تو اسکو آپ نے مارا لیکن قتل نہیں کیا اور ابوداؤد اور ترمذی نے ایسا ہی نکالا قبیصہ بن ذویب سے اس میں یہ ہے کہ پھر چوتھی بار وہ شخص جس نے شراب پی تھی لایا گیا آپ نے اسکو کوڑے مارے اور قتل کو اٹھا دیا اور امام احمد کی روایت میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک متوالا چوتھی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپ نے اسکو چھوڑ دیا (یعنے کوڑے مار کر قتل نہیں کیا)

عن مُعٰوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جب شراب پیویں تو ان کو کوڑے لگاؤ پھر اگر شراب پیویں تو پھر کوڑے

مار و پھر پیویں تو پھر مار و (چوتھی بار فرمایا) پھر جب پیویں تو انکو جان سے مار ڈالو **ف** اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو ابو ہریرہ کی گذشتہ حدیث کا مضمون ہے اور جب وہ باتفاق ائمہ اربعہ اور المحدیث کی منسوخ ہے تو یہ بھی منسوخ ہے کیونکہ یہ دونو حدیثیں گویا ایک حدیث ہیں **باب** الْكَبِيرِ وَالْمَرِيضِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بوڑھے اور بیمار کو حد مارنا **عن** سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كَانَ بَيْنَ أَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيفٌ فَلَمْ يُرَعْ إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِائَةِ سَوْطٍ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذَلِكَ لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِائَةَ سَوْطٍ مَاتَ قَالَ فَخُذُوا لَهُ عِثْكَالًا فِيهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ہمارے گھروں میں ایک شخص رہتا تھا ناقص الخلقت دوسری روایت میں ہے ضعیف ناتوان (پھر اسنے لوگوں کو نہیں ڈرایا مگر اسوقت جب وہ گھر کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی پر سوار تھا اس کے ساتھ برا کام کر رہا تھا اسکا یہ حال سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا اسکو سو کوڑے مارو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت ناتوان ہے اگر ہم اسکو سو کوڑے مارینگے تو وہ مر جاویگا آپنے فرمایا اچھا ایک خوشہ کھجور کا جسپر سو شاخیں ہوں اور سا ایک مار اسکی لگا دو **ف** تو گویا سو مار ماریں یہ عنایت ہے اللہ جل جلالہ کی اپنے ضعیف بندوں پر اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی نے نکالا اور دارقطنی نے اسکو روایت کیا فلیح سے انہوں نے ابو سالم سے انہوں نے سہل بن سعد سے اور طبرانی نے اسکو نکالا ابو امامہ بن سہل سے اور ابو داؤد نے ایک مرد انصاری سے اور نسائی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے اپنے باپ سے اور اس حدیث کا اسناد حسن ہے اور مسلم نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کی تو آپنے مجھکو حکم دیا اسکو کوڑے مارنیکا میں اسکے پاس آیا دیکھا تو وہ ابھی جنی تھی میں ڈرا کہیں کوڑے لگانے سے وہ مر جاوے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا اچھا اسکو چھوڑ دے یہانتک کہ نفاس سے پاک ہو جاوے اور اس حدیث اور پہلی حدیث میں جمع یوں کیا ہے کہ جب کسی بیمار کے اچھے ہو جانے کی امید ہو تو حد مارنے میں توقف کریں یہانتک کہ وہ اچھا ہو جاوے اور جو اسکے اچھا ہونیکی امید نہ ہو تو حد ماریں جیسے سعد کی روایت میں ہے (روضہ) **عن** سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ سعد بن عبادہ سے ایسے ہی روایت ہے **باب** مَنْ شَهَرَ السِّلَاحَ جو کوئی مسلمان پر ہتیار اٹھاوے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ابو ہریرہ سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر ہتھیار اوٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** یہ بڑی وعید ہے اسکے لیے جو مسلمان پر ہتھیار اٹھاوے ہم میں سے نہیں ہے یعنے کافر ہوگیا اکثر علما نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق میں سے اسکو کچھ حصہ نہیں ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَہَرَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا ابو موسی اشعری سے بھی ایسے ہی روایت ہے **بَاب** مَنْ حَارَبَ وَسَعٰی فِی الْاَرْضِ فَسَادًا جو شخص ہزنی کرے اور ملک میں فساد پھیلاوے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَاسًا مِنْ عُرَیْنَۃَ قَدِمُوْا عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِیْنَۃَ فَقَالَ لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی ذَوْدٍ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِہَا وَاَبْوَالِہَا فَفَعَلُوْا فَارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَہٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَلَبِہِمْ فَجِیْءَ بِہِمْ فَقَطَعَ اَیْدِیَہُمْ وَاَرْجُلَہُمْ وَسَمَرَ اَعْیُنَہُمْ وَتَرَکَہُمْ بِالْحَرَّۃِ حَتّٰی مَاتُوْا انس بن مالک سے روایت ہے عرینہ (ایک قبیلہ ہے) کے کچھ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آئے تو انکو مدینہ منورہ کی ہوا موافق نہ آئی آپ نے فرمایا کاش تم ہمارے اونٹوں میں (صدقہ کے جو شہر سے باہر رہا کرتے) چلے جاؤ اور انکا دودہ اور موت پیو **ف** امام محمد رحمہ اللہ نے اسی حدیث سے دلیل لی کہ حلال جانور کا موت پاک ہی اور امام مالک اور امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں وہ نجس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے ان کی تندرستی اونٹ کی موت سے دریافت کی اور دوا کے لیے اسکے پینے کا حکم دیا مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اونٹ کا موت حرام اور نجس ہوتا تو آپ علاج کے لیے بھی اسکے پینے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالے نے تمہاری شفا اُس چیز میں نہیں رکھی جسکو تم پر حرام کیا **ف** خیر انہوں نے ایسا ہی کیا جب وہ اچھے ہوگئے تو اسلام سے پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹوں کو بھی ہنکالے گئے آپ نے انکے پکڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجا وہ لائے گئے آپ نے انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور انکی آنکھوں میں سلائی پھیری اور انکو حرہ (جلتی زمین مدینہ کی) میں ڈالدیا یہانتک کہ وہ مرگئے **ف** یہ سزا اوجہی تہی اس شخص کے جو دین حق سے پھر جاوے اور احسان کے بدل برائی کرے بندگان خدا کو ناحق مارے اور مسلمانوں کا مال لوٹ کرلیجاوے قرآن شریف میں ان لوگوں کی سزا یہ آئی ہے کہ قتل کیے جاویں یا سولی دیے جاویں یا ان کے ایکطرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جاویں یا جلاوطن (یا قید) کیے جاویں یہ دنیا میں انکی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کو

دیکھو کی مار ہی اور اکثر اہل علم اسکے قائل ہیں کہ یہ آیت عام ہے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے باب میں اتری البتہ
اگر کافر کفر کی حالت میں ایسا کرے پھر پکڑے جانے سے پہلے مسلمان ہو جاوے تو اسکی جان بچ جاویگی یا پکڑے جانے
کے بعد بھی تب بھی بچ جاویگی اور شافعی نے کہا کہ اسکو قتل کریں گے اور غسل دینگے اور نماز پڑھینگے (جب مسلمان ہو گیا
کرے) پھر تین دن تک سولی پر رہنے دیں گے پھر اتار کر دفن کرینگے اور بعضوں نے کہا زندہ سولی پر چڑھا دیں گے
پھر برچھی سے ماریں گے یہانتک کہ مر جاوے اور ابو حنیفہ علیہ الرحمت نے کہا ڈاکو پر نہ نماز پڑھیں گے نہ اسکو غسل دینگے
اور حنفیہ نے کہا کہ نفی من الارض سے آیت میں قید کرنا مراد ہے اور شافعی نے کہا امام کو اختیار ہے قید کرے یا
جلا وطن کرے یا سزا کے لیے پکڑ منگاوے یہ سب نفی من الارض ہے اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جو سزائیں اوپر
مذکور ہوئیں امام کو اختیار ہے ان میں سے جونسی سزا چاہے وہ دیوے اگرچہ وہ شہر میں رہزنی کرے جب اس نے ملک
میں فساد پھیلنے کے لیے کوشش کی ہو اور یہ آیت اتری انہیں عرینہ کے لوگوں میں جنہوں نے رہزنی کی تھی اور
وہ جو ابن عباس سے منقول ہے جسکو شافعی نے مسند میں نکالا کہ رہزن لوگ اگر قتل کریں اور مال لے لیں تو وہ قتل
کیے جاویں گے اور سولی دیئے جاوینگے اور جب قتل کریں لیکن مال نہ لیں تو صرف قتل کیے جاویں گے سولی
نہ دیے جاویں گے اور جب مال لے لیں لیکن قتل نہ کریں تو انکی ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاویں گے اور جب مسافروں
کو دھمکا دیں نہ قتل کریں نہ مال لیں تو جلا وطن کیے جاویں گے تو یہ ابن عباس کا اجتہاد ہے جو دوسروں پر حجت
نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے اسکے اسناد میں ابن ابی یحییٰ ہے وہ بہت ضعیف ہے اسی لیے اس سے حجت نہیں ہو
سکتے اور وہ جو ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے باب میں اتری نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے
اسکا جواب یہ ہے کہ آیت عرینہ والوں کے باب میں اتری اور وہ اسلام لا چکے تھے اور اگر ابن عباس کا قول مان لیا جاوے
تب بھی ہم کہیں گے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور لفظ عام ہے شامل ہے مشرک اور مسلمان دونو
کو اور اسکے اسناد میں بھی علی بن حسین بن واقد ضعیف ہے اور اہلحدیث کے مذہب کے موافق ہیں ایک جماعت
سلف جیسے حسن بصری اور ابن مسیب اور مجاہد اور عمدہ طریق وہی ہے جو اللہ کی کتاب کی پیروی کی جاوے اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ نے عرینہ کے لوگوں کے ساتھ ان میں سے ایک سزا پر عمل کیا یعنی
ہاتھ پاؤں کاٹنے پر یہ بخاری اور مسلم نے نکالا انس رضہ سے (روضہ مختصراً) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا اَغَارُوْا عَلٰی
لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ
حضرت عائشہ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ کے جانور لوٹ لیے آپ نے ان کے

ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور انکی آنکھوں میں سلائی پھیری **ف** دوسری روایت میں ہر کہ وہ پیاس کے مارے تڑپتے رہے
لیکن کسی نے انکو پانی نہیں دیا یہانتک کہ وہ مرگئے یہ آنکھیں پھوڑنا اور پانی نہ دینا تشدد کے لیے تھا اسلیے کہ انہوں نے
کئی گناہ کیے تھے ارتداد قتل نہب اموال ناشکری وغیرہ بعضوں نے کہا یہ قصاصًا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے چرواہے کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا غرض بدکار اور بدفعل اور بے رحم اور ظالم پر ہرگز رحم نہ کرنا چاہیے اور
اسکو ہمیشہ سخت سزا دینا چاہیے تاکہ عام خلائق تکلیف سے محفوظ رہیں اور یہ عین رحم و کرم ہے عام خلائق پر کہ ظالم
کو سخت سزا دیجاوے اور ظالم پر رحم کرنا ظلم ہے غریب رعایا پر ؎ نکوئی با بدان کردن چنان ست * کہ بد کردن
بجائے نیک مردان * بعضوں نے کہا یہ واقعہ آیت محاربہ اترنے سے پہلے کا ہے بعضوں نے کہا پانی نہ دینا یہ آپ کے بلا
اطلاع ہوا تھا واللہ اعلم **باب** مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ جو شخص اپنا مال (ظالم سے) بچانے میں مارا
جاوے وہ شہید ہے (اسیطرح اپنے جان یا عزت کے بچانے میں یا اپنے بال بچے جورو کی جان بچانے یا عزت کے بچانے
میں ایک ظالم کے ہاتھ سے) **عَنْ** سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
اپنے مال کے لیے مارا جاوے وہ شہید ہے **ف** یعنے اسکو شہید کا درجہ ملیگا یہ جب ہے کہ ظالم ظلم سے اسکا مال لینا
چاہتا ہو اور وہ بچاوے اور مارا جاوے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اُتِیَ عِنْدَ
مَالِہٖ فَقُوْتِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَھُوَ شَھِیْدٌ ابن عمر سے روایت ہے جو شخص اپنے مال پاس آوے پھر کوئی اس سے لڑے
اور وہ بھی لڑے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ اُرِیْدَ مَالُہٗ ظُلْمًا فَقُتِلَ فَھُوَ شَھِیْدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جسکا مال ظلم سے لینے کا ارادہ کیا جاوے پھر وہ (اسکے بچانے میں) مارا جاوے تو وہ شہید ہے **باب**
حَدِّ السَّارِقِ چور کی حد کا بیان **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ
السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَۃَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ چور پر وہ ایک انڈا چوراتا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک رسی چراتا
ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے اعمش نے کہا انڈے سے مراد ہیاز
خود ہے سر کا اور رسی سے مراد وہ رسی ہے جسکی قیمت کئی درا ہم ہوں اور نصاب سرقہ کا بیان آگے آویگا **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ قِیْمَتُہٗ ثَلٰثَۃُ دَرَاھِمَ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت

ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا چور کا ایک ڈھال چرانے میں جسکی قیمت تین درم تھی **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا چور کا مگر ربع دینار یا زیادہ میں **ف** یہی حدیث ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے ربع دینار میں ہاتھ کاٹو اور اس سے کم میں نہ کاٹو **عن** عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھال کی قیمت میں چور کا ہاتھ کاٹا جاوے **ف** ڈھال کی قیمت تین درم تھی جیسے صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے اور ربع دینار بھی اُن دنوں میں تین درہم کے برابر تھا اور دینار کی قیمت بارہ درم تھی اور جمہور سلف اور خلف اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ چوری کا نصاب ربع دینار یعنے تین درم ہیں ان احادیث صحیحہ کے رو سے اور ابو حنیفہ نے صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر ضعیف اور متروک روایات کو لیکر یہ اختیار کیا ہے کہ چوری کا نصاب دس درم ہیں

باب تَعْلِيْقُ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ چور کا ہاتھ کاٹکر اسکی گردن میں لٹکا دینا **عن** ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ سَأَلْتُ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ فَقَالَ السُّنَّةُ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ ابن محیریز نے کہا میں نے فضالہ بن عبید سے پوچھا گردن میں ہاتھ لٹکانا کیا ہے انہوں نے کہا سنت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا جسنے چوری کی تھی ہاتھ کاٹا پھر اسکی گردن میں لٹکا دیا **ف** اسکو نکالا اہل سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے نسائی نے کہا اسکی روایت سے حجت نلی جاویگی اور ہاتھ لٹکانے سے یہ غرض ہے کہ اور لوگ دیکھیں اور چور کی تشہیر ہو اور سمجھیں کہ ظلم سے اسکا ہاتھ نہیں کاٹا گیا بلکہ چوری کی علت میں (روضہ)

باب السَّارِقِ يَعْتَرِفُ چور کے اقرار کا بیان **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِيْ فُلَانٍ فَطَهِّرْنِيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلًا لَنَا فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ قَالَ ثَعْلَبَةُ اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ وَقَعَتْ يَدُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ طَهَّرَنِيْ مِنْكِ اَرَدْتِ اَنْ تُدْخِلِيْ جَسَدِيَ النَّارَ ثعلبہ انصاری سے روایت ہے کہ عمرو بن سمرہ

بن حبیب بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلان لوگون کا ایک اونٹ چرایا تو مجھ کو پاک کر دیجیے رہا ہتہ کاٹ کر سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کا ایمان) آپنے ان لوگون پاس کسیکو بھیجا انہون نے کہا بیشک ہمارا ایک اونٹ کھو گیا ہے تب آپ نے حکم دیا اور عمرو بن سمرہ کا ہاتہ کاٹا گیا ثعلبہ نے کہا مین سوقت دیکھ رہا تہا جب اُس کا ہاتہ کٹ کر گرا تو وہ کہتا تہا شکر ہے اللہ سبحانہ وتعالی کا جس نے مجھے پاک کیا تجھ سے تو چاہتا تہا کہ میرا سارا بدن دوزخ مین لیجاوے **ف** یہ عمرو نے اپنے ہاتہ سے کہا سبحان اللہ صحابہ کے چور (جیسے عمرو) اور زانی (جیسے ماعز اسلمی) اور زانیہ (جیسے غامدیہ) اس زمانہ کی بزرگون اور پیر اور مرشد ان سے قوت ایمان مین بڑہکر تہو اللہ تبارک وتعالے نے انکا گناہ معاف کر دیا اور ان کو بڑے بڑے درجے ملین گے تو یہ کیوجہ سے اہلحدیث نے کہا چور کا ایک بار اقرار کرنا کافی ہے اور آپنے ڈہال کے چور کا اور صفوان کی چادر کی چور کا ہاتہ کٹوایا اور یہ منقول نہین ہوا کہ آپنے دو بار اقرار کرنے کا انکو حکم کیا ہو اور وہ جو ایک روایت مین ہی کہ آپنے ایک چور سے فرمایا جس نے چوری کا اقرار کیا تہا مین نہین سمجھتا تو نے چوری کی ہو اس نے کہا نہین مینے چوری کی دو یا تین بار تو یہ مضبوطی کے لیے آپنے پوچھا اسیطرح اس حدیث مین جو ہی کہ آپنے اونٹ کی مالکون سے دریافت کرا بھیجا اور احتمال ہے کہ آپنے یہ خیال کیا ہو شاید یہ شخص دیوانہ ہو تو واقعہ کو خوب تحقیق کر لیا اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ یہی کہتے ہین کہ چور کا ایک بار اقرار کافی ہے اور ابن ابی لیلے اور امام احمد سے منقول ہے کہ دو بار اقرار کرنا چاہیے (روضہ مع الزیادہ) **باب** الْعَبْدِ يَسْرِقُ غلام اگر چوری کرے۔

عن اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ فَبِيْعُوْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام اگر چوری کرے تو اسکو بیچڈالو اگرچہ آدہے اوقیہ کو یعنے بیس درم کو بکے **ف** کیونکہ چوری کی عادت بری ہے اور بڑا عیب ہے تو جسقدر قیمت آوے وہی بہت ہی علما کا اتفاق ہے اسپر کہ غلام اور لونڈی جب چوری کرین انکا بہی ہاتہ کاٹا جاوے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَقِيْقَ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ مَالُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہی ایک غلام تہا خمس کے غلامون مین (وہ پانچوان حصہ جو مال غنیمت مین سے بیت المال مین لیا جاتا ہے) اس نے کچھ چرایا خمس کے مال مین سے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے فرمایا اللہ کا مال ہے اور چرایا بہی اللہ کے مال کو **ف** تو آپنے اسکا ہاتہ نہ کاٹا کیونکہ وہ مال محفوظ نہ تہا اور بعضون نے کہا اس مصلحت سے کہ یہ واقعہ دار الحرب مین ہوا

اب ڈر ہی کہیں وہ غلام مرتد ہو کر کافروں سے ملجاوے **باب الخائن والمنتهب والمختلس** امانت میں خیانت کرنے
والے اور لوٹ لینے والے اور اُچک لے جانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا (بلکہ ایسے لوگوں کو دوسری کوئی سزا دینگے)

عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يقطع الخائن والمنتهب ولا المختلس
جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خائن (امانت میں خیانت کرنیوالا) اور لوٹ لینے
والا (علانیہ) اور اُچک لے جانے والا ان لوگوں کا ہاتھ کاٹا جاوے گا **ف** اسکو نکالا امام احمد اور اصحاب سنن
اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان نے ترمذی نے کہا صحیح ہے اور طبرانی نے انس بن مالک سے بھی ایسا ہی نکالا اور یہی
مذہب ہے علما کا (روضہ) **عن** ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف عن ابيه قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ليس على المختلس قطع عبدالرحمان بن عوف سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اُچک لے جانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا **ف** اس حدیث کا اسناد صحیح
ہے اور جو شخص جیب کتر کر مال لے جاوے اسکا ہاتھ کاٹا جاوے گا کیونکہ چوری کی تعریف اسپر صادق آتی ہے ❊

باب لا تقطع في ثمر ولا كثر پھل اور گابھہ کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا **عن** رافع بن خديج
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا قطع في ثمر ولا كثر رافع بن خدیج سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا پھل میں نہ کھجور کے گابھہ میں **ف** جو اندر سے سفید سفید نکلتا
ہے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور حاکم اور بیہقی نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے
کہ کھجور اور میوہ فواکہ ترکاریوں کی چوری میں قطع نہیں ہے اسیطرح لکڑی یا گھانس کی چوری میں اور شافعی
نے کہا اگر یہ چیزیں محفوظ اور محرز ہوں جیسے باغ یا مکان میں ہوں اور باغ کی چار دیواری ہو تو ہاتھ کاٹا جاویگا
اور کہا کہ مدینہ میں کھجور کے باغوں کے گرد اکثر میں حصار نہ ہوتا تو وہ محرز نہ ہوتے اس لیے آپنے فرمایا کہ ان کی چوری
میں ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور واضح کرتی ہے اس مطلب کو عمرو بن شعیب کی حدیث جو آگے آویگی اور یہ روایت
کہ حضرت عثمان نے ترنج کی چوری میں ہاتھ کاٹا اور حرز یہ ہے کہ مال محفوظ ہو تو گھانس کی گری حرز ہے گھانس کا اور
اصطبل حرز ہے جانوروں کا اور تھان حرز ہے بکریوں کا اور کھلیان حرز ہے غلہ کا (روضہ مختصرا) اہلحدیث کا
مذہب یہ ہے کہ میوہ اور پھل اور کھجور کے گابھہ کی چوری میں قطع نہیں ہے جب تک یہ چیزیں محفوظ مقام میں سوکھنے
کے لیے نہ رکھی جاویں یعنے جرین میں مگر شرط یہ ہے کہ چور اس میوے یا پھل کو صرف کھالے اور گود میں بھر کر
نہ لیجاوے اگر گود میں بھر کرلے جاوے تو اسکو دگنی قیمت اسکی دینا ہوگی اور تھوڑی مار بھی پڑے گی سزا کے لیے

باب مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ حرز میں سے چرانے کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَاُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِهٖ فَجَاءَ بِسَارِقِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقْطَعَ فَقَالَ صَفْوَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اُرِدْ هٰذَا رِدَائِيْ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِيْ بِهٖ صفوان مسجد میں سو گئے اور انھوں نے اپنی چادر سر کے تلے رکھ لی ایک شخص نے چادر انکے سر کے نیچے سے نکال لی وہ اسکو پکڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر گئے آپنے حکم کیا اسکا ہاتھ کاٹنے کا صفوان نے عرض کیا یارسول اللہ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ اسکا ہاتھ کاٹا جاوے یعنے یہ سمجھ کر اسکو نہیں لایا تھا کہ آپ اسکا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیوینگے ملکہ کوئی اور ہلکی سزا دیوینگے) میری چادر اسپر صدقہ ہے آپنے فرمایا اگر ایسا تجھ کو منظور تھا ریعنے چادر اسکو معاف کر دینا) تو میرے پاس لانے سے پہلے تو نے کیوں نہ کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں یا صحرا میں کوئی مال کا محافظ ہو تو وہ محرز ہے اسکی چرانے میں ہاتھ کاٹا جاویگا اور اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور مالک نے موطا میں اور شافعی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے اور اکثر اہل علم اسطرف گئے ہیں کہ قطع کے لیے حرز ریعنے مال کا محفوظ ہونا) ضرور ہے اور امام احمد اور اسحاق اور علماء حدیث میں سے ایک طائفہ کا یہ قول ہے کہ حرز شرط نہیں ہے اور شوکانی نے وررمیں حرز کو شرط کہا ہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت نے ایک چور کا ہاتھ کاٹا جس نے ایک ٹوپی چرائی عورتوں کے سائبان میں سے (مسجد میں سے) اسکی قیمت تین درم تھی اور مسلم نے اسکی مانند نکالا (روضہ) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثِّمَارِ فَقَالَ مَا اُخِذَ فِيْ اَكْمَامِهٖ فَاحْتُمِلَ فَثَمَنُهٗ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ وَمَا كَانَ فِي الْجِرَانِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ وَاِنْ اَكَلَ وَلَمْ يَاْخُذْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَالَ الشَّاةُ الْحَرِيْسَةُ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثَمَنُهَا وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ وَالنَّكَالُ وَمَا كَانَ فِي الْمُرَاحِ فَفِيْهِ الْقَطْعُ اِذَا كَانَ مَا يَاْخُذُ مِنْ ذٰلِكَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے مزینہ کے (ایک قبیلہ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پھلوں کو آپنے فرمایا جو کوئی پھل ... کو انکے خوشوں میں اور درختوں پر اسے لیجاوے اوٹھا کر تو اسپر دگنی قیمت انکی لازم ہوگی اور جو پھل سوکھنے کے لیے جران (کھلیان) میں ڈالی جاویں انکے چرانے میں ہاتھ کاٹا جاویگا جب ڈھال کی قیمت تک (تین درم تک) انکی قیمت پہونچ جاوے اور اگر کوئی پھلوں میں سے کھالے لیکن لیجاوے نہیں تو اسپر کچھ نہیں ہے نہ ہاتھ کاٹا جاویگا نہ جرمانہ دینا ہوگا وہ شخص بولا یارسول اللہ اگر کوئی بکری حراست میں سے

لی جاوی (یعنے چراگاہ میں سے) آپنے فرمایا دونی قیمت دیوے اور سزا بھی پاوے (جو امام مناسب سمجھے) اور جو کوئی بکری تھان میں سے (جہان رات کو جانور آرام پاتے ہین) لی جاوے تو اسکا ہاتھہ کاٹا جاویگا جب اسکی قیمت ڈہال کے قیمت کو پہونچ جاوے ف اس حدیث کو ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی اور حاکم اور ترمذی نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے ترمذی نے کہا وہ حسن ہے ابو داؤد کی روایت مین ہے جو کوئی پہلون کو منہ مین ڈال لیوے اور گود مین بھر کر نہ لیجاوے اسپر کچھ نہین ہے اور جو اٹھا کر لیجاوے اسپر دوگنی قیمت ہے اور مار ہے سزا کے لیے اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے **باب** تَلْقِينِ السَّارِقِ چور کو تعلیم دینا **عن** اَبِي اُمَيَّةَ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلِصٍّ فَاعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ الْمَتَاعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰى ثُمَّ قَالَ مَا اِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلٰى فَاَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ قَالَ قُلْ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ ابو امیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک چور لایا گیا اس نے چوری کا اقرار کیا لیکن اسکے پاس کچھ مال نہ تھا (چوری کا) آپنے فرمایا مین سمجھتا ہون تونے چوری نہین کی وہ بولا نہین مین نے چوری کی ہے پھر آپنے فرمایا مین سمجھتا ہون تونے چوری نہین کی وہ بولا نہین مینے چوری کی ہے تب آپنے حکم دیا اسکا ہاتھہ کاٹا گیا آپنے فرمایا کہہ مین اللہ تعالے سے مغفرت چاہتا ہون (اس گناہ کی) اور توبہ کرتا ہون اسکیطرف وہ بولا مین اللہ سے مغفرت چاہتا ہون اور توبہ کرتا ہون اسکے طرف آپنے فرمایا یا اللہ معاف کردے اسکو دوبار یہی فرمایا ف اہلحدیث نے کہا کہ جب چور کے پاس چوری کا مال نہ ہو لیکن وہ اقرار کرے چوری کا تو حاکم کو اسیطرح سے اسکی تلقین مستحب ہے کہ تونے چوری نہ کی ہوگی اور عطا سے مروی ہے کہ اگلے لوگون کے پاس جب چور آتا تو وہ اس سے کہتے کیا تونے چوری کی کہہ مینے نہین کی اور نام لیا ابو بکر اور عمر کا اسکو نکالا عبد الرزاق نے اور اسباب مین جماعت صحابہ سے مروی ہے (روضہ) **باب** الْمُسْتَكْرَهِ جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر جیسے عورت سے بالجبر زنا کیا جاوے **عن** عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اسْتُكْرِهَتِ امْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَاَ عَنْهَا الْحَدَّ وَاَقَامَهُ عَلَى الَّذِي اَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا وائل بن حجر سے روایت ہے ایک عورت پر جبر کیا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آپنے اسکو حد نہ ماری اور جس شخص نے اس سے جبرا کام کیا تھا اسکو حد ماری اور یہ نہین بیان کیا اس حدیث مین کہ آپنے اس عورت کو کچھ مہر دلایا یا نہین ف اس حدیث پر اکثر علما کا اتفاق ہے کہ جسکو کوئی جبر سے حد کا کام کرے اسکو حد نہین پڑے گی **باب** النَّهْيِ عَنْ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ فِي الْمَسَاجِدِ مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے اندر حد نہ قائم کی جاوے **ف** کیونکہ وہ چیخیگا چلائیگا اور مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے اور بعضوں نے کہا مسجد کے نجس ہونیکا ڈر ہے اسکے خون وغیرہ سے اور حضرت عمر اور حضرت علی سے مروی ہے کہ جسپر حد لازم ہوتی اسکو مسجد سے باہر لیجا کر حد لگاتے اور غرض یہ ہے کہ مسجد ذکر الٰہی اور وعظ و نصیحت اور تلاوت قرآن اور نماز اور حکم اور فیصلے کے لیے موضوع ہے مار پیٹ اور سزا مسجد کے اندر مناسب نہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جَلْدِ الْحَدِّ فِي الْمَسَاجِدِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسجدوں میں حد لگانے سے **بَابُ** التَّعْزِيْرِ تعزیر یعنے سزا کا بیان **ف** جن قصوروں میں شرع میں کوئی حد مقرر نہیں ان میں تعزیر دیجاتی ہے امام اور حاکم کو اختیار ہے کہ جسطرح سے چاہے سزا یعنے تعزیر دیوے حبس کے ساتھ یا ضرب کے ساتھ لیکن یہ ضرور ہے کہ تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جاویں اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ۳۹ کوڑوں تک مار سکتے ہیں **عَنْ** أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ابو بردہ بن نیار سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسیکو دس کوڑے دلے سے زیادہ نہ پڑینگے مگر اللہ کی کسی حد میں **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا بغیر کسی عمدہ دلیل کے اور اُن کا یہ دعوی کہ یہ حدیث منسوخ ہے بے سند ہے اسکا ناسخ کون ہے اگر صحابہ کے آثار نقل کریں تو انکی سند دیکھنا چاہیے اگر سند صحیح بھی ہو تب بھی اسنے حدیث منسوخ نہیں ہو سکتی بلکہ احتمال ہے کہ یہ حدیث انکو نہ پہونچی ہو **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَزِّرُوْا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت مارو دس کوڑوں سے زیادہ **ف** کسی جرم کی سزا میں جس میں حد مقرر نہیں اس حدیث کی اسناد میں دو شخص ضعیف ہیں اسمعیل بن عیاش اور عباد بن کثیر اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بہز بن حکیم سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قید کیا ایک شخصکو تہمت میں ایک دن رات تک اور حضرت عمر نے حکم دیا خالد بن ولید کو انکے عمامہ سے باندھنے کا اور اوپر سرقہ کے باب میں گذرا کہ آپنے فرمایا اور مار سزا کی (روضہ) **بَابُ** الْحَدُّ كَفَّارَةٌ حد کفارہ ہو گناہ کی **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ حَدًّا فَعُجِّلَتْ لَهُ عُقُوْبَتُهُ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَإِلَّا فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے حد کا کوئی کام کرے پھر اسکو حد لگجاوے
تو وہی اسکا کفارہ ہی اور نہین تو اسکا اختیار اللہ سبحانہ وتعالی کو ہی **عن** علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من اصاب فی الدنیا ذنبا فعوقب بہ فاللہ اعدل من ان یثنی عقوبتہ علی عبدہ ومن اذنب
ذنبا فی الدنیا فسترہ اللہ علیہ فاللہ اکرم ان یعود فی شیء قد عفا عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اسکی سزا دیجاوے اسکو (یعنے حد) تو
اللہ تعالی اس سے زیادہ عادل ہے کہ دوبار سزا دیوے اپنے بندے کو اور جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اللہ تعالی اسکا گناہ
ڈھانپ لیوے تو اسکا کرم اس سے زیادہ ہی کہ دوبارہ اسکا مواخذہ کرے جسکو ایک بار معاف کرچکا **ف** یہ حدیثین
صحیح ہین اوران سے یہ نکلتا ہے کہ حد سے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے محققین علما کا یہی قول ہے لیکن بعض علما نے کہا کہ
حد سے گناہ معاف نہین ہوتا بلکہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ درکار ہے اور اسکی کئی دلیلین ہین ایک یہ کہ محاربہ
مین اللہ تعالی نے فرمایا ذالک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب الیم یعنے حد دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت
مین انکو دکھہ کی مار ہی دوسرے یہ کہ ایک روایت مین ہے مین نہین جانتا حدین کفارہ ہین یا نہین تیسرے یہ کہ ابو امیہ
مخزومی کی حدیث مین گذرا کہ آپ نے چور سے فرمایا جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا اللہ تعالے سے استغفار اور توبہ کر
واللہ اعلم **باب** الرجل یجد مع امراتہ رجلا مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوی **عن** ابی ہریرۃؓ
ان سعد بن عبادۃ الانصاری قال یا رسول اللہ الرجل یجد مع امراتہ رجلا ایقتلہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا قال سعد بلی والذی اکرمک بالحق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا
ما یقول سیدکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی سعد بن عبادہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مرد
اپنی عورت کے پاس ایک غیر مرد پاوی کیا اسکو قتل کرے آپ نے فرمایا نہین سعد نے عرض کیا کیون نہین قسم اسکی
جسنے آپ کو عزت دی سچائی کے ساتھ آپنے فرمایا (انصار سے) دیکھو تمہارا سردار کیا کہتا ہے **ف**
دوسری روایت مین ہی مین اس سے زیادہ غیرت رکھتا ہون اور اللہ تعالی مجھسے زیادہ غیرت رکھتا ہے آپ کا مطلب
یہ تھا کہ سعد کا یہ کہنا بظاہر غیرت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے مگر مجھکو اس سے زیادہ غیرت ہی اور اللہ تعالی کو مجھ
سے بھی زیادہ غیرت ہے اسپر بھی اللہ تعالی نے جو شریعت کا حکم اتارا اسپر چلنا بہتر ہے اور اختلاف ہی علما کا کہ
کوئی شخص اگر اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو پاوے تو اسکا مارڈالنا درست ہی یا نہین یہ اختلاف اسصورت مین ہے
جب اس مرد کو عورت سے برا کام کرتے دیکھے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی غیر مرد کو اپنی عورت کے ساتھ

یا کوئی اسکو قتل کرے تو وہ بھی قصاصاً قتل کیا جاویگا مگر جب گواہ قائم کرے زنا پر یا مقتول کے وارث اسکا اقرار کرین

عن سلمة بن المحبق قال قيل لابي ثابت سعد بن عبادة حين نزلت اية الحدود وكان رجلا غيورا ارأيت لو انك وجدت مع امرأتك رجلا اي شيء كنت تصنع قال كنت ضاربهما بالسيف انتظر حتى اجيء باربعة الى ما ذاك قد قضى حاجته وذهب او اقول رأيت كذا وكذا فتضربوني الحد ولا تقبلوا لي شهادة ابدا قال فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال كفى بالسيف شاهدا ثم قال لا اني اخاف ان يتتابع في ذلك السكران والغيران قال ابو عبد الله يعني ابن ماجة سمعت ابا زرعة يقول هذا حديث علي بن محمد الطنافسي وفاتني منه سلمہ بن محبق سے روایت ہی ابو ثابت سعد بن عبادہ سے کہا گیا جب حد ون کی آیتین اترین اور وہ غیرت دار آدمی تھے اب تم کیا کروگے اگر اپنے عورت کے ساتھہ کسی غیر مرد کو پاؤ گے انہون نے کہا مین دونون کو تلوار سے مارون گا کیا مین انتظار کرتا رہون کہ چار گواہون کو لیکر آؤن اس شخص کے آنے تک جو برا کام کر رہا ہے) اور وہ اپنا کام پورا کرکے چلدیا ہو یا مین لوگون سے کہون کہ فلان شخصکو مینے ایسا کام کرتے دیکھا وہ مجھکو حد قذف لگادین اور پھر میری گواہی کبھی قبول نکرین پھر سعد نے یہہ قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپنے فرمایا تلوار کی گواہی کافی ہے (یعنے جب عورت اور مرد بری کام مین مصروف ہون توان دونون کو مار ڈالے انکا اسحالت مین مارا جانا ہی عمدہ ثبوت ہی خاوند کے بیان کا) پھر فرمایا نہین (یعنے مین قتل کی اجازت نہین دیتا) مین ڈرتا ہون متوالے اور غیرت والے ایسا برابر کرنے لگین

ف کہ لوگون کے خون کرین جب ان سے مواخذہ ہو تو یہ کہین کہ میری عورت کے ساتھہ برے کام مین مصروف تھا حالانکہ اس مرد نے برا کام نہ کیا ہو تو آپنے اجازت ندی قتل کی اس صورت مین جب کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھہ غیر مرد کو برے کام مین دیکھے پس اگر کوئی قتل کرے تو وہ قصاصاً قتل کیا جاوے گا لیکن اگر اپنے بیان مین سچا ہوگا تو آخرت مین اس سے مواخذہ نہ ہوگا ف ابن ماجہ نے کہا مین نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ روایت ہی علی بن محمد طنافسی کی اور مجھے اس مین سے کچھ جاتی رہے

باب من تزوج امرأة ابيه من بعده

جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح باپ کے مرنے کے بعد

عن البراء بن عازب قال مر بي خالي سماه هشيم في حديثه الحرث بن عمرو وقد عقد له النبي صلى الله عليه وسلم لواء فقلت له اين تريد فقال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى رجل تزوج امرأة ابيه من بعده فامرني ان اضرب عنقه براء بن عازب سے روایت ہی میرے سامنے سی میرے ماموں گذرے ہشیم راوی نے انکے ماموں کا نام بیان کیا حارث

بن عمرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو ایک جھنڈا باندھ دیا تھا تو میں نے ان سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے پاس بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسکی جورو سے (یعنے سوتیلی ماں سے) نکاح کر لیا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکی گردن ماروں **ف** یہ حدیث رد کرتی ہے ابو حنیفہ کے مذہب کو کیونکہ انکے نزدیک جب کوئی محرم سے نکاح کرے تو اسکو حد نہ پڑیگی لیکن تعزیر ہوگی اور مالکیہ جواب ابو حنیفہ کیطرف سے کہ یہ قتل تعزیراً تھا نہ حداً اور شافعی اور مالک اور احمد سب کے نزدیک اسصورت میں حد پڑیگی

عن مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأُصَفِّيَ مَالَهُ قرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بھیجا ایک شخص کے پاس جس نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا تھا کہ میں اسکی گردن ماروں اور اسکا مال سب لے لوں **ف** اس حدیث سے نکلا کہ ہماری شریعت میں تعزیر مالی درست ہے اور اوپر سرقہ کے باب میں گذر چکا کہ آپ نے فرمایا اس سے دگنی قیمت لی جاویگی اور بعضوں نے کہا یہ شخص مرتد ہو گیا تھا تو آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا اسلیے کہ حد زنا میں مال ضبط نہیں ہوتا

باب مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ

جس نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بنایا یا اپنے مولے کے سوا دوسرے کو مولیٰ ظاہر کیا

عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ابن عباس سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا نسب لگاوے اپنے باپ کے سوا اور کسی سے اور جو کوئی (غلام لونڈی) اپنا مولیٰ بناوے کسی اور کو سوا اپنے مولیٰ کے اسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی

عن سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ سعد اور ابو بکرہ دونوں سے روایت ہے ہر ایک نے یوں کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے اور وہ جانتا ہے کہ جسکا بیٹا بنا ہے وہ اسکا باپ نہیں ہے تو اسپر جنت حرام ہوگی **ف** یہ تشدداً فرمایا کیونکہ مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا یا مراد وہ ہے جو اسکام کو درست سمجھے وہ کافر ہو جاوے گا

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے وہ جنت کی خوشبو

نہ سونگھیگا حالانکہ جنت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے آتی ہے **باب** مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ جو شخص کسی شخص کو اسکے قبیلے سے نکالے **عن** الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَفْدِ كِنْدَةَ وَلَا يَرَوْنِي إِلَّا أَفْضَلَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْتُمْ مِنَّا فَقَالَ نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ لَا نَقْفُو أُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا قَالَ فَكَانَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ يَقُولُ لَا أُوتَى بِرَجُلٍ نَفَى رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ إِلَّا جَلَدْتُهُ الْحَدَّ اشعث بن قیس سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا کندہ کے لوگوں میں (کندہ ایک قبیلہ ہے یمن میں اسکے جد اعلیٰ کا نام ثور بن عفیر تھا اس نے اپنے باپ کو رنج دیا اور باپ سے علاحدہ ہوکر اپنے ننہیال سے جا ملا اسوجہ سے کندہ اسکا لقب ہوا کند اور تکنید رنج دینا) وہ مجھے اپنے میں افضل سمجھتے تھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں (جو جد اعلیٰ ہے قریش کا) اور ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے (غیر قبیلہ میں شریک ہوکر) اور اپنے باپ سے علاحدہ نہیں ہوتے راوی نے کہا تو اشعث بن قیس کہتے تھے میرے پاس جب کوئی ایسا شخص آوے گا جو کسی قریشی کو کہے تو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں تو میں اسکو حد قذف ماروں گا **ف** اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں **باب** الْمُخَنَّثِينَ ہیجڑوں کا بیان **ف** ہیجڑے اور زنانہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو جو قدرتی انکے اعضا میں نرمی ہوتی ہے اور نامرد ہوتے ہیں انپر کچھ ملامت نہیں ہے دوسرے جو بناکر نامرد کیے جاتے ہیں یعنی ان کے عضو تناسل کاٹے جاتے ہیں یہ ملعون ہیں دوسری حدیث سے **عن** صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ عَمْرُو بْنُ قُرَّةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَتَبَ عَلَيَّ الشِّقْوَةَ فَمَا أُرَانِي أُرْزَقُ إِلَّا مِنْ دُفِّي بِكَفِّي فَأْذَنْ لِي فِي الْغِنَاءِ فِي غَيْرِ فَاحِشَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آذَنُ لَكَ وَلَا كَرَامَةَ وَلَا نُعْمَةَ عَيْنٍ كَذَبْتَ أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ لَقَدْ رَزَقَكَ اللّٰهُ طَيِّبًا حَلَالًا فَاخْتَرْتَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِنْ رِزْقِهِ مَكَانَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ مِنْ حَلَالِهِ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكَ لَفَعَلْتُ بِكَ وَفَعَلْتُ قُمْ عَنِّي وَتُبْ إِلَى اللّٰهِ أَمَا إِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ بَعْدَ التَّقْدِمَةِ إِلَيْكَ ضَرَبْتُكَ ضَرْبًا وَجِيعًا وَحَلَقْتُ رَأْسَكَ مُثْلَةً وَنَفَيْتُكَ مِنْ أَهْلِكَ وَأَحْلَلْتُ سَلَبَكَ نُهْبَةً لِفِتْيَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَقَامَ عَمْرٌو وَبِهِ مِنَ الشَّرِّ وَالْخِزْيِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ الْعُصَاةُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ بِغَيْرِ تَوْبَةٍ حَشَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مُخَنَّثًا عُرْيَانًا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ النَّاسِ بِهُدْبَةٍ كُلَّمَا قَامَ صُرِعَ صفوان بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں عمرو بن قرہ آپکے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر بدبختی لکھی تو مجھکو روزی کی کوئی راہ نہیں بتلائی مگر یہ کہ اپنے ہاتھ سے دف بجاکر روٹی پیدا کرون تو مجھکو اجازت دیجیے گانے کی صرف بغیر فسق اور فجور کے (یعنے اور کوئی برا کام نہیں کرون گا) آپنے فرمایا میں تجھے اجازت نہیں دون گا اور تجھے عزت نہیں دون گا اجازت دیکر نہ تیری آنکھہ ٹھنڈی کرون گا جھوٹ بولتا ہے تو اے اللہ کے دشمن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھکو حلال طیب روزی دی لیکن تونے وہ روزی اختیار کی جسکو اوسنے حرام کیا تجھپر حلال کے بدل اور اگر میں پہلے تجھکو اسکام سے منع کرچکا ہوتا تو میں تجھکو سزا دیتا اور ضرور سزا دیتا اٹھہ میرے پاس سے دور ہوا اور توبہ کر اللہ تعالےٰ کیطرف اور خبردار رہ اگر پھر تونے یہ کام کیا جسکو میں تجھکو منع کرچکا تو میں تجھکو مارون گا دکھہ کی مار اور تیرا سر مونڈ ڈالون گا مثلہ کرون گا (مثلہ کے معنے ناک کان کاٹنا وہ تو منع ہے ہماری شرع میں لیکن سر منڈا کر مثلہ کرنا جائز ہے) اور تجھکو نکلوا دون گا تیرے لوگون میں سے اور تیرا سامان (لباس وغیرہ) حلال کر دون گا (یعنے لٹوا دون گا مدینہ کے جوانون کو یہ سنکر عمرو کھڑا ہوا اور اسکو ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جب پیٹھہ موڑ کر چلا تو آپنے فرمایا یہی لوگ پاپی (گنہ گار) ہیں جو ان میں سے بغیر توبہ کیے مر جاوے اللہ تعالیٰ اسکو اسیطرح حشر کرے گا جیسے وہ دنیا میں تھا مخنث (زنانہ) ننگا لوگون سے اپنا ستر نہیں چھپاویگا اپنی عادت کے موافق (ایک روایت میں ہدبہ ہے یا بو صدہ سی یعنے کپڑے کے کنارے سی اور یہ ترجمہ اسصورت میں ہے جب ہدبہ ہو جب کھڑا ہوگا تو گر پڑے گا ف جیسے دنیا میں نازنخرے سے ایسا کیا کرتا آخرت میں عذاب کے طور پر اسکا یہ حال ہوگا اور یہجو فرمایا کہ وہ ننگا حشر کیا جاویگا تو اسمیں یہ شبہ ہوتا ہی کہ دوسری حدیث میں ہے کہ تم سب ننگے پاؤن ننگے بدن حشر کیے جاؤگے تو مخنث کی کیا خصوصیت رہی اور اسکا جواب ممکن ہے اسطرح کہ گو سب لوگ ننگے حشر ہونگے مگر اللہ تعالیٰ قدرتی لباس سے سب کے ستر ڈہانک دیگا الا مخنث کا ستر کھلا رہیگا کیونکہ وہ دنیا میں بھی اپنا ستر کھولتا اور شرم نہ کرتا اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ مخنث کا گانا اور دف بجانا یہ بھی حلال پیشہ نہیں ہے اگرچہ وہ فحش نہ کراوے دوسرے یہ کہ مخنث کا گانا اور بجانا سننا درست نہیں ہے اسلیے کہ مخنث کو دیکھہ کر گناہ کی رغبت ہوتی ہے اور جب مخنث کا گانا سننا درست نہ ہوا تو فوحش جوان عورتون کا گانا سننا بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا تیسرے یہ کہ مباح فعل میں جب گناہ کا ڈر ہو تو وہ ناجائز ہوجاتا ہے صرف دف بجانا اور گانا دوسری حدیثون سے مباح ہے مگر مخنث کو دست و زبان سے آپنے منع فرمایا چوتھے یہ کہ اہل معاصی اور فواحش کا سر مونڈنا اور اسکو ذلیل کرنا درست ہی حاکم کے لیے پانچوین یہ کہ سر مونڈکر مثلہ

کرنا حرام ہونا نہیں ہے چھٹی یہ کہ اہل معاصی کا مال لٹا دینا درست ہے ساتوین یہ کہ جرمانہ مالی ہماری شریعت مین جائز ہے اور اوپر سرقہ کے باب مین گذرا کہ دوگنی قیمت دیوی اور آپنے اسکی مال کی ضبطی کا حکم دیا جسنے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا تھا یہ بھی اوپر گذر چکا بعضون نے گمان کیا کہ ہماری شریعت مین تعزیر بالمال درست نہیں ہے آٹھوین یہ کہ حاکم اسلام کو روکنا چاہیے مخنثون اور فواحش عورتون کو گانے اور بجانے کے پیشے سے گو وہ مخنث نہ کراوین کیونکہ انکا گانا بجانا ذریعہ ہے مخنث کا واللہ اعلم عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْہَا فَسَمِعَ مُخَنَّثًا وَھُوَ یَقُوْلُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ اِنْ یَّفْتَحِ اللّٰہُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَی امْرَاَةٍ تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوْھُمْ مِنْ بُیُوْتِكُمْ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے وہان ایک مخنث کو دیکھا وہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالی کل طائف کو فتح کرا دیوے تو مین تجھہ کو ایک عورت تبلاؤنگا جو سامنے آتی ہے چار بٹہون سے اور جب پیٹھہ موڑتی ہے تو آٹھہ بٹہون سے (وہی چار بٹین دونو طرف سے آٹھہ بٹین معلوم ہوتی ہین غرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور پرگوشت ہے عرب لوگ ایسی عورتون کو پسند کرتے تھے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو نکالو اپنے گھرون سے ف یعنے مخنثون کو پہلے اس مخنث کو حضرت بی بی ام سلمہ نے یہ سمجھکر اجازت دی ہوگی کہ وہ غیر اولی الاربہ مین سے ہے یعنے ان لوگون مین سے جنکو عورتون کا خیال نہین ہوتا جیسے کمیرے بہنگی سقا وغیرہ جب آپنے دیکھا کہ وہ عورتون کی خوبی اور برائی کو سمجھتا ہے تو اسکی نکالنے کا حکم دیا اس مخنث کا نام ہیت تھا بعضون نے کہا یہ مدینہ سے بھی نکالدیا گیا شہر کے باہر رہا کرتا حضرت عمر نے اپنی خلافت مین سنا کہ وہ بہت بوڑھا ہوگیا ہے اور روٹیون سے محتاج ہے تو ہفتہ مین ایک بار اسکو اجازت دی شہر مین آنیکی کہ بھیک مانگ لیکر چلا جایا کرے۔

ابواب الدیات باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے **باب** التَّغْلِیْظِ فِیْ قَتْلِ مُسْلِمٍ ظُلْمًا مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَاءِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جس چیز کا فیصلہ کیا جاویگا قیامت کے دن وہ خون کا ہوگا ف یعنے خون کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جاویگا اور قاتل کو سزا دیجاوے گی جسنے ظلم سے قتل کیا ہو کسیکو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِہَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے مارا جاوے

اسکا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہوتا ہے جسنے دنیا مین سب سے پہلے قتل نکالا ف دنیا مین سب سے
پہلے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مارا اسد تعالی ہر ناحق قتل کے عذاب کا ایک حصہ اسپر کہے گا یہی حکم ہے ہر بری
بات نکالنے والے پر قیامت تک اسکو عذاب بڑھتا جاوے گا اور جو کوئی اچھی بات جاری کرے اسکو قیامت تک ثواب
ہوتا رہیگا **عن** عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول ما يقضى بين الناس يوم القيامة
في الدماء عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول جس کا فیصلہ کیا
جاویگا لوگوں مین قیامت کے دن وہ خون ہوگا **عن** عقبة بن عامر الجهني قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من لقي الله لا يشرك به شيئا لم يتند بدم حرام دخل الجنة عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو نہ خون ناحق تو وہ جنت مین جاوے گا
عن البراء بن عازب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لزوال الدنيا اهون على الله من
قتل مؤمن بغير حق براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ دنیا کا بگڑ جانا اللہ
تعالی پر آسان ہے ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے (معاذ اللہ مومن کا ناحق خون اللہ تعالی کو ساری دنیا کے تباہ
ہوجانے سے زیادہ ناگوار ہے) **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اعان
على قتل مؤمن بشطر كلمة لقي الله عز وجل مكتوب بين عينيه آيس من رحمة الله ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مومن کو قتل کرنے مین مدد کرے ایک آدھی بات
کہکر (یعنے ایک کلمہ بھی کہکر) تو وہ اللہ جل جلالہ سے اس حال مین ملیگا کہ اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ مایوس ہے
اسکی رحمت سے **باب** هل لقاتل مؤمن توبة آیا مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہے یا نہین **عن**
سالم بن ابي الجعد قال سئل ابن عباس عمن قتل مؤمنا متعمدا ثم تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى
قال ويحه وانى له الهدى سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول يجيئ القاتل والمقتول يوم القيمة
متعلق برأس صاحبه يقول رب سل هذا لم قتلني والله لقد انزلها الله عز وجل على نبيكم ثم
ما نسخها بعد ما انزلها سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے ابن عباس سے پوچھا گیا وہ شخص جو مومن کو قتل کرے
عمداً پھر توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک عمل کرے اور ہدایت کی راہ اختیار کرے انہوں نے کہا افسوس
وہ کہان سے ہدایت کی راہ پاسکتا ہے مینے سنا تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل قیامت
کے دن آویگا اور مقتول اس کے سر سے لٹکا ہوگا وہ کہے گا اے رب پوچھ اس سے اس نے کیون مجھکو کیون قتل کیا

قسم خدا کی اللہ تعالی نے قتل ناحق کی آیت کو اتارا ومن یقتل مومنا متعمدا اخیر تک تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پھر اسکو منسوخ نہیں کیا جب سے اتارا **ف** اس آیت میں یہ ہے جو کوئی مومن کو عمداً قتل کرے تو اسکا بدلہ جہنم ہے وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ تعالی اسپر غصہ ہوا اور اسپر لعنت کی اور اسکے لیے بڑا عذاب طیار کیا۔ ابن عباس اور معتزلہ اور خوارج کا یہی قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ مقبول نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جمہور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ وہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ اکبر الکبائر ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا بدلیل اور اور آیات اور احادیث کے تو ایکدن اسکو ضرور جہنم سے خلاصی ہوگی گو مدت دراز کے بعد سہی اور آیت میں خلود سے مکث طویل یعنے بہت دنوں تک رہنا مراد ہے **عن** اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي اَنَّ عَبْدًا قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ فَسَالَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ بَعْدَ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ نَفْسًا قَالَ فَانْتَضٰى سَيْفَهُ فَقَتَلَهُ فَاَكْمَلَ بِهِ الْمِائَةَ ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ فَسَالَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ فَقَالَ وَيْحَكَ وَمَنْ يَحُوْلُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ قَرْيَةِ كَذَا وَكَذَا فَاعْبُدْ رَبَّكَ فِيْهَا فَخَرَجَ يُرِيْدُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ فَعَرَضَ لَهُ اَجَلُهُ فِي الطَّرِيْقِ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ قَالَ اِبْلِيْسُ اَنَا اَوْلٰى بِهِ اِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِيْ سَاعَةً قَطُّ قَالَ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ اِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا قَالَ هَمَّامٌ فَحَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَلَكًا فَاخْتَصَمُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا فَقَالَ انْظُرُوْا اَيُّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَتْ اَقْرَبَ فَاَلْحِقُوْهُ بِاَهْلِهَا قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ فَقَرُبَ مِنَ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ وَبَاعَدَ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيْثَةَ فَاَلْحَقُوْهُ بِاَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے کہا کیا میں تم سے بیان نہ کروں اس بات کو جو میں نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے میرے دونو کانوں نے اسکو سنا اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ایک شخص تھا (اگلے زمانہ میں) اس نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا (ناحق) پھر اسکو توبہ کا خیال آیا اور اس نے دریافت کیا کہ ساری زمین میں کون بڑا عالم ہے لوگوں نے بتلا یا کہ فلان شخص سب سے بڑا عالم ہے یہ شخص اسکے پاس گیا اور کہا میں نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا واہ ننانوے

آدمیوں کو مار کر اب توبہ کرتا ہے اس شخص نے (مایوس ہو کر) اپنی تلوار کھینچی اور اس عالم کو بھی مار کر سو خون پورے کر دیے پھر اسکو توبہ کا خیال آیا اس نے دریافت کیا اب زمین میں بڑا عالم کون ہے لوگوں نے بتلایا وہ اسکے پاس گیا اور کہا کہ میں نے سو خون ناحق کیے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا افسوس ہے تجھ پر بھلا توبہ کو کون روک سکتا ہے لیکن تو اس ناپاک بستی سے (جہاں تو نے اتنے سخت گناہ کیے) نکل جا اور فلانی نیک بستی میں جا (اس بستی کا نام لیا) وہاں جا کر اپنے مالک کی عبادت کر وہ شخص اس بستی کو جانے کی نیت سے نکلا راہ میں اسکی موت آن پہونچی اور رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اسکی باب میں جھگڑا کیا شیطان نے کہا اس شخص کی نسبت مجھ سے زیادہ ہے (یعنی میں اسکا زیادہ حقدار ہوں) اس نے ایک ساعت بھی میری نافرمانی نہیں کی اور رحمت کے فرشتوں نے کہا (واہ وہ توبہ کر کے نکلا تھا تو رحمت کا مستحق ہوا صدقے اپنے مالک کے رحمت و عنایت کے اگر وہ ایسا نہ کرے تو بندوں کا کہاں ٹھکانا لگے) ہمام نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مجھ سے حمید طویل نے حدیث بیان کی بکر بن عبد اللہ سے اس نے ابو رافع سے کہ جب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں ایسا جھگڑا ہونے لگا) تو اللہ جل جلالہ نے ایک فرشتے کو (انکا فیصلہ کرنے کیلیے) بھیجا دونوں طرف کے فرشتے اسکی طرف رجوع ہوئے اس نے کہا دیکھو وہ شخص کس بستی سے زیادہ نزدیک ہو کر مرا ہے (آیا گناہ کی بستی سے جہاں سے نکلا تھا یا نیک بستی سے جہاں جاتا تھا) جس بستی سے نزدیک ہو اسکے لوگوں میں اسکو شریک کرو قتادہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مجھ سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب اس شخص کو موت آن پہونچی تو گھسٹ کر (یا محنت کر کے) وہ نیک بستی سے قریب ہو گیا اور بری بستی سے دور ہو گیا آخر فرشتوں نے اسکو نیک بستی کے لوگوں میں شریک کیا ف اور نیکوں میں وہ شخص لکھا گیا سبحان اللہ اگر مالک کے رحم و کرم کو دیکھو تو امید ایسی بڑھ جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ گار کو عذاب نہ کریگا اگر اسکے غضب اور عدل اور قہر کی طرف خیال کرو تو اپنے عملوں کا حال دیکھکر خوف ایسا طاری ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ایمان اسیکا نام ہے کہ آدمی خوف اور رجا کے بیچ میں رہے اگر خوف ایسا غالب ہوا کہ امید بالکل جاتی رہے تب بھی آدمی گمراہ ہو گیا اگر امید ایسی غالب ہوئی کہ خوف بالکل جاتا رہا جب بھی اہل ہدایت اور اہل سنت میں سے باہر ہو گیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کو کسیقدر ہوں پر آدمی کو توبہ کا خیال نہ چھوڑنا چاہیے اور گنا ہوں کیوجہ سے اللہ جل جلالہ کے رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے وہ ارحم الراحمین بندہ نواز ہے اور اسکا ارشاد ہے رحمتی سبقت علی غضبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مغفرتک ارجی عندی من عملی اور یہ بھی نکلا کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے گو اس میں شک نہیں کہ قتل مومن بہت بڑا گناہ ہے اور قاتل مومن کی جزا یہی ہے کہ اسپر عذاب الٰہی اترے دنیا یا آخرت یا دونوں

مین حجاج بن یوسف ثقفی جو ایک ظالم مشہور تھا اور جس نے کئی ہزار صلحا اور نیک بندون کو ناحق قتل کروایا تھا جب مرنے لگا تو کہتا تھا یا اللہ بخشدے مجھہ کو اسلیے کہ لوگ کہتے ہین تو مجھکو نہین بخشیگا یہ کلام اس کا کسیئنے امام حسن بصری رح سے نقل کیا انھون نے کہا عسے یعنے کچھ عجب نہین اگر اللہ تعالی اسکو بخشدیوے مگر اسحدیث اور ایسی اور حدیثون کیوجہ سے جن سے امید کو ترقی ہوتی ہے یہ کوئی نہ سمجھے کہ گناہ ضرور بخشدیا جاویگا پھر گناہ سے بچنا کیا ضرور ہے کیونکہ گناہ پر عذاب تو وعدہ الٰہی سے معلوم ہو چکا ہے اب مغفرت وہ مالک کے اختیار مین ہے بندی کو ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ اسکی توبہ قبول ہوئی یا نہین اور اسکی مغفرت ہوگی یا نہین پس ایسے موہوم خیال پر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھنا اور اللہ جل جلالہ کی مغفرت پر تکیہ کر لینا بڑی حماقت اور سفاہت ہے ہر وقت گناہ سے بچنا ہے خصوصاً حقوق العباد سے اگر کبھی کوئی گناہ شامت نفس سے سرزد ہو جاوے تو اس سے توبہ کرے دل وجان سے اپنے مالک کے سامنے گڑگڑاوے اور روئے اور عہد کرے کہ پھر ایسا گناہ نہ کرون گا تو کیا عجب ہے کہ مالک اسکا گناہ بخشدیوے وہ غفور اور رحیم ہے۔ ایک بار مین نے مولانا فضل رحمان صاحب نقشبندی دام فیوضہ سے اپنے گناہون کی کثرت کی شکایت کی آپ نے یہ آیت پڑھی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنے کہدے اے محمد کہ اے میرے بندو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالی سب گناہون کو بخش سکتا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے یا اللہ تو اسحدیث اور اس آیت کی برکت سے ہمارے گناہون کو بخشدے اور اپنے نیک بندون کے تصدق سے ہمکو آتش دوزخ اور عذاب قبر اور عذاب حشر اور ہر ایک آفت اور تکلیف سے بچالے آمین یا رب العالمین

عَنْ هَمَّامٍ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ دوسری روایت بھی ایسے ہی ہی ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام مسلم نے بھی نکالا۔

بَابٌ مَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِیْلٌ فَهُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلٰثٍ جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکی وارث کو اختیار ہے تین باتون مین سے ایک بات کا

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِیْبَ بِدَمٍ اَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَهُوَ بِالْخِیَارِ بَیْنَ اِحْدٰی ثَلَاثٍ فَاِنْ اَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوْا عَلٰی یَدَیْهِ اَنْ یَّقْتُلَ اَوْ یَعْفُوَ اَوْ یَاْخُذَ الدِّیَةَ فَمَنْ فَعَلَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ فَعَادَ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا ابو شریح خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خون کیا جاوے یا وہ زخمی کیا جاوے تو اسکو (یا اسکے وارث کو) اختیار ہے تین باتون مین سے کوئی ایک بات کرنے کا اگر وہ چوتھی بات کرنا چاہے تو اسکو روکو وہ تین باتین یہ ہین یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا معاف کر دیوے یا دیت لیوے اب جب ان باتون مین سے کوئی ایک بات کر لیوے پھر کوئی چوتھی بات زیادتی کی کرے تو اسکی لیے دوزخ کی آگ ہے

ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیگا **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداود نے بھی اور اسکی اسناد میں سفیان بن ابی العوجاء ہے
اس میں کلام ہے اور محمد بن اسحاق بھی ہے اس نے عن عن سے روایت کی ہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من قتل لہ قتیل فہو بخیر النظرین اما ان یقتل واما ان یفدی ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکو اختیار ہے دو باتوں
میں سے جو بھلی لگے وہ کرے یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا فدیہ لیوے **ف** یعنی دیت اور ایک اور تیسری بات ہے
کہ معاف کر دیوے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے صحیحین
وغیرہ میں اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے اور بخاری نے ابن عباس سے نکالا کہ بنی اسرائیل میں
قصاص تھا لیکن دیت نہ تھی تو اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری کتب علیکم القصاص فی القتلی اخیر تک اور قرآن میں
ہے ولکم فی القصاص حیوۃ غرض ان آیات اور احادیث سے قصاص ثابت ہے اور اسپر اجماع ہے علماء کا

باب من قتل عمداً فرضوا بالدیۃ

ایک شخص نے عمداً قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو گئے۔

عن زیاد بن ضمیرۃ حدثنی ابی وعمی وکانا شہدا حنینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالا
صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظہر ثم جلس تحت شجرۃ فقام الیہ الاقرع بن حابس وہو
سید خندف یرد عن دم محلم بن جثامۃ وقام عیینۃ بن حصن یطلب بدم عامر بن الاضبط وکان
اشجعیا فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقبلون الدیۃ فابوا فقام رجل من بنی لیث یقال لہ مکیتل
فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ ما شبہت ہذا القتیل فی غرۃ الاسلام الا کغنم وردت
فرمیت فنفر اخرہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم خمسون فی سفرنا وخمسون اذا رجعنا فقبلوا
الدیۃ زید بن ضمیرہ سے روایت ہے میرے باپ اور چچا نے روایت کیا وہ دونوں جنگ حنین میں موجود تھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اون دونوں نے کہا آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ ایک درخت کے تلے بیٹھے تو اقرع بن
حابس آپ کی طرف اٹھ گئے اور وہ سردار تھے قبیلہ خندف کے اور رد کرتے تھے قصاص کو محلم بن جثامہ سے
ف محلم بن جثامہ نے عامر بن اضبط کو جو قبیلہ اشجع میں سے تھے مار ڈالا تھا تو اقرع کہتے تھے محلم سے قصاص
نہ لیا جاوے اور عیینہ قصاص پر زور دیتے تھے **ف** اور عیینہ عامر بن اضبط کے خون کا دعوی کرتے تھے وہ
اشجعی تھے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم دیت قبول کرتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ایک شخص بنی
لیث میں سے کھڑا ہوا جسکو مکیتل کہتے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی یہ قتل اسلام کو غلبہ کی حالت

مین مشابہ ہی ان بکریون کے جو پانی پینے کو آئین پھر ہانکا گیا ان کا پہلا گروہ تو بھاگا اسکی وجہ سے پچھلا گروہ بھی انکا
ف اس تشبیہ سے یہ غرض ہے کہ اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو اس سے بہت بڑا دوسرا فساد اٹھہ کھڑا
ہوتا مسلمان آپس مین لڑنے لگتے تو اس کا بندوبست ایسا ہوا جیسے بکریون کا گلہ پانی پینے کو چلا لیکن آگے
کی بکریون کو مار کر وہان سے ہٹا دیا گیا تو پیچھے کی بھی بکریان بھاگ گئین اگر نہ مارتا تو پھر سب چلی آتین اسیطرح
اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو دوسرے لوگ بھی اس مین شریک ہوجاتے اور فساد عظیم ہوتا ف آخر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پچاس اونٹ (دیت کے) تو ہمارے اس سفر کی ہی حالت مین لے لو اور
پچاس جب لینا جب ہم مدینہ کو پہونچین پھر انہون نے دیت قبول کرلی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قتل عمدا دفع الی اولیاء القتیل فان
شاءوا قتلوہ وان شاءوا اخذوا الدیۃ وذلک ثلثون حقۃ وثلثون جذعۃ واربعون خلفۃ
وذلک عقل العمد وما صولحوا علیہ فھو لھم وذلک تشدید العقل عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمداً قتل کرے وہ مقتول کے وارثون کے حوالے کردیا
جاوے گا خواہ اسکو قتل کرین خواہ دیت لیوین اور دیت تیس حقہ (تین برس کا جو چوتھے مین لگا ہو) ہونگی اور
تیس جذعہ (چار برس کا جو پانچوین مین لگا ہو) اور چالیس حاملہ اونٹنیان ہونگی اور قتل عمد کی دیت یہی ہے اور جو
صلح سے ٹہیر جاوے وہ مقتول کے وارثون کو ملیگا لیکن دیت کا سخت کرنا یہی ہے ف کہ سو اونٹون مین چالیس
حاملہ اونٹنیان ہون اور دیت مغلظہ کا بیان آگے آتا ہے باب دیۃ شبہ العمد شبہ عمد مین دیت
مغلظہ ہے ف قتل یا عمداً ہے یا خطأً امام مالک کا یہی قول ہے اور شافعی اور اہلحدیث نے کہا کہ ایک قتل اور
ہے جسکو شبہ عمد بھی کہتے ہین اور امام مالک کے نزدیک وہ قتل خطا مین داخل ہے پس درحقیقت دو ہی قسمین ہوئین
خیر قتل عمد تو یہ ہے کہ کوئی دوسرے کو عمداً یعنے بارادہ قتل کسی ہتیار سے یا ایسے بہاری پتھر یا لکڑی سے مارے
جس سے آدمی اکثر مرجاتا ہے اور قتل خطا یہ ہے کہ انسان مارنا اور کسیکو چاہتا تھا لیکن ہتیار دوسرے کسی کو
لگ گیا بلا ارادہ یا آدمی کو دور سے جانور سمجھ کر مارا یا کنوان کھودا اس مین کوئی گر کر مرگیا اور شبہ عمد جسکو
خطا بھی کہتے ہین یہ ہے کہ انسان ایسے چھوٹی لکڑی یا چھوٹے پتھر سے کسیکو عمداً مارے جس سے آدمی مرتا نہین
لیکن وہ مرجاوے اسیکا بیان اس باب مین ہے اس مین دیت مغلظہ واجب ہوگی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی
بہاری پتھر یا سوٹی لٹھ سے بھی کسیکو عمداً مارے جس سے اکثر آدمی مرجاتا ہے تو وہ بھی شبہ عمد ہے اس پر

قصاص واجب ہوگا لیکن جمہور علماء انکے خلاف میں ہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَتِيْلُ الْخَطَاءِ شِبْهِ الْعَمْدِ قَتِيْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَرْبَعُوْنَ مِنْهَا خَلِفَةٌ فِيْ بُطُوْنِهَا أَوْلَادُهَا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد یعنے خطا کا مقتول وہ ہے جو کوڑے یا لکڑی (یعنے چھڑی چھوٹی لکڑی) سے مارا جاوے (عمدًا) اسمین اونٹ دیت کی ہین ان اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون جنکے پیٹ مین انکی اولاد ہو ف اصل دیت سو اونٹ یا سو گائین یا دو ہزار بکریاں یا ہزار دینار یا بارہ ہزار درم ہین یا دو سو جوڑے کپڑے کے لیکن بعض جرمون مین یہ دیت سخت کی جاتی ہے اسکو دیت مغلظہ کہتے ہین وہ یہ ہے کہ سو اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور عقبہ بن اوس کی روایت مین جسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ مین بھی نکالا ایسا ہی ہے اور بیان کیا بخاری نے راویون کا اختلاف اس حدیث مین اور دارقطنی نے اور امام احمد نے اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد کی دیت مغلظہ ہے قتل عمد کی دیت کی طرح لیکن شبہ عمد مین قصاص نہ ہوگا وہ یہ ہے کہ شیطان کود آوے لوگون مین اور خون ہوجاوے نہ عداوت ہو نہ کوئی ہتیار اوٹہاوے (ملکہ لات گھونسی یا چھڑی یا کوڑا مارنے سے کوئی مرجاوے) اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ قتل تین قسم پر ہے عمد اور خطا اور شبہ عمد تو عمد مین تو قصاص ہے اور خطا مین دیت ہے اور شبہ عمد مین وہ یہ ہے کہ اس چیز سے عمدًا ماری بہ نیت قتل جس سے آدمی عادۃً نہیں مرتا جیسے چھڑی کوڑا سوئی وغیرہ دیت مغلظہ ہے یعنے سو اونٹ جن مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور یہی مذہب ہے زید بن علی اور شافعیہ اور احمد اور اسحاق اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور لیث نے کہا کہ قتل دو ہی قسم ہے عمد یا خطا اور قتل خطا وہ ہے جو کسی سبب سے ہوجاوے (جیسے کنوان کھودا اس مین کوئی گر جاوے) یا قاتل غیر مکلف ہو یا اسکی نیت قتل کی نہ ہو یا اس چیز سے قتل کرے جس سے عادۃً آدمی نہین مرتا اور قتل عمد وہ ہے جو اسکے سوا ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ اسپر اجماع ہے حالانکہ جمہور کا مذہب اسکے خلاف ہے (روضہ مع تصرف) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ عقبہ بن اوس نے عبداللہ بن عمرو سے ایسے ہی روایت کی ہے ف اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ مین اس مین عقبہ نے ایک صحابی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس دن مکہ فتح ہوا آپنے فرمایا خطا عمد کا مقتول وہ ہے جو لکڑی یا کوڑے یا پتھر سے مارا جاوے اس مین دیت مغلظہ ہے سو اونٹ چالیس اون مین سے ثنیہ بازل تک اور سب حاملہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ

نَحْمَدُ اللّٰہَ وَاَثْنیٰ عَلَیْہِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اَلَا اِنَّ قَتِیْلَ الْخَطَاءِ قَتِیْلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا فِیْہِ مِائَۃٌ مِّنَ الْاِبِلِ مِنْھَا اَرْبَعُوْنَ خَلِفَۃً فِیْ بُطُوْنِھَا اَوْلَادُھَا اَلَا اِنَّ کُلَّ مَاثُرَۃٍ کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَدَمٍ تَحْتَ قَدَمَیَّ ھَاتَیْنِ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ سَدَانَۃِ الْبَیْتِ وَسِقَایَۃِ الْحَاجِّ اَلَا اِنِّیْ قَدْ اَمْضَیْتُھُمَا لِاَھْلِھِمَا کَمَا کَانَا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دن مکہ فتح ہوا تو کعبہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی اسکی ثنا بیان کی پھر فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے اپنے وعدے کو سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے گروہوں کو اس نے اکیلے شکست دی آگاہ رہو خطا کا مقتول کوڑے اور چھڑی سے جو مارا جاوے وہ ہے اس میں سو اونٹ لازم ہیں دیت کے) ان میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں جنکے پیٹوں میں بچے ہوں انکے آگاہ رہو جاہلیت کی زمانہ کی ہر رسم اور جاہلیت کی زمانے میں جو خون ہوا وہ سب میرے ان دونوں پاؤں کے تلے ہیں (یعنے وہ سب لغو ہوگئے ان میں سے کسیکا اعتبار نہ رہا اسی طرح کفر کے وقت کی کل رسمیں اور عادتیں بھی مٹ گئیں) مگر بیت اللہ کی خدمت (جیسے جاروب کشی صفائی روشنی وغیرہ) اور حاجیوں کو پانی پلانا میں ان دو باتوں کو قائم رکھتا ہوں انہی کے لیے جنکو پہلے یہ دونو کام سپرد تھے

بَابُ دِیَۃِ الْخَطَاءِ قتل خطا کی دیت کا بیان

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ جَعَلَ الدِّیَۃَ اثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیت کی بارہ ہزار درم مقرر کیے **ف** جب بنی عدی کا ایک شخص مارا گیا نکالا اوسکو ابوداؤد نے اور ترمذی نے بھی اسکو نکالا مرفوعًا اور مرسلًا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ خَطَاءً فَدِیَتُہٗ مِنَ الْاِبِلِ ثَلٰثُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلٰثُوْنَ اِبْنَۃَ لَبُوْنٍ وَثَلٰثُوْنَ حِقَّۃً وَعَشَرَۃٌ بَنِیْ لَبُوْنٍ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَوِّمُھَا عَلٰی اَھْلِ الْقُرٰی اَرْبَعَمِائَۃِ دِیْنَارٍ اَوْ عِدْلَھَا مِنَ الْوَرِقِ وَیُقَوِّمُھَا عَلٰی اَزْمَانِ الْاِبِلِ اِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِیْ ثَمَنِھَا وَاِذَا ھَانَتْ نَقَصَ مِنْ ثَمَنِھَا عَلٰی نَحْوِ الزَّمَانِ مَا کَانَ فَبَلَغَ قِیْمَتُھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ اَرْبَعِ مِائَۃِ دِیْنَارٍ اِلٰی ثَمَانِ مِائَۃِ دِیْنَارٍ اَوْ عِدْلِھَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِیَۃَ اٰلَافِ دِرْھَمٍ وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ کَانَ عَقْلُہٗ فِی الْبَقَرِ عَلٰی اَھْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَۃٍ وَمَنْ کَانَ عَقْلُہٗ فِی الشَّاءِ عَلٰی اَھْلِ الشَّاءِ اَلْفَیْ شَاۃٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطا سے مارا جاوے اسکی دیت تیس اونٹنیاں ایک ایک سال کی ہیں جو دوسرے سال میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں دودو

سال کی ہین جو تیسرے سال مین لگی ہون اور تیس اونٹنیان تین تین سال کی ہین جو چوتہے سال مین لگی ہون اور دس
دو دو برس کے اونٹ ہین اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی قیمت گاؤن والون پر چار سو دینار لگاتے یا اتنے ہی
قیمت کی چاندی اور دیت کی قیمت اونٹون کے نرخ پر لگاتے جب اونٹ گران ہوتے تو دیت بہی زیادہ ہوتی اور جب اونٹ
ارزان ہوتے تو دیت بہی کم ہوجاتی جیسا نرخ بدلتا تو آن حضرت صلی کے زمانہ مین دیت کی قیمت چار سو دینار سے آٹھ
سو دینار تک پہونچی اور اسکے برابر چاندی مین سے آٹھ ہزار درم ہوتے تہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یہ بہی حکم دیا کہ گائے بیل والون سے دیت مین دو سو گائین لیجاوین اور بکری والون سے دو ہزار بکریان **ف** یہ حدیث
ضعیف ہے اسکے اسناد مین محمد بن راشد دمشقی مکحولی ہے اور اس مین کلام کیا ہے بہت لوگون نے لیکن ثقہ کہا اسکو
ایک جماعت نے اور نکالا اسکو احمد اور ابو داؤد نے بہی اور نسائی نے بہی اور روضہ **عن** عبد اللہ بن مسعود قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الخطا عشرون حقة وعشرون جذعة وعشرون بنت
مخاض وعشرون بنت لبون وعشرون بني مخاض عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا قتل خطا کی دیت بیس اونٹنیان ہین تین تین برس کی جو چوتہے مین لگی ہون اور بیس اونٹنیان ہین
چار چار برس کی جو پانچوین مین لگی ہون اور بیس اونٹنیان ہین ایک ایک برس کی جو دوسرے مین لگی ہون اور
بیس اونٹنیان ہین دو دو برس کی جو تیسرے مین لگی ہون اور بیس اونٹ ہین ایک ایک سال کے جو دوسرے مین لگی ہون
ف یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ہے اور زید بن جبیر مین بہی لوگون نے کلام کیا ہے
عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم جعل الدية اثني عشر الفا قال وذلك قوله وما نقموا
الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله قال باخذهم الدية ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت
ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت کی بارہ ہزار درم مقرر کیے اور یہ جو آیت ہے وما نقموا الا ان اغناہم اللہ
ورسولہ من فضلہ یعنی کافر غصے نہین ہوئے اپر مگر اس بات سے کہ اللہ اور رسول اللہ نے انکو مالدار کر دیا اپنے فضل سے
اسکا مطلب یہ ہے کہ مالدار کر دیا دیت لیکر **ف** ایک شخص تہا جلاس بیٹہے وہ منافق تہا اسکا مولی مارا گیا تو
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیت دلائی وہ مالدار ہوگیا پہر اس نے نفاق سے توبہ کی اور سچا مومن ہوا تب منافق
اسپر غصے ہوئے پہر یہ آیت اتری اور عمرو بن حزم کی حدیث مین ہے کہ جان کی دیت سو اونٹ ہین یہ حدیث صحیح ہے
اور ابو داؤد نے مسندا اور مرسلا جابر سے نکالا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ والون پر دیت مقرر کی
سو اونٹ اور گائے والون پر سو گائین اور بکری والون پر دو ہزار بکریان اور کپڑے والون پر دو سو جوڑے اور ابو داؤد

نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا جیسے اوپر گذرا اس مین یہ زیادہ ہی کہ اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کی آدہی
مقرر کی اور ایسا ہی عمل ہوتا رہا یہانتک کہ حضرت عمر خلیفہ ہوی اونہون نے سونے والون پر ہزار دینار دیت کی مقرر
کیے اور چاندی والون پہ بارہ ہزار درم اور گائے والون پر دو سو گائین اور بکری والون پر دو ہزار بکریان اور کپڑے
والون پہ دو ہزار جوڑے اور موطا مین ہی کہ حضرت عمر نے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والون پر ہزار دینار مقرر کیے
اور چاندی والون پر بارہ ہزار درم امام مالک نے کہا سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہین اور چاندی والے عراق
کے لوگ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ دیت سو اونٹ ہین یا ہزار دینار یا دس ہزار درم اور صاحبین نے کہا وہی جو حضرت
عمر نے ٹھیرایا (روضہ) لمعات مین ہی کہ دیت خطا کی وہی ہے جو ابن مسعود کی حدیث مین مروی ہے لیکن شافعی
نے بجائے بیس ایک ایک سال کے اونٹون کے دو دو سال کے بیس اونٹ رکہے ہین اور یہ حدیث ان پر حجت ہی **باب**
الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ دیت عاقلہ پر (یعنے قاتل پر اور قاتل کے کنبے والون
اور برادری والون پر) واجب ہوگی اگر کسیکا عاقلہ نہ ہو (اور قاتل کے پاس مال نہ ہو دیت کی موافق) تو بیت
المال مین سے دیت دیجاوے گی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيَةِ عَلَى
الْعَاقِلَةِ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیت کا فیصلہ کیا قاتل کے عاقلہ پر **عَنِ**
الْمِقْدَامِ الشَّامِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ
وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ مقداد شامی سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جسکا کوئی وارث نہین اسکا مین وارث ہون مین اسکی طرف سے دیت دونگا اور اسکا ترکہ بھی مین لونگا
اور ماموں وارث ہی اسکا جسکا اور کوئی وارث (جو ماموں پر مقدم ہے) نہ ہو وہ اپنے بہانجے کی طرف سے دیت دیگا
اور اسکا وارث بھی ہوگا **باب** مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ أَوِ الدِّيَةِ جو مقتول کے وارثون
کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اسکا گناہ **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصًا فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْخَطَإِ وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ
حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ
ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندہا دہند فساد مین مارا جاوے یا تعصب
کیوجہ سے پتہر یا لکڑی سے یا کوڑے سے تو اسکی دیت لازم ہوگی جیسے قتل خطا مین ہے اور جو عمداً مارا جاوے تو قاتل
پر قصاص ہوگا اور جو شخص حائل ہو دیت یا قصاص مین تو اسپر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون

کی اور اسکا نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض **ف** یہی حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انصاف اور شرع کی بات سے روکے اور اس میں خلل ڈالے وہ ملعون ہے اسکا نماز روزہ سب بے فائدہ ہے اور اندھا دھند فساد سے یہ مطلب ہے کہ اسکا قاتل معلوم نہ ہو یا قتل کی کوئی وجہ نہ ہو یا کوئی اپنے لوگوں کیطرفداری کرتا ہو اس میں مارا جاوے یہ عصبیت ہے تعصب بھی اسی سے نکلا ہے مطلب یہ ہے کہ ہتیار سے نہ مارا جاوے عمداً البتہ چھوٹے پتھر یا چھڑی سے یا کوڑے سے مارا جاوے تو اس میں دیت ہی ہوگی قصاص نہوگا جیسے اوپر گذرا **باب** مالا قود فیہ جس میں قصاص نہیں ہے **عن** نمران بن جاریۃ عن ابیہ ان رجلا ضرب رجلا علی ساعدہ بالسیف فقطعھا من غیر مفصل فاستعدی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر لہ بالدیۃ فقال یا رسول اللہ انی ارید القصاص فقال خذ الدیۃ بارک اللہ لک فیھا ولم یقض لہ بالقصاص نمران بن جاریہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ پر تلوار سے مارا اسکی بانہہ کٹ گئی لیکن جوڑ سے نہیں کٹی پھر مجروح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی آپ نے اسکو دیت دلائی وہ بولا میں قصاص چاہتا ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دیت لے اللہ تجھے برکت دیوے اور قصاص کا فیصلہ اسکے لیے نہیں کیا **ف** جن زخموں میں برابری ہو سکے تو قصاص کا حکم دیا جاوے گا مثلاً کوئی عضو جوڑ سے کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے کا بھی وہی عضو جوڑ سے کاٹا جاویگا اور جن زخموں میں برابری نہ ہو سکے تو ان میں قصاص کا حکم نہ ہوگا بلکہ دیت دلائی جاوینگی **عن** العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا قود فی المامومۃ ولا الجائفۃ ولا المنقلۃ عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو زخم بھیجے تک پہونچ جاوے یا پیٹ تک یا اس سے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے تو اس میں قصاص نہ ہوگا **ف** اسلیے کہ ان زخموں میں مساوات مشکل ہے البتہ ناک کان زبان کاٹنے میں یا آنکھ پھوڑنے میں یا انگلی کاٹنے میں جوڑ پر سے یا ذکر یا انثیین کاٹنے میں قصاص لیا جاویگا (روضہ) اسیطرح دانت توڑنے میں یہ تو قرآن شریف ہی میں موجود ہے **باب** الجارح یفتدی بالقود اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہو جاوے تو درست ہے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا جھم بن حذیفۃ مصدقا فلاجہ رجل فی صدقتہ فضربہ ابو جھم فشجہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا القود یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم کذا وکذا فلم یرضوا فقال لکم کذا وکذا فرضوا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی خاطب علی الناس ومخبرھم برضاکم قالوا نعم فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ھؤلاء اللیثیین

أتوني يريدون القود فعرضت عليهم كذا وكذا أرضيتم قالوا لا فهم بهم المهاجرون فأمر
النبي صلى الله عليه وسلم أن يكفوا فكفوا ثم دعاهم فزادهم فقال أرضيتم قالوا نعم قال إني
خاطب على الناس ومخبرهم برضاكم قالوا نعم فخطب النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال أرضيتم
قالوا نعم قال ابن ماجة سمعت محمد بن يحيى يقول تفرد بهذا معمر لا أعلم رواه غيره حضرت عائشہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو مصدق مقرر کر کے بھیجا (مصدق وہ جو لوگوں
سے زکوٰۃ تحصیل کرتا ہے) ان سے ایک شخص نے جھگڑا کیا ابوجہم نے اسکو مارا اسکا سر پھوٹ گیا اور اسکے لوگ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم قصاص چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم اسقدر اس
قدر مال قبول کرو وہ راضی نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا اچھا اتنا اتنا مال لو تب وہ راضی ہوئے آپنے فرمایا میں لوگوں
کو خطبہ سناؤں اور تمہاری رضامندی کی خبر کردوں انہوں نے کہا بہت اچھا پھر آپنے خطبہ سنایا اور فرمایا یہ
لیث کے لوگ میرے پاس آئے اور قصاص چاہتے تھے میں نے ان کو کہا اتنا اتنا مال لے لو کیا تم اسپر راضی ہو
وہ بولے ہم راضی نہیں ہیں (اسوقت اپنے اقرار سے پھر گئے اس خیال سے کہ آپ اور زیادہ دینگے) مہاجرین نے
قصد کیا انکو سزا دینے کا آپنے حکم دیا کہ خاموش ہو رہیں وہ خاموش ہو رہے پھر آپنے ان لوگوں کو بلایا اور
کچھ زیادہ دینے کا اقرار کیا اور فرمایا کیا تم راضی ہو وہ بولے جی ہاں آپنے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سناؤں
اور تمہاری راضی ہونے کی خبر انکو کردوں انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپنے خطبہ سنایا اور پوچھا کیا تم راضی
ہو انہوں نے کہا جی ہاں ابن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحیی سے سنا وہ کہتے تھے اس حدیث کو اکیلے معمر ہی
نے روایت کیا میں نہیں جانتا اس کے سوا کسی اور نے بھی اسکو روایت کیا ہو **ف** آپ خطبہ میں انکے رضا
مندی اسلیے بیان فرماتے تھے کہ لوگ گواہ ہو جاویں اور پھر وہ اپنے اقرار سے مکر نہ سکیں چونکہ آپ کو ان کی
صداقت پر بھروسا نہ تھا اور ایسا ہوا بھی پہلے بار وہ راضی ہوکر پھر خطبہ کے وقت کہنے لگے ہم راضی نہیں ہوئے

باب دية الجنين پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان **عن** أبي هريرة قال قضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم في الجنين بغرة عبد أو أمة فقال الذي قضي عليه أنعقل من لا شرب ولا أكل ولا
صاح ولا استهل ومثل ذلك يطل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن هذا ليقول بقول
شاعر فيه غرة عبد أو أمة ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے میں
حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا تو جس شخص سے آپنے یہ دیت دلائی (جب اس کے رشتہ دار عورت نے

بنی لحیان کی ایک عورت کو مارا اور اسکا بچہ مردہ ہو کر نکل پڑا) وہ بولا کیا ہم دیت دیوین اسکی جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ وہ رویا نہ چلایا اور ایسا بچہ تو لغو ہے (یعنے ہدر ہے اسکی دیت دینا کیا ضرور ہے) آپنے فرمایا یہ تو شاعرون کا کلام کرتا ہے (مسجع اور قافیہ دار) پیٹ کو بچہ میں ایک غلام ہے یا ایک لونڈی **ف** جب بچہ پیٹ ہی سے مردہ نکلے اور جو زندہ پیدا ہو لیکن مار کے اثر سے پھر مر جاوے تو اس میں دیت یا قصاص واجب ہوگا (روضہ) دوسری روایت میں ہے یہ تو کاہنون کا سا کلام کرتا ہے عرب میں کاہن لوگ جو آیندہ کی بات بتلانے کا دعوی کرتے ایسی ہی مقفا اور مسجع باتین کہا کرتے غرض آپنے اس شخص کی برائی کی کہ شرع کے احکام کے مقابل شاعری کرنا بڑی حماقت ہے **عن** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ يَعْنِي سَقْطَهَا فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ لیا عورت کے بچے میں (جو پیٹ سے گر جاوے کسی کی مار سے) مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اس میں حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا حضرت عمر نے کہا ایک گواہ اپنے ساتھ اور لاؤ جو تمہارے ساتھ گواہی دیوے (کہ یہ حدیث سچ ہے) پھر محمد بن مسلمہ نے ان کے ساتھ گواہی دی **ف** یہ حضرت عمر نے زیادہ مضبوطی کے لیے کیا ورنہ مغیرہ سچے تھے اور خبر واحد صحبت ہے جب وہ ثقہ ہو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّهُ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ يَعْنِي فِي الْجَنِينِ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ لِي فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَقَتَلَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا ابن عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے تلاش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے پیٹ کے بچے میں کیا حکم دیا ہے پھر حمل بن مالک بن نابغہ اوٹھا اور کہنے لگا میں موجود تھا میری دو جورون میں سے ایک نے دوسری کو مارا خیمہ کی لکڑی سے تو وہ مر گئی اور اسکے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا پیٹ کے بچہ میں ایک غلام کا اور عورت کو قتل کرنے کا دوسری عورت کے قصاص میں **ف** کیونکہ جرم دو تھے ایک عورت کا قتل دوسرے اسکے بچہ کا ہر ایک کی سزا الگ الگ دلائی **باب** الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ دیت میں ترکہ ہوگا **عن** سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى كَتَبَ إِلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے دیت عاقلہ پر ہے اور جورو اپنے خاوند کی دیت میں سے حصہ نہ پاویگی یہاں تک کہ ضحاک بن سفیان نے انکو لکھا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیم ضبابی کی جورو کو ترکہ دلایا اسکے خاوند کی دیت میں سے **ف** پہلے حضرت عمر کی رائے حدیث کے خلاف تھی جب انکو حدیث پہونچی تو اسیوقت اپنی رائے سے رجوع کیا یہی حال تھا تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام علمائے صالحین کا پر اس زمانہ میں بعضے نام کے مسلمان ایسے نکلے ہیں کہ اگر ایک حدیث نہیں دس صحیح حدیثیں بھی انکو پہونچاؤ تب بھی قیاس اور رای کی تقلید نہیں چھوڑتے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ اللِّحْيَانِيِّ بِمِيرَاثِهِ مِنِ امْرَأَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا امْرَأَتُهُ الْأُخْرَى عبادہ بن صامت سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حمل بن مالک ہذلی لحیانی کو میراث دلائی اسکی جورو کی دیت میں سے جسکو اسکی دوسری جورو نے مار ڈالا تھا

باب دِيَةِ الْكَافِرِ کافر کی دیت کا بیان **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّ عَقْلَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ دیت یہودی اور نصرانی کی مسلمان کے آدھی ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور نسائی اور ترمذی اور ابن الجارود نے ترمذی نے کہا حسن ہے ابن الجارود نے کہا صحیح ہے اور ابن حزم نے عقبہ سے نکالا مرفوعا کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہیں اور نکالا اسکو طحاوی اور بیہقی اور ابن عدی نے اسکے اسنا دمیں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعی اور دارقطنی اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حضرت عمر یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار دلاتے تھے اور مجوسی کی آٹھ سو درم امام مالک کا یہی قول ہے کہ ذمی کی دیت مسلمان کے آدھی ہے اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور شافعی کے نزدیک چار ہزار درم ہیں اور منہاج میں انسے منقول ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت تہائی ہے مسلمان کی اور مجوسی کی دیت دسویں حصہ کی دو تہائیاں ہیں محلی نے کہا عمر اور عثمان اور ابن مسعود کا یہی قول ہے اور بحر میں ہے زید بن علی اور ابو حنیفہ سے کہ مجوسی کی دیت مثل ذمی کے ہے اور ثوری اور زہری اور زید بن علی اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ذمی کی دیت مثل مسلمان کے ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ اگر عمداً مارا جاوے تو مثل مسلمان کے ہے ورنہ نصف ہے اور ترمذی نے روایت کیا کہ کافر کی دیت مسلمان کے آدھی ہے اور یہ شامل ہے تمام کافروں کو ابن قیم نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اہلحدیث ایسی حدیثوں کو صحیح ہی کہتے ہیں اور ابو داؤد نے نکالا کہ دیت کی قیمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آٹھ سو دینار تھے اور آٹھ ہزار درم اور اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کے نصف تھی جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو انہوں نے مسلمان کی دیت کو

بڑھا دیا اور کافر کی دیت وہی ہے یعنی ہزار درم جیسے شافعی کا قول ہے) **باب** اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ قاتل وارث
ہوتا نہیں **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہیں ہوتا **ف** یہ اسکے جرم کی سزا ہے اکثر لوگ اپنی موروثوں
کو مار ڈالتے ہیں ان کا ترکہ لینے کے لیے تو شریعت نے قاتل کو ترکہ ہی سے محروم کر دیا تاکہ کوئی ایسا جرم نہ کرے **عن**
عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَۃَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ مُدْلِجٍ قَتَلَ ابْنَہٗ فَاَخَذَ مِنْہُ عُمَرُ مِائَۃً مِّنَ الْاِبِلِ ثَلٰثِیْنَ
حِقَّۃً وَّثَلٰثِیْنَ جَذَعَۃً وَّاَرْبَعِیْنَ خَلِفَۃً فَقَالَ اَیْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ لِقَاتِلٍ مِّیْرَاثٌ عمرو بن شعیب سے روایت ہے ابوقتادہ ایک شخص تھا بنی مدلج میں اس نے اپنی
بیٹے کو مار ڈالا تو حضرت عمر نے اس سے سو اونٹ لیے دیت کے تیس حقہ اور تیس جذعہ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں اور
کہا مقتول کا بھائی کہاں ہے (اسکو یہ سب مال دلا دیا اور باپ محروم رہا) میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل کو میراث نہیں ملیگی **باب** عَقْلُ الْمَرْاَۃِ عَلٰی عَصَبَتِھَا وَمِیْرَاثُھَا لِوَلَدِھَا
عورت کی دیت اسکی عصبات پر واجب ہوگی (جو اس کے باپ کے خاندان سے ہوں) اور اسکی میراث اسکی اولاد
کو ملیگی **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّعْقِلَ
الْمَرْاَۃَ عَصَبَتُھَا مَنْ کَانُوْا وَلَا یَرِثُوْا مِنْھَا شَیْئًا اِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَّرَثَتِھَا وَاِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُھَا بَیْنَ
وَرَثَتِھَا فَھُمْ یَقْتُلُوْنَ قَاتِلَھَا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا عورت پر جو دیت واجب ہو وہ اُسکے عصبات ادا کریں (ددھیال والے) جتنے لوگ ہوں اور وہ دیت کے
وارث نہ ہوں گے مگر اس حصے کے جو عورت کے وارثوں سے بچ رہے اور اگر عورت قتل کی جاوے تو اسکی دیت
اسکے وارثوں کو ملیگی اور وہی اسکے قاتل سے قصاص لیں گے **عن** جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدِّیَۃَ عَلَی الْعَاقِلَۃِ الْقَاتِلَۃِ فَقَالَتْ عَاقِلَۃُ الْمَقْتُوْلَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِیْرَاثُھَا لَنَا قَالَ لَا
مِیْرَاثُھَا لِزَوْجِھَا وَوَلَدِھَا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلائی قاتلہ کی
عاقلہ سے تو مقتولہ کے عاقلہ نے کہا یا رسول اللہ اسکی میراث ہم کو ملیگی (جب دیت ہم ہی سے لی جاتی ہے) آپ نے
فرمایا نہیں میراث اسکی خاوند اور اسکے لڑکے کو ملیگی **باب** اَلْقِصَاصِ فِی السِّنِّ دانت میں قصاص کا بیان
عن اَنَسٍ قَالَ کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ عَمَّۃُ اَنَسٍ ثَنِیَّۃَ جَارِیَۃٍ فَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوْا عَلَیْھِمُ الْاَرْشَ
فَاَبَوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُکْسَرُ

ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ قَالَ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ انس سے روایت ہے ربیع نے جو انس کی پھوپھی تھین ایک لڑکے کا دانت توڑ ڈالا پھر ربیع کے لوگون نے معافی مانگی لیکن لڑکے کے لوگ معافی پر راضی نہین ہوئے پھر ربیع کے لوگون نے دیت دینا چاہا انھون نے دیت لینے سے بھی انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے قصاص کا حکم دیا انس بن نضر نے کہا یارسول اللہ کیا ربیع کا دانت توڑا جاویگا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا اسکا دانت نہ توڑا جاویگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے یہ سنکر لڑکے کے لوگ راضی ہوگئے اور انہون نے معاف کردیا (اللہ نے انکے دلون کو پھیر دیا) اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک کے بعض بندے ایسے ہین جو اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھین تو اللہ تعالی انکو سچا کردیوے (جیسے انس بن نضر کو سچا کیا) **بَابُ دِيَةِ الْأَسْنَانِ** دانتون کی دیت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت سب برابر ہین (دیت مین) سامنے کے دانت اور داڑھین برابر ہین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَضَى فِي السِّنِّ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت کی دیت مین پانچ اونٹون کا فیصلہ کیا **ف** اگر خطا سے دانت توڑا جاوے یا عمد سے لیکن دیت پر رضامندی ہوجاوے اور سب دانت برابر ہین اور اس پر علما کا اتفاق ہے اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا **بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ** انگلیون کی دیت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اور یہ (دونون دیت مین) برابر ہین مراد لیا آپ نے انگوٹھے اور چھنگلیا کو **ف** اگرچہ انگوٹھے مین دو ہی جوڑ ہین اور چھنگلیا مین تین جوڑ ہین مطلب یہ ہے کہ ہر ایک انگلی کی دیت یکسان ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ كُلُّهُنَّ فِيهِنَّ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیان سب برابر ہین ہر ایک انگلی مین دس دس اونٹ دینا ہونگے **ف** یعنے دیت کا دسوان حصہ ہر ایک انگلی مین واجب ہوگا یہ قیاس کے بھی موافق ہے کیونکہ انگلیان ہاتھ اور پاؤن کی دس دس

ہیں اگر کوئی دسوں انگلیوں کو کاٹ ڈالے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہات کی انگلیاں اور پاؤں کی سب برابر ہیں ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ہیں **عن** اَبِی مُوسَی الاَشعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ الاَصَابِعُ سَوَاءٌ ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیاں سب برابر ہیں **ف** اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بھی نکالا

باب المُوضِحَۃِ اس زخم کا بیان جو ہڈی کو کھول دیوے لیکن توڑے نہیں (عربی میں اسکو موضحہ کہتے ہیں) **عن** عَمرِو بنِ شُعَیبٍ عَن اَبِیہِ عَن جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی المَوَاضِحِ خَمسٌ خَمسٌ مِنَ الاِبِلِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک موضحہ میں پانچ پانچ اونٹ ہیں

باب مَن عَضَّ رَجُلًا فَنَزَعَ یَدَہٗ فَنَدَرَ ثَنِیَّتَاہُ (ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا دانتوں سے) اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اسکے دانت نکل پڑے تو کیا حکم ہے **عن** یَعلَی وَسَلَمَۃَ ابنَی اُمَیَّۃَ قَالَا خَرَجنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی غَزوَۃِ تَبُوکَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا فَاقتَتَلَ ھُوَ وَرَجُلٌ آخَرُ وَنَحنُ بِالطَّرِیقِ قَالَ فَعَضَّ الرَّجُلُ یَدَ صَاحِبِہٖ فَجَذَبَ صَاحِبُہٗ یَدَہٗ مِن فِیہِ فَطَرَحَ ثَنِیَّتَہٗ فَاَتَی رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَلتَمِسُ عَقلَ ثَنِیَّتِہٖ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَعمِدُ اَحَدُکُم اِلَی اَخِیہِ فَیَعَضُّہٗ کَعِضَاضِ الفَحلِ ثُمَّ یَاتِی یَلتَمِسُ العَقلَ لَا عَقلَ لَھَا قَالَ فَاَبطَلَھَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یعلی اور سلمہ بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا اس سے اور ایک شخص سے لڑائی ہوئی اور ہم راہ میں تھے تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ گھسیٹا تو دوسرے کا دانت نکلکر گر پڑا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنے دانت کی دیت مانگتا تھا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کاٹتا ہے نر جانور کی طرح پھر آتا ہے دیت مانگنے کو کچھ دیت نہیں ہے اسکے لیے اور آپ نے اسکی دانت کو لغو کر دیا **ف** اسلیے کہ اسکا دانت اسی کی قصور سے ٹوٹا نہ وہ کاٹتا نہ دوسرا ہاتھ اپنا کھینچتا اور جب اس نے کاٹا تو وہ بیچارہ کیا کرتا آخر ہاتھ چھڑانا ضرور تھا **عن** عِمرَانَ بنِ حُصَینٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ رَجُلًا عَلَی ذِرَاعِہٖ فَنَزَعَ یَدَہٗ فَوَقَعَت ثَنِیَّتُہٗ فَرُفِعَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَاَبطَلَھَا وَقَالَ یَقضَمُ اَحَدُکُم کَمَا یَقضَمُ الفَحلُ عمران بن حصین سے روایت ہے ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ کو کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا کاٹنے والے کا دانت گر گیا پھر یہ مقدمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اسکو لغو کر دیا اور فرمایا تم

ہیں ہے ایک نر جانور کی طرح کاٹتا ہے **باب** لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ کافر کے بدل مسلمان مارا نہ جاویگا **عن**
أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا
إِلَّا مَا عِنْدَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللَّهُ رَجُلًا فَهْمًا فِي الْقُرْآنِ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فِيهَا الدِّيَاتُ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ ابوجحیفہ سے روایت ہے میں نے حضرت علی سے کہا کیا تمہاری
پاس کوئی ایسا علم ہے جو اور لوگوں کے پاس نہیں ہے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو خاص کوئی علم سکھلایا
ہتا جو اوروں کو نہیں بتلایا جیسے حضرات امامیہ اور شیعہ خیال کرتے ہیں) انہوں نے کہا نہیں قسم خدا کی ہماری پاس وہی
علم ہے جو اور لوگوں کے پاس ہے اصرف اتنی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالی بعضے اپنے بندوں کو قرآن میں ایک سمجھ
دیتا ہے (جو ہر شخص کو نہیں ہوتی اور وہ اس سمجھ کی وجہ سے قرآن سے بہت باتیں نکالتا ہے جو عام لوگوں کو معلوم نہیں
ہوتیں یہ کوئی نیا علم نہیں ہے بلکہ ذہن کی تیزی اور سمجھ ہے) اور چند باتیں ہیں جو اس کتاب میں ہیں (جو آن حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص مجھکو بتلائیں اس کتاب میں دیتوں کا بیان تہا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
ہتا کہ مسلمان کافر کے بدل نہ مارا جاوے **ف** یہ صحیح حدیث ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا انکی روایت میں یوں ہے کہ ابو
جحیفہ نے کہا کیا تمہارے پاس کچہ وحی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے ایعنے سوا جو وہ قرآن میں جو سب لوگوں کے پاس
ہے اس سے ہی شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پورا نہیں ہے اس میں چند سورتیں غائب ہیں اور پورا
قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کے پاس تہا پہر ہر ایک امام کے پاس آتا رہا یہانتک کہ امام مہدی پاس
آیا وہ غائب ہیں جب ظاہر ہونگے تو دنیا میں پورا قرآن پہیلیگا معاذ اللہ یہ سب انکا ذہب اور خرافات ہیں احضرت علی نے
کہا نہیں قسم اسکی جس نے دانہ کو چیرا اور جان کو پیدا کیا اخیر تک اور علماء نے اسپر اجماع کیا کہ مسلمان کافر حربی کے
بدل نہ مارا جاویگا اور ایسا ہی کافر ذمی کے بدل بہی جمہور کے نزدیک اور اہل حدیث کا بہی یہی مذہب ہے لیکن ابوحنیفہ
کے نزدیک مسلمان ذمی کافر کے بدل قتل کیا جاویگا اور انکی حجت ضعیف ہے اور روضہ میں جو ابوحنیفہ کا مذہب جمہور
کے موافق لکہا ہے یہ صریح غفلت ہے اور مالک نے کہا کہ اگر مسلمان فریب سے ذمی کافر کو مار ڈالے تو وہ قتل کیا جاویگا
اور شافعی نے کہا کہ کسی حال میں قتل نہ کیا جاوے گا اور وہی قول ہے اہلحدیث کا اور یہی صحیح ہے اور صحیح حدیثیں
علی اور عبداللہ بن عمر کی اسکو مؤید ہیں **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ

بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کافر کے بدل قتل نہ کیا جاویگا اور نہ وہ کافر قتل کیا جاوے گا جس سے عہد کیا جاوے اپنے عہد میں ف یعنے عہد کیا جاوے اسکی حفاظت اور امن کا کیونکہ دین اسلام میں عہد شکنی کسی حال میں جائز نہیں **باب** لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهٖ باپ اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا ف مگر دوسری سزا جو امام مناسب سمجھے دے سکتا ہے اور مالک کہتے ہیں اگر اولاد کو ذبح کرے تو قتل کیا جاوے گا اور اولاد اگر باپ کو قتل کرے تو قتل کیے جاوینگے اسپر سب کا اتفاق ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد کے بدل والد قتل نہ کیا جاویگا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے والد اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاویگا ف اسکو نکالا ترمذی نے بھی لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور احمد اور بیہقی اور دارقطنی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا اس کے راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے سراقہ سے بھی ایسا ہی نکالا اسکی اسناد میں ضعف ہے اور ابن عباس سے بھی نکالا (روضہ) **باب** هَلْ يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہیں ف غلام تو آزاد کے بدل بالاتفاق مارا جاوے گا لیکن آزاد غلام کے بدل اس میں اختلاف ہے حنفیہ اور سعید بن المسیب اور شعبی اور نخعی اور قتادہ اور ثوری سے یہ منقول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اور دوسروں کے نزدیک آزاد غلام کے بدل قتل نہ کیا جاویگا یہ اختلاف جب ہے کہ مقتول خود قاتل کا غلام نہ ہو بلکہ دوسرے کسی کا لیکن اگر قاتل کا غلام ہو تو بالاتفاق مولے اپنے غلام لونڈی کے عوض میں قتل نہ ہوگا بحر میں اسپر اجماع نقل کیا ہے لیکن نخعی سے اسکا خلاف منقول ہے اور بعض تابعین سے یہ ترمذی نے روایت کیا عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے غلام کو قتل کریگا ہم اسکو قتل کرینگے اور جو کوئی اسکے ناک کان کاٹے ہم اسکے ناک کان کاٹیں گے ف یہ دلیل ہے نخعی اور بعض تابعین کی جنکے نزدیک غلام اور مولی میں قصاص لازم آتا ہے اور جب اپنے غلام کے مارنے میں قصاص ہوا تو دوسرے کا غلام مارنے میں بطریق اولی قصاص ہوگا اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور منسوخ ہے اور قرآن میں ہے کہ آزاد آزاد کے بدل قتل ہوگا اور غلام غلام کے بدل اور غلام ملک ہے مولی کا اور مولی ہی اسکا وارث ہے تو طالب قصاص کون ہوگا اور

ممکن ہے کہ حدیث منسوخ نہ ہو بلکہ تعزیراً آپ نے قتل کرنے کو فرمایا ہو تاکہ لوگ اپنے غلام لونڈی کے قتل سے بچے رہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ وَعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدَهُ عَمْدًا مُتَعَمِّدًا فَجَلَدَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً وَنَفَاهُ سَنَةً وَمَحَا سَهْمَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً مار ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لیے اسکو جلاوطن کر دیا اور اسکا حصہ مسلمانوں کے حصوں میں سے نکال دیا ف اور اس سے قصاص نہیں لیا اور ایک روایت میں ہے کہ ایک بردہ اسکو آزاد کرنے کا حکم دیا یہ دارقطنی نے نکالا اور اس پر دلیل لی جمہور علما نے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور بیہقی اور ابن عدی نے عمر رضہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کا قصاص اسکے مالک سے نہ لیا جاویگا اور نہ اولاد کا والد سے اس کے اسناد میں عمرو بن عیسے ہے اسکی منکر الحدیث ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ آزاد غلام کے بدل قتل نہ کیا جاویگا اسکی اسناد میں کئی متروک ہیں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا سنت یہ ہے کہ آزاد نہ مارا جاوے غلام کے بدل اسکے اسناد میں جابر جعفی متروک ہے اور بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا اور یہ سب حدیثیں ملکر قوی ہو جاتی ہیں

باب يُقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ كَمَا قَتَلَ جسطرح قاتل نے قتل کیا اسیطرح قصاص لینا ف شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ ولی مقتول کو اختیار ہے جسطرح قاتل نے مقتول کو قتل کیا اسی طرح سے اسکو قتل کرے یا صرف تلوار سے گردن اڑادے اور ابو حنیفہ نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے انکی دلیل آگے آتی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ امْرَأَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقَتَلَهَا فَرَضَخَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ انس بن مالک سے روایت ہے ایک یہودی نے ایک عورت کا سر کچلا دو پتھروں کے بیچ میں اور اسکو مار ڈالا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کا سر کچلا دو پتھروں میں ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ بڑے پتھر سے اگر کوئی مارے جس سے آدمی مر جاتا ہے تو اس میں قصاص واجب ہوتا ہے تو وہ قتل عمد ہے اس میں قصاص واجب ہوگا جیسے اوپر گذرا اور اکثر علما کا یہی قول ہے جیسے مالک اور احمد اور شافعی اور ابو یوسف و محمد کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک شبہ عمد ہے اس میں قصاص نہ ہوگا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَجَرَيْنِ انس بن مالک سے روایت ہے ایک یہودی نے ایک لڑکی کو مار ڈالا اسکا زیور لینے کے لیے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی سے پوچھا (وہ

ابهی زندہ تهے) کیا تجهے فلان شخص نے مارا اس نے اشارہ سے کہا نہین پهر آپ نے دوسری بار پوچها اس نے اشارہ کیا
نہین پهر آپ نے تیسری بار پوچها تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہان پهر آپ نے اس یہودی کو قتل کیا دو پتهرون سے
ف اسوجہ سے کہ یہودی نے اقرار کیا جرم کا جب پکڑا گیا اور صرف مقتول کا قول کہ مجهہ کو فلان نے قتل کیا ثبوت جرم کے
لیے کافی نہین ہے اگر مجرم انکار کرے اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت مین کافی ہے **باب**
لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **ف** یعنی جب مقتول کا ولی اسطرح سے مارنا چاہے جسطرح سے
قاتل نے مارا تها یا وہ طرح ہی معلوم نہ ہو تو قاتل کو تلوار ہی سے قتل کرین گے یعنے اسکی گردن اوڑا دینگے اور دوسرے
کوئی طرح سے نہ مارینگے شرع محمدی کا یہی حکم ہے لیکن افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بعض عربون نے برخلاف شرع
قاتل کا بندوق سے مارنا اختیار کیا ہے اور بعض مسلمانون نے نصاری کیطرح پهانسی دینا شروع کیا ہے بعضون نے
سولی دینا **عَنْ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ نعمان بن
بشیر سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **عَنْ** اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ابی بکرہ سے بهی ایسے ہی روایت ہے **باب** لَا یَجْنِیْ
اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی سے ہوگا **ف** یہی شرع کا حکم ہے اور یہی قانون عدالت کا یعنے یہ نہ
ہوگا کہ باپ کے جرم مین بیٹا پکڑا جاوے یا بیٹے کے جرم مین باپ جیسے ظالم لوگ کیا کرتے ہین۔ عرب مین جاہلیت کے
زمانہ مین یہ دستور تها کہ جب ایک شخص نے کسیکو مار ڈالا تو مقتول کے قبیلے والے اسکے بدل قاتل کے قبیلے مین سے
ایک شخصکو مار ڈالتے خواہ وہ قاتل ہوتا یا نہ ہوتا یہ صریح بے انصافی اور بے عقلی ہے اور افسوس ہے کہ اس زمانہ مین
پهر عربستان مین دیہاتی لوگون مین سے شرع محمدی اوٹهہ گئی ہے اور جاہلیت کے قاعدے جاری ہو رہے ہین اور عرب
کے عالم اور مولوی اپنے گهرون مین بیٹهے ہوئے اچهے کهانے کهاتے ہین اور عیش کرتے ہین نہ ان جاہلون کو خدا
رسول کی بات بتلاتے ہین نہ ہر گانون مین جاکر وعظ ونصیحت کرتے ہین نہ اللہ ورسول صلعم کا حکم پہونچاتے ہین
یہ عالم اور مولوی قیامت کے دن پکڑے جاوینگے مولویون کو لازم ہے کہ ہمیشہ مسلمانون کی بستیون اور دیہات کا
دورہ کرتے رہین اور دین کے ضروری اعتقادات اور مسائل نماز روزہ کے زبانی عوام کو سمجهاتے اور سکهلاتے رہین یہ
انکا اصلی کام ہے کیونکہ ہر ایک شخص علم حاصل نہین کر سکتا اور بغیر بتائے کوئی ادنی بات بهی معلوم نہین ہو سکتی یہ بهی
ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم دین کی کهلی بات کو بهی کهلے اور واضح اور مشہور سمجهہ کر اپنے بچون کو اوسکی تعلیم نہ کرین بغیر بتلائے
نہ کهلے بات معلوم ہو سکتی ہے نہ پوشیدہ ہمارے زمانہ مین اسکا تجربہ اکثر مقامون مین ہو چکا ہے مسلمانون کے کئی بڑے

لڑکون سی جو سارا قرآن پڑھ گئی تھے اور اردو اور فارسی بھی یہ پوچھا گیا کہ بھلا قرآن کس کا کلام ہے اور کسپر اترا ہے
تو وہ حیران اور خاموش رہ گئے بعضون نے کہا مولویون پر اترا ہوگا لاحول ولا قوۃ اسکا سبب یہی تھا کہ ان کو والدین
اور استادون نے قرآن تو طوطی کیطرح پڑھا دیا مگر دین کے ضروری اعتقاد اور مسائل انکو تعلیم نہین کیے یہ سمجھ کر کہ یہ
باتین تو سب کو معلوم ہین لاحول ولا قوۃ **عن** سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا
مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ عمرو بن احوص سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع
مین آگاہ رہو جو قصور کرے گا وہ اپنی ذات ہی پر کریگا (یعنے اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا) اور باپ کے قصور مین بیٹا
نہ پکڑا جاوے گا نہ بیٹے کے قصور مین باپ **عن** طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَقُولُ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ طارق محاربی
سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے اپنے دونون ہاتھ اٹھائی یہانتک کہ آپکے بغلون
کی سفیدی مینے دیکھی آپ فرماتے تھے آگاہ رہو مان کے قصور مین بچہ نہ پکڑا جاویگا اور بچے کے قصور مین مان نہ
پکڑی جاوے گی **عن** الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنِي فَقَالَ لَا تُجْنَى
عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ خشخاش عنبری سے روایت ہے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میرے ساتھ میرا
بیٹا تھا آپنے فرمایا تیرے قصور مین وہ نہین پکڑا جاویگا اور تو اسکے قصور مین نہین پکڑا جاوے گا **عن**
أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرَى اسامہ بن شریک
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نفس دوسرے نفس کے قصور مین نہ پوچھا جاویگا (یہی دنیا
کا بھی حال ہے اور آخرت کا بھی حال ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اپنے اپنے اعمال اونکا اپنا حال) **باب الْجُبَارِ**
کسی چیز مین نہ دیت ہے نہ قصاص یعنے وہ ہدر اور لغو ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے زبان جانور کا زخمی کرنا لغو ہے (یعنے بے زبان جانور کسیکو مارے یا زخمی کرے تو اسکا
قصاص کسی سے نہ لیا جاویگا نہ کسیپر اوسکی دیت لازم ہوگی) اور کان مین کوئی مرجاوے تو لغو ہے اور کنوی
مین کوئی مرجاوے تو وہ لغو ہے **ف** یہ جب ہے کہ کنوان کوئی اپنے ملک مین کھودے یا مباح زمین مین اگر
راہ مین کوئی کنوان کھودے اور کوئی اس مین گر پڑے یا دوسرے کے ملک مین تو کھودنیوالا پکڑا جاویگا یہ حدیث

صحیح ہے عن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العجماء جرحھا جبار والمعدن جبار کثیر بن عبد اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں کنوئیں کا ذکر نہیں ہے عن عبادۃ بن الصامت قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المعدن جبار والبئر جبار والعجماء جرحھا جبار والعجماء البھیمۃ من الانعام وغیرھا والجبار ھو الھدر الذی لا یغرم عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کان لغو ہے اور کنواں لغو ہے اور بے زبان جانور لغو ہے یعنی اس میں تاوان نہیں ہے اگر کسی کو ان چیزوں سے نقصان پہونچے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النار جبار والبئر جبار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگ لغو ہے (اگر بقصور کے پہیل جاوے اور کسی کا جان یا مال کو اس سے نقصان پہونچے) اور کنواں لغو ہے

باب القسامۃ قسامت کا بیان

ف قسامت اسوقت ہوتی ہے جب ایک شخص مقتول ملے اور مقتول کا وارث کسی ایک شخص پر یا ایک جماعت پر اسکے قتل کا دعوی کرے اور حاکم کو اس شخص یا ان لوگوں پر جن پر وارث دعوی کرتا ہے گمان معلوم ہو جیسے عداوت کا ہونا یا اور کوئی سبب یا قتل کا ایک ہی گواہ ہوتا تو پہلے مدعی کو قسم دین گے پچاس بار اگر وہ قسم نہ کہاوے تو مدعی علیہ یا مدعی علیہم کو پچاس قسمین دینگے انکار قتل پر اور قسامت میں دیت مغلظہ واجب ہوگی اگر حاکم کو گمان کی کوئی وجہ نہ ہو تو مدعی علیہ کا قول قسم سے مان لیا جاوے گا جیسے اور دعاوی میں یہ شافعی کا مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک قسامت میں مدعی کو قسم نہ دین گے بلکہ مدعی علیہ کو انہوں نے کہا جب کسی مقتول کو پاوین کسی محلہ مین تو حاکم اس محلہ کے پچاس نیک اور معتبر آدمیوں کو انتخاب کرکے ان سے قسم لیوے کہ ہمنے اسکو نہیں مارا نہ ہم اوسکے قاتل کو پہچانتے ہین اگر قسم کہا لیوین تو ان سے مواخذہ نہ ہوگا ورنہ انکو دیت مقتول کی ادا کرنی ہوگی (روضہ ملخصا)

عن سھل بن ابی حثمۃ انہ اخبرہ عن رجال من کبراء قومہ ان عبد اللہ بن سھل ومحیصۃ خرجا الی خیبر من جھد اصابھم فاتی محیصۃ فاخبر ان عبد اللہ بن سھل قد قتل والقی فی فقیر او عین بخیبر فاتی یھود فقال انتم واللہ قتلتموہ قالوا واللہ ما قتلناہ ثم اقبل حتی قدم علی قومہ فذکر ذلک لھم ثم اقبل ھو واخوہ حویصۃ وھو اکبر منہ وعبد الرحمن بن سھل فذھب محیصۃ یتکلم وھو الذی کان بخیبر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمحیصۃ کبر کبر یرید السن فتکلم حویصۃ ثم تکلم محیصۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ ۔ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی قوم کے کئی بڑے آدمیوں سے سنا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں خیبر کی طرف نکلے (وہاں کے لوگ یہودی تھے اور مسلمانوں کے دشمن تھے) تکلیف کی وجہ سے جو انکو تھی (یعنے محتاجی کے سبب سے) پھر محیصہ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن سہل مار گئیے اور ایک گڑھے یا چشمہ میں خیبر کے انکی لاش ڈالدی گئی یہ سنکر محیصہ یہودیوں کے پاس گیے اور کہنے لگے قسم خدا کی تمنے اسکو مارا ہے اونہوں نے کہا قسم خدا کی ہمنے اسکو نہیں مارا بعد اسکے محیصہ (خیبر سے) آئے اپنی قوم کے پاس اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو محیصہ اور انکا بھائی حویصہ جو ان سے بڑا تھا اور عبدالرحمان بن سہل یہ تینوں (آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) آئے اور محیصہ نے بات کرنا چاہا جو خیبر میں (عبداللہ بن سہل کے ساتھ) گیے تھے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسنے فرمایا بڑے کا لحاظ کر بڑے کا لحاظ کر مطلب آپ کا یہ تھا کہ حویصہ کو جو تجہ سے عمر میں بڑا ہے بات کرنے دے آخر حویصہ نے بات کی اسکے بعد محیصہ نے تب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیویں نہیں تو انکو اطلاع کر دینا چاہیے لڑائی کی (یعنے جنگ کے نوٹس انکو دینا چاہیے) پھر آپنے یہودیوں کو اس باب میں لکھا اونہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہمنے اسکو نہیں مارا اب آپنے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمان سے فرمایا تم حلف کرتے ہو کہ اسکو یہودیوں نے مارا اور اپنے ساتھی کا خون انپر ثابت کر دیتے ہو حلف سے اونہوں نے کہا نہیں آپنے فرمایا اچھا تو پھر یہودی حلف کرینگے انہوں نے کہا وہ مسلمان نہیں ہیں (جھوٹی قسم کھالینگے) آخر آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کی دیت (اسکے وارثوں کو) اپنے پاس سے (بیت المال میں سے) دی تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کے وارثوں کے سو اونٹنیاں بھیجیں وہ انکے گھر میں اندر پہنچادی گئیں سہل نے کہا ان میں سے ایک لال اونٹنی نے مجہہ کو لات ماری ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب قاتل کا پتہ نہ لگے تو مقتول کی دیت بیت المال میں سے دی جاویگی اور مسلم نے ایک صحابی سے نکالا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو باقی رکھا اسی طریقہ پر

جیسے جاہلیت کے زمانہ میں رائج تھا اور جاہلیت میں یہی طریقہ تھا کہ مقتول کے مدعی علیہم میں سے لوگوں کو چنتے پھر انکو اختیار
دیتے چاہیں وہ قسم کھالیویں چاہیں دیت ادا کریں جیسے اُس قسامت میں ہوا جو بنی ہاشم میں ہوئی اسکو بخاری اور نسائی
نے نکالا ابن عباس سے اسکا قصہ طول ہے اس میں یہ ہے کہ قاتل معین تھا اور ابو طالب نے اس سے کہا تین باتوں میں
سے ایک بات اختیار کر یا تو دیت کے سو اونٹ دے کیونکہ تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا اور چاہے تیری قوم میں سے
پچاس آدمی حلف کریں کہ تو نے اسکو نہیں مارا اگر تو ان دونوں باتوں سے انکار کرے تو ہم تجھکو قتل کریں گے پھر وہ اپنی
قوم کے پاس گیا ان سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم قسم کھاتے ہیں اخیر تک ابن عباس نے کہا انہوں نے قسم کھائی
پھر ایک سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور وضہ میں ہے کہ علماء نے اختلاف کیا کیفیت قسامت میں اور
سب قوموں میں زیادہ قریب طرف حق کے اہلحدیث کا قول ہے کہ جب قاتل ایک معین جماعت میں سے ہو تو اس میں سے
ولی مقتول لوگوں کو چنکر پچاس قسمیں دیوے اگر وہ قسمیں کھالیں تو بری ہوگئے ورنہ انکو دیت دینا ہوگی انتہے مختصراً

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ ابْنَيْ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَيْ
سَهْلٍ خَرَجُوا يَمْتَارُونَ بِخَيْبَرَ فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقُتِلَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ تُقْسِمُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُقْسِمُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ قَالُوا يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِذًا تَقْتُلَنَا قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے
روایت ہے کہ حویصہ اور محیصہ دونوں مسعود کے بیٹے اور عبداللہ اور عبدالرحمان دونوں سہل کے بیٹے نکلے لاتے ہوئے خیبر
کیطرف تو عبداللہ پر زیادتی ہوئی وہ مارے گئے پھر بیان کیا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے
فرمایا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کا خون ثابت کرتے ہو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیونکر قسم کھاویں
اور قتل کے وقت ہم موجود نہ تھے آپ نے فرمایا تو یہود (قسم کھا کر) اپنی برایت کریں گے تم سے انہوں نے عرض
کیا ایسا ہوگا تو یہود ہم کو مار ڈالیں گے (اور قسم کھا لیا کریں گے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی دیت
اپنے پاس سے دی **ف** اس میں شافعی کی دلیل ہے کہ قسامت میں پہلے اولیاء مقتول کو حلف دیے جائیں گے اور یہی
قول ہے مالک اور احمد کا اگر وہ قسم نہ کھاویں تو اہل محلہ کو قسم کھانا پڑے گی اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک اہل
محلہ ہی کو قسم کھلا دیں گے کیونکہ حدیث میں ہے کہ مدعی پر گواہ ہیں اور منکر پر قسم ہے اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ
نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے یہود کو قسم دی قسامت میں اور انہی سے
دیت دلائی کیونکہ مقتول انہی میں تھا اور احمد اور بیہقی نے ابو سعید سے نکالا کہ دو گاؤں کے بیچ میں ایک

مقتول ملا آپنے دونون طرف یا نبی کا حکم دیا وہ ایک گانون سے زیادہ قریب نکلا ایک بالشت کی موافق آپنے اسکی دیت انہی سے دلوائی بیہقی نے کہا متفرد ہوا اسکے ساتھ ابو اسرائیل عطیہ سے اور دونو حجت کی لائق نہین ہین **باب** مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهٖ فَهُوَ حُرٌّ جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہوجاوے گا ایہ سزا ہے اسکے مالک پر کہ پھر غلام کو ایسی ایذا نہ دیوے **عَنْ** سَلَمَةَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخْصٰى غُلَامًا لَهٗ فَاَعْتَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُثْلَةِ سلمہ بن روح بن زنباع سے روایت ہی اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ وہ آنحضرت کے پاس آیا اس نے اپنے ایک غلام کو خصی کیا تھا (یعنے اسکے خصیے نکال ڈالے تھے) تو آپنے اس غلام کو آزاد کردیا مثلہ کی وجہ سے (مثلہ یہی ہے ناک کان کاٹنا یا اور کوئی عضو) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارِخًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ قَالَ سَيِّدِيْ رَاٰنِيْ اُقَبِّلُ جَارِيَةً لَهٗ فَجَبَّ مَذَاكِيْرِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَاَنْتَ حُرٌّ قَالَ عَلٰى مَنْ نُصْرَتِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْلُ اَرَاَيْتَ اِنِ اسْتَرَقَّنِيْ مَوْلَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ اَوْ مُسْلِمٍ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلاتا ہوا آپنے فرمایا کیا ہوا تجھ کو وہ بولا میری مالک نے دیکھا مین اسکی ایک لونڈی کو بوسہ دے رہا تھا تو اس نے میرا ذکر کٹوا ڈالا آپنے فرمایا اسکے مالک کو بلاؤ لوگون نے ڈھونڈھا لیکن وہ نہین ملا آپنے غلام سے فرمایا جا تو آزاد ہے وہ بولا میری مدد کون کریگا یا رسول اللہ یعنے اگر میرا مالک مجھ کو پھر غلام بنا لیوے آپنے فرمایا ہر مومن یا ہر مسلمان پر تیری مدد لازم ہے **ف** ان دونو حدیثون سے یہ نکلا کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو سخت ایذا دیوے مثلاً اسکا کوئی عضو کاٹے یا اسکا بدن جلا دے تو حاکم اسکو آزاد کرسکتا ہے اور اس کے مالک کو جو سزا مناسب سمجھے وہ دے سکتا ہے اوپر ایک حدیث میں گذرا کہ جو کوئی اپنے غلام کا ناک کان کاٹے ہم اسکا ناک کان کاٹین گے **باب** اَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ سب قتلون مین عمدہ وہ ہین جو اہل ایمان ہین **ف** کیونکہ اہل ایمان ناحق اور بیجا طور سے قتل نہین کرتے بلکہ واجبی طور سے حق پر قتل کرتے ہین جیسے جہاد یا حد یا قصاص مین اور ممکن ہے کہ قتل عام ہو جانور کے بھی ذبح کو شامل ہو یعنے جانور کو بھی بری طرح سے تکلیف دیکر نہین مارتے بلکہ تیز چھری سے اللہ کا نام لیکر کاٹتے ہین **عَنْ** عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً

اَهْلُ الْاِيْمَانِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ اور پاک قتل کرنے والا ایمان والے ہیں *

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنَّ اَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا

بَابُ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ مسلمانوں کے خون برابر ہیں (یعنے ایک مسلمان کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں ہے)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَيُرَدُّ عَلٰى اَقْصَاهُمْ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور وہ ایک ہاتھ کی مثل ہیں اپنے مخالفوں پر (یعنے کافروں کے مقابلہ میں سب مسلمان ایک ہیں) اور ان میں کا ادنے شخص بھی امان دے سکتا ہے (کسی کافر کو اور سب مسلمانوں کو اسکی امان قبول کرنا ہوگا) اور لڑائی میں دور سے دور والا مسلمان بھی لوٹ میں شریک ہوگا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک لشکر لڑائی کے لیے نکلا کچھ آگے کچھ پیچھے اب آگے والوں کو کچھ مال ملا تو پیچھے والے بھی گو ان سے دور رہوں اس میں شریک ہونگے اسلیے کہ وہ انکی مدد کے لیے آ رہے تھے تو گویا انہی کے ساتھ تھے **عَنْ** مَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ وَتَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ معقل بن یسار سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک ہاتھ ہیں اپنے سوا دوسرے مذہب والوں پر اور انکے خون برابر ہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ وَيُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَقْصَاهُمْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ہاتھ اپنے سوا دوسری قوم والوں پر ہے (یعنے انھی سے یکدل ہو کر لڑیں آپس میں نہ لڑیں) اور انکے خون اور مال برابر ہیں اور ان میں کا دور سے زیادہ دور دوسروں کی طرف سے امان دے سکتا ہے **بَابُ** مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا جو کوئی ذمی کافر (جسکو امن دی ہو دار الاسلام میں) کو مار ڈالے اسکا گناہ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی ذمی کو مار ڈالے تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور جنت کی بو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ذمی کو مارڈالے جسکو اللہ اور اُسکے رسول نے پناہ دی ہو تو وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھیگا اور اسکی خوشبو ستر برس کی راہ سے آتی ہے (یعنے جنت سے بالکل دور رہیگا اس میں جانا تو در کنار اسکی خوشبو سونگھنا بھی اسکو نصیب نہ ہوگا) **باب** مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِہٖ فَقَتَلَہٗ ایک شخص کو امان دیکر پھر مارڈالنا کیسا ہے۔

عن رِفَاعَۃَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِیِّ قَالَ لَوْلَا کَلِمَۃٌ سَمِعْتُھَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِیِّ لَمَشَیْتُ فِیْمَا بَیْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِہٖ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِہٖ فَقَتَلَہٗ فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رفاعہ بن شداد قتبانی نے کہا اگر وہ حدیث نہ ہوتی جو میں نے عمرو بن حمق خزاعی سے سنی تو میں مختار کے سر اور دھڑ کے بیچ میں چلتا (یعنے مختار کا سر بدن سے جدا کرتا) میں نے سنا عمرو بن عمرو بن حمق خزاعی سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسیکو امان دیوے جان کی پھر اسکو قتل کرے تو قیامت کے دن فریب کا جھنڈا اوٹھاویگا **ف** تاکہ اسکا دغاباز ہونا ہر ایک خاص و عام کو معلوم ہو دوسری حدیث میں ہے کہ ہر ایک دغاباز کا ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن یہ مختار عبیدہ ثقفی کا بیٹا تھا جس نے قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام سے عوض لیا اور عبید اللہ بن زیاد ملعون اور اون خبیثوں کو جو امام کے خون میں شریک تھے چن چن کر مارا مسلمانوں کو خوش کیا لیکن اخیر میں یہ مختار مذہب مختار سے پھر گیا اور لگا گمراہی کی باتیں کرنے یہانتک کہ نبوت کا بھی دعوے کیا آخر مصعب بن زبیر کے ہاتھ سے مارا گیا **عن** رِفَاعَۃَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِیْ قَصْرِہٖ فَقَالَ قَامَ جِبْرَئِیْلُ مِنْ عِنْدِی السَّاعَۃَ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنْ ضَرْبِ عُنُقِہٖ اِلَّا حَدِیْثٌ سَمِعْتُہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا اَمِنَکَ الرَّجُلُ عَلٰی دَمِہٖ فَلَا تَقْتُلْہُ فَذَاکَ الَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنْہُ رفاعہ سے روایت ہے میں مختار پاس اسکے محل میں گیا وہ کہنے لگا ابھی جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے اوٹھ کر گئے ہیں تو مجھے نہ روکا کسی چیز نے اسکی گردن مارنے سے مگر اس حدیث نے جو میں نے سلیمان بن صرد سے سنی انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جبکوئی شخص جان کی امان تجھ سے لیوے تو پھر اسکو مت مار اسی حدیث نے مجھکو روکا اسکے قتل سے **باب** الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ قاتل کو معاف کردینا

عن اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذٰلِکَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَہٗ اِلٰی وَلِیِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُ قَتْلَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْوَلِیِّ اَمَا اِنَّہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَہٗ دَخَلْتَ النَّارَ قَالَ فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ قَالَ وَکَانَ مَکْتُوْفًا بِنِسْعَۃٍ فَخَرَجَ یَجُرُّ نِسْعَتَہٗ فَسُمِّیَ ذَا النِّسْعَۃِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے ایک شخص نے خون کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے اسکو مقتول کے وارث کو حوالہ کردیا قاتل نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مینے اسکو قتل کی نیت سے نہیں مارا تھا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے فرمایا اگر یہ سچا ہے اور تونے اسکو قتل کیا تو تو دوزخ میں جاویگا۔ راوی نے کہا مقتول کے وارث نے اسکو چھوڑدیا وہ ایک رسی سے مشکیں بندھا ہوا تھا تو نکلا اپنی رسی گھسیٹتا ہوا آخر اسکا نام رسی والا ہوگیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَى رَجُلٌ بِقَاتِلِ وَلِيِّهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْفُ فَاَبٰى فَقَالَ خُذْ اَرْشًا فَاَبٰى قَالَ فَاذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهُ قَالَ فَلَحِقَ بِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهُ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ قَالَ فَرُئِيَ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ ذَاهِبًا اِلٰى اَهْلِهٖ قَالَ كَاَنَّهٗ قَدْ كَانَ اَوْثَقَهٗ قَالَ اَبُوْ عُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ اقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهُ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا حَدِيْثُ الرَّمْلِيِّيْنَ لَيْسَ اِلَّا عِنْدَهُمْ انس بن مالک سے روایت ہو ایک شخص اپنے عزیز کے قاتل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لایا آپنے اس سے فرمایا یعنے مقتول کے وارث سے اسکو معاف کردے اسنے نہ مانا آپنے فرمایا اچھا دیت لے لے اس نے نہ مانا تب آپنے فرمایا جا اسکو قتل کر تو بھی اسکے مانند ہے ف یعنے اب وہ اور تو برابر ہوگیا کیونکہ قتل کے عوض تونے بھی اسکو قتل کیا اور بعضوں نے کہا اس قتل میں شبہ تھا جیسے اگلی حدیث میں گذرا کہ قاتل نے کہا مینے قتل کی نیت سے اسکو نہیں مارا تو دیانۃً قصاص لازم نہیں آتا اگرچہ قضاءً لازم آتا ہے جب ہتیار یا کسی ایسی چیز سے مارے جس سے عادۃً آدمی مرجاتا ہے یہ قتل عمد ہے اگرچہ قاتل کی نیت قتل کی نہ ہو کیونکہ اگر اس میں نیت کا اعتبار رکھیں تو ہر شخص قتل عمد کا ارتکاب کرے گا اور کہیگا میری نیت قتل کی نہ تھی اور بعضوں نے کہا کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلاح نہ مانی اگرچہ آپ کا فرمانا بطور سفارش کے تھا نہ حکم کے لیکن بہرحال آپ کا ارشاد ماننا چاہیے اس میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے اور آپکے ارشاد کا خلاف کرنا بڑی کم بختی اور بدنصیبی ہے اسلیے آپنے فرمایا کہ تو بھی اسی کی مثل ہے یعنی جیسے وہ فیض سے محروم ہوا تو بھی محروم ہوا اور بعضوں نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ تو بھی سخت دل اور بے رحم ہے قاتل کی طرح کسلیے کہ مقتول تو مارا گیا اب قاتل کو مارنے سے بھی تو مقتول زندہ نہیں ہوسکتا ایسی حالت میں اسپر رحم ہی کرنا اور عفو کردینا بہتر ہے ف راوی نے کہا ایک شخص مقتول کے وارث پاس گیا اور اس سے بولا کہ آن

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکو مار تو بھی اسی کی مثل ہے یہ سنکر اُس نے قاتل کو چھوڑ دیا راوی نے کہا لوگوں نے دیکھا وہ اپنی رسی گھسیٹتا ہوا چلا اپنے گھر والوں کی طرف شاید مقتول کے وارث نے اسکو باندھا تھا ابو عمیر نے اپنی روایت میں کہا ابن شوذب نے عبد الرحمن سے روایت کیا انہوں نے قاسم سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کسی کو جائز نہیں مقتول کے وارث سے یوں کہنا کہ قتل کر اسکو تو بھی اسکی مثل ہے اسلیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل حال سے واقف تھے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرور تھی یہ بات اور کسی میں نہیں ہے اور قصاص لینا شرع کے رو سے جائز ہے ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث رملہ والوں کی ہے اور انکے سوا اور لوگوں پاس نہیں ہے **بَابُ الْعَفْوِ فِي الْقِصَاصِ** قصاص میں عفو کر دینا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رُفِعَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فِيهِ الْقِصَاصُ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ انس بن مالک سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس جبکوئی قصاص کا مقدمہ آیا آپ نے معافی کا حکم دیا (سفارش کے طور پر کیونکہ عفو بہتر ہے انتقام سے) **عَنْ** أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهِ خَطِيئَةً سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي ابو الدرداء سے روایت ہے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اسکے بدن کو کچھ صدمہ پہونچے پھر وہ معاف کر دے (صدمہ دینے والیکو اس سے قصاص نہ لیوے) تو اللہ ایک درجہ اسکا بلند کریگا یا ایک گناہ اسکا معاف کر دیگا یہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا **بَابُ الْحَامِلِ يَجِبُ عَلَيْهَا الْقَوَدُ** اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ إِذَا قَتَلَتْ عَمْدًا لَا تُقْتَلُ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا إِنْ كَانَتْ حَامِلًا وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا وَإِنْ زَنَتْ لَمْ تُرْجَمْ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا وَحَتَّى تُكَفِّلَ وَلَدَهَا معاذ بن جبل اور ابو عبیدہ بن جراح اور عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت جب قتل عمد کرے تو وہ قتل نہ کی جاویگی (قصاص میں) اگر حاملہ ہو جب تک زچگی سے فراغت نہ پاوے اور اسکے بچہ کی کفالت نہ کیجاوے گی اسیطرح اگر زنا کرے تو رجم نہ کی جاوے گی جب تک زچگی فراغت نہ پاوے اور بچہ کی کفالت نہ کی جاوے **ف** یعنے بچہ کے پلنے کی صورت پیدا نہ ہو جاوے مثلاً اور کوئی اُس کا عزیز بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لیوے یا کوئی شخص گو غیر سہی یا بچہ اس لائق ہو جاوے کہ آپ کھانے پینے لگے اسکی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا کچھ قصور نہیں ہے پھر اگر حاملہ عورت کو ماریں یا سنگسار کریں تو بچہ کا مفت خون ہوگا +

اَبْوَابُ الْوَصَایَا وصیتون کے باب **وصیت** وہ ہی جو مرتے وقت انسان بات کرتا ہے وَهَلْ اَوْصٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تہی **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا تَرَکَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا شَاۃً وَّلَا بَعِیْرًا وَّلَا اَوْصٰی بِشَیْءٍ ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دینار (اشرفی) چھوڑا نہ درم نہ
بکری نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کی **ف** یعنے دنیا کے متعلق کیونکہ آپنے دنیا کا مال چھوڑا ہی نہین اور
فرمایا جو مین چھوڑ جاؤن وہ میری بی بیون اور عامل کی اجرت سی جو بچے وہ صدقہ ہے سبحان اللہ جیسے آپ دنیا سے
صاف ہوکر دنیا مین آئے تہے ویسے ہی دنیا سے صاف دنیا سی تشریف بہی لیگئے البتہ دین کے متعلق آپنے
وصیت کی ہی جیسے دوسری حدیث مین ہی کہ وفات کے وقت بہی آپ یہ فرمارہی تہے کہ نماز کا خیال رکھو اور غلام لونڈی
کا اور ایک روایت مین ہی کہ آپنے وصیت کی وفود کی خاطر داری کرنے کے لیے اور ایک روایت مین ہے کہ
آپنے وصیت کی مشرکون کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کے لیی اور محال ہے کہ آپ اور مومنین کو تو ترغیب دیتے وصیت
کی اور خود وصیت نفرماتی آپ نے وصیت کی اللہ کی یعنے قرآن پر چلنے اور اہل بیت کی محبت
رکہنے کی **عَنْ** طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَکَیْفَ اَمَرَ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْوَصِیَّۃِ قَالَ اَوْصٰی بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ
مَالِکٌ وَقَالَ طَلْحَۃُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ الْهُزَیْلُ بْنُ شُرَحْبِیْلَ اَبُوْبَکْرٍ کَانَ یَتَاَمَّرُ عَلٰی وَصِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدَّ اَبُوْبَکْرٍ اَنَّہٗ وَجَدَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخَزَمَ اَنْفَہٗ
بِخِزَامٍ طلحہ بن مصرف سی روایت ہی مینے عبداللہ بن ابی اوفے سی کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی
وصیت کی اونہون نے کہا نہین مینے کہا تو پہر آپنے مسلمانون کو وصیت کا کیسے حکم کیا اور خود وصیت نکی
انہون نے کہا آپنے وصیت کی اللہ کی کتاب کی (قرآن پر چلنے کی اور اہل بیت سی محبت رکھنی کی) مالک نے
کہا طلحہ بن مصرف نے کہا ہزیل بن شرحبیل نے کہا بہلا ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصی پر
حکومت کرسکتے تہے ابوبکر کا تو یہ حال تہا اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم پاتے (خلافت کے باب
مین) تو تابعدار اونٹنی کیطرح اپنے ناک مین اسکی نکیل کرلیتے **ف** یعنے اس حکمپر سب سے پہلے ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ چلتے اسکے بعد اور لوگ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سی زیادہ عاشق صادق تہے اور مطیع فرمان
تہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر رض کے ساتھ یہ گمان کبہی نہین ہوسکتا کہ آن حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو خلیفہ کرنے کے لیے فرمایا ہو اور وہ آپ خلافت کر بیٹھیں بلکہ ابوبکر کو تو خلافت کی رغبت
ہی نہ تھی جب سقیفہ میں صلاح و مشورہ ہوا تو ابوبکر نے یہ رائے دی کہ دو آدمیوں میں سے ایک سے بیعت کر لو یا عمر بن
خطابؓ سے یا ابو عبیدہ بن الجراح سے اور اپنا نام ہی نہ لیا لیکن حضرت عمرؓ نے زبردستی ان سے بیعت کی اسپر اور صحابہ نے
بھی بیعت کر لی آسمان گر پڑے اور زمین پھٹ جاوے ان بے ایمانوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں
نثار جانباز عاشق صادق صحابہ پر طوفان جوڑتے ہیں اور معاذ اللہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صراحتاً حضرت علی مرتضےٰ کو اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ اسکو جانتے تھے لیکن عمداً انہوں نے حضرت
علی کا حق دبا دیا اور ابوبکر کو خلیفہ بنایا سبحانک ہذا بہتان عظیم اگر صراحت تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا
بھی یہ اشارہ فرمایا ہوتا کہ آپ کے بعد علی خلیفہ ہیں تو تمام صحابہ جان و دل سے اسکی اطاعت کرتے اور حضرت علیؓ کو اسی
وقت خلیفہ بناتے بلکہ خلافت کے لیے مشورہ ہی نہ کرتے کیونکہ جو امر منصوص ہو اس میں صلاح اور شوریٰ کی کیا حاجت
ہے اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس حکم کے خلاف بھی کیا ہوتا تو انصاری لوگ جنکی جماعت بہت تھی کاہیکو
ابوبکر کی خلافت قبول کرتے بلکہ حدیث پر چلنے کے لیے انکو مجبور کرتے وہ تو حدیث کے ایسے ماننے والے تھے کہ جب
ابوبکر نے یہ حدیث سنائی کہ امام قریش میں سے ہیں تو انہوں نے اپنی امامت کا دعوی چھوڑ دیا پھر وہ دوسرے کی امامت
حدیث کے خلاف کیسے مانتے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ بنی ہاشم اور خود جناب علی مرتضےٰ ابوبکر کی خلافت کیسے تسلیم
کرتے اور ان سے بیعت کیوں کرتے منہ کالا ہو انکا جو جناب علی مرتضےٰ شیر بیشہ شجاعت کو ایسا کم جرأت اور بزدل
جانتے ہیں کہ اپنا واجبی حق بھی نہ لے سکے معاذ اللہ یہ سب دروغ بیفروغ ہے چند بے ایمان روافض کا جنکو دین سے
سروکار نہیں اور اپنی طرح صحابہ کو بھی سمجھتے ہیں ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک * کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک *

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ عَامَّةُ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَهُوَ يُغَرْغِرُ بِنَفْسِهِ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اکثر وصیت یہ تھی وفات کے قریب جب آپ کی سانس اٹک رہی تھی کہ خیال رکھو نماز کا اور غلام لونڈی کا عَنْ
عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۔ جناب
علی مرتضےٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا خیال رکھو نماز کا اور اپنے بردوں
کا ف یعنے نماز کو اپنے وقت پر پڑھو شرائط اور آداب کے ساتھ بے وقت مت پڑھو اور اس میں درست کرو
اور بردوں کا خیال رکھو یعنے غلام لونڈی کا کہ انپر ظلم مت کرو انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لو انکو

کہانے پینے کی تکلیف نہ دو جو لوگ نماز کا خیال نہین کہتے اسکو قضا کر دیتے ہین یا جلدی بغیر خشوع اور خضوع کے پڑھ لیتے ہین یا طہارت مین احتیاط نہین کرتے یا اپنی لونڈی غلامون پر ستم کرتے ہین وہ کاہیکے مسلمان ہین جب آپ کی آخری وصیت کا بہی انکو خیال نہین ہے **باب** الحث علی الوصیۃ وصیت کرنیکی ترغیب

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما حق امرئ مسلم ان یبیت لیلتین و لہ شیء یوصی فیہ الا و وصیتہ مکتوبۃ عندہ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو یہ بات لائق نہین ہے کہ وہ دو راتین بطرح سے کاٹے کہ اسکی وصیت لکہی ہوئی اسکو پاس نہ ہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنے کے قابل ہو **ف** یعنے اسکے پاس مال ہو جسکے لیے وصیت کی ضرورت ہو یا کسی کی امانت ہو تو ضرور ہے کہ ہمیشہ وصیت لکہکر یا لکہوا کر اپنے پاس رکہا کرے ایسا نہ ہو کہ موت آجاوے اور وصیت کی مہلت نہ ملے اور لوگون کے حقوق اپنے ذمہ رہجاوین یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بہی روایت کیا اور عطا اور زہری اور ابو مجلز اور طلحہ بن مصرف وغیرہم کا یہ قول ہے کہ وصیت واجب ہے اور بیہقی نے شافعی کا قدیم قول ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق اور داؤد اور ابن ابی عوانہ اور ابن جریر کا اور جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہین ہے لیکن یہ حدیث اسکو رد کرتی ہے اور جب کسی پاس ایسا مال ہو جس مین وصیت کی ضرورت ہو تو اسکو وصیت کرنا واجب ہے اہلحدیث کا یہی مذہب ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحروم من حرم وصیتہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم رہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی وصیۃ مات علی سبیل وسنۃ ومات علی تقی وشہادۃ ومات مغفورا لہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرکے مرے وہ تو راہ پر سنت کے موافق اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا اور شہید ہوا اور اسکی مغفرت ہوگی **ف** اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے اور شہادت سے مراد یہ ہے کہ اسکو شہید کا سا ثواب ملیگا یا شہادت سے مراد گواہی ہے یعنے ملائکہ گواہی دینگے اسکے ایمان اور تقوی کی دوسری روایت مین ہے کہ جو لوگ وصیت کرتے ہین موت کے وقت وہ تو بات کرتے ہین برزخ مین اور اموات کی ساتھ اور جو وصیت نہین کرتے وہ بات نہین کرسکتے غرض بہتر یہ ہے کہ ہر مسلمان مرتے وقت کچہ نہ کچہ وصیت کرے اگر مال وغیرہ نہ ہو تو پرہیزگاری اور تقوی ہی کی وصیت کرے اپنے عزیزون یا دوستون یا عامہ مومنین کو تاکہ وصیت کا ثواب ملجاوے **عن** ابن عمر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي بِهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا مسلمان کو بات لایق نہیں ہے وہ دو راتین اسطرح کاٹے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اسکے پاس نہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنیکے قابل ہو باب الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ وصیت مین ظلم کرنیکا بیان ہے ف ظلم یہ ہے کہ سارا مال یا ثلث سے زیادہ مرتے وقت صدقہ کرے گویا وارثون کا حق ڈبا یا یا کسی وارث کے لیے وصیت کرے تاکہ اسکو اور وارثون سے زیادہ ترکہ ملے اور یہ وصیت صحیح نہوگی اور ثلث مال سے زیادہ مین وصیت نافذ نہوگی عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ قَطَعَ اللّٰهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دلانے سے بھاگے (یعنے مرتے وقت ایسی تدبیرین کرے کہ وارثون کو ترکہ نہ ملے) تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت کی میراث اسکو نہ دیگا ف مومنین جنت کے وارث یعنی مستحق ہین فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ مُهِينٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس تک نیک عمل کرتا ہے (ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ساٹھ برس ہین) پھر وصیت کے وقت اپنی وصیت مین ظلم کرتا ہے تو اسکا خاتمہ برا ہوتا ہے آخر وہ دوزخ مین جاتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے کام کرتا ہے لیکن اپنی وصیت مین انصاف کرتا ہے اسکا خاتمہ نیک ہوتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا عذاب مہین تک ف یعنے وصیت کے باب مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ اللہ سبحانہ تعالی کی حدین ہین ان مین زیادتی مت کرو اور جو کوئی ان مین ظلم اور زیادتی کرے گا وہ دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اسکو ذلت کا عذاب ہے ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ وذلک الفوز العظیم تک یہ دو آیتین ایک ہی مقام مین سورہ نسا مین ہین پوری عبارت قرآن شریف کی یون ہے مین بعد وصیۃ یوصی بہا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ واللہ علیم حلیم تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا وذلک الفوز العظیم

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین اس حدیث کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے
اس مین کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور سعید بن منصور نے باسناد صحیح موقوفاً ابن
عباس سے نکالا کہ وصیت مین ضرر دینا کبیرہ گناہون مین سے ہے اور نسائی نے اسکو مرفوعاً نکالا ایک اسناد سے
جسکے راوی ثقہ ہین اور ایک جماعت آئمہ کا یہ قول ہے کہ جس وصیت مین ضرر ہو وہ صحیح نہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب
ہے عن معٰویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حضرتہ الوفاۃ فاوصی و
کانت وصیتہ علی کتاب اللہ کانت کفارۃ لما ترک من زکوتہ وحیاتہ قرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو موت آوے وہ وصیت کرے اور اسکی وصیت اللہ کی کتاب کے موافق ہو تو وہ کفارہ
ہوگی اس زکوۃ کی جو اس نے زندگی مین نہین دی **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے باب النھی عن
الامساک فی الحیوۃ والتبذیر عند الموت۔ زندگی مین بخیلی اور مرتے وقت فضول خرچی سے ممانعت عن
ابی ھریرۃ رض قال جاء رجل الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ نبئنی ما حق الناس
منی بحسن الصحبۃ فقال نعم وابیک لتنبؤن امک قال ثم من قال ثم امک قال ثم من قال
ثم امک قال ثم من قال ثم ابوک قال نبئنی یا رسول اللہ عن مالی کیف اتصدق فیہ قال نعم
واللہ لتنبؤن تصدق وانت صحیح شحیح تامل العیش وتخاف الفقر ولا تمھل حتی اذا بلغت نفسک
ھھنا قلت مالی لفلان ومالی لفلان وھو لھم وان کرھت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک
شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے بیان فرمایئے سب لوگون مین کس
کی صحبت کا حق مجھپر زیادہ ہے آپنے فرمایا قسم تیرے باپکی ایسی ہی تو اسکی خبر دیا جاوے گا یعنے مین تجھ سے یہ بیان
کرونگا) تیری مان کا وہ بولا پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیری مان کا وہ بولا پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیری مان کا وہ بولا
پھر کسکا آپنے فرمایا پھر تیرے باپ کا پھر اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے بیان فرمایئے مین اپنے مال مین کیونکر صدقہ دون
آپنے فرمایا ہان قسم خدا کی تو اسکی خبر دیا جاویگا تو صدقہ دے جب تو تندرست ہو اور مال کی تجھ کو حرص ہو اور تو زندگی
کی توقع رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو اور ایسا مت کر کہ صدقہ مین دیر کرتا رہے جب تیری سانس یہان تک آجاوے
(یعنے مرنے لگے) اسوقت تو کہے میرا یہ مال فلانے کا ہے اور یہ فلانے کا ہے اسوقت تو وہ مال وارثون کا ہوگیا
گو تجھ کو برا لگے **ف** یعنے مرتیوقت وہ تیرا مال کہان ہی جو تو کہتا ہے یہ میرا مال فلانے کو دینا فلانے کو دینا جب آدمی بیمار
ہوا اور موت قریب آن پہونچی تو دو تہائی مال پر وارثون کا حق ہوگیا اب ایک تہائی پر اختیار رہ گیا اور اس

مین جو چاہے وہ کرے لیکن ایک تہائی سے زیادہ اگر صدقہ دیگا تو وہ صحیح نہ ہوگا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عادت کے طور پر
غیر خدا کی قسم کھانا منع نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے باپ کی قسم کھائی اور بعضون نے کہا یہ
حدیث ممانعت سے پہلے کی ہے پھر آپ نے منع فرمایا باپ دادون کی قسم کھانے سے جیسے اوپر گذر چکا حدیث سے یہ بھی
نکلا کہ ماں کے ساتھ باپ سے تین حصے زیادہ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ ماں کا حق سب پر مقدم ہے ماں نے بچے کے
پالنے مین جتنی تکلیف اٹھائی ہے اوتنی باپ نے نہین اٹھائی گو باپ کا حق بھی بہت بڑا ہے **عن** بُسر بن
جحاش القرشی قال بزق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کفہ ثم وضع اصبعہ السبابۃ وقال یقول
اللہ عز وجل انی تعجزنی ابن آدم وقد خلقتک من مثل ہذہ فاذا بلغت نفسک ہذہ واشار الی
حلقہ قلت اتصدق وانی اوان الصدقۃ بسر بن جحاش قرشی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی ہتیلی مین تھوکا پھر اپنے کلمہ کی انگلی اسپر رکھی اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجھکو کیسے
عاجز کرسکتا ہے اور مین نے تجھکو ایسی ہی چیز سے (یعنی منی سے جو تھوک کیطرح ہوتی ہے) بنایا پھر جب تیری سانس
یہانتک آتی ہے اور اشارہ کیا آپ نے اپنے حلق کیطرف (یعنی مرتے وقت) تو تو کہتا ہے مین صدقہ کرتا ہون اب
وقت صدقہ کا وقت کہان ہے **ف** بلکہ صدقہ کا عمدہ وقت وہ ہے جب آدمی صحیح اور تندرست ہو اور اسکو مال کی
احتیاج ہو بہت دنون تک جینے کی توقع ہو لیکن ان سب باتون کے ساتھ اللہ پر بھروسا کرے اور اپنا عمدہ مال
اسکی راہ مین تصدق کرے **باب الوصیۃ بالثلث** تہائی مال مین سے وصیت کرنے کا بیان **عن** عامر
ابن سعد عن ابیہ قال مرضت عام الفتح حتی اشفیت علی الموت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلت ای رسول اللہ ان لی مالا کثیرا ولیس یرثنی الا ابنتی افاتصدق بثلثی مالی
قال لا قلت فالشطر قال لا قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیر ان تذر ورثتک اغنیاء
خیر من ان تذرہم عالۃ یتکففون الناس سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے مین جس سال مکہ فتح ہوا بیمار ہوا
یہانتک کہ موت کے قریب ہوگیا تو آنحضرت صلعم میری عیادت کو تشریف لائے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میرے پاس
بہت مال ہے اور میرا کوئی وارث نہین سوا ایک بیٹی (دختر) کے تو مین اپنا دو تہائی مال صدقہ کردون آپ نے فرمایا
نہین مینے عرض کیا آدہا مال آپ نے فرمایا نہین مینے عرض کیا تہائی مال آپ نے فرمایا ہان تہائی اور تہائی بھی بہت
ہے (اگر اس سے بھی کم صدقہ کرے تو بہتر ہے) اگر تو اپنے وارثون کو مالدار چھوڑ جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ
تو انکو محتاج چھوڑ جاوے وہ لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرین **ف** مانگنے کے لیے معلوم ہوا کہ وصیت تہائی سے

مال سے زیادہ مین نافذ نہ ہوگی اور دو تہائی وارثون کو ملیگا اگرچہ وصیت تہائی سے زیادہ یا کل مال کی ہو اور جمہور
علما کا یہی قول ہے لیکن اگر موصی کا کوئی وارث نہ ہو تو ثلث مال سے زیادہ کی وصیت درست ہے حنفیہ اور اسحاق اور
شریک اور احمد کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور علی اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور یہ حدیث
صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور احمد اور ابوداؤد نے ابوزید انصاری سے نکالا کہ ایک شخص نے
مرتے وقت اپنے چھ غلامون کو آزاد کر دیا اور انکے سوا اور کچھ مال اسکے پاس نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان غلامون مین قرعہ ڈالا اور دو کو ان مین سے آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور ابوداؤد کی ایک روایت مین
یون ہے کہ آپ نے فرمایا اگر مین پہلے سے موجود ہوتا اسکے دفن کے وقت تو وہ مسلمانون کے مقبرے مین دفن نہ کیا جاتا اور
مسلم نے اسکو عمران بن حصین سے نکالا اس مین یہ ہے کہ اسکے وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے ایسا کیا اگر ہم اسکا یہ حال جانتے تو اسپر نماز نہ پڑھتے ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ ثلث مال سے زیادہ وصیت کرنی گناہ ہے کیونکہ اس مین وارثون کی حق تلفی ہے (روضہ) عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقَ عَلَیْکُمْ عِنْدَ وَفَاتِکُمْ بِثُلُثِ
اَمْوَالِکُمْ زِیَادَةً لَکُمْ فِیْ اَعْمَالِکُمْ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے
تمپر صدقہ کیا تمہاری وفات کے وقت تمہارے تہائی مال کو (یعنے تہائی مال پر تمہارا اختیار قائم رکھا) تاکہ تمہارے
اعمال زیادہ ہون **ف** اس تہائی مین صدقہ کرکے اپنا ثواب بڑہاؤ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اثْنَتَانِ لَمْ تَکُنْ لَکَ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا جَعَلْتُ لَکَ نَصِیْبًا مِنْ مَالِکَ حِیْنَ اَخَذْتُ
بِکَظْمِکَ لِاُطَهِّرَکَ بِهٖ وَاُزَکِّیَکَ وَصَلٰوةُ عِبَادِیْ عَلَیْکَ بَعْدَ انْقِضَاءِ اَجَلِکَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے دو باتین مینے تجھکو دین جن مین تیرا حق کچھ نہ تھا یعنے ایک بات مین بھی ان مین
سے تیرا حق نہ تھا یعنے تیرے مال مین سے تیرے لیے ایک حصہ رکھا جب مین تیری سانس کو روکون اسلیے کہ مین تجھکو
پاک کرون اور صاف کرون دوسرے میرے بندے جو تجھپر نماز پڑہین تیری موت کے بعد اسکا بھی ثواب تجھکو دیا اسی
طرح قیامت تک جو ہمیشہ بندے تیرے لیے دعا کرتے رہین اور ممکن ہے کہ صلوۃ سے نماز جنازہ مراد نہ ہو بلکہ دعا اور
استغفار جو میت کیلیے مومنین کرین قیامت تک وہ مراد ہو حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو دعا اور استغفار سے ثواب اور
فائدہ حاصل ہوتا ہے اسپر اہل سنت کا اتفاق ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ النَّاسَ غَضُّوْا مِنَ
الثُّلُثِ اِلَی الرُّبُعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ کَبِیْرٌ اَوْ کَثِیْرٌ ابن عباس سے روایت ہے

انہون نے کہا مین پسند کرتا ہون کہ لوگ وصیت مین تہائی مال سے بہی کم کرین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلث بہت ہی یا ثلث بڑا ہے **ف** اسکو بخاری اور مسلم نے بہی نکالا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ ثلث سے قریب تک وصیت کرنا چاہیے یعنی ثلث کے اندر ہی **باب لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ** وارث کے لیے وصیت درست نہین ہے **عن عمرو بن خارجة** أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ أَوْ قَالَ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

عمرو بن خارجہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو خطبہ سنایا اسوقت آپ اپنی اونٹنی پر تہے اور وہ جگالی کر رہی تہی اسکا لعاب میرے دونون مونڈہون کے بیچ مین بہ رہا تہا آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ہر وارث کو اسکا حصہ بانٹ دیا ترکہ مین سے اب کسی وارث کے لیے وصیت کرنا درست نہین ہے **ف** پہلے شروع اسلام مین یہ حکم تہا کہ جب کوئی مرنے لگے اور اسکے پاس مال ہو تو وہ اپنے ماں باپ اور ناتے والون کے لیے وصیت کرے اور وصیت کے موافق اسکا مال تقسیم کیا جاوے پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے ترکہ کی آیتین اوتارین اور ہر ایک وارث کا حصہ مقرر کر دیا اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہین رہا کیونکہ اس مین دوسرے وارثون کا نقصان ہوگا البتہ اجنبی شخص کے لیے یا جسکو ترکہ مین سے کچہ حصہ نہ ملتا ہو موجودہ وارثون کے سبب سے وصیت کرنا درست ہے وہ بہی تہائی مال مین سے **ف** اور بچہ اسکو ملیگا جسکے نکاح یا ملک مین اسکی ماں ہو (یعنے خاوند یا مولی کو) اور زنا کرنے والے کے لیے پتہر ہین اور جو شخص سوا اپنے باپ کے کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا دوسرے کسیکا غلام بنے تو اسپر لعنت ہے اللہ تعالی اور فرشتون اور سب لوگون کی نہ اسکا نفل قبول ہوگا نہ فرض یا یون فرمایا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل **ف** اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ترمذی نے بہی نکالا ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے لیکن اسکی اسناد مین اسمعیل بن عیاش ہے وہ آگے آویگی اور اسکے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اس مین کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد اور ابن معین نے اور دارقطنی نے اسکو ابن عباس سے نکالا حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ وارث کے لیے وصیت صحیح نہین ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو جائز رکہین تلخیص مین ہے کہ اسکا اسناد واہی ہے اور دارقطنی نے جابر اور علی سے بہی ایسا ہی نکالا اور شافعی نے کہا یہ حدیث متواتر ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا یہ فرمایا کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے نقل کیا اسکو بہت ائمہ اور اہل علم نے اہل مغازی وغیرہم میں سے تو یہ حدیث خاص کر دیگی اس آیت کو من بعد وصیۃ یوصی بہا اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور موطا میں ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو قبول کرلیں اور یہی مذہب ہے العالم کا (روضہ) **عن** اَبِی اُمَامَۃَ الْبَاہِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع کے خطبے میں بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک حق والے کا حق دلا دیا اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہے **ف** اس کے اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے مگر وہ ثقہ ہے اہل شام روایت کرنے میں اور یہاں شرحبیل بن مسلم سے اس نے روایت کی ہے جو اہل شام میں سے ہے اور حسن کہا اسکو حافظ نے بھی جیسے ترمذی نے اسکو حسن کہا **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اِنِّیْ لَتَحْتَ نَاقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْلُ عَلَیَّ لُعَابُہَا فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ اَلَا لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ انس بن مالک سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کے نیچے کھڑا ہوا تھا اسکا لعاب مجھپر بہ رہا تھا میں نے سنا آپ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اسکا حق دلا دیا اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں **باب** اَلدَّیْنُ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ قرض وصیت پر مقدم ہے **ف** یعنے میت کے مال میں سے تجہیز وتکفین کے بعد جو بچ گا پہلے اس میں سے قرض ادا کرینگے پھر جو قرض سے بچ رہے اسکی تہائی میں سے وصیت نافذ کرینگے پھر جو بچ رہے یعنے دو تہائی وہ وارثوں کو دلا دینگے اسپر سب علماء کا اتفاق ہے **عن** عَلِیٍّ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ وَاَنْتُمْ تَقْرَءُوْنَہَا مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْ بِہَا اَوْ دَیْنٍ وَّاِنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ لَیَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کو وصیت سے پہلے رکھا اور تم قرآن میں یوں پڑھتے ہو من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین تو قرآن میں پہلے وصیت کا لفظ ہے لیکن یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پہلے ذکر کرنے سے یہ ضرور نہیں کہ اسکا حکم بھی پہلے ہو) اور ماں اور باپ دونوں کے بیٹے (یعنے حقیقی بھائی) وارث ہونگے اور علاتی بھائی وارث نہونگے **ف** یعنے جب کوئی مرجاوے اور سگے بھائی بہن بھی چھوڑے اور علاتی یعنے سوتیلے بھی جنکی ماں جدا ہو لیکن باپ ایک ہی ہو تو سگوں کو ترکہ ملیگا اور سوتیلے محروم ہونگے اس مسئلہ کی پوری تفصیل علم فرائض میں ہے

اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکی اسناد میں حارث اعور ہے شعبی نے اسکو کذاب کہا ہے لیکن احمد نے دوسری حدیث سعید سے نکال لینیے اس میں یہ ہے کہ ان کا بھائی مر گیا اس نے تین سو درم چھوڑے اور عیال تو میں نے چاہا وہ درم اس کے عیال پر صرف کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید ہے اپنے قرض میں وہ ادا کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب میں نے ادا کر دیا مگر دو دینار باقی ہیں جنکا دعوی ایک عورت کرتی ہے اور اسکی پاس گواہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا اسکو ادا کر دے وہ سچی ہے یہ حدیث اس کتاب میں بھی اوپر گذر چکی ہے **باب** من مات ولم یوص ھل یتصدق عنہ کوئی شخص مر جاوے اور وصیت نہ کرے تو اسکی طرف سے صدقہ دیا گیا ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابی مات وترک مالا ولم یوص فھل یکفر عنہ ان تصدقت عنہ قال نعم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا باپ مر گیا اور اس نے مال چھوڑا اور وصیت نہیں کی کیا اسکے گناہوں کی معافی ہوگی اگر میں اسکیطرف سے خیرات کروں فرمایا ہاں **عن** عائشۃ ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امی افتلتت نفسھا ولم توص وانی اظنھا لو تکلمت لتصدقت فلھا اجر ان تصدقت عنھا ولی اجر فقال نعم ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ماں کا ناگہان دم نکل گیا اس نے وصیت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر سکتی تو صدقہ کرتی اب اسکو ثواب ہوگا اگر میں اسکیطرف سے صدقہ کروں اور مجھکو بھی ثواب ہوگا یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں یعنے دونوں کو ثواب ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہونچتا ہے اہل سنت نے اسپر اتفاق کیا **باب** قولہ ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال میں سے دستور کے موافق کھاوے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا اجد شیئا ولیس لی مال ولی یتیم لہ مال قال کل من مال یتیمک غیر مسرف ولا متاثل مالا قال واحسبہ قال ولا تقی مالک بمالہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں ہے نہ مال ہے البتہ ایک یتیم میری پرورش میں ہی اسکا مال ہے آپ نے فرمایا اپنے یتیم کے مال میں سے کھا لیکن اسراف مت کر نہ اپنے لیے اس میں سے مال جوڑ راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کا بچاؤ مت بنا **ف** مثلا کسی نے تجھسے قرض مانگا تو یتیم کا مال دیدیا اور اپنے مال کو رکھ چھوڑا یہ جائز

نہین غرض یہ کہ یتیم کے مال مین اسقدر تصرف اس شخصکو درست ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہوا ور بالکل محتاج ہو کہ ضرورت کے موافق اُس مین سے کہا لیوی لیکن مال کا برباد کرنا اور اسراف کرنا یا ضرورت سے زیادہ اُسکو اٹھانا کسیطرح درست نہین ہے اور ہر حال مین بہتر یہی ہے کہ اگر محتاج بہی ہو تو محنت کر کے اس مین سے کہا دے اور یتیم کے مال کو محفوظ رکہے صرف یتیم پر ضرورت کے موافق اٹھا دے قرآن شریف مین ہے کہ جو یتیمون کا مال ناحق کہاتے ہین وہ انگار اپنے پیٹ مین بہرتے ہین **ابواب** الفرائض فرائض یعنے ترکون کے ابواب **باب** الحث علی تعلیم الفرائض علم فرائض حاصل کرنے کی ترغیب **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ھریرۃ تعلموا الفرائض وعلموھا فانہ نصف العلم وھو ینسا وھو اول شیٔ ینزع من امتی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ فرائض کا علم سیکہو اور سکہلاؤ وہ شریعت کے علم کا آدہا حصہ ہے (کیونکہ اس مین بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہین اور اس مین حاجت ہے ذہن ثاقب اور رائے صائب کی اور حاجت ہے علم حساب کی) اور وہ علم بہلا دیا جاویگا اور سب سے پہلی یہی بات ہے چہین لیا جاویگا **ف** یعنے قیامت کے قریب جب لوگ علم دین حاصل کرنا چہوڑ دین گے تو فرائض کے علم مین سب سے پہلے ناواقف ہو جاوینگے پہر اور علم بہی انسے جاتے رہین گے **باب** فرائض الصلب اولاد کے حصون کا بیان **عن** جابر بن عبد اللہ قال جاءت امراۃ سعد بن الربیع بابنتی سعد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ھاتان ابنتا سعد قتل معک یوم احد وان عمھما اخذ جمیع ما ترک ابوھما وان المراۃ لا تنکح الا علی مالھا فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی انزلت اٰیۃ المیراث فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخا سعد بن الربیع فقال اعط ابنتی سعد ثلثی مالہ واعط امراتہ الثمن وخذ انت ما بقی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے سعد بن ربیع کی عورت سعد کے دونو بیٹیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ یہ دونون بیٹیان ہین سعد کی جو آپ کے ساتھ مارے گئے احد کی لڑائی مین اور انکے چچا نے جو کچہ مال انکے باپ نے چہوڑا تہا وہ لے لیا اور لڑکی کا نکاح جب ہی ہوتا ہے جب اسکی پاس مال ہو (زیور وغیرہ ہو ورنہ اسکے نکاح مین لوگ رغبت نہین کرتے اب دنیا دارون کا یہی حال ہے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو رہے یہانتک کہ میراث کی آیت اتری (یعنی یوصیکم اللہ فی اولادکم اخیر تک) پہر آپ نے سعد بن ربیع کے بہائی کو بلایا اور فرمایا ان دونو بیٹیون کو دو تہائی مال دیدے اور سعد کی جورو کو آٹھوان حصہ دے اور باقی جو بچے وہ تو لے **ف**

کل مال کے ۴ حصے ہونگے ۱۲ دونوں بیٹیوں کے اور تین حصہ باپ کے اور ۵ بھائی کو ملینگے عَنْ الْھُزَیْلِ بْنِ
شُرَحْبِیْلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْبَاھِلِیِّ فَسَاَلَھُمَا عَنِ ابْنَۃٍ وَابْنَۃِ
ابْنٍ وَاُخْتٍ لِاَبٍ وَاُمٍّ فَقَالَا لِلْاِبْنَۃِ النِّصْفُ وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَیُتَابِعُنَا فَاَتَی
الرَّجُلُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَاَلَہٗ وَاَخْبَرَہٗ بِمَا قَالَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ
وَلٰکِنِّیْ سَاَقْضِیْ بِمَا قَضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَۃِ النِّصْفُ وَلِابْنَۃِ الْاِبْنِ السُّدُسُ
تَکْمِلَۃَ الثُّلُثَیْنِ وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ ہذیل بن شرحبیل سے روایت ہے ایک شخص ابو موسے اشعری اور سلمان بن ربیعہ
پاس آیا اور ان دونوں سے پوچھا اگر ایک شخص مر جاوے اور ایک بیٹی ایک پوتی ایک سگی بہن چھوڑ جاوے تو کیونکر تقسیم
ہوگی دونوں نے کہا نصف مال دختر کو ملیگا اور باقی سگی بہن کو لیکن تو عبداللہ بن مسعود پاس جا اون سے بھی
پوچھ وہ بھی ہمارے ساتھ ہو جاوینگے (اس جواب مین) پھر وہ شخص ابن مسعود پاس گیا اور ان سے بھی پوچھا
اور جو جواب ابو موسی اور سلمان نے دیا تھا وہ بیان کیا ابن مسعود نے کہا اگر مین ایسا حکم دون تو گمراہ ہو گیا اور
راہ پانیوالون مین سے نرہا لیکن مین وہ حکم دونگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے دختر کو آدہا مال ملیگا
اور پوتی کو چھٹا حصہ دو ثلث پورے کرنے کیلیے اور جو باقی رہا یعنے ایک ثلث وہ بہن کو ملیگا ف تو مسئلہ ۶
سے ہوگا تین بیٹی کو اور ایک پوتی کو اور دو بہن کو ملینگے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایک دختر کے ساتھ پوتیاں ہوں
یا ایک ہی پوتی ہو تو نصف بیٹی کو ملکر دو ثلث کا تکملہ پوتیون پر برابر تقسیم ہو جاوے گا اور بہنین بیٹی کے ساتھ
عصبہ ہو جاتی ہین یعنے بیٹیون کے حصے سے جو بچ رہے وہ بہنون کو ملتا ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی
نکالا دوسری روایت مین یون ہے کہ جب ابو موسے نے ابن مسعود کا یہ جواب سنا تو کہا کہ مجھہ سے کوئی مسئلہ مت پوچھو
جب تک یہ عالم تم مین موجود ہے اور جمہور علما اس فتوی مین ابن مسعود رضی کے ساتھ ہین لیکن ابن عباس کا یہ قول ہے
کہ بیٹی کے ہوتے بہن محروم ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت اور ولد عام
ہے شامل ہے بیٹا اور بیٹی دونوں کو تو معلوم ہوا کہ بہن دونوں سے محروم ہو جاتی ہے جمہور یہ کہتے ہین کہ ولد سے یہان
بیٹا مراد ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آگے یون فرمایا وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد اور یہان بالاجماع ولد سے بیٹا مراد
ہے کیونکہ دختر بھائی کو محروم نہین کر سکتی اجماعًا **باب** فرائض الجد دادا کا حصہ کیا ہے عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ الْمُزَنِیِّ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِفَرِیْضَۃٍ فِیْھَا جَدٌّ فَاَعْطَاہُ ثُلُثًا اَوْ سُدُسًا معقل بن یسار مزنی
سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک ترکہ کا مقدمہ آیا جس مین دادا تھا تو آپنے دادا کو ثلث

دلا یا یا سدس میں **ف** احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمران بن حصین سے یون نکالا کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا پوتا مر گیا تو مجھکو اسکے ترکے مین سے کیا ملیگا آپ نے فرمایا چھٹا حصہ جب وہ پیٹھ موڑ کر
چلا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ اور تجھکو ملیگا جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا اسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ
سلوک کے طور سے ہے (یعنے اصل میراث تیری صرف سدس ہے اور ایک سدس اور بصورت خاص کیوجہ سے تجھکو ملا
ہے) اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمر سے نکالا کہ اونھون نے دادا کا حصہ پوچھا تو معقل اٹھا اور بولا کہ
آنحضرتؐ نے اُسکو سدس دلایا حضرت عمر نے کہا کن وارثون کے ساتھہ معقل نے کہا مجھہ کو معلوم نہین حضرت عمر
نے کہا پھر کیا فائدہ یہ منقطع ہے حسن بصری نے حضرت عمر سے نہین سُنا اور بخاری اور مسلم نے حسن کی روایت
معقل سے نکالی اور دادا کے باب مین صحابہ اور علما ما بعد کا بہت اختلاف ہے بعضون نے دادا کو باپ کے مثل کیا
ہے اور کبھی اسکو ثلث دلایا ہے کبھی سدس کبھی عصبہ کہا ہے بعضون نے ہمیشہ اُسکے لیے سدس کہا ہے اسی
طرح اختلاف ہے کہ دادا کے ہوتے ہوئی بھائی بہن کو ترکہ ملیگا یا نہین تو ایک جماعت صحابہ جیسے علی اور ابن مسعود
اور زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ وہ مقاسمہ کریگا بھائیون کے ساتھہ اور بعضون نے کہا بھائی بہن دادا کی وجہ
سے محروم ہون گے جیسے باپ سے محروم ہوتے ہین (تفصیل فی کتب الفرائض) **عن** مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَضَى
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَدٍّ كَانَ فِينَا بِالسُّدُسِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ہم مین دادے کو سدس دینے کا **باب** مِيرَاثِ الْجَدَّةِ
دادی اور نانی کے حصے کا بیان **عن** ابْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا
فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ
فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى مِنْ قِبَلِ
الْأَبِ إِلَى عُمَرَ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ
بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلٰكِنْ هُوَ ذَاكِ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ
بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے نانی آئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ پاس اپنا ترکہ مانگنے کو ابوبکر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کوئی حصہ مذکور نہین اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کیحدیث مین مجھکو تیرا حصہ کچہ معلوم ہوتا ہے تو لوٹ جا یہانتک کہ مین لوگون سے پوچھون پہر انہون نے لوگون
سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا مین موجود تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو چھٹا حصہ دلایا ابو بکر نے کہا اور
بہی کوئی تیرے ساتھ گواہ ہے اسبات کا اسوقت محمد بن مسلمہ انصاری اٹھے اور جیسا مغیرہ نے کہا تھا ویسا ہی کہا
تب ابو بکر نے یہ حکم جاری کردیا نانی کے لیے پہر دوسری عورت آئی جو دادی تہی میت کی اپنا ترکہ مانگنے کو حضرت
عمر کے پاس حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کچہ حصہ نہین ہے اور جو فیصلہ پیشتر ہو چکا ہے وہ تیرے لیے نہین
ہوا بلکہ نانی کے لیے ہوا ہے اور مین فرائض مین اپنی طرف سے کچہ بڑہا نہین سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ ہے اگر دادی
اور نانی دونون ہون تو دونو اس چھٹے حصے کو آدہون آدہ بانٹ لین اور نہین تو ان دونوین سے جو ہو وہ چھٹا
حصہ لے لیوے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی ثقہ ہین مگر مرسل ہے اسلیے کہ
قبیصہ کا سماع ابوبکر صدیق سے صحیح نہین ہے اور یہ نہین ہو سکتا کہ قبیصہ اس قصے کے وقت حاضر ہو یہ ابن عبد البر
نے کہا اور اختلاف ہے اسکے سنہ ولادت مین صحیح یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال مین پیدا ہوا پہر اس قصہ مین کیونکر
شریک ہو سکتا ہے یہ قیاس سے بعید معلوم ہوتا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن مندہ نے مستخرج
مین اور طبرانی نے کبیر مین عبادہ بن صامت سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی اور نانی
دونون کو ایک سدس دلایا آدہون آدہ اور یہ منقطع ہے اسحاق بن یحیی نے عبادہ سے نہین سُنا اور ابو داؤد اور
نسائی نے بریدہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی اور نانی کو سدس دلایا جب ماں نہ ہو اور صحیح
کہا اسکو ابن سکن نے اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اور قوی کیا اسکو ابن عدی نے اور اسکے اسناد مین عبید اللہ
عتکی ہے اس مین اختلاف ہے اور دارقطنی نے عبد الرحمان بن زید سے نکالا مرسلا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے تین دادیون اور نانیون کو سدس دلایا دو ان مین سے دادیان تہین اور ایک نانی اور ابو داؤد نے
اسکو مراسیل مین نکالا ابراہیم نخعی سے اور بیہقی نے حسن سے مرسلاً اور دارقطنی نے اسکو کئی طریق سے زید بن ثابت
سے نکالا اور اس باب مین اور آثار بہی مروی ہین بحر مین ہے کہ دادیون اور نانیون کا حصہ سدس ہے اگرچہ زیادہ
ہون جب درجہ مین برابر ہون اور نانی اور دادی درجہ مین برابر ہین اگر اختلاف ہو درجہ مین تو دور والی نزدیک
والی سے محروم ہوگی اور ماں کیوجہ سے دادی اور نانی دونو محروم ہونگی اور باپ کیوجہ سے دادی محروم ہوگی
نانی محروم نہوگی (روضہ) اور عمر اور ابن مسعود اور ابو موسی سے منقول ہے کہ دادی باپ کے ساتھ حصہ پاویگی
اور شریح اور حسن اور ابن سیرین نے اسکو اختیار کیا ہے لمعات) **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی**

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُسًا ابن عباس سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا **باب** مِيرَاثِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ مسلمان مشرکون کے وارث نہ ہونگے **عن** أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور کافر تو بالاجماع مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اکثر علماء کے نزدیک اور روضہ مین کہا کہ اسپر بھی اجماع ہے مین کہتا ہون معاذ بن جبل اور معاویہ اور سعید بن المسیب اور مسروق وغیرہم سے یہ منقول ہو کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام بلند ہوتا ہے لیکن اسلام پر دوسرا دین بلند نہین ہوتا اور جمہور کہتے ہین کہ اس حدیث کو ترکے سے کچھ علاقہ نہین ہے اور انکی دلیل اسامہ کی حدیث ہو اور ابن عمرو کی **عن** أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورٍ وَكَانَ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ يَقُولُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہی انہون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے گھر مین اترین گے مکہ مین آپنے فرمایا بھلا عقیل نے کوئی گھر یا ٹھکانا ہمارے لیے چھوڑا ہے (ملکہ سب بیچ کھایا) اور عقیل ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور طالب اور جعفر اور علی نے ابوطالب کا کچھ ترکہ نہین پایا کیونکہ یہ دونو مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (جب ابوطالب مرے تھے) اسوقت کافر تھے تو اسی وجہ سے حضرت عمر کہا کرتے مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور اسامہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہوگا نہ کافر مسلمان کا **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مذہب والے (جیسے کافر اور مسلمان) ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن السکن نے بھی **باب** مِيرَاثِ الْوَلَاءِ ولا کی میراث کا بیان (جو آزاد کرنیوالے کو ملتی ہے اپنی لونڈی غلام سے) **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ تَزَوَّجَ رِيَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَهْمٍ أُمَّ وَائِلٍ بِنْتَ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةً فَتُوُفِّيَتْ أُمُّهُمْ فَوَرِثَهَا

بَنُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا فَخَرَجَ بِهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوا فِي طَاعُونِ عَمَوَاسَ فَوَرِثَهُمْ عَمْرٌو
وَكَانَ عَصَبَتَهُمْ فَلَمَّا رَجَعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ جَاءَ بَنُو مَعْمَرٍ يُخَاصِمُونَهُ فِي وَلَاءِ أُخْتِهِمْ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ
أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوِ الْوَالِدُ فَهُوَ
لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ قَالَ فَقَضَى لَنَا بِهِ وَكَتَبَ لَنَا بِهِ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَزَيْدِ
بْنِ ثَابِتٍ وَآخَرَ حَتَّى إِذَا اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ تُوُفِّيَ مَوْلًى لَهَا وَتَرَكَ أَلْفَيْ دِينَارٍ فَبَلَغَنِي
أَنَّ ذَلِكَ الْقَضَاءَ قَدْ غُيِّرَ فَخَاصَمُوا إِلَى هِشَامِ بْنِ إِسْمَعِيلَ فَرَفَعَنَا إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ فَأَتَيْنَاهُ بِكِتَابِ
عُمَرَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى أَنَّ هَذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ وَمَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَمْرَ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ بَلَغَ هَذَا أَنْ يَشُكُّوا فِي هَذَا الْقَضَاءِ فَقَضَى لَنَا فِيهِ فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ بَعْدُ عبداللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہی کہ رباب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے ام وائل بنت معمر جمحیہ سے نکاح کیا اور تین اولادین اس سے
پیدا ہوئین پھر انکی ماں مرگئی تو اسکے بیٹے اپنی ماں کی زمین اور ولار کے وارث ہوئے پھر عمرو بن عاص انکو
لیکر شام کے ملک مین گئے وہان وہ عمواس کے طاعون مین (حضرت عمر کی خلافت مین شام مین آیا تھا اس مین
بہت آدمی مرگئے تھے) مرگئے تو عمرو بن عاص انکا وارث ہوا وہ انکا عصبہ تھا جب عمرو لوٹ کر آئے تو معمر کے
بیٹے ان سے جھگڑنے آئے اپنی بہن (ام وائل) کی ولار کے لیے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمرؓ نے کہا مین تمہارا فیصلہ
کرونگا اسطرح سے جو مین نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مینے سنا ہے آپ فرماتے تھے
جو ولار کہ اولاد یا باپ حاصل کرے وہ اُسکے عصبہ کو ملیگی خواہ کوئی ہو عبداللہ بن عمرو نے کہا تو حضرت عمرؓ نے
ولار کا فیصلہ ہمارے لیے کردیا اور ایک کتاب لکھدی اس مین گواہی تھی عبدالرحمان بن عوف اور زید بن ثابت
کی اور ایک اور شخص کی جب عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا تو ام وائل کا ایک غلام آزاد کیا ہوا مرا اور دو
ہزار دینار چھوڑ گیا مجھے خبر پہونچی کہ وہ فیصلہ (جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا) بدل دیا گیا آخر اسکا جھگڑا کیا ہشام بن
اسمعیل کے پاس اس نے ہمکو عبدالملک کے پاس بھیجا ہم اسکے پاس حضرت عمر کی کتاب لیکر آئے تب عبدالملک
نے کہا مین سمجھتا تھا کہ یہ ایسا مسئلہ ہی جس مین کسیکو شک نہ ہوگا اور مین نہین سمجھتا تھا کہ اب مدینہ والون کا
یہ حال ہوگیا ہے کہ ایسے مسئلہ مین بھی وہ شک اور اختلاف کرینگے پھر عبدالملک نے ہماری موافق ہی
فیصلہ کیا اور برابر ہم اس میراث پر قابض رہے **ف** ولار کا یہ قاعدہ ہے کہ اس غلام یا لونڈی کے ذوی
الفروض سے جو بچ رہیگا وہ آزاد کرنے والیکو ملیگا اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہ ہو اور نہ قریب عصبات

مین سے تو کل مال آزاد کرنے والے کو ملجاوے گا اور جب ایک مرتبہ ام وائل کے غلامون کی ولا اسکی بیٹیون کی وجہ سے سسرال والون مین آگئے تو وہ اب کبھی پھر ام وائل کے خاندان مین جانے والی نہین جیسے حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ فَمَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا حَمِيْمًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوْا مِيْرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ قَرْيَتِهٖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مولے (غلام آزاد) کھجور کے درخت پر سے گرا اور مر گیا اور مال چھوڑ گیا نہ اسکا کوئی بیٹا بیٹی تھا نہ ناتے والا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی میراث اسکے گانو والون مین سے کسیکو دیدو **ف** حالانکہ یہ میراث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی مگر پیغمبر نہ کسی کی وارث ہوتے ہین نہ اسکا کوئی وارث ہوتا ہے اسلیے آپ نے میراث نلی اور بیت المال مین ایسی میراث رکھنے کے لیے امام کو اختیار ہے آپنے یہی مناسب سمجھا کہ اسکی بستی والے اسکے مال سے فائدہ اوٹھاوین عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ بِنْتِ حَمْزَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ اَبِي لَيْلٰى وَهِيَ اُخْتُ ابْنِ شَدَّادٍ لِاُمِّهٖ قَالَتْ مَاتَ مَوْلَايَ وَتَرَكَ ابْنَةً فَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهٗ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنَتِهٖ فَجَعَلَ لِيَ النِّصْفَ وَلَهَا النِّصْفَ عبداللہ بن شداد سے روایت ہے انہون نے حمزہ کی بیٹی سے روایت کی محمد بن ابی لیلے نے کہا وہ اخیافی بہن تھین عبداللہ بن شداد کی انہون نے کہا میرا ایک مولی (غلام آزاد) مر گیا اور اپنی بیٹی (دختر) چھوڑ گیا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا مال تقسیم کیا مجھکو آدہا دلایا اور اسکی بیٹی کو آدہا دلایا۔

بَابُ الْكَلَالَةِ کلالہ کا بیان

ف کلالہ کا لفظ قرآن شریف مین دو آیتون مین آیا ہے ان مین سے ایک آیت جاڑے مین اوتری وان کان رجل یورث کلالۃ اخیر تک اور دوسری گرمی مین یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اخیر تک اور کلالہ کے معنون مین اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے صحابہ اور تابعین اور علماء مین سے کہ کلالہ وہ ہے جسکی اولاد نہ ہو نہ باپ اور بعضون نے کہا جسکی اولاد نہ ہو کیونکہ آیۃ صیف مین یہی مضمون ہے ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد بعضون نے کہا ولد یہان عام ہے شامل ہے والد کو بھی کیونکہ شروع آیت سے اور یہ سے نکلتا ہے کہ بھائی بہن باپ کے ہوتے محروم ہین اور یہان بہن کو نصف حصہ دلایا تو معلوم ہوا کہ کلالہ وہی ہے جسکا باپ بھی نہ ہو اولاد بھی نہ ہو بہر حال کلالہ کا معنے مجمل رہگیا اور صحابہ کو اسکی تفصیل پوچھنے کا موقع نہین ملا جیسے حضرت عمر سے منقول ہے عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَامَ خَطِيْبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ خَطَبَهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَدَعُ بَعْدِيْ شَيْئًا هُوَ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ اَمْرِ الْكَلَالَةِ وَقَدْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَغْلَظَ

لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتَّى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي جَنْبِي أَوْ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي نَزَلَتْ فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ سعدان بن طلحہ سے روایت ہے حضرت عمر خطبہ پڑھتے کو کھڑے ہوئے جمعہ کے دن یا لوگوں کو خطبہ سنایا جمعہ کے دن تو اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ قسم خدا کی میں اپنے بعد کوئی چیز کلالہ سے مشکل زیادہ نہیں چھوڑتا ہوں اپنے نزدیک اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسکو آپ نے سختی سے جواب دیا کہ ویسی سختی کسی بات میں آپ نے مجھپر نہیں کی یہانتک کہ اپنی انگلی سے ٹھونسا مارا میری پسلی یا سینہ میں پھر فرمایا اے عمر تجھکو بس نہیں ہے وہ آیت جو اخیر سورہ نسا میں گرمی کے دنوں میں اتری عَنْ مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيلَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثٌ لَأَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا الْكَلَالَةُ وَالرِّبَا وَالْخِلَافَةُ مرہ بن شراحیل نے کہا حضرت عمر نے کہا تین باتیں ہیں اگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو بیان فرما دیتے (تفصیل کے ساتھ) تو مجھے زیادہ پسند تھا ساری دنیا سے اور جو دنیا میں ہے اس سے ایک کلالہ دوسرے ربا تیسری خلافت **ف** حقیقت میں ان تینوں مسئلوں کو آپ مجمل چھوڑ گئے اور ربا کی علت اور سبب میں اختلاف ہوا مجتہدوں کا اور خلافت میں بھی اختلاف ہوا یہانتک کہ روافض نے انکار کیا شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم کی خلافت کا اور اس وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولکر بیان فرما دیتے کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہے تو یہ اختلاف ہی نہ ہوتا مگر آپ تابع تھے حکم الٰہی کے اور مرضی الٰہی یہی تھی کہ خلافت کا حکم مجمل رہے اور صحابہ اپنی رائے سے جسکو مناسب سمجھیں اپنا حاکم بنا دیں تا کہ اسمیں دین و دنیا کے فائدے تھے اور یہی حقتعالی کو منظور تھا کہ یہ چاروں شخص خلافت سے فائدہ اٹھاویں اور ایسا ہی ہوا اگر سب سے پہلے جناب علی مرتضے خلیفہ ہو جاتے تو ان تینوں کو بالکل خلافت نہ ملتی بس جو کچھ ہوا وہی اچھا ہوا مرضی مولے از ہمہ اولے اور تعجب یہ ہوتا ہے کہ صحابہ نے تو اپنی اتفاق رائے سے ایک کو خلیفہ بنا لیا اور اسکی اطاعت قبول کی اور اسکے سایہ عاطفت میں دین کی ترقی میں مصروف رہے لیکن انکے گذر جانے کے بعد چند بیوقوف ایسے پیدا ہوئے کہ اس خلافت کو ناحق سمجھنے لگے کہو تمکو کیا غرض تم اپنے زمانہ کی فکر کرو اگلے زمانہ میں جو ہوا وہ اچھا ہوا انکی خلافت سے تمکو کیا نقصان ہو سکتا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرِضْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ وَهُمَا مَاشِيَانِ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ فِي

آخر النساء وان کان رجل یورث کلالۃ الایۃ ویستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الایۃ جابر بن عبد اللہ نے کہا میں بیمار ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق کو لیے ہوئے پیدل میرے عیادت کو تشریف لائے میں اسوقت بیہوش تہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجہپر ڈالا مجھے ہوش آگیا میںنے عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کروں کیونکر فیصلہ کروں اپنے مال کا یہانتک کہ میراث کی آیت اتری اخیر سورہ نسا میں وان کان رجل یورث کلالۃ ویستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ **باب میراث القاتل**

قاتل کو میراث نہ ملیگی **عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال القاتل لا یرث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہوگا **ف** اسکا حسکو وہ قتل کرے اسکو ترمذی نے بہی نکالا لیکن اسکے اسناد میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اس میں علت نکالی دارقطنی نے اور قوی کیا اسکو ابن عبد البر نے اور مالک اور احمد اور نسائی اور شافعی اور عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت عمر سے نکالا میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قاتل کو میراث نہیں ہے اس روایت میں انقطاع ہے اور دارقطنی نے ابن عباس سے ایساہی نکالا مرفوعا اسکی اسناد میں کثیر بن مسلم ضعیف ہے اور بیہقی نے اس لفظ سے کہ جو کوئی کسی قتیل کو قتل کرے وہ اسکا وارث نہوگا اگرچہ اسکا وارث سوا اسکے اور کوئی نہ ہو دوسری روایت میں ہے اگرچہ اسکا باپ یا بیٹا ہو اسکی اسناد میں عمرو بن برق ضعیف ہے اور یہ سب دہتیں ملکر حدیث قوی ہوجاتی ہے عام ہے کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً شافعی اور ابوحنیفہ اور اہلحدیث اور اکثر علما کا یہی قول ہے لیکن مالک اور نخعی کے نزدیک قتل خطا میں وارث ہوگا مال کا نہ دیت کا اور سوکرتے ہیں مذہب کو طرانی کی روایت کہ عمر بن شیبہ نے اپنی بی بی کو خطاسے مارا آپنے فرمایا دیکہ دیدہ اور تو اس کا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا کہ عدی خرامی کی دو بی بیاں تہیں وہ لڑیں عدی نے ان میں سے ایک کو مارا وہ مرگئی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو اسکی دیت دی اور تو اسکا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا ایک شخص نے پتھر پہینکا وہ اسکی ماں کو لگ گیا اور مرگئی پہر اس نے اپنی ماں کی میراث مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری میراث پتہر ہے اور اس پر دیت دلائی اور میراث میں سے اسکو کچھ نہ دیا اور اسباب میں اور آثار میں صحابہ کے جنکو بیہقی نے ذکر کیا اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً محروم کریگا میراث سے اور مالک اور نخعی نے جو اسکو خاص کیا قتل عمد سے اسپر کوئی دلیل نہیں ہے انتہے ملخصا الروضۃ مختصرا مترجم کہتا ہے تعجب ہے کہ سید علامہ کو اس دیت کی خبر نہیں ہوئی جو اگلے

آئی ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ قتل خطا میں قاتل مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا نہ ہوگا اور اسی سے دلیل لی مالک اور نخعی نے عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام یوم فتح مکۃ فقال المرأۃ ترث من دیۃ زوجھا ومالہ وھو یرث من دیتھا ومالھا ما لم یقتل احدھما صاحبہ عمدا فاذا قتل احدھما صاحبہ عمدا لم یرث من دیتہ ومالہ شیئا وان قتل احدھما صاحبہ خطا ورث من مالہ ولم یرث من دیتہ عبداللہ بن عمرو رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے (وعظ کہنے کو) جس دن مکہ فتح ہوا تو فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کی دیت میں سے وارث ہوگی اور اسکے مال میں سے بھی اسیطرح خاوند اپنی جورو کی دیت اور مال دونوں کا وارث ہوگا بشرطیکہ ایکدوسرے کو قتل نہ کرے اگر قتل کرے عمدًا تو نہ دیت کا وارث ہوگا نہ مال کا کسی چیز کا نہ ہوگا اور اگر خطأً قتل کرے تو مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا وارث نہ ہوگا **باب** ذوی الارحام ذوی الارحام کا بیان یعنے اُن ناتے داروں کا جنکا حصہ اللہ کی کتاب میں معین نہین ہوا نہ وہ عصبہ ہیں جیسے ماموں اور خالہ اور نانا وغیرہم عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان رجلا رمی رجلا بسھم فقتلہ ولیس لہ وارث الا خال فکتب فی ذلک ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر فکتب الیہ عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ والخال وارث من لا وارث لہ ابو امامہ بن سہل سے روایت ہے ایک شخص نے تیر مارا دوسرے شخص کو وہ مرگیا اسکا کوئی وارث نہ تھا سوا ایک ماموں کے تو اس باب میں ابو عبیدہ بن جراح نے (جو امیر تھے لشکر کے) حضرت عمر کو لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکا رسول مولی ہے اسکا جسکا کوئی مولی نہین اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا اور کوئی وارث نہین **ف** جو باموں پر مقدم ہو اسکو احمد اور ترمذی نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے لیکن دارقطنی نے کہا اس میں اضطراب ہے اور عبد الرزاق نے ایک مدینہ کے شخص سے ایسا ہی نکالا اور عقیلی اور ابن عساکر نے ابو الدرداء سے اور ابن النجار نے ابو ہریرہ سے یہ سب روایتیں مرفوع ہیں اور اللہ تعالی نے فرمایا واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض یعنے ناتے والے ایکدوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ شامل ہے ذوی الارحام کو بھی اور جمہور اسکے قائل ہیں کہ ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہونگے بیت المال پر اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم کا ایک مولی کھجور کے درخت سے گر کر مرگیا آپ نے فرمایا اسکا کوئی نسب یا رحم ہے (یعنے نسبی یا سببی عزیز) نکالا اسکو احمد اور اصحاب سنن نے اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور ابوداود نے ابن عباس

سے نکالا کہ ایک آدمی دوسرے سے محالفہ کرتا اور ان میں قرابت نہ ہوتی پھر ایک دوسرے کا وارث ہوتا اللہ نے اسکو منسوخ کیا اس آیت سے واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض اسکے اسناد میں علی بن حسین بن واقد ہے اس میں کلام ہے اور دارقطنی نے بھی اسکو نکالا اور ابن سعد نے ابو الزبیر سے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ عصبات اور ذوی الفروض نہوں تو ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہیں بیت المال پر (روضہ) عن المقدام ابی کریمۃ رجل من اھل الشام من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ترک مالا فلورثتہ ومن ترک کلا فالینا وربما قال فالی اللہ والی رسولہ وانا وارث من لا وارث لہ اعقل عنہ وارثہ والخال وارث من لا وارث لہ یعقل عنہ ویرثہ مقدام ابو کریمہ سے روایت ہے جو شام والوں میں سے تھا (لیکن اور روایتوں میں مقدام بن معدیکرب مذکور ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثوں کو ملیگا اور جو شخص قرض یا اہل وعیال بے معاش (چھوڑ جاوے وہ ہمارے ذمہ ہے (سبحان اللہ کیا عنایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کے ذمہ ہے اور میں وارث ہوں اسکا جس کا کوئی وارث نہیں میں ہی اسکی طرف سے دیت دوں گا اور میں ہی اسکی میراث لوں گا اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا کوئی اور وارث نہیں وہ دیت دیوے گا اپنے بھانجے کی طرف سے اور وارث بھی ہوگا اسکا **ف** اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا حاکم اور ابن حبان نے کہا یہ صحیح ہے

باب میراث العصبۃ عصبات کی میراث کا بیان **ف** عصبہ وہ قوی وارث ہیں جنکا حصہ اللہ تعالی کی کتاب میں مقرر نہیں لیکن حصہ والوں کو دیکر جو مال بچ رہے وہ سب اسیکا ہوتا ہے جیسے بیٹا باپ جب میت کا بیٹا نہ ہو چچا بھائی وغیرہ عن علی بن ابی طالب قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات یرث الرجل اخاہ لابیہ وامہ دون اخوتہ لابیہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سگی بھائی (ایک ماں باپ سے) وارث ہوں گے لیکن سوتیلے وارث نہوں گے آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث ہوگا نہ سوتیلے بھائی کا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ جب سگے اور سوتیلے دونو طرح کے بھائی موجود ہوں تو سگے وارث ہوں گے اور سوتیلے محروم ہونگے اسکو احمد اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد میں حارث اعور ہے اس میں کلام ہے اور اسپر اجماع ہے علما کا (روضہ) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقسموا المال بین اھل الفرائض علی کتاب اللہ فما ترکت الفرائض فلاولی رجل

ذکر۔ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال ذوی الفروض مین تقسیم کرد و اللہ پاک کی کتاب کے
موافق پہر جو انکے حصون سے بچ رہے وہ اُس مرد کا ہوگا جو میت کیطرف زیادہ قریب ہو **ف** مثلاً بیٹا بعد اسکے
باپ بعد اسکے دادا یا بہائی بعد اسکے چچا اور تفصیل عصبات کی فرائض کی کتابون مین دیکہنا چاہیے **باب** مَنْ لَا
وَارِثَ لَهٗ جسکا کوئی وارث نہو **ف** نہ ذوی الفروض نہ عصبات نہ ذوی الارحام مین سی نہ معتق نہ اور کوئی
تو اسکا مال بیت المال مین داخل ہونا چاہیے اور میت کا غلام وارث نہ ہوگا کیونکہ غلامی کو اکثر علما نے میراث
کا مانع قرار دیا ہے مگر احادیث سی یہ مذہب رد ہوتا ہے آپنے ایک شخص کی میراث اسکی بستی والیکو دلادی اور
ایک شخص کی میراث اسکی غلام کو دلائی جمہور یہ کہتے ہین کہ بستی والے کو دلانا گویا بیت المال مین رکہنا تہا کیونکہ
امام کو تصرف کا اختیار ہے کہ بیت المال کا مال جس مستحق کو مناسب سمجہی دیوے اور غلام آزاد ہوچکا تہا جیسے
ابن ماجہ کی روایت مین تصریح ہے مگر غلام آزاد کی وراثت کی بہی جمہور قائل نہین ہین **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مَاتَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ لَهٗ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهٗ
فَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ اِلَيْهِ ابن عباس سے روایت ہی ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے زمانہ مین مرگیا اور اُس نے کوئی وارث نہین چہوڑا مگر ایک غلام جسکو اس نے آزاد کردیا تہا تو آپ نے
اسکی میراث اسیکو دلادی **ف** روایت کیا اسکو احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اور کہا وہ حسن ہے اور باطل ہوا اس سے
وہ جو روضہ مین ہی کہ ابن عباس کی حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ غلامی میراث کی مانع نہین ہے حالانکہ اجماع ہے اسپر کہ غلام وارث
نہین ہوتا کیونکہ یہ شخص غلام نہ تہا آزاد ہوچکا تہا اور اسحدیث سی یہ نکلتا ہے کہ جیسے آزاد کرنیوالا وارث ہی اس کا
جسکو آزاد کرے ایسا ہی جو آزاد کیا جاوے وہ بہی اپنے آزاد کرنے والیکا وارث ہوگا اگر اور کوئی وارث نہو اور جمہور
نے اسکا خلاف کیا ہے **باب** تَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَ مَوَارِيْثَ عورت تین شخصون کا ترکہ پاویگی **عن** وَاثِلَةَ
ابْنِ الْاَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ تَحُوْزُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا
الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَلَيْهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ مَا رَوٰی هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ هِشَامٍ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا عورت تین ترکے لیگی ایک تو اپنی اُس غلام لونڈی کا جسکو وہ آزاد کرے
دوسرے اس بچہ کا جسکو راہ مین (لاوارث) پاکر پرورش کرے تیسرے اس بچہ کا جسپر اپنے خاوند سے لعان کرے
ف اور خاوند اس بچہ کا وارث نہ ہوگا کسلیے کہ اس نے تو اسکو غیر کا بچہ ظاہر کیا اور اپنی جورو کو زنا کی تہمت لگائی
باب مَنْ اَنْكَرَ وَلَدَهٗ جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ میرا نہین ہے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ اللِّعَانِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اَلْحَقَتْ بِقَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ وَّ لَنْ یُّدْخِلَھَا جَنَّتَہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اَنْکَرَ وَلَدَہٗ وَقَدْ عَرَفَہٗ اِحْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُءُوْسِ الْاَشْھَادِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لعان کی آیت اتری (لعان کا بیان اوپر ہو چکا ہے) تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عورت اپنے خاوند سے اس بچہ کو ملادے جو اسکا نہ ہو تو اسکو اللہ سے کچھ علاقہ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اسکو ہرگز اپنے جنت میں نہ لیجاویگا اور جو کوئی مرد اپنے بچہ کا انکار کرے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا ہی ہے (اسلیے کہ اس بچہ کو میراث نہ ملے) تو اللہ جل جلالہ قیامت کے دن اس سے چھپ جاویگا (یعنے اللہ تعالیٰ کا دیدار اسکو نہوگا) اور سب لوگوں کے سامنے اسکو رسوا کریگا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُفْرٌ بِامْرِئٍ اِدِّعَاءُ نَسَبٍ لَا یَعْرِفُہٗ اَوْ جَحْدُہٗ وَاِنْ دَقَّ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفر ہے ایسی نسب کا دعوی کرنا جسکو آدمی نہیں پہچانتا اسیطرح اپنی نسب کا انکار کرنا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو ف کفر سے مراد ناشکری ہے یعنے ایسا شخص جو سوا اپنے باپ کے دوسرے کا بیٹا اپنے تئیں کہے وہ ناشکر ہے اپنے باپ کا کہ اسکا نام ڈبا کر دوسرے کا بیٹا بن بیٹھا اسی طرح جو کوئی دوسرے کا بیٹا بنے گا وہ اپنے اصلی باپ سے انکار کریگا یہ بھی صریح ناشکری ہے اور دوسری حدیث میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے جو اپنا نسب جھوٹھہ بناوے مثلاً سید نہ ہو اور کہے میں سید ہوں یا فلاں بزرگ کی اولاد میں ہوں اور انکی اولاد میں نہ ہو یہ بلا اس زمانے میں بہت پھیلی ہے افسوس ہے کہ دو دن کے دنیا کے لیے لوگ ملعون اور مطرود بنتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے بھلا اس سے فائدہ ہی کیا ہے کہ ہم اپنے حقیقی اور اصلی باپ یا قوم کو چھپا کر دوسری قوم میں شریک ہوں اگر دنیا کمانا منظور ہے تو حلال ذریعوں سے کیوں نہیں کماتے تجارت کرو زراعت کرو محنت کرو پیشہ کرو نوکری کرو اس فریب اور دغابازی سے کیا حاصل ہے یہ جو فرمایا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو مطلب یہ ہے کہ جب گمان غالب ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے جیسے اپنی جورو کے پیٹ سے پیدا ہو تو اسکو اپنا ہی بیٹا سمجھے گو وہ اپنی صورت پر نہ ہو اور صرف وہم پر اسکا انکار نہ کرے جیسے اوپر گذرا کہ ایک گورے آدمی کا ایک کالا بچہ پیدا ہوا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائل کیا اونٹوں کی مثال دیکر

بَابُ فِی ادِّعَاءِ الْوَلَدِ بچہ کا دعوی کرنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَاھَرَ اَمَۃً اَوْ حُرَّۃً فَوَلَدُہٗ وَلَدُ زِنًا لَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زنا کیا کسی آزاد عورت یا لونڈی سے

پہر اوس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ ولد الزنا ہے نہ مرد اس بچہ کا وارث ہوگا نہ وہ بچہ اس مرد کا وارث ہوگا **ف** کیونکہ جو بچہ زنا سے پیدا ہو وہ درحقیقت اس مرد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا جس نے زنا کی گو اسکا نطفہ سہی مگر شریعت کی رو سے نہ وہ بچہ اسکا وارث ہوگا نہ وہ اس بچہ کا اب اگر زانی مرجاوے اور اسکا کوئی دور کا رشتہ دار بھی ہو تو کل میراث اسکو ملجاویگی ایسے بچہ کو کچھ نہ ملے گا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَضَى أَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ فِيمَا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ فَلَهُ نَصِيبُهُ وَلَا يُلْحَقُ إِذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعَى لَهُ أَنْكَرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا أَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَإِنَّهُ لَا يُلْحَقُ وَلَا يُورَثُ وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنًا لِأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا حُرَّةً أَوْ أَمَةً قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ يَعْنِي بِذَلِكَ مَا قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بچہ کا نسب اسکے باپ کے مرنے کے بعد اس سے ملایا جاوے (مثلاً اسکے بعد اسکے وارث دعوی کریں کہ یہ ہمارے مورث کا بچہ ہے) تو آپ نے اس میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر وہ بچہ لونڈی کے پیٹ سے ہو لیکن وہ لونڈی ملک ہو اسکے باپ کی جس دن اس نے اس سے جماع کیا تہا تو ایسا بچہ بے شک اپنے باپ سے ملجاوے گا لیکن اسکو اس میراث میں سے حصہ نہ ملیگا جو اسلام کے زمانہ سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اسکے باپ کے دوسرے وارثوں نے تقسیم کرلی ہو البتہ اگر ایسی میراث ہو جو ابھی تقسیم نہوئی ہو تو اس میں سے وہ بھی حصہ پاویگا لیکن اگر اسکے باپ نے جس سے وہ اب ملایا جاتا ہے اپنی زندگی میں اس سے انکار کیا ہو (یعنے یوں کہا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وارثوں کے ملانے سے وہ اب اسکا بچہ نہ ہوگا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ زید مرگیا اور اسکی ایک لونڈی تہی اس سے ایک بچہ تہا اب زید کے مرنے کے بعد اسکے کل یا بعض وارثوں نے قبول کیا کہ یہ بچہ زید کا ہے تو وہ زید کا بچہ قرار پاویگا بمقابلہ کل وارثوں کے اگر کل نے اسکو قبول کیا ہو نہیں تو صرف بمقابلہ ان وارثوں کے جنہوں نے قبول کیا اور جنہوں نے نہیں کیا انکے حصے پر اس بچہ کا اثر نہ پڑے گا یہ جب ہے کہ شہادت کافی ثبوت نسب کے لیے موجود نہ ہو اگر شہادت کافی سے نسب ثابت ہو تو سب وارثوں کے مقابل اسکا نسب ثابت ہوجاویگا اور سب کے حصوں پر اسکا اثر پڑے گا اور صورت اول میں بھی نسب اسوقت ثابت ہوگا جب زید نے حالت حیات میں اس بچہ سے انکار نہ کیا ہو بلکہ اسکو اپنا بچہ کہا ہو یا خاموش ہو رہا ہو اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ زید نے اس بچہ سے انکار کیا تہا تو اسکا نسب ثابت نہ ہوگا گو بعض ورثہ اسبات کو مان بھی

یعنی کہ یہ زید ہی کا بیٹا ہے **ف** اگر وہ بچہ ایسی لونڈی سے ہو جو اس مرد کی ملک نہ تھی یا آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کی تھی تو اس کا نسب کبھی اس مرد سے ثابت نہو گا (اگرچہ اس مرد کے وارث اس بچہ کو اس سے ملا دیں) اور وہ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہ ہوگا (کیونکہ وہ ولد الزنا ہے) اگرچہ خود اس مرد نے بھی اپنی زندگی میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا ہی بچہ ہے جب بھی وہ ولد الزنا ہی ہوگا اور عورت کے کنبے والوں پاس رہیگا خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی اور مرد کے کنبے والوں سے اسکو کچھ علاقہ نہ ہوگا **باب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ حق ولاء کی بیع اور ہبہ کی ممانعت **ف** کیونکہ ولاء ایک طرح کی رشتہ داری ہے اسکا بیع اور ہبہ کیونکر جائز ہوگا جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن امام مالک نے اسکو جائز رکھا ہے شاید باب کی حدیثیں انکو نہیں پہونچیں **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ولاء کی بیع اور ہبہ سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور ایک حدیث میں ہے کہ ولاء تو ایک رشتہ داری ہے نسب کی طرح نہ وہ بیع کیجاوے گی نہ ہبہ اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور بیہقی نے ابن عمر کی روایت سے (روضہ) **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ ترکوں کا بانٹنا **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت کے زمانہ میں بٹ چکی ہے وہ اب اسی تقسیم پر رہیگی (یعنے اسلام کے زمانہ میں اسکو دوبارہ نہ بانٹینگے کیونکہ اس میں حرج ہے) اور جو میراث ایسی ہے کہ اسلام کا زمانہ آگیا وہ ابتک نہیں بٹی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کی جاویگی **ف** اس حدیث سے کیا عمدہ مسئلہ حل ہوا کہ ہر قانون کا عمل اسکے نفاذ کے بعد سے جو مقدمات پیدا ہوں انپر ہوتا ہے اور جو مقدمے نفاذ قانون سے پہلے فیصل ہو چکے ہوں ان میں اس قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہیں کی جاویگی **باب** إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ جب بچہ پیدا ہو کر استہلال کرے (یعنے چلاوے یا روئے) تو وہ وارث ہو گا **ف** اپنے مورث کا اور اس بچہ کی میراث اس کے وارث پاویں گے لیکن اگر مردہ پیدا ہو روئے بھی نہیں تو وہ وارث نہو گا نہ اسکا کوئی وارث ہو گا گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوا **عن** جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ

رووے تو اسپر نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ وارث بھی ہوگا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرِثُ الصَّبِیُّ حَتّٰی یَسْتَہِلَّ صَارِخًا قَالَ وَاسْتِہْلَالُہٗ اَنْ یَبْکِیَ وَیَصِیْحَ اَوْ یَعْطِسَ جابر بن عبد اللہ اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ وارث نہین ہوتا جب تک وہ آواز کے ساتھ استہلال نہ کرے اور استہلال یہ ہے کہ رووے یا چیخے یا چھینکے ف غرض کوئی کام ایسا کرے جس سے اسکی زندگی ثابت ہو تو وہ وارث ہوگا روضہ مین ہے کہ اسحدیث کو ترمذی اور نسائی اور بیہقی نے بھی نکالا اور اسکی اسناد مین اسماعیل بن مسلم ہے وہ ضعیف ہے مین کہتا ہون ابن ماجہ نے اسکو دو طریقون سے نکالا اور کسی طریق مین اسماعیل نہین ہے لیکن ترمذی نے کہا یہ موقوفاً اور مرفوعاً دونو طرح مروی ہے اور موقوفاً زیادہ صحیح اور ایسا ہی جزم کیا نسائی نے اور دارقطنی نے کہا علل مین اسکا رفع صحیح نہین ہے اور ابو داؤد نے ابوہریرہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ استہلال کرے تو وہ وارث ہوگا اسکی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اور ابن حبان سے منقول ہے کہ وہ صحیح ہے بَابُ الرَّجُلِ یُسْلِمُ عَلٰی یَدَیِ الرَّجُلِ جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہووے عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ یَقُوْلُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا السُّنَّۃُ فِی الرَّجُلِ مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ یُسْلِمُ عَلٰی یَدَیِ الرَّجُلِ قَالَ ھُوَ اَوْلَی النَّاسِ بِمَحْیَاہُ وَمَمَاتِہٖ تمیم داری سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی اہل کتاب مین سے ایک شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا جسنے اسکو مسلمان کیا وہ اسکا زیادہ قریب ہے اسکی زندگی اور موت دونو حالت مین ف ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نو مسلم کا کوئی وارث نہو تو اسکی میراث کا حقدار وہ شخص ہے جسنے اسکو مسلمان کیا اور جمہور اسکے خلاف ہین وہ کہتے ہین یہ حکم ابتداء اسلام مین ہوگا پھر منسوخ ہوگیا اور ہم کہتے ہین نسخ کی دلیل کیا ہے تو اس حکم پر عمل کرنا بہتر ہے اَبْوَابُ الْجِہَادِ جہاد کے بابون کا بیان بَابُ فَضْلِ الْجِہَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ مین جہاد کی فضیلت عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَدَّ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ فَھُوَ عَلَیَّ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْ اَرْجِعَہٗ اِلٰی مَسْکَنِہِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْہُ نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَۃٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَخْرُجُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا وَلٰکِنْ لَا اَجِدُ سَعَۃً فَاَحْمِلَھُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَۃً فَیَتَّبِعُوْنِیْ وَلَا تَطِیْبُ اَنْفُسُھُمْ فَیَتَخَلَّفُوْنَ بَعْدِیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ابوہریرہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے (گھر سے) اور نہ نکلا ہو مگر اس
کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے اور اسپر ایمان لا کر اور اس کے پیغمبروں کو مان کر تو اسکی ضمانت اللہ پر ہے یعنے اللہ ضامن ہے اس
کے جنت میں داخل ہونے کے واسطے یا اپنے گھر کو ثواب اور لوٹ لیکر لوٹ آنے کیواسطے پھر آپ نے فرمایا قسم اسکی جسکے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں پر یہ شاق نہ ہوتا (یعنے جہاد میں میرا نکلنا کیونکہ جب آپ نکلتے تھے تو سب مسلمان
نکلتے) تو میں تو کسی ٹکڑے کا بھی ساتھ نہ چھوڑتا بلکہ ہر ٹکڑے کے ساتھ جاتا اللہ کی راہ میں ہمیشہ لیکن مجھکو اتنی گنجائش
نہیں کہ میں سب کے لیے سواریاں مہیا کروں اور نہ لوگوں میں اتنی گنجائش ہے کہ وہ ہر جہاد میں میرے ساتھ رہیں
اگر میں انکو ساتھ نہ لیجاؤں تو ان کے دل میں ناخوشی ہوگی قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں چاہتا
ہوں اسکی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں اور مارا جاؤں **ف**
اس حدیث سے جہاد کی یعنے کافروں سے دین کے لیے لڑنے کی بڑی فضیلت نکلی اور جہاد ایک رکن ہے اسلام کا جسکی
فرضیت میں کسیکا اختلاف نہیں ہے لیکن وہ فرض کفایہ ہے ماں باپ کی اجازت سے اور اگر نیت خالص ہو تو اس
سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں سوا قرض کے اور حقوق الناس کے (درر) اور جہاد کی فضیلت میں بیشمار حدیثیں
وارد ہیں اور لوگوں نے اس باب میں مستقل رسالے بنائے ہیں اور جہاد ہر ایک بادشاہ اسلام کے ساتھ ہوکر درست ہے
خواہ وہ بادشاہ نیک ہو یا فاسق ہو غرض جہاد میں یہ قید نہیں ہے کہ امام یا بادشاہ صالح ہو کیونکہ سلف نے جہاد
کیا خلفاء بنی امیہ اور ظالموں کے ساتھ ہو کر اور کسی نے انپر انکار نہیں کیا اور ابو داؤد نے نکالا مرفوعًا کہ جہاد
قائم ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھکو بھیجا اور قیامت تک قائم رہیگا یہاں تک کہ آخری امت میری دجال سے
لڑے گی اور جہاد باطل نہیں ہوگا کسی ظالم کے ظلم سے یا کسی عادل کے عدل سے اور صحیح بخاری میں ہے مرفوعًا
کہ جسکے پاؤں پر گرد پڑے اللہ کی راہ میں تو اللہ تعالیٰ اسکو حرام کر دیگا دوزخ پر اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دن
دشمن کے مقابلہ میں مورچہ پر رہنا ساری دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور دوسری حدیث
میں ہے کہ جس نے جنگ کی کافروں سے اونٹنی کے دودھ دوہنے میں جو ٹھہر جاتے ہیں اوتنی دیر بھی اسکے لیے
جنت واجب ہوگئی۔ غرض ہم سب کے لیے جہاد سے بڑھکر کوئی عمل نہیں جس میں جنت کو جانے کی توقع زیادہ ہو
اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہمکو اور سب مسلمانوں کو یہ عمل نصیب کرے جب سے اسلام کی ترقی ہوئی تھی اور آئندہ بھی
اسی سے ہوگی اور جب سے مسلمانوں نے اسکو چھوڑ دیا اسلام ذلیل اور خوار ہوگیا یا اللہ مسلمانوں کو ہدایت کر کہ وہ
قرآن اور حدیث میں غور کریں اور اسپر عمل کریں عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

وسلّم قال المجاهد في سبيل الله مضمون على الله إمّا أن يكفته إلى مغفرته ورحمته وإمّا أن يرجعه بأجر وغنيمة ومثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم الّذي لا يفتر حتّى يرجع ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوا اسکا اللہ ضامن ہے یا تو اسکو اٹھا لیگا اپنی مغفرت اور رحمت کی طرف اور یا اسکو لوٹا دیگا اس کے گھر کو ثواب اور لوٹ کا مال دیکر اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن کو روزہ اور رات کو قیام برابر کر رہا ہو اور بالکل نہ تھکے مجاہد کو لوٹنے تک ایسا ہی ثواب ہوتا رہیگا (یعنے صیام اور قیام دائمی کا) **باب** فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عزّ وجلّ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کو چلنے کا ثواب **عن** أبي هريرة قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم غدوة أو روحة في سبيل الله خير من الدّنيا وما فيها ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبحکو یا شام کو چلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے **عن** سهل بن سعد السّاعدي قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم غدوة أو روحة في سبيل الله خير من الدّنيا وما فيها سہل بن سعد ساعدی سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** أنس بن مالك أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم قال لغدوة أو روحة في سبيل الله خير من الدّنيا وما فيها انس بن مالک سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** من جهّز غازيا جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کر دیوے **ف** یعنی خود جہاد کو نہ جاوے مگر کسی مجاہد کو جہاد کا سامان کر دیوے جیسے گھوڑا دیوے سواری کو یا ہتیار خرید دیوے تلوار بندوق توپ وغیرہ یا کھانے پینے کا سامان دیوے مجاہدین کو یا ان چیزوں میں مدد کرے مجاہدین کی **عن** عمر بن الخطّاب قال سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول من جهّز غازيا في سبيل الله حتّى يستقلّ كان له مثل أجره حتّى يموت أو يرجع حضرت عمر سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص سامان کر دیوے کسی غازی کا اللہ کی راہ میں یہانتک کہ وہ روانہ ہو جاوے (جہاد کو) تو اسکو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا (یعنے غازی کی مثل اسکو بھی ثواب ہوتا رہے گا گھر بیٹھے ہوئے) یہانتک کہ وہ غازی مارا جاوے یا لوٹ آوے اپنے گھر کو **عن** زيد بن خالد الجهنيّ قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من جهّز غازيا في سبيل الله كان له مثل أجره من غير أن ينقص من أجر الغازي شيئا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غازی کا سامان کر دیوے اسکو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا غازی کو اور غازی کا ثواب کم نہ ہوگا

(یعنے غازی کے ثواب میں سے یہ ثواب اللہ تعالی نہ دیگا بلکہ غازی کو پورا ثواب دیگا اور اس شخص کو بھی دیگا خدا کی درگاہ میں ثواب کی کمتی نہیں ہے) **باب فضل النفقة فی سبیل اللہ** اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت **عن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم افضل دینار ینفقہ الرجل علی عیالہ و دینار ینفقہ علی فرس فی سبیل اللہ و دینار ینفقہ الرجل علی اصحابہ

ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر دینار وہ ہے جسکو آدمی خرچ کرے اپنے بال بچوں پر اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے گھوڑے پر اسکی راہ میں (یعنے جہاد کے گھوڑے پر) اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے اپنے ساتھیوں پر مجاہدین میں سے **عن** علی بن ابی طالب و ابی الدرداء و ابی ھریرة و ابی امامة الباھلی و عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ و عمران بن الحصین کلھم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من ارسل بنفقة فی سبیل اللہ و اقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبع مائة درھم و من غزا بنفسہ فی سبیل اللہ و انفق فی وجہ ذلک فلہ بکل درھم سبع مائة الف درھم ثم تلا ھذہ الآیة و اللہ یضاعف لمن یشاء جناب علی مرتضے اور ابو الدرداء اور ابوہریرہ اور ابوامامہ باہلی اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن الحصین رضی اللہ تعالی عنہم ان سب سے روایت ہے یہ سب حدیث بیان کرتے تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں (یعنے مجاہدین کیلیے) روپیہ اور خرچ بھیجے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو اسکو ہر روپیہ کے بدل سات سو روپیہ کا ثواب ہوگا اور جو کوئی خود بھی جہاد کرے اللہ کی راہ میں اور روپیہ بھی خرچ کرے اللہ کی راہ میں تو اسکو ہر ایک روپیہ کے بدل سات لاکھ روپیہ کا ثواب ہوگا پھر آپنے یہ آیت پڑھی اور اللہ تعالی دوگن کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے **باب التغلیظ فی ترک الجھاد** جہاد چھوڑ دینے کا عذاب **عن** ابی امامة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یغز او یجھز غازیا او یخلف غازیا فی اھلہ بخیر اصابہ اللہ سبحانہ بقارعة قبل یوم القیامة ابوامامہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خود جہاد نکرے اور نہ مجاہد کا سامان کردے اور نہ مجاہد کے پیچھے اسکے گھر بار کی نگہبانی کرے بہتری کے ساتھ تو اللہ تعالی اسکو مبتلا کریگا کسی آفت میں قیامت کے پہلے **ف** اسلیے کہ اس نے جہاد میں سے جو ایک رکن تھا اسلام کا بالکل حصہ نہ لیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خود جہاد نہ کر سکے تو اور مجاہدین کی مدد ہی کرے ہتیار اور سامان اور خرچ سے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہد جب جہاد کو جاویں یہ انکی بال بچوں اور گھر بار کی خبر گیری کرے ایمان اور خدا ترسی کے ساتھ اگر ان سب باتوں سے محروم رہے تو بڑی بدبختی ہے **عن** ابی ھریرة رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لقی اللہ ولیس لہ اثر فی سبیلہ لقی اللہ وفیہ ثلمۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے (یعنے مر جاوے) اور اسپر جہاد کا کوئی نشان نہ ہو تو وہ اللہ سے ملیگا اس حال میں کہ اس کے دین میں نقصان ہوگا **ف** یعنے اسکا دین کامل نہ ہوگا کیونکہ دین کا ایک جزو اعظم اس نے بالکل ادا نہ کیا بعضوں نے کہا یہ حدیث اسکے باب میں ہے جسپر جہاد فرض ہو اور وہ نہ کرے۔

باب من حبسہ العذر عن الجہاد جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے **عن** انس ابن مالک قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غزوۃ تبوک فدنی من المدینۃ قال ان بالمدینۃ لقوما ما سرتم من مسیر ولا قطعتم وادیا الا کانوا معکم فیہ قالوا یا رسول اللہ وہم بالمدینۃ قال وہم بالمدینۃ حبسہم العذر انس بن مالک سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے جہاد سے لوٹے اور مدینہ کے نزدیک پہونچے تو آپ نے فرمایا بعضے لوگ مدینہ میں ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ تھے ہر راہ میں جہاں تم چلے اور ہر وادی میں جس میں سے تم گذرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ میں رہکر وہ ہمارے ساتھ تھے آپ نے فرمایا مدینہ میں رہکر انکو عذر نے مدینہ میں روک دیا تھا **ف** مثلاً بیماری وغیرہ تو ایسے شخصکو جہاد کا ثواب ملے گا جب اسکی نیت جہاد کی ہو لیکن عذر کیوجہ سے مجبور ہو کر رکجاوے **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بالمدینۃ رجالا ما قطعتم وادیا ولا سلکتم طریقا الا شرکوکم فی الاجر حبسہم العذر قال ابو عبد اللہ بن ماجۃ او کما قال کتبتہ لفظا جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جو شریک تھے تمہارے ساتھ ثواب میں جب تم کسی وادی سے گذرے یا کسی راہ میں چلے وہ عذر کی وجہ سے رک گئے تھے ابن ماجہ نے کہا ایسا ہی کچھ کہا احمد بن سنان نے میں نے اسکو لکھ لیا انکے لفظ سے **باب** فضل الرباط فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں مورچہ میں رہنے کی فضیلت **ف** جسکو رباط کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دشمن کے مقابل اپنے گھوڑے باندھے ایک مقام میں اور ہر ایک فریق تیار ہو دوسرے سے لڑنے کے لیے **عن** عبد اللہ بن الزبیر قال خطب عثمان بن عفان الناس فقال یا ایہا الناس انی سمعت حدیثا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یمنعنی ان احدثکم بہ الا الضن بکم وبصحابتکم فلیختر مختار لنفسہ او لیدع سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رابط لیلۃ فی سبیل اللہ سبحانہ کانت کالف لیلۃ صیامہا وقیامہا عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے حضرت عثمان نے خطبہ سنایا لوگوں کو تو کہا ای لوگو میں نے ایک حدیث سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور

مین ذ او سکو بیان نہین کیا تمسے صرف اسوجہ سے کہ بخیلی کی مین نے تمہاری ساتھہ اور تمہاری صحبت کے ساتھہ اب اختیار ہے
ہر شخصکو اسپر عمل کرے یا نکرے مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک رات
بھی رباط کرے اللہ تعالی کی راہ مین تو اسکا ثواب ایسا ہے جیسے ہزار راتون کی عبادت اور روزے کی برابر **ف** بخیلی
کی معنے یعنے مین نے چاہا تم میرے پاس رہو ایسا نہو کہ حدیث سنتے ہی تم جہاد کو چلے جاؤ اور مین اکیلا رہجاون چند روز
تک حضرت عثمان نے اس حدیث کو بیان کرنے مین اس خیال سے تامل کیا پھر بیان کر دیا **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَجْرٰی عَلَیْہِ اَجْرُ عَمَلِہِ الصَّالِحِ الَّذِی کَانَ
یَعْمَلُ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ وَاَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَبَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اٰمِنًا مِّنَ الْفَزَعِ ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رباط کی حالت مین مر جاوے اللہ کی راہ مین تو وہ
شخص جو نیک عمل (اپنی زندگی مین) کرتا ہوگا اسکا ثواب اسکے لیے جاری رہیگا (موقوف نہوگا اسکی موت سے) اور
جنت مین سے اسکا رزق مقرر ہوگا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہیگا اور اللہ تعالی اسکو اٹھاویگا قیامت کے دن محفوظ ہر ایک
ڈر سے اور گھبراہٹ سے **عن** اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَرِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
مِنْ وَرَاءِ عَوْرَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ غَیْرِ شَہْرِ رَمَضَانَ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ عِبَادَۃِ مِائَۃِ سَنَۃٍ صِیَامِہَا
وَقِیَامِہَا وَرِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ وَرَاءِ عَوْرَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ شَہْرِ رَمَضَانَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ
وَاَعْظَمُ اَجْرًا اُرَاہُ قَالَ مِنْ عِبَادَۃِ اَلْفِ سَنَۃٍ صِیَامِہَا وَقِیَامِہَا فَاِنْ رَدَّہُ اللّٰہُ اِلٰی اَہْلِہٖ سَالِمًا لَمْ
تُکْتَبْ عَلَیْہِ سَیِّئَۃٌ اَلْفَ سَنَۃٍ وَتُکْتَبُ لَہُ الْحَسَنَاتُ وَیَجْرِیْ لَہٗ اَجْرُ الرِّبَاطِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن کا رباط کرنا (یعنے دشمن کی تاک لگائے
رہنا) مسلمانون کے ناکے پر (یعنے جہان سے انکے دشمن کے چڑھ آنے کا ڈر ہو) اللہ کے لیے رمضان کے سوا اور مہینے
مین زیادہ ثواب رکھتا ہے سو برس تک روزے اور عبادت سے اور ایک دن کا رباط اسکی راہ مین مسلمانون کے
ناکے پر اللہ کے لیے رمضان کے مہینے مین افضل ہے اللہ کے پاس اور زیادہ ثواب رکھتا ہے ہزار برس کے روزے
اور عبادت سے پھر اگر اللہ تعالی (رباط کرنے والے کو) لوٹا لایا اپنے گھر مین سلامتی کے ساتھہ تو ہزار برس تک اسکی
برائیان نہ لکھی جاوینگی (اگر وہ زندہ رہے ہزار برس تک) اور اسکے لیے نیکیان لکھی جاوینگی اور رباط کا ثواب
اسکو قیامت تک ملتا رہیگا **ف** اس حدیث مین علامت ہے موضوع ہونے کی اور اسکی اسناد مین عمر بن صبیح راوی
ہے اور وہ وضاع اور کذاب ہے ابن کثیر نے کہا مین سمجھتا ہون یہ حدیث موضوع ہے تقریب مین ہے کہ عمر بن صبیح

منکر ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا وہ کذاب ہے **باب** فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اللہ کی راہ مین چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان **عن** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الْحَرَسِ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے لشکر کے چوکیدار پر **ف** جو رات کو جاگتا رہتا ہے اور دشمن کی خبر رکھتا ہے اگر دشمن آن پہونچا تو مجاہدین کو ہوشیار کر دیتا ہے اور پہرا دینے سے دشمن کو روکتا ہے **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِ رَجُلٍ وَقِيَامِهِ فِي أَهْلِهِ أَلْفَ سَنَةٍ اَلسَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْمًا وَالْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایک رات پہرہ دینا اللہ کی راہ مین افضل ہے مرد کے روزہ رکھنے سے اور رات کو عبادت کرنے سے اپنے گھر مین ہزار برس تک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ہر دن ہزار برس کے برابر **ف** یعنے ہزار ایسے برس کی عبادت اور روزے سے افضل ہے جنکا ہر ایک دن ہزار برس کا ہو یہ حدیث بھی منکر اور ضعیف ہے اور کیا عجب ہے کہ موضوع ہو سعید بن خالد اسکے اسناد مین منکر الحدیث ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سے مین تجھے وصیت کرتا ہون اللہ کے تقوی کی اور تکبیر کی ہر بلندی پر **باب** الْخُرُوجِ فِي النَّفِيرِ جب کوچ کا حکم ہو تو سب کو نکلنا چاہیے **ف** یعنے جب امام یا حاکم اسلام جہاد کے لیے نکلنے کی منادی کرے تو ہر ایک مسلمان کو نکلنا واجب ہے جسکو کوئی عذر نہ ہو **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَانْطَلَقُوا قِبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَنْ تُرَاعُوا يَرُدُّهُمْ ثُمَّ قَالَ لِلْفَرَسِ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ قَالَ حَمَّادٌ وَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ كَانَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يُبَطَّأُ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو انس نے کہا آپ زیادہ خوبصورت تھے سب آدمیون سے (قربان آپکے حسن اور جمال کے ابھی تک آپکے مبارک چہرے کا تصور ہے) اور زیادہ سخی تھے سب آدمیون سے اور زیادہ شجاع

تھے سب آدمیوں سے زیادہ حسن باطنی تھا، ایک رات مدینہ والے گھبرا گئے (انکو کسی دشمن کے آنیکا وہم ہوا) تو سب کے سب نکلے آواز کی طرف دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹے آرہے ہیں آپ سب لوگوں سے پہلے آواز کی طرف چلے گئے تھے اسوقت آپ ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر جو ننگی پیٹھ تھا اسپر زین نہ تھا سوار تھے اور آپکے گلے میں تلوار تھی اور آپ فرماتے تھے اے لوگو مت ڈرو آپ ان کو لوٹا رہے تھے (گھروں کو) پھر آپنے اس گھوڑے کو فرمایا ہم نے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا یعنی بے تکان نہایت تیز چلتا ہے احمدؔ نے کہا حماد بن زید نے پر سوار تھے زہی قسمت اس گھوڑے کی سے گر بسر و چشم من نشینی ✲ نازت بکشم کہ نازنینی ✲ اسحدیث کا مجھ سے ثابت نے بیان کیا کہ وہ گھوڑا ابوطلحہ کا تھا جو سُست تھا چلنے میں دیر کرتا لیکن اسدن سے کسی گھوڑے سے پیچھے نہیں رہا ف یہ برکت تھی آپکے فرمانے کی آپ کی زبان سے جو نکلا حق تعالیٰ نے ویسا ہی کر دیا ایک سُست گھوڑا خراب دم بھر میں عمدہ گھوڑوں سے زیادہ تیز اور چالاک ہو گیا ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کہا جاوے جہاد کو لیے نکلنے کو تو نکلو سستی مت کرو اور دیر مت لگاؤ **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی راہ میں غبار اور دوزخ کا دھوان دونوں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہ ہونگے ف جس نے جہاد میں گرد وغبار کھایا ہے وہ ضرور دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا اَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تیسرے پہر کو ذرا بھی اللہ کی راہ میں چلا تو جتنا غبار اسپر پڑا اتنی ہی قیامت کے دن اسپر مشک پڑیگی **باب** فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ دریا کے جہاد کی فضیلت **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ اَنَّهَا قَالَتْ نَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَاَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا

الاوّل فادعُ اللہ ان یجعلنی منھم قال انتِ من الاوّلین قال فخرجت مع زوجھا عبادۃ بن الصامت غازیۃ اوّل ما رکب المسلمون البحر مع معٰویۃ بن ابی سُفیان فلما انصرفوا من غزاتھم قافلین فنزلوا الشام فقربت الیھا دابۃ لترکب فصرعتھا فماتت

انس بن مالک سے روایت ہی انکی خالہ ام حرام بنت ملحان نے بیان کیا انھون نے کہا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب سوئے (انکے گھر مین وہ آپ کی رضاعی خالہ تھین) پھر جاگے تو تبسم فرما رہے تھے یعنے ہنستے تھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیون ہنسے آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اس سمندر پر سوار ہو رہے ہین جیسے بادشاہ تختون پر بیٹھتے ہین ام حرام نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سبحانہ وتعالے مجھکو بھی انلوگون مین کرے آپ نے دعا کی انکے لیے پھر دوسری بار آپ سو گئے پھر اٹھے تو ہنستے ہوئے اوٹھے اور ام حرام نے یہی پوچھا آپ نے وہی جواب دیا ام حرام نے کہا اللہ تعالے سے دعا کیجیے وہ مجھکو بھی ان لوگون مین سے کرے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگون مین سے ہے انس نے کہا پھر ام حرام اپنے خاوند عبادہ بن صامت کے ساتھہ نکلین جہاد کے لیے جب پہلے پہل مسلمان سمندر مین چڑھے جہاد کے لیے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھہ (حضرت عثمان کی خلافت یا معاویہ کی امارت مین) جب مسلمان لوٹے جہاد سے تو شام مین اترے ام حرام کی سواری کے لیے ایک جانور آیا اس جانور نے انکو گرا دیا وہ مر گئین ۔

ف اس حدیث مین آنحضرت کے کئی معجزے ہین ایک تو پیش خبری کہ اسلام کی ترقی ہوگی دوسرے مسلمان سمندر مین جا کر جہاد کرینگے تیسرے ام حرام بھی ان مجاہدین کے ساتھہ ہونگی اور جب تک زندہ رہین کی چوتھے پھر ام حرام مر جاوینگی اور دوسرے لشکر مین شریک نہین ہو سکین گی یہ سب باتین جو آپ نے فرمائین تھین پوری ہوئین اور یہ کھلی دلیلین ہین آپ کی نبوت کی جو شخص نبی نہ ہو وہ ایسے صحیح پیش گوئیان کبھی نہین کر سکتا اس تفصیل کے ساتھہ البتہ بعضے مجمل پیشین گوئیان لگلے حکیمون اور کاہنون نے بھی کی ہین اور اب بھی لوگ کرتے ہین مگر ان مین دس باتین جھوٹ نکلتی ہین تو ایک آدہ بات سچ ہو جاتی ہے اور یہ کچھ مشکل نہین جب ناوقف آدمی بھی دس بارہ تیر مارے تو ایک آدہ تیر نشانہ پر لگ جاوینے سے یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ تیر انداز ہے ۔ افسوس ہے کہ سب قومون سے پہلے عرب کے مسلمانون نے ہی دریا مین بڑے بڑے سفر کرنا شروع کیے اور علم جہاز رانی مین وہ ساری قومون کی استاد بن گئی مگر زمانہ کی گردش سے اب یہ حال ہو گیا کہ عرب تمام علوم مین دوسری قومون سے پیچھے رہ گئی ہین اور جو لوگ جاہل اور کم علم تھے یعنے یورپ کے لوگ وہ تمام جہان کے لوگون سے علوم اور فنون مین گوئے سبقت لے گئے ہین وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ اب بھی اگر مسلمانون کی ترقی منظور ہے تو عرب کے لوگون مین علوم اور فنون پھیلانے کی کوشش کرنا چاہیے اور عربون کو تمام جنگی علوم اور فنون کی تعلیم دینا چاہیے جب عرب پھر علوم مین کامل ہو جاوینگے تو دنیا کے تمام اقوام کو ہلا کر چھوڑ دینگے یہ شرف اللہ تعالی نے عرب ہی کو دیا ہے

کتھوڑے عرصہ مین ایشیا اور یورپ اور افریقیہ مین اسلام کی روشنی پھیلا دی اور جہان گئے وہان کے در و دیوار کو بھی مسلمان
بنا دیا جو شجاعت اللہ تعالی نے عرب کو دی ہے اسکے عشر عشیر بھی نہ ترکون مین ہے نہ افغانون مین نہ ایرانیون مین نہ مصریون
مین گو ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ افغان اور ترک عرب سے بھی زیادہ بہادر ہین مگر یہ خیال ہی خیال ہے سرتاج بہادرون
روئے زمین عرب ہین اور جب عرب درست ہو جاوینگے پھر جمن اسلام کو بہار تازہ آویگی اور تمام کمھلائے ہوے درخت تر و تازہ
ہو جاوینگے یا اللہ تو عرب کے قوم پر پھر اپنی نظر عنایت فرما اور امام مہدی علیہ السلام کو جلد پیدا کر آمین یا رب العالمین عن
أبي الدرداء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال غزوة في البحر مثل عشر غزوات في البر والذي يسدر
في البحر كالمتشحط في دمه في سبيل الله سبحانه ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک
جہاد دریا مین خشکی کے دس جہادون کے برابر ہے اور جسکا سر گھومے دریا مین اسکو ثواب جیسے کوئی اللہ کی راہ مین اپنے خون
مین لوٹتا ہو عن أبي أمامة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول شهيد البحر مثل
شهيدي البر والمائد في البحر كالمتشحط في دمه في البر وما بين الموجتين كقاطع الدنيا في طاعة
الله وإن الله عز وجل وكل ملك الموت بقبض الأرواح إلا شهيد البحر فإنه يتولى قبض أرواحهم
ويغفر لشهيد البر الذنوب كلها إلا الدين ولشهيد البحر الذنوب والدين ابو امامہ سے روایت ہے مین نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دریا کا شہید خشکی کے دو شہیدون کے برابر ہے (ثواب مین)
اور دریا مین جس کا سر گھومے (اور جی متلاوے) اسکو ایسا ثواب ہے جیسے کوئی خون مین تڑپتا ہو خشکی مین اور ایک
موج سے دوسری موج تک جانیوالا ایسا ہے جیسے خشکی مین ساری دنیا کا سفر کرنے والا اللہ کی اطاعت مین اور بیشک
اللہ جل جلالہ نے موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل علیہ السلام) کو مقرر کیا ہے جان نکالنے پر مگر جو دریا مین شہید ہو
اسکی جان پروردگار خود نکالتا ہے اور خشکی کے شہید کے سب گناہ بخشے جاتے ہین سوا قرض کے اور دریا کے شہید کے
سب گناہ بخشے جاتے ہین اور قرض بھی بخشدیا جاتا ہے ف اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے عفیر بن معدان راوی
کی وجہ سے اور طبرانی نے کبیر مین اور بیہقی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ جس نے حج نہین کیا اسکے لیے حج دس جہادون
سے زیادہ ہے اور جو حج کر چکا ہے اسکے لیے جہاد دس حجون سے زیادہ ہے اور ایک جہاد دریا مین خشکی کے دس جہادون
سے بہتر ہے اور جو دریا پار ہو گیا وہ کل وادیون سے پار ہو گیا اور سر گھومنے والا دریا مین خون مین لوٹنے والے کے برابر
ہے اسکے اسناد مین عبداللہ بن صالح کاتب اللیث ہے لیکن وہ ثقہ ہے بخاری نے اس سے حجت لی اور حاکم نے اسکی
روایت کو صحیح کہا **باب** ذكر الديلم وفضل قزوين دیلم اور قزوین کا بیان عن أبي هريرة قال قال

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَمْلِکُ جَبَلَ الدَّیْلَمِ وَالْقُسْطُنْطِیْنِیَّۃَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا میں سے کچھ باقی نہ رہے سوا ایک دن کے تو اللہ تعالیٰ اس ہی دن کو لمبا کر دیگا یہاں تک کہ میرے اہلبیت میں سے ایک شخص مالک ہوگا دیلم کے پہاڑ اور قسطنطنیہ کا **ف** قسطنطنیہ اور دیلم دونوں میں ابتک مسلمانوں کی حکومت ہے یہ پیش خبری صحیح ہوئی مگر اس حدیث میں اہل بیت کا لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام مہدی مراد ہیں اور قیامت کے قریب انکی سلطنت ان ملکوں میں ہوگی تو ابھی وہ زمانہ نہیں آیا جب نصاریٰ ان ملکوں کو پھر مسلمانوں سے لے لیویں لیکن نصاریٰ کی حکومت روز بروز بڑھ رہی ہے اور مسلمانوں کی طاقت گھٹ رہی ہے عجب نہیں جو چند ہی سال میں قسطنطنیہ پر بھی نصاریٰ قبضہ کر لیں اسی طرح دیلم کے پہاڑوں پر بھی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتُفْتَحُ عَلَیْکُمُ الْاٰفَاقُ وَسَتُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مَدِیْنَۃٌ یُقَالُ لَھَا قَزْوِیْنُ مَنْ رَابَطَ فِیْھَا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً کَانَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ عَمُوْدٌ مِنْ ذَھَبٍ عَلَیْہِ زَبَرْجَدَۃٌ خَضْرَاءُ عَلَیْھَا قُبَّۃٌ مِنْ یَاقُوْتَۃٍ حَمْرَاءَ لَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مِصْرَاعٍ مِنْ ذَھَبٍ عَلٰی کُلِّ مِصْرَاعٍ زَوْجَۃٌ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ جب کئی ملک تم فتح کروگے اور ایک شہر کو تم فتح کروگے اسکا نام قزوین ہوگا جو شخص وہاں رباط کرے چالیس دن یا چالیس راتوں تک اسکو جنت میں ایک ستون ملیگا سونیکا اوسپر سبز زمرد لگا ہوگا اسپر ایک قبہ ہوگا سرخ یاقوت کا اس قبے میں ستر ہزار چوکھٹے ہونگے سونے کے (یعنی ستر ہزار دروازے) ہر چوکھٹے پر ایک بی بی ہوگی حوروں میں سے جو بڑی آنکھ والیاں ہیں **ف** شوکانی نے کہا اس کے اسناد میں داؤد بن محبر ہے وہ وضاع ہے اور ایک ضعیف ہے ایک متروک ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے انجاح میں ہے کہ یہی وہ حدیث ہے جسکو لوگ کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک موضوع حدیث ہے انتہے مترجم کہتا ہے اس حدیث کی اسناد میں زید بن ابان متروک ہے اور ربیع بن صبیح ضعیف ہے اور داؤد بن المحبر کذاب ہے اسلیے یہ حدیث غالباً بنائی ہوئی ہے اور تعجب ہے کہ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس حدیث کو ذکر کرکے اپنی کتاب کو بدنام کیا اور اس حدیث میں کچھ کلام بھی نہیں کیا بلکہ اسپر سکوت کیا اور لوگ کہتے ہیں کہ امام ابن ماجہ خدا انپر رحم کرے قزوین کے رہنے والے تھے اسلیے انہوں نے اپنے شہر کی فضیلت میں یہ حدیث لکھی اور اسپر سکوت کیا مگر دوسرے محدثین نے اس حدیث کا حال بیان کر دیا کہ وہ اعتبار کے لائق نہیں ہے سیوطی نے زجاجہ میں کہا کہ اس حدیث کو رافعی نے بھی تاریخ قزوین میں بیان کیا اور کہا یہ حدیث مشہور ہے اسکو داؤد سے ایک جماعت نے روایت کیا ان میں سے ہیں حارث بن ابی اسامہ اور اسماعیل بن

رشد اور ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن خلال وغیرہم اور امام ابن ماجہ نے اسکو اپنی سنن میں ذکر کیا اور حدیث کی حافظ ان
کی کتاب کو صحیحین اور سنن ابو داؤد اور نسائی کے قریب بیان کرتے ہین اور انکی روایتون سے حجت لیتے ہین اور عبد الرحمان
بن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اپنے باپ سے اونہون نے ابراہیم بن الولید سے انہون نے داؤد بن محبر سے لیکن داؤد کو ضعیف
کیا امام احمد اور علی بن المدینی اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور ربیع بن صبیح سے ثوری اور وکیع اور ابو نعیم اور عبد الرحمان بن
مہدی نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں کہا کہ امام احمد اور ابو زرعہ نے اسکی تعریف کی اور یحیے
بن معین نے اسکو ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اسحدیث کو موضوعات مین لکھا ابن ماجہ کے طریق سے اور کہا وہ موضوع ہے داؤد
وضاع اور ربیع ضعیف ہے اور یزید متروک ہے اور مزی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نہین پہچانی جاتی مگر داؤد کی روایت سے **باب**
الرَّجُلِ یَغْزُوْ وَلَہٗ اَبَوَانِ آدمی کو جہاد کرنا کیسا ہے جب اسکی ماں باپ زندہ ہون **عن** مُعَاوِیَۃَ بْنِ جَاھِمَۃَ السَّلَمِیِّ قَالَ
اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ
اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ اُمُّکَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبَرَّھَا ثُمَّ اَتَیْتُہٗ مِنَ الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَقُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ
اُمُّکَ قُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَارْجِعْ فَبَرَّھَا ثُمَّ اَتَیْتُہٗ مِنْ اَمَامِہٖ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ
کُنْتُ اَرَدْتُ الْجِھَادَ مَعَکَ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْہَ اللّٰہِ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَ وَیْحَکَ اَحَیَّۃٌ اُمُّکَ قُلْتُ
نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَیْحَکَ الْزَمْ رِجْلَھَا فَثَمَّ الْجَنَّۃُ معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہون اللہ کی رضامندی کے لیے اور آخرت
کی بہتری کے واسطے آپنے فرمایا ارے تیری ماں زندہ ہے مین نے عرض کیا جی ہان زندہ ہے آپنے فرمایا تو لوٹ جا اور
اپنی ماں کی خدمت کر پہر مین آپ پاس آیا دوسری طرف سے اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون آپکے ساتھ
جہاد کرون اللہ جل جلالہ کی رضامندی اور آخرت کے ثواب کے لیے آپنے فرمایا افسوس کیا تیری ماں زندہ ہے مین نے
کہا جی ہان آپنے فرمایا لوٹ جا اسکی خدمت کر پہر مین سامنے سے آپکے پاس آیا اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین
چاہتا ہون آپکے ساتھ جہاد کرون اور میری نیت اللہ کی رضامندی اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی ہے آپنے
فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے مین نے عرض کیا جی ہان زندہ ہے آپنے فرمایا افسوس اسکی پاؤن کے پاس رہ مین
جنت ہے **ف** ماں کا حق اسحدیث سے معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے پاؤن کے پاس جنت ہے اور ماں کی خدمتگذاری کو
آپنے جہاد پر مقدم رکھا لیکن اگر ماں باپ جہاد کی اجازت دیوین تو آدمی جہاد کر سکتا ہے ورنہ جب تک ماں باپ زندہ

رہیں انکی خدمت گذاری کو جہاد پر مقدم رکھے انکے مرنے کے بعد پھر اختیار ہے ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ جہاد کا سا فرض اور اسلام کا رکن بغیر اسکے اجازت کے ناجائز ہے اور حضرت اویس قرنی اپنی بڈھی ماں کی خدمت میں مصروف رہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے نہ آسکے یہاں تک کہ آپ نے وفات فرمائی جو لوگ اپنے ماں باپ کو ستاتے ہیں انکو ناخوش کرتے ہیں وہ ان حدیثوں پر غور کریں اگر ماں ناراض رہے گی تو جنت کا ملنا دشوار ہے اور دنیا کی زندگی بھی ایسے شخص کی بڑی خراب گذرتی ہے جو اپنے ماں باپ کو ناراض کرتا ہے یہ امر تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ مَاجَةَ هَذَا جَاهِمَةُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السَّلَمِيُّ الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ جاہمہ انکے باپ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے پھر وہی قصہ بیان کیا جو اوپر گذرا حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ جاہمہ عباس بن مرداس اسلمی کا بیٹا ہے جس نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غصہ کیا تھا حنین کے دن **ف** جب آنحضرت نے حنین کی لوٹ بانٹی تو ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس ان میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے اور عباس بن مرداس اسلمی کو اس سے کم دیے انہوں نے اپنا غصہ ظاہر کیا اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ میرا درجہ ان لوگوں سے کم نہیں ہے اور آپ آج جسکا درجہ گھٹا دینگے قیامت تک اسکا درجہ نہ بڑھیگا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سنکر عباس کو بھی اتنے ہی اونٹ پورے کر دیے **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدَيَّ يَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اسلیے آیا ہوں کہ آپکے ساتھ جہاد کروں میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کی ثواب کا طالب ہوں اور میں جسوقت چلا تو میرے ماں باپ رو رہے تھے آپ نے فرمایا تو لوٹ جا اور انکو ہنسا جیسے تو نے انکو رولایا **باب** النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ لڑائی کی نیت کا بیان **عن** أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ ابو موسی سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اس شخص کا حال جو شجاعت کی وجہ سے لڑتا ہے اور اس شخص کا حال جو شرم کی وجہ سے لڑتا ہے (حمیت اور ننگ سے) اور اس شخص کا حال جو دکھانے کے لیے لڑتا ہے (تاکہ اسکا شہرہ ہو اور لوگ اسکی بہادری دیکھکر اسکی تعریف کریں) آپ نے فرمایا جو کوئی اسلیے لڑے کہ اللہ تعالی کا کلمہ بلند ہووے وہ

اللہ کی راہ میں ہے **ف** اور وہی جہاد ہے باقی شجاعت یا ننگ و ناموس یا ریاکاری یا دنیا اور مال و ملک کے لیے لڑنا جہاد
نہیں ہے بلکہ انکو لوگوں نے اگر کبھی اللہ کے سوا اور کسی کا خیال بھی آگیا ہے تو لڑائی چھوڑ دی ہے مثنوی میں وہ حکایت مشہور
ہے کہ حضرت علی مرتضے نے جنگ میں ایک کافر کو پچھاڑا اور آپ اسکو مارنا چاہتے تھے اس نے آپکے مونہ پر تھوک دیا اسی
وقت آپ اسکے سینہ پر سے اوٹھہ کھڑے ہوئے وہ کافر متعجب ہوا اور کہنے لگا میں نے تو اسواسطے یہ فعل کیا کہ آپ کا غصہ زیادہ
ہو اور آپ مجھہ کو جلد مار ڈالیں آپ نے فرمایا میں تو خدا کے لیے لڑتا تھا نہ اپنے ننگ و ناموس کے لیے جب تو نے میرے مونہ پر تھوکا
تو نفس درمیان آگیا اب تجھے مارنا روا نہیں ہے کیونکہ یہ قتل خالص خدا کے لیے نہ رہا یہ سنتے ہی وہ کافر ایمان لایا سہ
آن خدو انداخت بر روئے علی افتخار ہر نبے وہر ولی۔ اخیر حکایت تک **عن** عبد الرحمن بن ابی عقبۃ وکان
مولی لاھل فارس قال شهدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد فضربت رجلا من المشرکین
فقلت خذھا منی وانا الغلام الفارسی فبلغت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا قلت خذھا
منی وانا الغلام الانصاری عبد الرحمن بن ابی عقبہ سے روایت ہے وہ غلام آزاد (مولی) تھے اہل فارس کے اونہوں نے
کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ حاضر تھا جنگ احد میں تو میں نے ایک مشرک پر وار کیا اور وار کرتے وقت
میں نے کہا لے اور میں فارسی غلام ہوں یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا تو نے یہ کیوں نہ کہا لے
اور میں انصاری غلام ہوں **ف** اسوقت میں فارس کے لوگ کافر تھے تو آپ نے انکی طرف نسبت کرنا برا جانا اور
انصاری مسلمان تھے اسلیے آپ نے فرمایا تو نے اپنے تئیں انصاری کیوں نہ کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار کا لقب
کچھ اوس اور خزرج سے خاص نہیں ہے بلکہ جن مسلمانوں نے آنحضرت کی مدد کی وہ سب انصار تھے اور یہ بھی نکلا کہ جاہلیت
اور کفر کے خاندان سے فخر کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے اور سخت معیوب ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو یقول سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ فیصیبوا غنیمۃ الا تعجلوا
ثلثی اجرھم فان لم یصیبوا غنیمۃ تم لھم اجرھم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو لشکر کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ پھر لوٹ کا مال حاصل کرے تو اس
نے ثواب کی دو تہائی دنیا ہی میں حاصل کر لی (اور ایک تہائی ثواب آخرت میں باقی رہا) اور اگر لوٹ نہ ملی تو ان کو پورا
ثواب ملیگا (آخرت میں) **باب** ارتباط الخیل فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا
ثواب ہے **عن** عروۃ البارقی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیر معقود بنواصی
الخیل الی یوم القیامۃ عروہ بارقی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں

مین ہمیشہ برکت اور خوبی بندھی رہیگی قیامت تک ف کیونکہ گھوڑا عمدہ آلہ ہے جہاد کا اور اسی لیے تمام جانورون سے گھوڑا
افضل ہے اور اسکا رکھنا موجب برکت اور اجر ہے اگر جہاد کی نیت سے رکھے جیسے آگے آتا ہے عن عبد اللہ بن عمر عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخیل فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ عبد اللہ بن عمر سے بھی ایسے
ہی روایت ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیل فی نواصیھا الخیر
او قال الخیل معقود فی نواصیھا الخیر قال سھیل انا اشک الخیر الی یوم القیامۃ الخیل ثلثۃ
فھی لرجل اجر ولرجل ستر وعلی رجل وزر فاما الذی ھی لہ اجر فالرجل یتخذھا فی سبیل اللہ
ویعدھا لہ فلا تغیب شیئا فی بطونھا الا کتب لہ اجر ولو رعاھا فی مرج ما اکلت شیئا الا
کتب لہ بھا اجر ولو سقاھا من نھر جار کان لہ بکل قطرۃ تغیبھا فی بطونھا اجر حتی ذکر الاجر
فی ابوالھا وارواثھا ولو استنت شرفا او شرفین کتب لہ بکل خطوۃ یخطوھا اجر واما الذی
ھی لہ ستر فالرجل یتخذھا تکرما وتجملا ولا ینسی حق ظھورھا وبطونھا فی عسرھا ویسرھا واما
الذی ھی علیہ وزر فالذی یتخذھا اشرا وبطرا وبذخا ورئاء للناس فذلک ھی علیہ وزر
ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑون کی پیشانیون مین برکت اور خوبی ہے یا
یون فرمایا کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک سہیل نے کہا جو راوی ہے حدیث
کا یہ شک مجھکو ہوئی اور فرمایا آنحضرت نے کہ گھوڑے تین طرح ہین ایک کے واسطے ثواب ہین اور دوسرے کے واسطے
معاف ہین اور تیسرے کیواسطے عذاب ہین لیکن جسکے واسطے ثواب ہین وہ وہ شخص ہے کہ جو انکو رکھے اسکی راہ مین جہاد
کے لیے اور تیار کرے انکو اسی کے لیے تو جو کھانا انکے پیٹ مین جاویگا اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاویگا
اور اگر وہ شخص انکو چرا دے ایک گھانس والی زمین تو جتنا وہ کھاوینگے اسکے لیے ثواب لکھا جاویگا اور اگر وہ شخص
انکو پانی پلاوے ایک جاری نہر سے تو ہر قطرے کے بدل جو انکے پیٹ مین جاویگا اسکے لیے ایک اجر لکھا جاویگا یہانتک
تک کہ بیان کیا اجر کا انکے پیشاب اور لید کرنے مین بھی اور اگر وہ گھوڑے دوڑین ایک میل یا دو میل تک تو ہر قدم
کے بدل جو وہ اٹھاوینگے اسکے لیے ایک اجر لکھا جاویگا ف اس ثواب کا کچھ حد نہ ہے بیحد و بےحساب ثواب
ہے مطلب یہ ہے کہ جو گھوڑا جہاد کی نیت سے رکھا جاوے اسکا کھلانا پلانا چلنا موتنا سب اجر ہی اجر ہے اور سراپا ثواب ہین
ثواب ہے گھوڑے کے مالک کو ف اور جسکے واسطے معاف ہین (یعنے نہ ثواب ہے نہ عذاب ملکہ مباح) وہ وہ شخص
ہے جو عزت اور زینت کے لیے گھوڑے رکھے لیکن ان کی سواری اور پیٹ کا حق فراموش نہ کرے سختی اور آسانی دونو

حالت میں **ف** سواری کا حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اسکو مانگے ضرورت کیوجہ سے تو اسکو دیدے یا کوئی تھکا ہوا مسلمان راہ میں ملے تو اسکو سوار کر لیوے اور بعضوں نے کہا اسکی زکوٰۃ ادا کرے لیکن اہلحدیث اور جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پیٹ کا حق یہ ہے کہ ان کے دانے گھانس کی خبر اچھی طرح رکھے کبھی آپ خود دیکھا کرے اگر ہمیشہ ممکن نہ ہو اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ وہ جہاد میں گئے انکا گھوڑا سستی کرنے لگا انہوں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون گھوڑے نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اسوقت جب تو نے مجھکو چھوڑ دیا اپنی لونڈی پر اور میرے دانے چارے کی خبر نہ لی اس روز سے انہوں نے یہ معمول کر لیا کہ اپنی ذات سے اپنے گھوڑے کی خدمت کرتا **ف** اور جس کے واسطے عذاب ہیں وہ وہ شخص ہے جو گھوڑوں کو رکھے غرور اور تکبر اور فخر اور لوگوں کو دکھلانے اور نمایش کے لیے رفخر کے واسطے ایسے شخص کے لیے گھوڑے عذاب ہیں

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْخَيْلِ الْأَدْهَمُ الْأَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ الْأَرْثَمُ طَلْقُ الْيَدِ الْيُمْنَى فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلَى هٰذِهِ الشِّيَةِ ابو قتادہ انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر گھوڑا وہ ہے جو مشکی ہو سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں جسکی ناک اور کالب سفید ہو اور داہنا ہاتھ سارے بدن کیطرح ہو یعنے اس میں سفیدی نہ ہو اسکو عرب طلق الید الیمنی کہتے ہیں یہ بہت مبارک ہوتا ہے) اگر مشکی نہ ہو تو کمیت سہی انہی صفات اور انہی داغوں کا **ف** یعنی کمیت ہو سفید پیشانی یا کمیت سفید ہاتھ پاؤں یا کمیت سفید لب اور بینی یا کمیت طلق الید الیمنی یہ سب قسمیں عمدہ ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مشکی رنگ گھوڑے کی سب رنگوں میں عمدہ ہے اور حقیقت میں یہ رنگ نہایت مضبوط اور محنتی ہوتا ہے اسکے بعد کمیت اس کے بعد اور رنگ جیسے سبز رنگ سمند سرخہ نقرہ سبزہ وغیرہ **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ گھوڑوں میں شکال کو برا جانتے تھے **ف** وہ یہ ہے کہ تین پاؤں سفید ہوں ایک سارے بدن کے رنگ پر ہو اسکو ارجل بھی کہتے ہیں اب تک گھوڑ یوالے ایسے رنگ کو مکروہ اور نامبارک سمجھتے ہیں مگر عوام میں یہ مشہور ہے کہ اگر پیشانی پر بھی سفیدی ہو تو شکال ضرر نہیں کرتا لیکن حدیث مطلق ہے اور بعضوں نے کہا شکال یہ ہے کہ داہنا ہاتھ سفید ہو تو بایاں پاؤں سفید ہو یا بایاں ہاتھ سفید ہو تو داہنا پاؤں واللہ اعلم **عَنْ** تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ عَالَجَ عَلَيْهِ بِيَدِهِ كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ تمیم داری سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے ایک گھوڑا رکھا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے پھر اسکو دانہ چارہ آپ کھلایا تو ہر دانے کے بدل اسکو ایک نیکی ملے گی

بَابُ الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللهِ اللہ کی راہ میں لڑنے کا ثواب **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قاتل فی سبیل اللہ عزوجل من رجل مسلم فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ معاذ بن
جبل سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو اللہ کی راہ میں لڑا بشرطیکہ مسلمان ہو
اتنی دیر تک جتنی دیر اونٹنی کے دودھ دوہنے میں ٹھہر جاتے ہیں تو اسکے لیے جنت واجب ہو گئی ف ٹھیرنے سے مراد یا تو وہ ٹھیرنا
ہے جو ایک وقت سے دوسرے وقت تک ہوتا ہے مثلاً صبح کو دودھ دوہکر پھر شام کو دوہتے ہیں تو صبح سے شام تک لڑے
یہ مطلب ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ ٹھیرنا مراد ہے جو دودھ دوہنے میں تھوڑی دیر ٹھیر جاتے ہیں تا کہ اور دودھ تھن میں اوتر آوے
پھر دوہتے ہیں یہ چار پانچ لحظہ ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا جو کوئی اتنی دیر تک بھی اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑا اس کے
لیے جنت واجب ہو گئی سبحان اللہ جہاد کی فضیلت کیا کہنا عن انس بن مالک قال حضرت حربا فقال عبد اللہ
ابن رواحۃ یا نفس الا اراک تکرھین الجنۃ احلف باللہ لتنزلنہ طائعۃ او لتکرھنہ انس بن مالک سے روایت ہے میں
ایک لڑائی میں حاضر تھا تو عبد اللہ بن رواحہ نے کہا اے نفس میں دیکھتا ہوں تو جنت میں جانا ناپسند کرتا ہے میں قسم کھاتا
ہوں اللہ کی تو جنت میں ضرور جاویگا خوشی یا ناخوشی کے ساتھ ف یعنی شہید ہوگا اللہ کی راہ میں اور شہادت جانا گو
جنت میں جانا ہے مگر نفس کو ناپسند ہے کس لیے کہ دنیا کی لذات چھوڑنا پڑتا ہے اور عبد اللہ بن رواحہ نے جیسے قسم کھائی
تھی ویسا ہی ہوا وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے جہاں جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ بھی شہید ہوئے اور اوپر ایک
حدیث میں گذرا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو بھی اللہ انکو سچا کرے عبد اللہ بن
رواحہ بھی ایسے ہی بندوں میں تھے اور تمام صحابہ کرام جو جان نثار تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت
کرام کی رضی اللہ عنہم اجمعین عن عمرو بن عبسۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول
اللہ ای الجھاد افضل قال من اھریق دمہ وعقر جوادہ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا جہاد افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں آدمی کا خون بہایا جاوے
اور اسکا گھوڑا بھی زخمی ہو ف یعنے پوری شہادت ہو خود بھی مارا جاوے اور گھوڑا بھی یا اللہ اپنے مقبول بندوں
کے تصدق سے ہمکو بھی شہادت نصیب کر اور ہر طرح کے تکالیف سے بچا دے اور ہر ایک بیماری اور درد کے صدمے سے آمین
یا رب العالمین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مجروح یجرح فی سبیل
اللہ واللہ اعلم بمن یجرح فی سبیلہ الا جاء یوم القیامۃ وجرحہ کھیئتہ یوم جرح اللون لون
دم والریح ریح المسک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں
زخمی ہو اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے اسکو جو اسکی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جو دنیا کے یا ملک کے طمع میں زخمی ہوتا ہے تو

وہ قیامت کے دن آویگا اور اُسکا زخم ایسا تازہ ہوجاویگا جیسے اُس دن تھا جبدن وہ زخم لگا تھا اُسکا رنگ تو خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کے ہوگی عن عبداللہ بن ابی اوفی یقول دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الاحزاب فقال اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم وزلزلھم عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی کافرون کے گروہون پر تو فرمایا یا اللہ اتارنیوالے کتاب کے جلدی لینے والے حساب کے شکست دے گروہون کو (کافرون کے) یا اللہ انکو شکست دے اور گھبرا دے اور پریشان کردے بیقرار کر کے کہ بھاگ جاوین **ف** جب جنگ مین کافرون کی فوجین بہت ہون تو یہی دعا پڑھنا چاہیے آپنے یہ دعا جنگ احزاب مین کی یعنے غزوہ خندق مین جب ابوسفیان احزاب یعنی گروہ کے گروہ کافرون کو آپ پر چڑھا لایا تھا عن سھل بن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف حدثہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سال اللہ الشھادۃ بصدق من قلبہ بلغہ اللہ منازل الشھداء وان مات علی فراشہ سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے روایت کی اپنے باپ سے اُنہون نے دادا سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص شہادت کو مانگے گا دل سے سچائی کے ساتھ اُسکو اللہ تعالی شہیدون کا درجہ دیگا اگرچہ وہ اپنے بچھونے پر جاوے **ف** کیونکہ نیت اُسکی شہادت کی تھی اور نیۃ المومن خیر من عملہ یہ مشہور ہے **باب** فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ اللہ کی راہ مین شہادت کی فضیلت عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذکر الشھداء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تجف الارض من دم الشھید حتی تبتدرہ زوجتاہ کانھما ظئران اضلتا فصیلیھما فی براح من الارض وفی ید کل واحدۃ حلۃ خیر من الدنیا وما فیھا ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہیدون کا ذکر کیا گیا آپنے فرمایا زمین شہید کے خون سے نہین سوکھتی کہ اُسکی دونون بی بیان اُسکو آکر اٹھاتی ہین گویا وہ دائیان ہین جنہون نے اپنے شیرخوار بچے کو گم کردیا ہو ایک ناآباد جنگل مین اور ہر ایک بی بی کے ہاتھ مین ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے **ف** یہ بی بیان جنت کی حورون مین سے شہید کو لپک کر لینے کے لیے آتی ہین اور جوڑے اُسکو پہنانے کے لیے ساتھ لاتی ہین غرض شہید ادہر زمین پر گرا اور اُسکی جان نکلی کہ جنت مین داخل ہوگیا اور حورون کے ساتھ عیش و نشاط کرنے لگا اگرچہ ہنوز اسکے خون سے زمین بھی نہ سوکھی ہو سبحان اللہ کیا عیش ہے شہید کے لیے ایسی سو جانین اپنے مالک پر قربان عن المقدام ابن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للشھید عند اللہ ست خصال یغفر لہ فی اول دفعۃ من دمہ ویری مقعدہ من الجنۃ ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر و

وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو اللہ تعالی کے پاس چھہ باتین ملتی ہین ایک تو پہلی ہی بار اسکا خون نکلتے ہی اُسکی مغفرت ہوتی ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جنت مین دیکھہ لیتا ہے دوسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے تیسرے حشر کے دن جو بڑی گھبراہٹ ہوگی اُس سے محفوظ رہتا ہے اسلیے کہ اسکو اپنا ٹھکانا پہلے ہی معلوم ہو جاتا ہے چوتھے ایمان کا جوڑا اسکو پہنایا جاتا ہے پانچوین بڑی آنکھہ والی حورون سے اُسکا نکاح باندھا جاتا ہے چھٹے ستر آدمی اسکی شفاعت سے بخشے جاتے ہین اُسکے عزیزون مین سے اسبحان اللہ شہادت کی کیا فضیلت ہے ان مین سے ایک ایک بات اس لائق ہے کہ اسکے لیے اگر ایسی بے ثبات لاکھہ زندگانیان ہون تو قربان کی جاوین اور پھر ان سب نعمتون سے بڑہکر اپنے مالک کی رضامندی اور خوشی ہے اگر مالک ہمسے راضی ہو جاوے تو ساری حور وقصور و غلمان لغو ہے جنت سب اُسپر تصدق ہین ؎

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَبِيكَ قُلْتُ بَلَى قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ قَالَ رَبِّ فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ كُلَّهَا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جب احد کی لڑائی مین عبداللہ بن عمرو بن حرام (جابر کے باپ) مارے گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای جابر مین تجھہ سے بیان کرون جو اللہ تعالی نے فرمایا تیرے باپ سے (سبحان اللہ کیا درجہ ہے) مین نے عرض کیا بیان کیجیے آپنے فرمایا اللہ تعالے نے کسی سے بات نہین کی مگر پردے کے پیچھے اور تیرے باپ سے سامنے ہوکر (بغیر حجاب کے) بات کی اور فرمایا اے بندے میرے کچھہ خواہش کر مجھہ سے کہ مین تجھہ کو دون تیرے باپ نے کہا اے مالک میری مجھکو پھر جلا دے تاکہ مین تیری راہ مین دوبارہ مارا جاؤن اللہ تعالی نے فرمایا یہ میرا قول ہو چکا ہے کہ وہ دنیا مین دوبارہ نہین جاوینگے ف اس سے بودہ اور ہنود کا مذہب باطل ہوتا ہے انکے نزدیک سب آدمی اپنی اپنی عملون کے موافق سزا اور جزا پاکر پھر دنیا مین جنم لیتے ہین مگر جو نِرِبان یعنے کامل فقیر خدا کی ذات مین غرق ہو جاتا ہے اسکا جنم نہین ہوتا ف تب تیرے باپ نے کہا اچھا اے مالک میرے بعد جو لوگ دنیا مین رہ گئے ہین انکو میرا حال پہونچا دے سوقت اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا الآية کلها اخیر آیت تک ف یعنے جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جاوین انکو مردہ مت سمجھ بلکہ وہ زندہ ہین اپنے مالک کے

پاس انکو روزی ملتی ہی اس آیت سی شہیدون کی حیات اور انکی روزی ثابت ہوئی اور دوسری آیتون اور حدیثون سی یہ ثابت
ہے کہ درحقیقت موت کیا ہے روح کا جدا ہونا بدن سی نہ یہ کہ روح کا فنا ہوجانا پس جب روح قائم رہی تو حیات بہی قائم
ہے البتہ یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ دنیا کی سی حیات ہی پر شاید دنیا کی حیات سی زیادہ وہ قوی اور پر طاقت ہو اگر کوئی
اعتراض کرے کہ جب سب لوگ زندہ ہین تو پہر شہدا کی کیا تخصیص ہے حالانکہ اس آیت سی انکی تخصیص نکلتی ہے اس کا
جواب یہ ہے کہ شہدا کی تخصیص یہ ہے کہ وہ زندہ بہی ہین اور معظم اور مکرم بہی ہین اللہ کے پاس اور انکو جنت کی میوے
روز کہانے کو ملتے ہین یہ سب باتین اوردن کے لیے نہ ہون گی مگر دوسری حدیث مین ہی کہ مومنون کی روحین چڑیون
کے لباس مین جنت مین چگتی پہرتی ہین اس مین سب مومنین داخل ہوگئے اور ایک حدیث مین ہی کہ قبر مین جنت کیطرف
ایک راہ مومن کے لیے کہولدیجاوے گی اور اس سے نکلتا ہے کہ قیامت تک مومن کی روح وہین رہیگی غرض روح
کے مسکن کے باب مین علما کے بہت اقوال ہین جنکو ابن قیم نے تفصیل سے حادی الارواح مین ذکر کیا ہے اور سب سے
زیادہ راجح قول یہی ہے کہ مومنون کی ارواح جنت مین ہین اور کافرون کے دوزخ مین واللہ اعلم **عن** عبد اللّٰہ
فی قولہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّا
سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَرْوَاحُھُمْ کَطَیْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِی الْجَنَّۃِ فِیْ اَیِّھَا شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ
مُعَلَّقَۃٍ بِالْعَرْشِ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اِذْ طَلَعَ عَلَیْھِمْ رَبُّکَ اِطِّلَاعَۃً فَیَقُوْلُ سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ قَالُوْا
رَبَّنَا وَمَاذَا نَسْاَلُکَ وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِی الْجَنَّۃِ فِیْ اَیِّھَا شِئْنَا فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّھُمْ لَا یُتْرَکُوْنَ مِنْ اَنْ یَسْاَلُوْا
قَالُوْا نَسْاَلُکَ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ فَلَمَّا رَاٰی اَنَّھُمْ لَا یَسْاَلُوْنَ
اِلَّا ذٰلِکَ تُرِکُوْا عبد اللہ بن مسعود سی روایت ہی یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ہمنے اسکا مطلب پوچہا
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) تو آپنے فرمایا کہ شہیدون کی روحین سبز چڑیون کے قالب مین جنت مین چگتی پہرتی ہین
جہان چاہتی ہین (سبحان اللہ کیا عیش ہے یا اللہ ہم گنہگارون پر بہی کرم فرما اور جنت کا ایک کونا ہی ہمکو عنایت کر)
پہر شام کو ان قندیلون مین بسیرا کرتی ہین جو عرش مقدس سے لٹکی ہوئی ہین ایک بار روحین اسیحال مین تہین کہ پروردگار
نے انکو جہانکا اور فرمایا مجہ سی مانگو تمہاری کیا خواہش ہے وہ بولے اے مالک ہمارے اب ہم تجہ سے کیا مانگین جنت مین تو
ہم گہومتے پہرتے ہین جہان چاہتے ہین جب انکو معلوم ہوا کہ وہ چہوڑے نہین جاوینگے جب تک کچہ مانگین نہین
تو انہون نے عرض کیا اے مالک ہم تجہ سے یہ مانگتے ہین کہ ہماری روحین پہر ہمارے بدنون مین ڈالدے اور دنیا مین
بہیجدے تاکہ ہم (دوبارہ) تیری راہ مین مارے جاوین جب مالک نے دیکہا انکی خواہش صرف یہی ہے (اور نیز خوشتر

کو جب وعدہ الٰہی پوری نہیں ہوسکتی) تو انکو چھوڑ دیا (اپنے حال پر) **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنَ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مَسَّ الْقَرْصَةِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو مار جانیکا صدمہ ایسا ہوتا ہے جیسے تم میں کسیکو چیونٹی کے کاٹنے کا۔

ف یعنی بہت ہلکا خفیف صدمہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں ہوتا اور یہ ہلکا صدمہ بھی مرتے ہی جاتا رہتا ہے پھر تو طرح طرح کے عیش اور آرام نصیب ہوتے ہیں یہانتک کہ دوبارہ مارے جانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب اور خلیل کے تصدق سے موت کو ہمپر بھی ایسا ہی آسان کردے کہ چیونٹی کے کاٹنے کیطرح بھی معلوم نہ ہو اور دنیا سے سفر کر جاویں تو سب کچھ کر سکتا ہے اور تیرے نزدیک یہ بات آسان ہے رحم فرما ہمارے ضعیفی اور غربت اور ناتوانی پر اور ہمارے گناہوں کو اپنی عنایت اور کرم سے بخشدے تو غفور اور رحیم ہے اور ہم تجھ سے نہ مانگیں تو پھر کس سے مانگیں ہر کوئی اپنے آقا سے مانگتا ہے ہمارا آقا اور مالک اور مولی تو ہی ہے ہم بری ہیں یا اچھے مگر تیرے در کو چھوڑنیوالے نہیں تیرے سوا اور کسی سے کچھ مانگنے والے نہیں بری ہیں تو تیرے ہیں اچھے ہیں تو تیرے ہیں اگر برے بھی ہیں تو بری کہاں جاویں کس کے در پر جاکر مانگیں ہم برے ہیں مگر ہمارا مالک تو بروں کو بھی بخشتا ہے اور ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے پھر ہم اسکی رحم کی توقع کیوں نہ رکھیں یہاں کون ہے وہاں کون ہے یہاں بھی اسیکا آسرا ہے وہاں بھی اسیکا بھروسا ہے وہ بادشاہ ہے دونوں جہان کا اور مالک ہے زمین و آسمان کا۔

باب مَا يُرْجٰى فِيْهِ الشَّهَادَةُ

شہادت کو رجوں کا بیان

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ اَهْلِهِ اِنْ كُنَّا لَنَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ وَفَاتُهُ قَتْلَ شَهَادَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهَادَةٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهَادَةٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهَادَةٌ يَعْنِي الْحَامِلَ وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَالْمَجْنُوْبُ يَعْنِيْ ذَاتَ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ

جابر بن عتیک سے روایت ہے وہ بیمار ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی عیادت کو آئے انکے گھر والوں میں سے کسی نے کہا ہمکو تو یہ امید تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوکر مرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر شہید صرف وہی لوگ ہوں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جاویں) تو میری امت میں شہید کم ہونگے (حالانکہ میری امت میں شہید بہت ہیں انمیں) اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے اور طاعون (وبا یعنے ہر مرض جو عام ہو جاوے اور بعضوں نے کہا وہ ایک ورم ہے بعضوں نے کہا ورم ہے بعضوں نے کہا پھوڑا ہے جو اکثر بغل میں نکلتا ہے) سے مرنا شہادت ہے اور عورت جو زچگی میں مرجاوے شہید ہے یعنی حاملہ ہوکر اسطرح سے کہ بچہ پیٹ میں مرجاوے اور ماں بھی مرجاوے اور جو پانی میں ڈوب کر

مرے یا انگارہ مین جلکر اور جو ذات الجنب او رم ہی پسلی مین اسی مرے سب شہید ہین ف یعنی ان سب کو شہیدون کا ثواب
اور درجہ ملیگا گو ان کے احکام شہید کے سے نہین ہین یعنے انکو غسلدینگے انپر نماز پڑہین گے اسپر بھی بڑا شہید وہی ہی جو اسکے
راہ مین یعنی جہاد مین مارا جاوے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ
فِی الشَّهِیْدِ فِیْكُمْ قَالُوا الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِیْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِیْدٌ قَالَ سُهَیْلٌ
وَاَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَزَادَ فِیْهِ وَالْغَرِقُ شَهِیْدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہید کس کو سمجھتے ہو انہون نے کہا جو قتل کیا جاوے اللہ کی راہ مین آپنے فرمایا تب
تو میری امت مین شہید کم ہونگے جو شخص قتل کیا جاوے اللہ کی راہ مین وہ شہید ہے اور جو شخص مرجاوے اللہ کی راہ مین
(یعنے جہاد مین اپنی موت سے) وہ شہید ہے اور جو پیٹ کے عارضہ سے مرے وہ شہید ہی (جیسے اسہال یا پیچش یا ورم معدہ
یا کبد سے اس مین بہت سی بیماریان آگئین استسقا بھی اسی مین داخل ہے) اور جو طاعون سے مرے وہ بھی شہید ہی سہیل
نے کہا مجھکو عبید اللہ بن مقسم نے خبر دی ابو صالح سے یہ حدیث کی اور زیادہ کیا کہ جو ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے بَابُ
السِّلَاحِ ہتیار باندہنے کا بیان عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ یَوْمَ الْفَتْحِ
وَعَلٰی رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ انس بن مالک سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین تشریف لے گئے جسدن مکہ
فتح ہوا آپکے مبارک سر پر خود تہا ف جو لوہے کا ہوتا ہے اور سر پر پہنا جاتا ہے اب یہ ہتیار چھوڑ دیا گیا اس لیے کہ
توپ اور بندوق کی لڑائی مین مفید نہین تلوار کی لڑائی مین اب بھی سر کو بچاتا ہے عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ اَخَذَ دِرْعَیْنِ كَاَنَّهٗ ظَاهَرَ بَیْنَهُمَا سائب بن
یزید سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن دو زرہین پہنین تلے اوپر عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ حَبِیْبٍ
قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ اُمَامَةَ فَرَاٰی فِیْ سُیُوْفِنَا شَیْئًا مِنْ حِلْیَةِ فِضَّةٍ فَغَضِبَ وَقَالَ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ
مَا كَانَ حِلْیَةُ سُیُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلٰكِنِ الْاٰنُكُ وَالْحَدِیْدُ وَالْعَلَابِیُّ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ الْعَلَابِیُّ
الْعَصَبُ سلیمان بن حبیب سے روایت ہی ہم ابو امامہ پاس گئے تو انہون نے ہماری تلوارون مین کچھ زیور دیکھا چاندی
کا تو وہ غصے ہوئے اور فرمایا تم سے پہلے لوگون نے بہت سی فتحین کیین اور انکی تلوارون مین زیور نہ تہا نہ چاندی کا نہ
سونے کا لیکن سیسہ تہا اور لوہا اور علابی ابو الحسن بن قطان نے کہا علابی پٹہا ہے اونٹ کا (یعنے چمڑا) عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَیْفَهٗ ذَا الْفَقَارِ یَوْمَ بَدْرٍ ابن عباس سے روایت ہی

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار کو انعام کے طور پر دیا بدر کے دن **ف** حضرت علی مرتضے کو انعام سے مراد نفل ہے یعنے وہ چیز جو امام کسی مجاہد کو حصہ سے زیادہ دیوے اسکی سعی اور کوشش اور بہادری کے صلہ میں یہ تلوار پہلے عاص بن امیہ کی تھی جو بدر کی دن مارا گیا پھر لوٹ میں وہ تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے حضرت علی کو دی انکے پاس ہمیشہ یہ تلوار رہی اور بڑے بڑے کافروں اور دین کے دشمنوں کو اس سے مارا **عن** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کَانَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ اِذَا غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَمَلَ مَعَہٗ رُمْحًا فَاِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَہٗ حَتّٰی یُحْمَلَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ لَاَذْکُرَنَّ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّکَ اِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّۃٌ حضرت علی سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ جب جہاد کرتے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اپنے ساتھ ایک برچھہ لیجاتے پھر جب لوٹتے تو اس برچھے کو پھینک دیتے کوئی اسکو اٹھا لاتا انکو دینے کے لیے جیسے بڑی چیز کو اٹھا لیتے ہیں حضرت علی نے انسے کہا میں یہ بیان کروں گا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے کہا ایسا مت کیجیو نہیں تو کوئی پڑی ہوی چیز نہیں اوٹھاوے گا اس خیال سے کہ مالک نے اسکو عمداً چھوڑ دیا ہے نہ بھول کر اور جس چیز کو مالک قصداً اضائع کرنے کے لیے چھوڑ دے اسکو کون اٹھاوے گا) **عن** عَلِیٍّ قَالَ کَانَتْ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِیَّۃٌ فَرَاٰی رَجُلًا بِیَدِہٖ قَوْسٌ فَارِسِیَّۃٌ فَقَالَ مَا ھٰذِہٖ اَلْقِھَا وَعَلَیْکُمْ بِھٰذِہٖ وَاَشْبَاھِھَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَاِنَّھُمَا یَزِیْدُ اللّٰہُ لَکُمْ بِھِمَا فِی الدِّیْنِ وَیُمَکِّنُ لَکُمْ فِی الْبِلَادِ حضرت علی مرتضے سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے اس کو پھینک دے اور اسکے مانند دوسری رکھ اور نیزے رکھ کیونکہ اللہ تعالے کمان اور نیزے سے تمہاری مدد کریگا دین میں اور تمکو حاکم کرے گا ملکوں کا **باب** الرَّمْیِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ میں تیر مارنا کیسا ہے **عن** عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُھَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ بِالسَّھْمِ الْوَاحِدِ الثَّلٰثَۃَ الْجَنَّۃَ صَانِعَہٗ یَحْتَسِبُ فِیْ صَنْعَتِہِ الْخَیْرَ وَالرَّامِیَ بِہٖ وَالْمُمِدَّ بِہٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا وَارْکَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْکَبُوْا وَکُلُّ مَا یَلْھُوْ بِہِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْیَہٗ بِقَوْسِہٖ وَتَادِیْبَہٗ فَرَسَہٗ وَمُلَاعَبَتَہُ امْرَاَتَہٗ فَاِنَّھُنَّ مِنَ الْحَقِّ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی ایک تیر کے سبب سے تین آدمیوں کو جنت میں لیجاویگا ایک تو اسکے بنانیوالے کو جو اللہ کے لیے بناوے ثواب کے واسطے دوسرے جو اسکو چلاوے تیسرے جو تیر مارنیکو اٹھا کر دیوے اسکی مدد کرے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تیر مارو اور برچھا مارو (گھوڑے پر سوار ہو کر) اور مجھ کو تیر مارنا برچھا مارنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور مسلمان کا ہر کھیل لغو ہے (یعنے بیکار ہے کچھ فائدہ نہین) مگر تیر و کمان سے کھیلنا (اب اس زمانہ مین اسکے بدل بندوق سے کھیلنا ہے) اور اپنے گھوڑے کی تعلیم کرنا (اوسپر سواری سیکھنا دوڑانا برچھی کی کثرت کرنا) اور اپنی جورو سے کھیلنا یہ تین کھیل سچے ہین **ف** یعنے بیکار اور لغو نہین ہین اول کے دونون کھیلون مین آدمی جہاد کے لیے مستعد اور طیار ہوتا ہے اور اخیر کی کھیل مین اپنی جورو سے الفت ہوتی ہے اولاد کی امید ہوتی ہے جو انسان کی نسل قائم رکھنے اور بڑھانے کے لیے ضرور ہے **عن** عمرو بن عبسة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من رمى العدو بسهم فبلغ سهمه العدو اصاب او اخطأ فيعدل رقبة ۔ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے مینے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی دشمن کو ایک تیر مارے پھر اسکا تیر دشمن تک پہونچے (نشانے پر لگے یا نہ لگے) تو اسکا ثواب ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے۔

عن عقبة بن عامر الجهني يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ على المنبر واعدوا لهم ما استطعتم من قوة الا وان القوة الرمي ثلاث مرات ۔ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے مین نے سنا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر یہ آیت پڑھتے تھے واعدوا لہم ما استطعتم من قوة یعنے طیار کرو کافرون کے لیے جہانتک تم سے ہو سکے قوت آگاہ رہو قوت کیا ہے تیر مارنا تین بار یہ ارشاد فرمایا **ف** یعنے کافرون کے مقابلہ کے لیے ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑھاتے رہو اور ہر وقت مستعد رہو جنگ کے لیے گو جنگ نہ ہو کسلیے کہ معلوم نہین دشمن کس وقت حملہ کر بیٹھتا ہے ایسا نہ ہو تمہاری طاقت کم ہونے کیوقت غفلت مین حملہ کر بیٹھے اور تمپر غالب ہو جاوے افسوس ہے کہ مسلمانون نے قرآن شریف کو مدت سے بالائے طاق رکھدیا ہزارون مین ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہین آتا جو قرآن کو سمجھ کر پڑھے پھر عمل کرنے کے لیے جس مسلمان کو دیکھو قرآن کا ادب اور اسکی تعظیم بہت کرتا ہے آنکھون سے لگاتا ہے اسکا جزدان اور شیرازہ بہت عمدہ بناتا ہے اسپر طلائی جدولین کرتا ہے اور سونے اور چاندی کے رنگا رنگ نشان آیتون پر لگاتا ہے لیکن کبھی یہ توفیق نہین ہوتی کہ قرآن کو ایک بار بھی اول سے لیکر اخیر تک سمجھکر پڑھے اور جو حکم قرآن مین آئے ہین اونپر عمل کرنے کی کوشش کرے قرآن اسلیے اوترا تھا کہ مسلمان قیامت تک اسکو خدا کا قانون سمجھ کر ہمیشہ اسپر چلتے رہین لیکن مسلمانون نے اسکو تیجے دسوین چہلم کے لیے مخصوص کر دیا اور بعضے مسلمان اور دنون مین بھی پڑھتے ہین مگر صرف تبرک کے لیے اسکے لفظون کو طوطے کی طرح رٹ جاتے ہین معنے اور مطلب سے کچھ غرض ہی نہین گو یہ بھی ثواب سے خالی نہین مگر اصل غرض قرآن کی فوت ہو کر صرف اتنا ہی باقی رہ جانا کمال تاسف کا باعث ہے اور بعض مسلمان تو ایسے دیکھے کہ وہ قرآن مین فال دیکھتے ہین آیندہ کی بھلی یا بری بات کی خبر اس مین سے نکالتے ہین کچھ اسکو تعویذ بنا کر گلے مین

لٹکاتے ہین یہ تو ایک نئی بات ہے جو صحابہ اور تابعین سے بالکل منقول نہین قرآن ہین فال دیکھنا تو کسیطرح جائز نہین رہا البتہ تعویذ کے طور پر لٹکانے ہین قباحت نہین اگر بے ادبی کا ڈر نہ ہو یعنے پاخانہ پیشاب نجاست کے وقت مین اسکو جدا رکھے یا کسی ایسی چیز مین لپیٹ دیوے جو بالکل ظاہر نہو سکے جیسے موم وغیرہ مین اسپر بھی یہ سب لغو باتین ہین عمدہ غرض قرآن کی جمع کے لیے قرآن اتراوہ یہی ہے کہ ہر ایک مسلمان جتنا ہو سکے اسکو سمجھ کر پڑھے اور اسکی نصائح اور احکام پر عمل کرنے کی شب و روز کوشش کرتا رہے ایک یہی نصیحت دیکھو کہ کافرون کے لیے جہانتک ہو سکے اپنی قوت کو درست رکھو کیا بیش بہا نصیحت ہے اگر مسلمان اسپر چلتے رہتے اور کافرون سے بڑہ چڑہ کر نہ سہی تو خیر انکے برابر ہی سہی اپنے فوج اور ہتیار فن کو درست رکھتے تو کیون یہ نوبت آتی کہ مسلمانون کے اکثر ملکون پر آج مخالف لوگ قابض ہوتے مسلمان رئیس اول تو بہت کم باقی رہے ہین اور جو دوچار باقی ہین وہ بہی رات دن عیش و عشرت اور نشہ اور عورات کی ساتھہ لہو و لعب مین مصروف ہین اور عوام مسلمانون کا یہ حال ہے کہ علوم اور صنائع کی طرف بالکل انکو شوق نہین ہے اور کسی مسلمان کو یہ توفیق نہین ہوتی کہ ممالک یورپ کی سیر و سیاحت کر کے جو صنائع اہل یورپ نے نکالے ہین انکو حاصل کر کے اپنی قوم مین شائع کرے اگر مسلمان ایسا کرین تو تہوڑے عرصہ مین وہ مالدار بہی ہوجاوین اور صاحب حکومت بہی یا اللہ تو مسلمانون کی آنکہ کہولدے اللہ کے فضل سے قرآن شریف کا اردو ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب رح نے ایسا کیا ہے کہ اُسکے پڑہنے سے ہر ایک عام مسلمان بہی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور حدیث کی کتابون کا ترجمہ بہی اس زمانہ مین شائع ہو گیا ہے پس ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ روز ایک رکوع یا دو رکوع قرآن شریف کے ترجمہ کے ساتھہ اور ایک باب کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ کے ساتھہ پڑہا کرے اور جہانتک ہو سکے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہے **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَقَدْ عَصَانِي عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے جس نے تیر مارنا سیکہا پہر اسکو چہوڑ دیا تو اُس نے میری نافرمانی کی **ف** مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ہتیار چلانیکا علم سیکہے تو کبہی کبہی اسکو کرتا رہے چہوڑ نہ دے تاکہ ضرورت کیوقت کام آوے اب تیر کے عوض بندوق اور توپ ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفَرٍ يَرْمُونَ فَقَالَ رَمْيًا بَنِي إِسْمٰعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگون پر گذرے جو تیر مار رہے تہے آپ نے فرمایا اے اسمعیل کے بیٹو (یہ اسلیے فرمایا کہ عرب حضرت اسمعیل یعنے قیدار کی نسل مین ہین) تیر مارو کیونکہ تمہارے باپ بہی تیر انداز تہے **ف** حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام فاران کے میدان یعنے مکہ کی جنگل مین چہوڑ کر چلے آئے تہے وہ وہین بڑے ہوئے

اور انکو شکار کا بہت شوق تھا اور بڑے تیرانداز اور بہادر تھے تو ان حضرتؐ نے عرب کے لوگوں کو بھی تیر مارنے کی اسطرح سے ترغیب دی کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اسکو جب بڑہاؤ **باب** الرَّایَاتِ وَالْاَلْوِیَۃِ علموں اور جھنڈوں کا بیان

عن الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَائِمًا عَلَی الْمِنْبَرِ وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَیْنَ یَدَیْہِ مُتَقَلِّدٌ سَیْفًا وَاِذَا رَایَۃٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ ھٰذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَدِمَ مِنْ غُزَاۃٍ حارث بن حسان سے روایت ہے میں مدینہ میں آیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کھڑا ہوا پایا اور بلال آپ کے سامنے کھڑے تھے ایک تلوار گلے میں ڈالے ہوئے اور ایک کالا جھنڈا بھی تھا میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے کہا یہ عمرو بن عاص ہیں جو ایک لڑائی سے لوٹ کر آئے ہیں **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَلِوَاءُہٗ اَبْیَضُ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَایَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ سَوْدَاءَ وَلِوَاءُہٗ اَبْیَضَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا یعنی بڑا باڈا سیاہ تھا اور آپکا علم سفید تھا **ف** حدیث میں رایہ اور لواء کا لفظ ہے رایہ بڑا جھنڈا یعنی باڈا تو وہ سیاہ تھا اور لواء چھوٹا علم وہ سفید تھا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے بھی نکالا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کو لشکروں کا ترتیب دینا اور جھنڈے اور نشان بنانا مستحب ہے اور ابوداؤد نے سماک بن حرب سے نکالا انہوں نے ایک مرد سے اس نے ایک اور مرد سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا زرد رنگ کا دیکھا اسکی اسناد میں ایک مجہول ہے اور جابر کی حدیث اس باب میں اوپر گذری اسکو اہل سنن اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا اور حارث کی حدیث بھی اوپر گذری اسکو ترمذی نے بھی نکالا اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور اس باب میں کئی حدیثیں آئی ہیں ابروضہ **باب** لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ فِی الْحَرْبِ حریر اور دیباج ریشمی کپڑوں کا پہننا لڑائی میں کیسا ہے **عن** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّھَا اَخْرَجَتْ جُبَّۃً مُزَرَّرَۃً بِالدِّیْبَاجِ فَقَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْبَسُ ھٰذِہٖ اِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے انہوں نے ایک جبہ نکالا جس میں ریشم کی گھنڈیاں اور تکمے تھے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو پہنتے تھے جب دشمن سے ملتے **ف** یعنی لڑائی میں امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل علم نے لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا درست کہا ہے کیونکہ تلوار ریشم کو مشکل سے کاٹتی ہے اور ابن عدی نے عکلم بن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی حریر پہننے کی لڑائی کے وقت لیکن اسکی اسناد میں ایک راوی متروک ہے اور ترمذی نے کہا حریر

کا پہننا درست ہے ضرورت کے وقت جیسے لڑائی میں یا سردی میں یا جوؤں کو دفع کرنے کے لیے سفر میں اور ایسا ہی حضر میں صحیح قول پر اور ہدایہ میں ہے کہ حریر اور دیباج کا لڑائی میں پہننا جائز ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ شعبی نے ان حضرت سے ایسا ہی روایت کیا اور ابو حنیفہ کے نزدیک خالص ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے ہر حال میں وہ کہتے ہیں ضرورت دفع ہو جاتی ہے اس سے جسکا تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو اور حریر اور دیباج میں یہ فرق ہے کہ دیبا خالص ریشم کا ہوتا ہے یعنے نری ریشم کا اور حریر میں ریشم ملا ہوتا ہے **عن** عمر انہ کان ینھی عن الحریر والدیباج الا ما کان ھکذا ثم اشار باصبعہ ثم الثانیۃ ثم الثالثۃ ثم الرابعۃ وقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا عنہ حضرت عمر منع کرتے تھے حریر اور دیباج پہننے سے مگر جو اتنا ہو اور اشارہ کیا انہوں نے اپنی انگلی سے (یعنے ایک انگل گوٹ کے طور پر لگا ہو) پھر دوسری انگلی سے پھر تیسری سے پھر چوتھی سے (یعنے چار انگل تک درست ہے) اور حضرت عمر نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے اس سے **باب** لبس العمائم فی الحرب لڑائی میں عمامہ باندھنا **عن** جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ قال کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفیھا بین کتفیہ عمرو بن حریث سے روایت ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے مبارک سر پر کالا عمامہ تھا اور آپ نے اسکے دونو کناروں کو اپنے دونوں مونڈہوں کے بیچ میں لٹکا دیا تھا **ف** شیخ عبدالحق نے کہا عمامہ کا باندھنا سنت ہے اور کئی حدیثوں میں اسکی فضیلت آئی ہے اور عمامہ میں شملہ لٹکانا بہتر ہے لیکن ہمیشہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شملہ لٹکایا ہے کبھی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ شملہ پیٹھ کے طرف لٹکا دے اور کبھی داہنے ہاتھ کیطرف لیکن بائیں ہاتھ کیطرف لٹکانا سنت کے خلاف ہے اور شملہ کی مقدار چار انگل سے لیکر ایک ہاتھ تک ہے اور نصف پشت سے زیادہ لٹکانا اسراف اور خلاف سنت ہے انتہے مختصراً اس حدیث سے یہ نکلا کہ کالے رنگ کا عمامہ باندھنا مسنون ہے **عن** ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء ابوالزبیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے سیاہ عمامہ باندہے ہوئے **باب** الشراء والبیع فی الغزو جہاد میں خرید فروخت کرنا **عن** خارجۃ بن زید قال رایت رجلا یسال ابی عن الرجل یغزو فیشتری ویبیع ویتجر فی غزوتہ فقال لہ ابی کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتبوک نشتری ونبیع وھو یرانا ولا ینھانا خارجہ بن زید سے روایت ہے میں نے دیکھا ایک شخص نے میرے باپ (زید بن ثابت) سے پوچھا اگر کوئی آدمی جہاد کو جاوے پھر وہاں بیع وشرا کرے اور تجارت کرے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے تبوک میں اور خریدتے

تھے بیچتے تھے آپ ہم کو دیکھتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے **ف** پس معلوم ہوا کہ جہاد میں سفر میں بیع وشرا اور تجارت کرنا منع نہیں **باب** تَشْيِيعُ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ مجاہدین کو پہونچانے جانا اور رخصت کرنا **عن** سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ أُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَكُفَّهُ عَلَى رَحْلِهِ غَدْوَةً أَوْ رَوْحَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا معاذ بن انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی مجاہد کو پہونچا آؤں اللہ کی راہ میں پھر اسکو سوار کر دوں اسکی زین پر صبحکو یا شام کو تو یہ زیادہ پسند ہے مجھکو دنیا و مافیہا سے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ وَدَّعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو رخصت کیا تو فرمایا میں تجھکو سپرد کرتا ہوں اللہ کے جسکی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَشْخَصَ السَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّاخِصِ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب ٹکڑیاں لشکر کی روانہ ہوتیں تو جو شخص ان کے ساتھ نکلتا آپ فرماتے میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا خاتمہ **ف** یعنے اللہ تیری ان چیزوں کا محافظ رہے بڑی حفاظت انہی چیزوں کی کرنا چاہیے دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہی ہے نہ رہیگی **باب** السَّرَايَا سرایا کا بیان (سرایا جمع ہے سریہ کی اور سریہ لشکر کا ایک ٹکڑا زیادہ سے زیادہ سریہ کا شمار چار سو کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا سریہ وہ ٹکڑی جو چپکے سے بھیجی جاتی ہے) **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ يَا أَكْثَمُ اغْزُ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْسُنْ خُلُقُكَ وَتَكْرُمْ عَلَى رُفَقَائِكَ يَا أَكْثَمُ خَيْرُ الرُّفَقَاءِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثم بن جون خزاعی سے فرمایا اے اکثم جہاد کر اپنے قوم کے ساتھ مگر (شاید انکی قوم کے اخلاق عمدہ نہ ہونگے اس لیے آپ نے اکثم کو ان سے جدا ہونے کے لیے فرمایا) اس سے تیرے اخلاق اچھے ہوں گے (کیونکہ اچھے لوگوں کی صحبت میں اور سفر میں اخلاق کی درستی ہوتی ہے) اور مہربانی کر اپنے رفیق پر اے اکثم بہتر رفیق وہ ہیں جو چار ہوں (یعنے سفر میں چار آدمی کا ہونا بہتر ہے اور تین بھی بہتر ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے) اور بہتر سریہ وہ ہے جس میں چار سو آدمی ہوں (اب اسکو پلٹن کہتے ہیں) اور بہتر لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار آدمی ہوں اور بارہ ہزار آدمی کبھی مغلوب نہ ہونگے تعداد کی کمی سے **ف** کیونکہ یہ تعداد کافی ہے اب بارہ ہزار کا جو لشکر مغلوب ہوگا وہ کسی اور وجہ سے جیسے نامردی سستی

وغیرہ یا کسی آفت آسمانی سے سبحان اللہ اگلے مسلمان ایسے تھے کہ بارہ ہزار ادنی ہون کے کبھی کسی دشمن سے مغلوب نہیں ہو سکتے تھے اور اب کروڑون مسلمان ہین مگر تھوڑے سے دشمنون سے مغلوب ہین فانعکس الامر عن البراء بن عازب قال کنا نتحدث ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یوم بدر ثلثمائة و بضعة عشر علی عدة اصحاب طالوت من جاز معه النهر وما جاز معه الا مؤمن براء بن عازب سے روایت ہے ہم باتین کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بدر کے دن تین سو اور دس پر کئی آدمی تھے اتنے ہی لوگ طالوت کے ساتھ تھے جو طالوت کی ساتھ نہر کے پار اتری تھے اور طالوت کے ساتھ وہی پار اترا تھا جو مومن تھا جیسے قرآن مین ہے فلما جاوزہ ہو والذین آمنوا معه یہ قصہ تفصیل کے ساتھ سیر کی کتابون مین مرقوم ہے ۔ عن ابی الورد صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایاکم والسریة التی ان لقیت فرت وان غنمت غلت ابو الورد سے روایت ہے جو صحابی تھے وہ کہتے تھے (ایک نسخہ مین یون ہے کہ ابو الورد اسکو مرفوعاً بیان کرتے تھے) بچو تم اس سریہ سے جو دشمن سے ملتے ہی بھاگ جاوے اور اگر لوٹ پاوے تو اس مین چوری کرے ف مطلب یہ ہے کہ پہلے رفیق کا حال خوب دیکھ پھر اسکی رفاقت کرو ایسا نہ ہو کہ اسکی رفاقت سے تم مصیبت مین پڑو اسیطرح آدمی کو لازم ہے کہ جب لڑائی کے لیے کسی ٹکڑی کے ساتھ جاوے تو اچھے ایماندار اور بہادرون کی ٹکڑی مین رہے نامرد اور چور لوگون کے ساتھ سے اپنی بھی اخلاق خراب ہون گے باب الاکل فی قدور المشرکین مشرکون کی دیگیون مین کھانا کیا ہے عن قبیصة بن هلب عن ابیه قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاری فقال لا یختلجن فی صدرک طعام ضارعت فیه نصرانیة ہلب طائی سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نصاری کی کھانیکو آپ نے فرمایا تیرے دل مین کسی کھانے سے وسوسہ آوے تو مشابہ ہو جاویگا نصارے کے ف وہ سوا اپنے مذہب والون کے دوسرے لوگون کا کھانا نہین کھاتے یہ حال نصاری کا شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوگا اب تو نصاری ہر ایک مذہب والے کا کھانا یہانتک کہ مشرکین کا بھی کھا لیتے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کو کھانا درست ہے اور حق تعالے قرآن پاک مین فرماتا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کا کھانا کھایا خیبر مین لیکن یہ شرط ہے کہ اس کھانے مین شراب اور سور نہ ہو اور نہ وہ جانور جو مر دار ہو مثلاً گلا گھونٹا ہوا یا اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر کاٹا ہوا اور نہ وہ کھانا بالاجماع حرام ہوگا اس مین کسیکا خلاف نہین اور ہمارے زمانہ مین جس جاہل مرتد نے یہ فتوے دیا کہ نصاری کا گلا گھونٹا ہوا بھی جانور درست ہے کیونکہ وہ طعام اہل کتاب مین داخل ہے وہ مسلمانون کی جماعت سے خارج ہے اور اسنے انکار کیا ایک

بدیہی بات کا کیونکہ طعام سے وہی طعام مراد ہے جو حلال ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ نصاریٰ اگر سور بھی پکاویں یا آدمی کا گوشت
تو وہ بھی حلال ہو اسکے نزدیک اور ایسا بیوقوف نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا نہ اسکے اختلاف کا ہماری شریعت میں کوئی اعتبار
ہے خسر الدنیا والآخرۃ **عن** اَبِی ثَعلبۃَ الخُشَنِیِّ قَالَ اَتَیتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ
سَلَّمَ فَسَاَلتُہٗ فَقُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ قُدُورُ المُشرِکِینَ نَطبَخُ فِیھَا قَالَ لَا تَطبَخُوا فِیھَا قُلتُ فَاِنِ احتَجنَا اِلَیھَا
فَلَم نَجِد مِنھَا بُدًّا قَالَ فَارحَضُوھَا رَحضًا حَسَنًا ثُمَّ اطبَخُوا وَکُلُوا ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پاس آیا اور میں نے آپ سے عرض کیا مشرکوں کی ہانڈیوں میں ہم کھانا پکاویں آپ نے فرمایا مت پکاؤ ان میں
میں نے عرض کیا اگر ضرورت پڑے اور سوا پکائے انمیں علاج نہو (مثلاً دوسری ہانڈیاں نہ ملیں) آپ نے فرمایا (ایسی
ضرورت ہو) تو انکو اچھی طرح سے دھوڈالو پھر پکاؤ ان میں اور کھاؤ **ف** طیبی نے کہا آپ نے ان برتنوں میں
پکانے سے منع کیا اسلیے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے تھے اور شراب پیتے تھے ان میں اور اگر اہل کتاب
بھی ان چیزوں کا استعمال کرتے ہوں تو انکا برتن بھی بغیر دھوئے استعمال کرنا درست نہیں۔ ابوداود کی
حدیث میں ہے ہم اہل کتاب کے پڑوسی ہیں وہ اپنی ہانڈیوں میں سور پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں
اخیر حدیث تک اس میں اہل کتاب کی تصریح موجود ہے اور اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اپنے برتنوں میں نجاستوں کا
استعمال کرتے ہیں جیسے مردار کھانے والے اور شراب پینے والے اگرچہ مسلمان ہی ہوں انکے برتنوں کا استعمال
بغیر دھوئے جائز نہیں اور جو کھانا ان کے برتنوں میں پکا ہوا اسکا بھی کھانا درست نہیں (انجاح)

بَاب

الاِستِعَانَۃِ بِالمُشرِکِینَ جنگ میں مشرکوں سے مدد لینا کیسا ہے **عن** عَائِشَۃَ قَالَت قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَستَعِینُ بِمُشرِکٍ ۔ ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے **ف** اہل الحدیث کا
یہی قول ہے کہ مشرک سے مدد لینا جہاد میں جائز نہیں مگر ضرورت سے اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مشرک نے
آنحضرتؐ کے ساتھ جہاد کا قصد کیا آپ نے فرمایا لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا جب وہ اسلام لایا تو اس سے مدد لی اور
احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے حبیب بن عبد الرحمان عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اور اسکے راوی ثقہ
ہیں اور احمد اور نسائی نے انس سے نکالا کہ مت روشنی لو مشرکین کے انگار سے اسکی اسناد میں ازہر بن راشد ضعیف
ہے باقی لوگ ثقہ ہیں اور شافعی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہود کے لوگوں سے مدد
لی خیبر کے دن اور ابوداود نے اسکو مراسیل میں اور ترمذی نے بھی مرسلاً نکالا اور بعضوں کے نزدیک مشرکین سے مدد

لینا جائز ہے کیونکہ آپنے منافقون سے مدد لی احد کے دن اور حنین کے دن اور سیر کی کتابون مین ہر کہ ایک شخص قزمان نامی
آن حضرت کے ساتھ نکلا احد کے دن اور وہ مشرک تھا اُس نے تین مشرکون کو مارا جو جھنڈا اٹھانیوالے تھے بنی عبد الدار
مین سے تب آپنے فرمایا اللہ تعالی مدد کرے گا اس دین کی فاجر سے اور خزاعہ کی قوم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ نکلی قریش سے لڑنے کے لیے جس سال مکہ فتح ہوا وہ بھی مشرک تھے اور جمع بین الاحادیث یون ہوگا کہ بلا ضرورت کے
یہ جائز نہین اور ضرورت سے جائز ہے جیسے اہلحدیث کا مذہب ہے (روضہ) **باب الخدیعۃ فی الحرب** لڑائی مین
مکر وفریب درست ہے **ف** جسطرح سے ہو سکے مثلاً کافرون مین نا اتفاقی ڈلوا دینا اُنکے سامنے سے بھاگنا تاکہ وہ تعاقب
کرین پھر انکو ہلاک کے مقام پر لیجانا اسیطرح اور سب حیلے اور مکر درست ہین لیکن عہد کرکے اسکا توڑنا درست نہین (نووی)
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحرب خدعۃ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑائی تو مکر وفریب ہی کا نام ہے (یا بڑا کام اس مین مکر وفریب ہی ہے)
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحرب خدعۃ ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے
ف اور صحیحین مین جابرؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے **باب المبارزۃ والسلب** لڑائی کے لیے
نکلنے اور سامان کا بیان **عن** قیس بن عباد قال سمعت ابا ذر یقسم لنزلت ھذہ الایۃ فی
ھؤلاء الرھط الستۃ یوم بدر ھذان خصمان اختصموا فی ربھم الی قولہ ان اللہ یفعل ما یرید
فی حمزۃ بن عبد المطلب وعلی بن ابی طالب وعبیدۃ بن الحارث وعتبۃ بن ربیعۃ وشیبۃ بن ربیعۃ
والولید بن عتبۃ اختصموا فی الحجج یوم بدر قیس بن عباد سے روایت ہے مینے ابوذر سے سنا وہ قسم کھاتے
تھے کہ یہ آیت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم یعنے یہ دونون دشمن ہین ایک دوسرے کے جنھون نے جھگڑا کیا اپنے مالک
مین تو مسلمان اسلام کو حق سمجھ کر اوسکی تائید کو اللہ کی رضامندی جانتے تھے اور اسکے لیے لڑتے تھے اور کافر اسلام
کو ناحق جانکر شرک کو سچا دین سمجھ کے اسکے لیے لڑتے تھے) ان اللہ یفعل ما یرید تک ان چھ آدمیون کے باب مین اتری
جو بدر کے دن لڑے (مسلمانون کیطرف سے تو حمزہ بن عبد المطلب (سید الشہدا عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور علی بن ابی طالب (حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب
(ابن عم نبی) اور کافرون کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ **ف** جب بدر کے دن مقابلہ
ٹھہر گیا تو قریش کے کافرون مین سے تین شخص عتبہ شیبہ ولید نکلے اور مبارز طلب کیا یعنے کون ہمارے مقابلہ کو آتا ہے
یہ پکارا انصار کے لوگ انکے مقابلہ کو گئے انھون نے کہا ہم تمکو نہین چاہتے ہمکو اپنے بھائیون سے لڑنا منظور ہے

قریش میں سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اے حمزہ اوٹھو اے علی اوٹھو اے عبیدہ اوٹھو آخر یہ تینوں
بہادر مسلمانوں کے مقابلے سے نکلے حمزہ نے شیبہ کو مارا اور علی نے ولید کو اور عبیدہ میں اور عتبہ میں وار ہوئی تھی دونو زخمی تھے علی اور
حمزہ نے لپکے اپنے مقابلوں سے فراغت کر کے عتبہ کو بھی مار لیا اور عبیدہ کو میدان جنگ سے اوٹھا لائے ان تینوں کافروں
میں عتبہ سردار تھا یعنے ہندہ کا باپ جو معاویہ کا نانا تھا شیبہ اسکا بھائی تھا ولید اسکا بیٹا تھا یہ تینوں مردود حمزہ اور
علی شیران خدا کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے ہندہ کو بڑی عداوت حمزہ سے پیدا ہوئی اس نے احد کے دن حمزہ کا کلیجہ
نکالکر چبایا معاذ اللہ اس خاندان ابوسفیان کے دلمیں یہ عداوت ہمیشہ باقی رہی جب تک ابوسفیان جیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتا رہا انکے بیٹے معاویہ جناب علی مرتضے سے لڑتے رہے انکا بیٹا یزید پلید جناب امام حسین علیہ
السلام سے لڑا اور آپ کو شہید کیا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب سر مبارک جناب امام عالی مقام کا یزید پلید
علیہ ما یستحقہ کے سامنے آیا تو اسکا چھڑی سے اسکو مارنے اور کہنے لگا یہ بدلہ ہے بدر کے دن کا لے مردود تو بدر کا بدلہ کیا جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیتا ہے اگر ایسا ہی تو تو صریح کافر ہے کس لیے کہ حمزہ اور علی نے تیرے نانا پر نانا کو کچھ
اپنی ذاتی عداوت سے نہیں مارا بلکہ بحکم الہی اسکے پیمبر کے ساتھ ہو کر مارا اور تو نے شیطان کے ساتھ ہو کر صرف دنیا کی
لیے اسکا بدل کیا صد لعنت تیرے افعال پر او صد لعنت تیرے اعوان و انصار پر اے مردود اللہ نے اسکا بدل تیرے خاندان بھر
سے لیا کہ جناب امام کا نام آجتک روشن ہے اور کروڑہا آدمی جناب امام کی روضہ مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں
کی خاک کو آنکھوں سے لگاتے ہیں پر تیرے خاندان پر تو قیامت تک لعنت اور پھٹکار کر رہے ہیں اور تو آگ دوزخ میں
جل رہا ہے اور جناب امام کے بدل ساری تیری قوم کے لوگ کتے کی موت مارے گئے اور تیری اور تیرے بزرگوں کی قبریں
بھی کھود کر لاشیں اور ہڈیاں سنڈاس میں پھینک دی گئیں اب کہہ کہ تو نے بدر کا بدلہ جناب امام سے لیا یا نہیں اور
جناب امام کا بدلہ تجھ سے لیا گیا یا نہیں کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ۔ ہم تو دنیا و آخرت میں اپنے پیمبر اور آل
پیمبر کے ساتھ ہیں اور جو مردود آل پیمبر کا دشمن ہوا اسکے مارنے اور قتل کرنے کو حاضر اور مستعد ہیں کائناً من کان

عن ایاس بن سلمة بن الاکوع عن ابیه قال بارزت رجلا فقتلته فنفلني رسول الله صلى الله
علیه وسلم سلبه ۔ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے میں نے ایک شخص سے مقابلہ کیا تو اسکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سامان مجھکو دیا **عن** ابی قتادة ان رسول الله صلى الله علیه وسلم نفله سلب
قتیل قتله یوم حنین ۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حنین کے دن ایک شخصکو مارا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اسکا سامان انہی کو دیا **عن** سمرة بن جندب عن ابیه قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم من قتل فله السلب

سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اسکا سامان اسکو ملیگا
ف یعنی اسکے کپڑے ہتیار سواری وغیرہ یہ امام کا اختیار ہے جب جنگ مین لوگون کو رغبت دلانے کے لیے
یہ کہدے کہ جو کوئی کسیکو مارے اوسکا سامان وہی لیوے یا کسی خاص ٹکڑی سے کہے تم کو مال غنیمت مین سے اسقدر زیادہ
ملیگا شافعی اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق کا یہ قول ہے کہ یہ حکم دائمی ہے یعنے ہر جنگ مین
مقتول کا کل سامان قاتل ہی کو ملے گا خواہ امام ایسا وعدہ کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا یہ حکم دائمی
نہین ہے مگر جب جب امام رغبت کے لیے ایسا کہدیوے اگر امام نے کچھ نہ کہا ہو تو ہر ایک مقتول کا سامان مال غنیمت
مین مل کر ایک ہو کر سب مجاہدین کو برابر تقسیم ہوگا **باب الغارۃ والبیات وقتل النساء والصبیان** رات کو
چھاپہ مارنا کافرون پر (شب خون) اور عورتون اور بچون کا حکم **عن** الصعب بن جثامۃ قال سئل النبی صلی
اللہ علیہ وسلم عن اہل الدار من المشرکین یبیتون فیصاب النساء والصبیان قال ہم منہم
صعب بن جثامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اہل الدار کے مشرکون پر شب خون کرنے
کے لیے کہ اس مین عورتین اور بچے بھی مارے جاوین گے آپ نے فرمایا وہ بھی انہی مین سے ہین **ف** یعنی رات کو
جب کافرون پر چھاپہ مارین اور عورتین اور بچے بلا قصد مارے جاوین تو کچھ گناہ نہین ہے کیونکہ وہ بھی انہی مین داخل ہین
لیکن قصداً اور علاحدہ عورتون اور بچون کا اسیطرح بالکل بوڑھون کا جو لڑائی کے قابل نہ ہون مارنا درست
نہین ہے شافعی سے ایسا ہی منقول ہے ابن عمر کی حدیث صحیحین مین ہے کہ ایک عورت مقتول پائی گئی کسی لڑائی
مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عورتون اور بچون کے قتل سے اور ابو داؤد اور انس سے نکالا لا تقتلوا
مت قتل کرو بوڑھے فانی اور نابالغ اور عورت کو اسکی اسناد مین خالد بن فرز ہے اس مین کلام ہے اور رباح
کی حدیث آگے آتی ہے اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے بھی کہ مت
قتل کرو بچون کو اور مزدور کو اور احمد نے ابن عباس سے مرفوعاً مت قتل کرو بچون اور گرجا والون کو (یعنی راہبون
کو جو تارک الدنیا ہوتے ہین) اسکی اسناد مین ابراہیم بن اسمعیل بن حبیبہ ضعیف ہے لیکن ثقہ کہا اسکو امام احمد
نے اور احمد اور اسمعیلی نے کعب بن مالک سے انھون نے اپنے چچا سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لوگون کو بھیجا ابن ابی الحقیق پاس خیبر مین تو منع کیا عورتون اور بچون کے قتل سے اسکی راوی صحیح کے راوی
ہین اور احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوعاً نکالا قتل کرو بوڑھے مشرکون کو اور زندہ رکھو انکے بچون کو بعضون نے
کہا اجماع ہے عورتون اور بچون کے قتل منع ہونے پر مگر جب وہ سپر ہو جاوین لڑنے والون کے یا خود لڑتے

ہوں اور ابوداؤد نے مراسیل میں نکالا عکرمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں ایک عورت کی لاش پائی تو فرمایا کس نے قتل کیا اسکو ایک شخص بولا میں نے یا رسول اللہ اسکو لوٹ میں پایا اپنے پیچھے سوار کر لیا جب اس نے نظر دیکھی گھری تو جھکی میری تلوار کیطرف مجھکو قتل کرنے کے لیے میں نے اسکو مار ڈالا یہ سنکر آپ نے انکار نہیں فرمایا اور طبرانی نے کبیر میں اسکو وصل کیا (روضہ) **عن** إياس بن سلمة بن الأكوع عن أبيه قال غزونا مع أبي بكر هوازن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فأتينا ماء لبني فزارة فعرسنا حتى إذا كان عند الصبح شنناها عليهم غارة فأتينا أهل ماء فبيتناهم فقتلناهم تسعة أو سبعة أبيات سلمہ بن اکوع سے روایت ہے ہم نے ابوبکر کے ساتھ جہاد کیا ہوازن کی قوم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو ہم ایک پانی پر پہونچی جو بنی فزارہ کا تھا رات کو ہم وہیں اترے جب صبح قریب ہوئی تو ہم انپر گرے ہر طرف سے چھاپہ مارا اور پانی والوں پاس آئے انپر بھی چھاپہ مارا اور ان میں سے نو یا سات گھر کے لوگوں کو قتل کیا **عن** ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى امرأة مقتولة في بعض الطريق فنهى عن قتل النساء والصبيان ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جو ماری گئی تھی ایک راہ میں آپ نے منع کیا عورتوں اور بچوں کو قتل سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا ہے اوپر گذرا **عن** حنظلة الكاتب قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فمررنا على امرأة مقتولة قد اجتمع عليها الناس فأفرجوا له فقال ما كانت هذه تقاتل فيمن يقاتل ثم قال لرجل انطلق إلى خالد بن الوليد فقل له إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرك يقول لا تقتلن ذرية ولا عسيفا حنظلہ کاتب سے روایت ہے ہم نے جہاد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہم گذرے ایک عورت پر جو قتل کی گئی تھی اور لوگ اسپر جمع تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہونچے تو لوگوں نے آپکے لیے جگہ کھولدی آپ نے فرمایا یہ تو لڑتی نہ تھی لڑنیوالوں میں پھر آپ نے ایک شخص سے فرمایا خالد بن ولید پاس جا اور کہہ کہ اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہیں مت مارو بچوں کو اور عورتوں کو اور مزدور کو **ف** جو اجرت لیکر لشکر کے ساتھ جاتے ہیں مثلاً بہنگی سقا بھی بیلدار اور مزدور وغیرہ اور داخل ہیں ان میں وہ لوگ بھی جو بنیے بقال کنجڑے سائیس وغیرہ اس زمانہ میں فوج کے ساتھ جاتے ہیں انکا مارنا روا نہیں لیکن اگر لڑتے ہوں تو انکو مارنا چاہیے **عن** رباح بن الربيع عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه قال أبو بكر ابن أبي شيبة يخطئ الثوري فيه رباح بن ربیع سے بھی ایسا ہی مروی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا اور شیخ ہیں ابن ماجہ کے کہ ثوری نے غلطی کی اس حدیث کی روایت میں انکی روایت اوپر گذری ابو الزناد سے انہوں نے مرقع سے انہوں

نے حنظلہ کاتب سے ابن ابی شیبہ نے کہا یہ روایت ثوری نے غلطی سے کی صحیح یوں ہے جیسے مغیرہ نے کی ابو الزناد سے انہوں نے مرقع سے انہوں نے رباح بن ربیع سے اور ایسا ہی نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے جیسے اوپر گذرا اور رباح بھائی ہے حنظلہ کا **باب** التحریق بارض العدو دشمن کے ملک میں آگ لگانا **عن** اسامۃ بن زید قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قریۃ یقال لھا ابنی فقال ائت ابنی صباحا ثم حرق اسامہ بن زید سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ابنی کیطرف بھیجا جو ایک گاؤں ہے اور فرمایا صبحکو ابنی میں جا اور آگ لگاوے **ف** ابنی ایک مقام ہے فلسطین میں عسقلان اور رملہ کے درمیان وہاں کے لوگ کافر ہونگے مطلب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو جلاوے شاید یہ حکم ابتداء اسلام میں ہوگا پھر آپ نے انگار سے جلانا منع کر دیا اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ کافروں کو انگار سے جلانا جائز نہیں بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا تو فرمایا اگر تم فلان اور فلان کو پاؤ دو شخصوں کو تو انکو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے تمکو حکم دیا تھا فلانے فلانے کو جلانیکا لیکن آگ سے اللہ ہی عذاب کرتا ہے تم اگر انکو پاؤ تو قتل کر ڈالنا لیکن درختوں کا اور گھروں کا اور سامان کا جلانا تو وہ جائز ہے اور کئی احادیث سے اسکی اجازت ثابت ہے جب اس میں مصلحت ہو (روضہ) **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرق نخل النضیر وقطع وھی البویرۃ فانزل اللہ عزوجل ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ الایۃ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کے کھجور جلا دیے اور کاٹ ڈالے بویرہ انکے باغ کا نام تھا جہاں کھجور کے درخت تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرق نخل بنی النضیر وقطع وفیہ یقول شاعرھم ع فھان علی سراۃ بنی لوی + حریق بالبویرۃ مستطیر + ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلا دیے اور کٹوا ڈالے اسی باب میں مسلمانوں کا شاعر (حسان بن ثابت) کہتا ہے ع فھان علی سراۃ بنی لوی + حریق بالبویرۃ مستطیر + یعنی سہل ہے قریش کے اشراف پر بویرہ میں انگار لگا دینا جو اڑ رہی ہے یہ بنی نضیر کے لوگ یہودی تھے اور انہوں نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دغا دیا اور عہد توڑ ڈالا اور کافروں کے شریک ہوگئے اسوقت جب کافروں کا آپ پر ہجوم تھا اللہ تعالی کو یہ ناگوار ہوا انکے تمام جائداد اپنے رسول کو دلوادی اور وہ قتل کیے گئے اور جلاوطن کیے گئے **باب** فدا الاساری قیدیوں کو فدیہ کے طور پر دینا یعنے دوسرے قیدیوں کے بدل **عن** ایاس بن سلمۃ بن الاکوع عن ابیہ قال غزونا مع

أَبِي بَكْرٍ هَوَازِنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَّلَنِي جَارِيَةً مِنْ بَنِي فَزَارَةَ مِنْ أَجْمَلِ الْعَرَبِ عَلَيْهَا قِشْعٌ لَهَا فَمَا كَشَفْتُ لَهَا عَنْ ثَوْبٍ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ لِلّٰهِ أَبُوكَ هَبْهَا لِي فَوَهَبْتُهَا لَهُ فَبَعَثَ بِهَا فَفَادَى بِهَا أُسَارَى الْمُسْلِمِينَ كَانُوا بِمَكَّةَ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے ہمنے ابوبکر کے ساتھ جہاد کیا ہوازن کے ساتھ (ہوازن ایک قوم تھی عرب کی تیرانداز ہوازن انکی مقام کا نام ہے جو عرفات اور طائف کے درمیان ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ابوبکر نے انعام کے طور پر مجھے ایک لڑکی دی بنی فزارہ کی جو عرب کے قومون مین بہت خوب صورت لوگون سے تھی وہ ایک پوستین پہنے ہوئے تھی مینے اسکا کپڑا ابھی نہین کھولا یہانتک کہ مین مدینہ مین آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے بازار مین اور فرمایا تیرا باپ بزرگ تھا (جسنے تیری مثل بیٹا جنا) اس عورت کو مجھے ہبہ کردے مین نے آپ کو ہبہ کردی آپنے اس عورت کو بھیجدیا فدیہ مین اور اسکے بدل کئی مسلمان قیدیون کو چھڑایا جو مکہ مین تھے **ف** معلوم ہوا کہ امام کو کوئی چیز انعام دیکر پھر اُسکا پھیر لینا بھی درست ہے جب اُس مین کوئی مصلحت ہو آپنے حضرت صفیہ کو پہلے دحیہ کو دیا تھا پھر لے لیا

باب مَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ ثُمَّ ظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ اگر کافر مسلمانون سے کوئی چیز لیکر اپنے ملک مین پہونچ گئے پھر مسلمان کافرون پر غالب ہوئے اور وہی چیز ہاتھ آئی **ف** تو اسکے اصلی مالک کو دیدی جاویگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت ہے انکا ایک گھوڑا چلدیا اسکو کافرون نے لے لیا پھر مسلمان ان کافرون پر غالب ہوئے (اور وہ گھوڑا ہاتھ آیا) تو وہ گھوڑا ابن عمر کو دیدیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور انکا ایک غلام بھی بھاگ گیا اور نصاری سے مل گیا پھر مسلمان نصاری پر غالب ہوئے (اور غلام پکڑا گیا) تو خالد بن ولید نے وہ غلام ابن عمر کو پھیر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور مسلم نے نکالا کہ آنحضرت کی اونٹنی عضبا کو کافر لے گئے پھر ایک عورت اسیر چھٹکر مسلمانون کے پاس آگئی اس نے نذر کی اسکے نحر کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نذر گناہ کی ہو یا اپنے ملک مین نہ ہو وہ پوری نہ کی جاوے شافعی اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے کہ کافر غلبہ سے مسلمانون کے کسی چیز کے مالک نہونگے اور جب وہ چیز پھر ہاتھ آوے اُسکا مالک لے گا غنیمت کی تقسیم سے پہلے یا اسکے بعد اور حضرت علی اور زہری اور عمرو بن دینار

اور حسن سے یہ منقول ہے کہ مالک کو وہ چیز نہ ملیگی اور غنیمت حاصل کرنیوالوں کو تقسیم ہوگی اور عمر اور سلیمان بن ربیعہ او عطا اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسرے علما سے منقول ہے کہ اگر مالک نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اپنی چیزوں کو پایا تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور اگر تقسیم کے بعد پایا تو قیمت دیکر لیوے اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا اور اسکا اسناد بہت ضعیف ہے (روضہ)

بَابُ الْغُلُوْلِ غنیمت میں چوری کرنے کا بیان

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ وَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ فَالْتَمَسُوا مَتَاعَهُ فَإِذَا خَرَزَاتٌ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا تُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص اشجع کا خیبر میں مرگیا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی پر نماز پڑھ لو تو لوگوں کو یہ برا معلوم ہوا اور انکے مونھہ بدل گئے جب آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا تمہارے ساتھی نے اللہ کے راہ میں چوری کی زید نے کہا پھر لوگوں نے اسکا اسباب دیکھا (کہ اس نے کیا چیز چرائی) تو چند نگینے نکلے یہود کے نگینوں سے جنکی قیمت دو درم کی بھی نہ ہوگی **ف** لوگوں کو برا معلوم ہوا یعنی آپ کا یہ فرمانا کہ تم اسپر نماز پڑھ لو میں نہیں پڑھتا ان کو رنج ہوا کہ اگر ہم بھی شاید مریں اور آپ ہمارے پر نماز نہ پڑھیں جب آپ نے اسکی وجہ بتلائی تو انکی تسلی ہوئی معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں چوری کرنا اور زیادہ گناہ ہے گو مطلق چوری بھی گناہ ہے مگر یہ اس سے زیادہ ہوئی کیونکہ غنیمت کا مال عام مسلمانوں کا ہے تو گویا اس نے تمام مسلمانوں کی حق تلفی کی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ فَوَجَدُوا عَلَيْهِ كِسَاءً أَوْ عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب کی نگہبانی پر (جو اونٹ پر لدا تھا) ایک شخص مقرر تھا جسکو لوگ کرکرہ کہتے تھے وہ مرگیا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے لوگ دیکھنے گئے اسکو تو ایک کملی یا عبا پائی اسپر جو اس نے چرالی تھی غنیمت کے مال میں سے

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِلَى جَنْبِ بَعِيرٍ مِنَ الْمَقَاسِمِ ثُمَّ تَنَاوَلَ شَيْئًا مِنَ الْبَعِيرِ فَأَخَذَ مِنْهُ قَرَدَةً يَعْنِي وَبَرَةً فَجَعَلَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ أَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ فَمَا دُونَ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشَنَارٌ وَنَارٌ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی حنین کے دن غنیمت کے اونٹ کے بازو پھر آپ نے اونٹ میں سے کچھ لیا معلوم ہوا تو ایک بال تھا آپ نے اسکو اپنی دونوں انگلیوں میں تھاما اور فرمایا اے لوگو یہ تمہاری غنیمتیں میں داخل کردو تاگے اور سوئی کو بھی اور جو اس سے زیادہ ہو یا اس سے کم ہو اسلیے کہ چوری

کر غنیمت کے مال میں عار اور عذاب ہوگا قیامت کے دن چوری کرنیوالے پر **ف** یعنی قیامت کے دن اسکی چوری ظاہر کی جاویگی تو لوگوں میں رسوائی ہوگی اسکے سوا عذاب جداگانہ ہوگا اور جس قدر ذری سی چیز ہو اسکی چوری جب کھلیگی تو اور زیادہ رسوائی ہو اسلیے مومن کو چاہیے کہ غنیمت کا کل مال حاکم کے سامنے حاضر کرے ایک سوئی یا تاگہ بھی اپنے پاس رکھ نہ چھوڑے

باب النفل انعام کا وعدہ کرنا **عن** حبیب بن مسلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل الثلث بعد الخمس حبیب بن مسلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل (انعام جو لڑائی کے وقت امام کسی مجاہدین کے لیے وعدہ کرے) دیا ثلث مال کا خمس لینے کے بعد **ف** جب غنیمت کا مال ہاتھ آوے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے وہ تو امام نکال لیوے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاوین تو امام کو اختیار ہے کہ ان چار باقی حصوں میں سے جتنا چاہے انعام کسی خاص شخص یا خاص جماعت کے لیے تجویز کرے امام احمد اور اسحق کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب اور شافعی اور ابوعبید نے کہا کہ امام اگر انعام کا وعدہ کرے تو خمس خمس میں سے کرے جو اللہ و رسول کا حصہ ہے **عن** عبادۃ بن الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل فی البداءۃ الربع وفی الرجعۃ الثلث عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لشکر پہلی بار جاتا لڑنے کے لیے تو ربع غنیمت کی انعام کا وعدہ کرتے (اور تین ربع میں سارا لشکر شریک ہوتا) اور لوٹتے وقت تو ثلث کا انعام فرماتے کیونکہ لوٹتے وقت پھر لڑائی کرنا بہت شاق ہوتا ہے اسلیے اس میں زیادہ انعام مقرر کیا **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال لا نفل بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد المسلمون قویہم علی ضعیفہم قال رجاء فسمعت سلیمن ابن موسی یقول لہ حدثنی مکحول عن حبیب بن مسلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل فی البداءۃ الربع وحین قفل الثلث فقال عمرو احدثک عن ابی عن جدی وتحدثنی عن مکحول عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نفل (انعام) نہیں ہے بلکہ قوی مسلمان ضعیف مسلمان کو مال غنیمت پھیر دیگا **ف** یعنی مال غنیمت میں سب مسلمان برابر شریک ہوں گے اور برابر حصہ پاوین گے جو لوگ قوی ہوں اور زیادہ جنگ کریں وہ دوسروں سے زیادہ انعام کے طور پر کچھ نہ پاوین گے **ف** رجاء نے کہا جو راوی ہے سنا میں نے عمرو بن شعیب سے جب سلیمان بن موسی سے سنا وہ کہتے تھے عمرو بن شعیب سے مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے حبیب بن مسلمہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انعام دیا شروع جنگ میں ربع مال غنیمت کا اور جب لوٹے (اور دوبارہ جنگ کی ضرورت واقع ہوئی) تو ثلث مال غنیمت کا انعام دیا عمرو نے کہا میں تجھ سے اپنے باپ کی حدیث بیان کرتا ہوں دادا سے اور تو مکحول کی روایت بیان کرتا ہے **ف** تو عمرو نے مکحول کی روایت کو ضعیف سمجھا حالانکہ مکحول ثقہ ہے اور یہ حدیث

ثابت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمام علماء نے اسپر اتفاق کیا اور انعام دینے کو جائز سمجھا **باب** قِسمةِ
الغنائم تقسیم غنیمت بانٹنے کا بیان عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسهم یوم خیبر للفارس ثلثة
اسهم للفرس سهمان وللراجل سهم ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن حصہ دیا سوار
کو تین حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ **ف** تو سوار کو دو حصے دلائے گھوڑے کے اور ایک حصہ اسکا اور پیدل کو ایک
حصہ ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور ابن عمر کی یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے
نکالا اور انس اور عروہ بارقی سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد نے زبیر سے ایسا ہی روایت کیا اسکے راوی صحیح کے راوی
ہیں اور دارقطنی اور ابو یعلی اور طبرانی نے ابرہیم سے اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ سے اور امام مسلم نے جریر سے
اور ابو داؤد نے عتبہ بن عبد سے اور امام احمد نے جابر اور اسماء بنت یزید سے ایسا ہی نکالا اور اسکے سوا اور بھی کئی حدیثیں
ہیں اور جمہور علماء کا قول یہی ہے اور ایک جماعت علماء اس طرف گئی ہیں کہ سوار کو دو حصے ملینگے ایک حصہ اسکا اور ایک اس
کے گھوڑے کا اور پیدل کو ایک حصہ ملیگا اور انہوں نے دلیل لی مجمع بن جاریہ کی حدیث سے جو احمد اور ابو داؤد نے نکالی
کہ خیبر تقسیم کیا گیا حدیبیہ والوں پر تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے اٹھارہ حصے کیے اور کل لشکر کی تعداد پندرہ سو
تھی ان میں تین سو سوار تھے آپ نے سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ابو حنیفہ
نے اسپر عمل کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا اس حدیث میں وہم ہے کیونکہ سوار تین سو بیان کیے حالانکہ وہ دو سو تھے اور اس
تقسیم میں قوی اور ضعیف اور جس نے لڑائی کی اور جس نے نہیں کی سب برابر ہیں ابو داؤد اور حاکم نے ابن عباس سے
نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کی لوٹ کو برابر تقسیم کیا جب جھگڑا ہوا ان لوگوں میں جو لڑتے تھے اور جو
نہیں لڑتے تھے صحیح کہا اسکو ابو الفتح نے اقتراح میں کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے اور امام احمد نے عبادہ بن صامت
سے ایسا ہی نکالا اور امام احمد نے سعد بن مالک سے نکالا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص صرف لوگوں کی
کمک پر رہتا ہے اور اسکا حصہ برابر ہوتا ہے آپ نے فرمایا تجھکو تیری ماں روئے تم روزی دیے جاتے ہو اور مدد
کیے جاتے ہو اپنے ناتوان لوگوں ہی کی وجہ سے اور بخاری اور نسائی نے مصعب بن سعد سے نکالا انہوں نے
سعد سے ایسا ہی کہ سعد نے بعضوں کو افضل سمجھا دوسروں سے لڑائی میں آپ نے یہی فرمایا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
نے بھی نکالا اور صحیح کہا اور حجت اس میں ہے کہ جسکو حاکم لشکر کے کاموں کے لیے بھیجے قاصد اور جاسوس اور نگہبان
اور مخبران سب کو ایک ایک حصہ ملیگا لڑنے والوں کی مثل اگرچہ لڑائی میں حاضر نہ ہوں جیسے آپ نے حضرت عثمان کو
حصہ دلایا بدر کے دن حالانکہ وہ اس میں شریک نہ تھے (رض) **باب** العبید والنساء یشهدون

مع المسلمین اگر غلام یا عورتین لشکر مین شریک ہون عن عمیر مولی ابی اللحم قال وکیع وکان لا یاکل اللحم قال غزوت مع مولای یوم خیبر وانا مملوک فلم یقسم لی من الغنیمۃ واعطیت من خرثی المتاع سیفا وکنت اجرہ اذا تقلدتہ عمیر سے روایت ہی جو مولی (غلام آزاد) تہا ابی اللحم کا وکیع نے کہا ابی اللحم گوشت نہیں کہاتا تہا تو اسکا نام لوگون نے ابی اللحم رکہدیا لحم کہتے ہین گوشت کو) مینے جہاد کیا اپنے مالک (ابی اللحم) کے ساتہہ خیبر کے دن اور مین غلام تہا تو مجہہ کو غنیمت کے مال مین سے حصہ نہین ملا اور خانگی اسباب مین سے ایک تلوار مجہکو ملی اور جب مین اسکو کمر سے باندہتا تو وہ تلوار زمین پر گہسٹتی ہتی ف اسوجہ سے کہ تلوار لمبی ہوگی یا ان کا قد چہوٹا ہوگا اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے بہی نکالا اور جمہور علما اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ غلام یا عورت کو جو لشکر مین شریک ہو حصہ نہ ملیگا لیکن امام جو مناسب سمجہے انعام کے طور پر انکو دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص نے ان سے پوچہا غلام اور عورت کا کوئی حصہ معین تہا جب وہ لوگون کے ساتہہ حاضر ہون انہون نے جواب دیا کہ ان دونون کا کوئی حصہ معین نہ تہا مگر یہ کہ لوٹ مین سے کچہہ انکو دیا جاوے اور ایک روایت مین یون ہے کہ آپ جہاد مین عورتون کو رکہتے تہے وہ دوا کرتین زخمیون کی اور غنیمت مین سے کچہہ انعام ان کو دیا جاتا لیکن حصہ انکا مقرر نہین کیا گیا اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے حشرج بن زیاد سے نکالا کہ ان کی دادی اور پانچ عورتون کے ساتہہ خیبر کے جہاد مین نکلین آپنے ان کو حصہ دلایا مردون کیطرح اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے خطابی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہی اس سے حجت قائم نہ ہوگی اور ترمذی نے اوزاعی سے نکالا مرسلا کہ آپنے لڑکون کو حصہ دلایا خیبر مین اور یہ مرسل ہی اس سے بہی حجت لینا صحیح نہین (روضہ مختصرا) عن ام عطیۃ الانصاریۃ قالت غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات اخلفہم فی رحالہم واصنع لہم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی ام عطیہ سے روایت ہی مین نے جہاد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ سات بار یعنی سات جہادون مین مین شریک تہی جب مرد چلے جاتے تو مین انکے ڈیرون مین رہتی (انکے اسباب کی محافظت کرتی) اور ان کے لیے کہانا پکاتی اور زخمیون کا علاج کرتی اور بیمارون کی خبر لیتی

باب وصیۃ الامام حاکم کیا کہے فوج سے جب جہاد کو جانے لگے

عن صفوان بن عسال قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فقال سیروا باسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تقتلوا ولیدا صفوان بن عسال سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکری مین بہیجا تو فرمایا چلے جاؤ اللہ کے نام پر اللہ کی راہ مین اور جو کوئی کافر ہے اللہ کا اس سے لڑو اور مثلہ مت کرو (ناک کان مت کاٹو) اقرار کرکے دغا مت کرو

(یعنی عہد شکنی نہ کرو) اور لوٹ کے مال میں چوری مت کرو اور بچے کو مت مارو **ف** دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے اور نہ عورت کو نہ شیخ فان کو یعنی ایسے بڈھے کو جو لڑائی کے قابل نہ رہا ہو **عن** ابن بریدۃ عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امر رجلا علی سریۃ اوصاہ فی خاصۃ نفسہ بتقوی اللہ ومن معہ من المسلمین خیرا فقال اغزوا باسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا واذا انت لقیت عدوک من المشرکین فادعہم الی احدی ثلث خلال او خصال فایتہن اجابوک الیہا فاقبل منہم وکف عنہم ادعہم الی الاسلام فان اجابوک فاقبل منہم وکف عنہم ثم ادعہم الی التحول من دارہم الی دار المہاجرین واخبرہم ان فعلوا ذلک ان لہم ما للمہاجرین وان علیہم ما علی المہاجرین وان ابوا فاخبرہم انہم یکونون کاعراب المسلمین یجری علیہم حکم اللہ الذی یجری علی المومنین ولا یکون لہم فی الفیء والغنیمۃ شیء الا ان یجاہدوا مع المسلمین فان ہم ابوا ان یدخلوا فی الاسلام فسلہم اعطاء الجزیۃ فان فعلوا فاقبل منہم وکف عنہم فان ہم ابوا فاستعن باللہ وقاتلہم وان حاصرت حصنا فارادوک ان تجعل لہم ذمۃ اللہ وذمۃ نبیک فلا تجعل لہم ذمۃ اللہ ولا ذمۃ نبیک ولکن اجعل لہم ذمتک وذمۃ ابیک وذمۃ اصحابک فانکم ان تخفروا ذممکم وذمۃ آبائکم اہون علیکم من ان تخفروا ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ وان حاصرت حصنا فارادوک ان ینزلوا علی حکم اللہ فلا تنزلہم علی حکم اللہ ولکن انزلہم علی حکمک فانک لا تدری اتصیب فیہم حکم اللہ ام لا قال علقمۃ فحدثت بہ مقاتل بن حیان فقال حدثنی مسلم بن ہیصم عن النعمان بن مقرن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل ذلک بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو سردار بناتے کسی لشکر کا تو اسکو اپنی ذات کے لیے اللہ کے ڈر کی وصیت کرتے اور جو اور مسلمان اسکے ساتھ ہوتے ان سے نیک سلوک کرنے کی تو آپ فرماتے جہاد کرو اللہ کا نام لیکر اللہ کی راہ میں اور جو اللہ کو نہ مانے اس سے لڑو جہاد کرو اور عہد مت توڑو اور چوری مت کرو اور مثلہ مت کرو اور بچہ کو مت مارو اور جب تو دشمن سے ملے یعنی مشرک لوگوں سے تو انکو ملا تین باتوں میں سے ایک بات کی طرف پھر ان میں سے جونسی بات پر وہ راضی ہوں انکو مان لے اور باز رہ انکو ستانے سے (وہ تین باتیں یہ ہیں) پہلے انکو بلا اسلام کی طرف اگر وہ قبول کریں تو باز رہ ان سے یعنی انکے جان اور مال کو ایذا مت دے لیکن کہہ ان سے کہ اپنے ملک سے مسلمانوں کے ملک میں چلے آویں (جہاں مسلمانوں نے ہجرت کی ہے یعنی دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام میں آجاویں یہ

ہجرت انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فرض تھی پھر مکہ فتح ہونے کے بعد اُسکی فرضیت جاتی رہی اور بعضوں نے کہا قیامت تک یہ باقی ہی اور اب بھی جو لوگ دارالکفر میں مسلمان ہون انکو دارالاسلام مین چلے آنا واجب ہی اور اسنے بیان کر دی کہ اگر وہ ہجرت کرین گے تو جو فائدے مہاجرین کو ملتے ہین وہ انکو ہون گے اور جو سزائین رقصور کے بدلے مہاجرین کو دیجاتی ہین وہی انکو دیجاوین گی اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کرین تو انکا حکم گنوار دیہاتی مسلمانون کا سا ہوگا رجو جنگلون مین رہتے ہین) اور اللہ کا حکم جو مومنون پر جاری ہوتا ہے اُنپر جاری ہوگا اور انکو لوٹ کے مال مین اور اسیر مال مین جو بلا جنگ کافرون سے ہاتھ آوے کچھ حصہ نہوگا مگر اس حالت مین جب وہ جہاد کرین مسلمانون کے ساتھ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرین تو ان سے کہہ جزیہ دینے کے لیے اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہون تو قبول کرلے اُن سے اور باز رہ انسے رانکے قتل سے یا مال لینے سے کیونکہ وہ ذمی ہوگئے انکا جان و مال محفوظ ہوگیا) اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کرین تو اللہ تعالے سے مدد مانگ اُنپر اور لڑ اُن سے اور جب تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے ریعنے اُسکو گھیر لیوے) پھر قلعہ والے تجھ سے کہین کہ تو ان کو اللہ اور اُسکے رسول کا ذمہ دیوے تو مت ذمہ دے اللہ اور رسول کا انکو بلکہ اپنا اپنے باپ کا اپنے ساتھیون کا ذمہ دے اسلیے کہ اگر تم اپنا ذمہ یا اپنے باپ دادون کا ذمہ توڑ ڈالو تو یہ اس سے آسان ہی تمپر کہ اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ توڑو اور اگر تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے پھر قلعہ والے یہ چاہین کہ اللہ کے حکم پر وہ قلعے سے نکل آوین گے تو اس شرط پر انکو مت نکال بلکہ اپنے حکم پر نکال اسلیے کہ تو نہین جان سکتا اللہ کے حکم پر انکے بارے مین چلیگا یا نہین۔ علقمہ نے کہا مین نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے بیان کی انہون نے کہا مجھ سے مسلم بن ہیضم نے نعمان بن مقرن سے انہون نے انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث نقل کی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ فی اور غنیمت مین دیہات کے مسلمانون کا حصہ نہین جو اپنے ہی وطن مین رہے اسلام لانیکے بعد بشرطیکہ وہ جہاد مین شریک نہ ہون دوسرے یہ کہ ہر ایک کافر سے جزیہ لینا درست ہی عربی ہو یا عجمی کتابی ہو یا غیر کتابی اور ابو حنیفہ کے نزدیک عرب مشرک سے جزیہ لینا درست نہین وہ یا اسلام لاوین یا قتل کیے جاوین اور شافعی نے کہا جزیہ نہ لیا جاویگا مگر اہل کتاب یا مجوس سے عرب ہون یا عجم (طیبی)

باب طَاعَةِ الْإِمَامِ

امام کی اطاعت کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ الْإِمَامَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى الْإِمَامَ فَقَدْ عَصَانِي

ابو ہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام ریعنے حاکم اسلام) کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی

ف حدیث سے یہ نکلا کہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اسکی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے مگر یہ جبتک ہے کہ امام کا حکم
شریعت کے خلاف نہ ہو اگر مسئلہ اختلافی ہو اور امام ایک قول پر چلنے کا حکم دیوے تو اُسکی اطاعت کرنا چاہیے لیکن جو بات صریح
اور بالاتفاق شریعت کی خلاف ہو اس میں اطاعت نہ کرنا چاہیے دوسری حدیث میں ہے کہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی
اطاعت نہیں ہے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل
علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنو اور
اطاعت کرو اگرچہ تمہاری اوپر سردار بنایا جاوے ایک حبشی جسکا سر انگور کیطرح ہو ف یعنی احمق اور بیوقوف کیونکہ چھوٹی سر والا
اکثر احمق ہوتا ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی چھوٹے سر والا امارت کبری کے لائق ہے کیونکہ امارت کبری کے لیے
قریشی ہونا شرط ہے بلکہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ امام کے حکم سے اگر کسی لشکر یا ٹکڑی کا سردار اسقسم کا بیوقوف شخص بھی
بنایا جاوے تو بھی امام کے حکم کی اطاعت کرنا چاہیے اور اُس بیوقوف کی سرداری پر اعتراض اور اسکی مخالفت نہ کرنا
چاہیے اور بعضوں نے کہا یہ مبالغہ کی طور پر فرمایا یعنے اگر بالفرض حبشی بھی تمہارا امام ہو تو اسکی اطاعت بھی لازم ہے
اور اس حدیث میں کمال ترغیب ہے امام اور حاکم کی اطاعت کی عن ام الحصین قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول ان امر علیکم عبد حبشی مجدع فاسمعوا لہ واطیعوا ما قادکم بکتاب اللہ ام حصین سے
روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تمہاری اوپر حبشی غلام امیر کیا جاوے
(یعنے سردار) نکٹا کن کٹا تو بھی اسکی بات سنو اور مانو جب تک وہ اللہ کی کتاب کے موافق تمکو لے چلے عن ابی ذر
انہ انتہی الی الربذۃ وقد اقیمت الصلوۃ فاذا عبد یؤمہم فقیل ھذا ابو ذر فذھب یتأخر فقال
ابو ذر اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ان اسمع واطیع وان کان عبدا حبشیا مجدع الاطراف
ابوذر سے روایت ہے جب وہ ربذہ میں پہنچے (حضرت عثمان کی خلافت میں ابوذر پر لوگوں نے بلوہ کیا بعض مسائل کیوجہ سے
انہوں نے مصلحت کے خیال سے انکو ربذہ میں جو مدینہ منورہ کی باہر ایک مقام ہے روانہ کر دیا ابوذر وہیں رہے اور وہیں دفن
ہوئے راضی ہوا اللہ ابوذر غفاری سے جو بڑے درجہ کی صحابی اور عاشق رسول اور محب اہل بیت نبوی تھے) تو نماز کی تکبیر
ہوئی ایک غلام لوگوں کی امامت کرتا تھا لوگوں نے اُس سے کہا یہ ابوذر ہیں اس نے پیچھے ہٹنا چاہا (امامت کے مقام سے)
ابوذر نے کہا مجھکو وصیت کی میری جانی محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بات سن اور کہا مان اگرچہ حبشی غلام ہو عضو
کٹا ہوا ف یعنے ایسے شخص کی بھی سرداری سے انکار مت کر تاکہ دین میں فساد پیدا نہ ہو اور مسلمانوں میں نا اتفاقی
نہ پھیلے ہر حال میں جماعت کے اتفاق کا خیال رکھنا ضرور ہے اور اگر کسی امر مستحب یا مسنون کیوجہ سے اتفاق ٹوٹ جانے

کا اندیشہ ہو تو جب تک یہ اندیشہ باقی رہے اس امر مستحب سے یون ہی باز رہ سکتے ہین لیکن جہانتک ہو سکے بحکمت عملی لوگون کو سمجھا دینا چاہیے کہ یہ فعل مستحب اور سنت رسول ﷺ ہے اور اس کے لیے فساد کرنا صریح بے ایمانی ہے **باب** لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ اللہ کی نافرمانی مین کسی کی اطاعت نہین کرنا چاہیے **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلَى بَعْثٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ أَوْ كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ فَكُنْتُ فِيمَنْ غَزَا مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْطَنِعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ قَالُوا بَلَى قَالَ فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هَذِهِ النَّارِ فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ قَالَ أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْزَحُ مَعَكُمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَلَا تُطِيعُوهُ

ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علقمہ مجزز کو ایک لشکر کا سردار کیا مین بھی اس مین تھا جب وہ اپنے جہاد کے اخیر مقام پر پہونچے یا راہ مین تھے تو لشکر مین سے ایک گروہ نے ان سے اجازت مانگی انہون نے اجازت دی اور اس گروہ کا سردار عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو کیا مین بھی ان لوگون مین سے تھا جنہون نے عبد اللہ کے ساتھ جہاد کیا ایک بار وہ راہ مین تھے لوگون نے انگار جلائے تاپنے کے لیے یا کچھ پکانے کے لیے اپنے کسی اور کام کے لیے عبد اللہ بولا اس مین ذرا ظرافت تھی (خوش طبعی) کیا تم پر میری بات سننا اور میرا حکم ماننا واجب نہین ہے لوگ بولے البتہ واجب ہے عبد اللہ نے کہا پھر مین جب بات کا تم کو حکم کرون اسکو تم کروگے انہون نے کہا ہان عبد اللہ نے کہا تو مین تم کو قطعی حکم دیتا ہون کہ اس انگارین کودجاؤ تو بعضے لوگ کھڑے ہوگئے اور کمر باندھی (انگارین کودنے کے لیے) جب عبد اللہ نے دیکھا کہ واقعی وہ کودنے کو طیار ہین تو کہا نہین رکو اپنی جانون کو مین تم سے ٹھٹا کرتا تھا جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لوٹ کر آئے تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا جو کوئی تمکو حکم کرے اللہ کی نافرمانی کرنیکا تو اسکی اطاعت نہ کرو **ف** اور اسکی بات ہرگز مت مانو اگرچہ وہ امام ہو یا حاکم یا خلیفہ یا بادشاہ یا رئیس یا سردار اللہ کی اطاعت سب پر مقدم ہے پھر جب امام کی اطاعت برخلاف شریعت منع ہوئی تو کسی مجتہد یا عالم کی اطاعت برخلاف حکم خدا اور رسول کیونکر جائز ہوگی۔ اس حدیث سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی اور یہ بھی نکلا کہ جو بادشاہ یا امام شریعت کے خلاف حکم دیوے تو اسکی بات نہ ماننا چاہیے بلکہ اسکو شریعت کی اطاعت کے لیے مجبور کرنا چاہیے اگر شریعت کی

اطاعت قبول نہ کرے تو اس مردود کو فوراً معزول کر کے دوسرے کسی قریشی پرہیزگار کو اپنا امام یا بادشاہ بنانا چاہیے یہی اسلام کا شیوہ ہے اور یہی حکم خدا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ الطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ اَوْ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر اطاعت کرنا واجب ہے ہر ایک کام میں جسکو پسند کرے یا ناپسند مگر جب اسکا م کا حکم کیا جاوے جو گناہ ہو پھر جب گناہ کا حکم کیا جاوے تو ہرگز نہ سنے اور ہرگز نہ مانے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَلِيْ اُمُوْرَكُمْ بَعْدِيْ رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ مِنَ السُّنَّةِ وَيَعْمَلُوْنَ بِالْبِدْعَةِ وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُهُمْ كَيْفَ اَفْعَلُ قَالَ تَسْاَلُنِيْ يَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے حاکم ایسے لوگ ہوں گے جو بجھاویں گے سنت کو (یعنے سنت پر چلنا چھوڑ دیں گے) اور عمل کریں گے بدعت پر (یعنے نئی بات پر جو دین میں نکالی جاوے جسکی دلیل کتاب وسنت سے نہ ہو) اور دیر کرینگے نمازمیں اسکے وقتوں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ایسے حاکموں کو پاؤں تو کیا کروں آپنے فرمایا اے ام عبد کی بیٹے تو مجھ سے پوچھتا ہے کیا کروں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے اسکی اطاعت نہیں کرنا چاہیے بَابُ الْبَيْعَةِ بیعت کا بیان عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَالْاَثَرَةِ عَلَيْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ عبادہ بن صامت سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر سختی اور آسانی دونوں حالتوں میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور اس حالت میں بھی کہ ہمارے اوپر دوسرا مقدم رکھا جاوے (عہدے اور خدمت اور معاش میں یا مال غنیمت میں سے اسکو زیادہ حصہ دیا جاوے) اور بیعت کی ہمنے اس بات پر کہ جو شخص حکومت کے لائق ہو اسکی حکومت میں ہم جھگڑا نہ کرینگے اور سچی بات کہیں جہاں ہم ہوں اللہ کے کاموں میں یا اللہ کی رضامندی میں ہم کسی برا کہنے والے کی برائی سے نہ ڈریں ف یعنے جس بات میں اسکی خوشی ہو یعنے ثواب اور عبادت کے کام میں کسی کی بدگوئی سے ہمکو ڈر نہ ہو یہ شان ہے مومنین کاملین کی کہ وہ سنت پر چلنے میں کسیکا ڈر نہیں کرتے اگرچہ لوگ وہابی کہیں یا لامذہب کہیں خبیثہ کہیں یا مشبہ اور مجسمہ کہیں المحدیث کا نام اہل بدعات نے بہت سے رکھے ہیں جب وہ آمین و رفعیدین اور قرأت فاتحہ خلف الامام کرتے ہیں تو بدعتی انکو لامذہب کہتے ہیں اور جب شرک کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں جیسے غیر

غیر خدا کے پکارنے یا عبادت کرنے یا مدد مانگنے سے تو وہابی کہتے ہیں اور جب رب العلمین کی صفات جیسے استوا ضحک نزول وغیرہ ثابت کرتے ہیں تو مشبہ کہتے ہیں جب ید وجہ عین ساق قدم صورت کا اثبات کرتے ہیں تو مجسمہ کہتے ہیں جب اہل بیت کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور اہل شام اور بنی امیہ کی ہجو تو شیعہ کہتے ہیں جب جناب امیر المومنین علی مرتضے کے زیادہ فضائل بیان کرتے ہیں تو تفضیلیہ کہتے ہیں لیکن ان سب تہمتوں سے اہلحدیث کو کوئی ڈر نہیں اور وہ بدعتیوں کی عیب جوئی بلکہ سب و شتم سے بھی نہیں ڈرتے اور بلا کھٹکے حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کی بیعت کی بھی کیونکہ صوفیہ کی بیعت یہی ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کرے ایک شخص صالح کے ہاتھ پر اور ذکر الٰہی اور عبادت میں مستغرق ہو اور دنیا سے جہانتک ہو سکے بے تعلقی کرے اور اس حدیث میں بیعت لی آپ نے صبر پر اور ثبات پر اور شرع کی اطاعت پر اور حاکم کی اطاعت پر اور یہ دونوں ایک ہی قسم میں سے ہیں عن عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً فَقَالَ أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللّٰهِ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَى مَا نُبَايِعُكَ فَقَالَ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُوا الصَّلَوٰةَ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے سات یا آٹھ یا نو آدمی آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے اللہ کے رسول سے یہ سنکر ہمنے اپنے ہاتھ پھیلائے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے اب کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجو اسکے ساتھ کسیکو شریک مت کرو اور پانچوں نمازوں کو ادا کرو اور بات سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ کسی شخص سے کچھ مت مانگو راوی نے کہا پھر میں نے ان لوگوں میں سے کسیکو دیکھا اسکا کوڑا زمین پر گر پڑتا لیکن وہ کسی سے نہ کہتا کہ مجھکو کوڑا اٹھا دے **ف** یہ بات عادت میں داخل ہے کہ جب آدمی گھوڑے یا اور کسی سواری پر ہو اور اسکا کوڑا گر پڑے تو کسی سے بھی کہتا ہے بھائی میرا کوڑا اٹھا دے اور ہر ایک راہ چلتا یہ کام کر دیتا ہے بلکہ اگر کوئی نہ کرے تو لوگ اسکو برا کہیں مگر ان لوگوں نے جنکو آپ نے بیعت میں یہ فرمایا تھا کہ کسی سے کچھ مت مانگنا اتنا کام بھی اپنا کسی اور سے کرانا گوارا نہ کیا یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ آدمی سوا اپنے مالک کے کسی سے کچھ درخواست نہ کرے نہ کسی سے کچھ مانگے اور چونکہ یہ کام بہت مشکل تھا اور ہر ایک شخص اسکو کر نہیں سکتا تھا لہذا آپ نے آہستہ سے اسکو فرمایا اس حدیث سے بھی صوفیہ کی بیعت کی اصل ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک ہی شیخ سے آدمی دو یا تین بار بیعت کر سکتا ہے مختلف کاموں پر یا ایک ہی کام زیادہ مضبوطی کے لیے عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ

وَالطَّاعَةِ فَقَالَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ انس بن مالک سے روایت ہے ہمنے بیعت کی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر لیکن آپنے خود یہ فرمادیا جہانتک تم سے ہوسکے ف سبحان اللہ آپ ماں باپ سے زیادہ اپنی امت کے لوگوں پر مہربان تھے آپنے فرمایا جہانتک تم سے ہوسکے تاکہ وہ لوگ جھوٹے نہوں جب کسی ایسی بات کا ان کو حکم دیا جاوے جو انکی طاقت سے خارج ہو عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ جابر سے روایت ہے ایک غلام آیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہجرت پر اور آپکو یہ معلوم نہوا کہ وہ غلام ہے پھر اسکا مالک آیا اسکو ڈھونڈھتا ہوا آپنے اس سے فرمایا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچڈال پھر آپنے اس غلام کو خرید ا دو کالے غلام دیکر اسکے بدل اسکے بعد آپنے کسی سے بیعت نہین لی جبتک آپ دریافت نہ کرلیتے کیا وہ غلام ہے بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے ف عرب مین یہ قاعدہ تھا کہ جہان ہاتھ پر ہاتھ مارکر کوی اقرار کیا تو بیعت ہوگئی اب اسکا خلاف کرنا نہایت درجہ مذموم اور مروت اور شرافت کی خلاف سمجھتے تھے اور اب تک مسلمانون مین اسکا لحاظ باقی ہے کہ بیعت مین جو اقرار کرتے ہین اسکو ضرور پورا کرتے ہین عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالی بات نہین کریگا نہ انکو دیکھے گا قیامت کے دن نہ انکو پاک کرے گا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ پانی رکھتا ہے ایک آبخنگل مین اور مسافر کو روکتا ہے اپینے نہین دیتا اس سے دوسرے وہ شخص جسنے عصر کے بعد اپنا اور کوی وقت چونکہ اکثر سودا عصر کے بعد ہوتا ہے اس لیے یہ قید اتفاقی ہے اور ممکن ہے کہ عصر کے بعد کا وقت خاص ہو اس سزا کے لیے کیونکہ وہ معظم وقت ہے دن کے فرشتے اسوقت آسمان کو چلے جاتے ہین اکوی چیز بیچے اور قسم کھائی کہ مین نے یہ چیز اتنے کو لی ہے اور خریدار نے اسکی بات کو سچ مانا حالانکہ وہ سچا نہ تھا تیسرے وہ شخص جسنے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کی غرض سے اور اللہ کی رضامندی اور اسکی راہ مین جہاد کرنیکی بالکل نیت نہ کی پھر اگر اس امام نے اسکو دنیا مین سے دیا تو اس نے بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو بیعت بھی پوری نہین کی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل کانت تسوسهم الانبیاء کلما ذهب نبی خلفه نبی وانه لیس کائن بعدی نبی فیکم قالوا فما یکون یا رسول اللہ قال تکون خلفاء فیکثروا قالوا فکیف نصنع قال اوفوا ببیعة الاول فالاول ادوا الذی علیکم فیسألهم اللہ عز وجل عن الذی علیهم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں پیغمبر لوگوں کی حکومت چلاتے تھے (یعنی مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طالوت اگرچہ پیغمبر نہ تھا لیکن حضرت شمویل کا مطیع تھا وہ پیغمبر تھے) جب ایک نبی گذر جاتا دوسرا نبی آتا اور میرے بعد تو تم میں کوئی نبی ہونیوالا نہیں (کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے) لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا یا رسول اللہ (یعنے دنیا کا کام کون چلاویگا) آپ نے فرمایا خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیسے کریں آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کر پھر جو اسکے بعد اول ہو یعنے ہر خلیفہ کے بعد جس سے پہلے بیعت ہوجاوے اسی کو خلیفہ رکھو اب اگر کوئی دوسرا شخص اسکے بعد بیعت لینا شروع کرے تو اس سے بیعت نکرو دوسری روایت میں ہے اخیر والے کو مار ڈالو) اور تم جو حق تمہارے اوپر ہیں (اطاعت کرنا اور بات سننا) ادا کرو اور قریب اللہ تعالی ان سے پوچھے گا اس حق سے جو انپر ہے (یعنے خلیفہ پر جو حق ہے رعیت کا کہ عدل و انصاف کریں انکی جان و مال کی محافظت رکھیں اسکی پرسش اس سے ہوگی قریب یعنے مرنے کے ساتھ ہی یا قیامت کے دن وہ بھی قریب ہے) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة فیقال هذه غدرة فلان عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک دغاباز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن (تاکہ لوگ اسکی دغابازی سے مطلع ہوں اور وہ ذلیل ہو) کہا جاویگا یہ دغا ہے فلاں شخص کی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انه لکل غادر لواء یوم القیامة بقدر غدرته ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن اسکے دغا کے موافق (یعنے جیسی دغا سخت ہوگی اوتنا ہی جھنڈا زیادہ بلند ہوگا) باب بیعة النساء عورتوں کی بیعت کا بیان ف جس کا ذکر قرآن میں ہے اذا جاءک المؤمنات یبایعنک تو عورتوں سے بیعت لینا جائز ہے لیکن ان سے صرف زبان سے بیعت لینا کافی ہے غیر عورتوں سے ہاتھ ملانا درست نہیں عن امیمة بنت رقیقة تقول جئت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نسوة نبایعه فقال لنا فیما استطعتن واطقتن انی لا اصافح النساء امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے میں آئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس چند عورتوں میں آپ سے بیعت کرنے کو آپ نے ہم سے فرمایا یوں کہو جہاں تک ہم کو طاقت ہے اور قدرت ہے اور میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا

ف جب آپ نے باوصف معصوم ہونیکے غیر عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا تو اور پیر یا مرشدوں کو یہ کیونکر درست ہوگا کہ غیر عورتوں سے ہاتھ ملاویں یا محرم کیطرح بے حجاب ہوکر ان سے خلوت کریں اور جو کوئی پیر اس زمانہ میں یہ حرکت کرتا ہو تو یقین جان لو کہ وہ شیطان کا مرید ہے **عن** عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کانت المؤمنات اذا ہاجرن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنّ بقول اللہ یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الی اخر الایۃ قالت عائشۃ فمن اقربہا من المؤمنات فقد اقر بالمحنۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقررن بذلک من قولہن قال لہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلقن فقد بایعتکن لا واللہ ما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ قط غیر انہ یبایعہن بالکلام قالت عائشۃ واللہ ما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النساء الا ما امرہ اللہ ولا مست کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ کف امرأۃ قط وکان یقول لہن اذا اخذ علیہن قد بایعتکن کلاما حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے مسلمان عورتیں جب ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آجاتیں (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں) تو آپ انکا امتحان لیتے اس آیت سے جب تیرے پاس مومن عورتیں آویں بیعت کرنے کے لیے اخیر تک (امتحان یہ تھا کہ آپ انکو حلف دیتے کہ وہ دین کے لیے نکلی ہیں نہ یہ کہ اپنے خاوندوں سے لڑکر یا کسی کے عشق و محبت میں) حضرت عائشہ نے کہا تو جو کوئی مومن عورت اس آیت کے موافق اقرار کرتی (کہ شرک نہ کریگی چوری نہ کرے گی اپنی اولاد کو نہ ماریگی طوفان نہ جوڑیگی نیک بات میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف نہ کریگی) اُس نے گویا امتحان کا اقرار کیا تو جب عورتیں اپنی زبان سے یہ اقرار کرلیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے بس جاؤ میں تم سے بیعت کرچکا نہیں قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے کبھی نہیں لگا صرف اتنا تھا کہ آپ ان سے بیعت کرتے زبان سے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے اقرار نہیں لیا مگر انہی باتوں کا جن کا اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا اور نہ آپ کی ہتھیلی کسی عورت کی ہتھیلی سے لگی کبھی اور آپ جب ان سے بیعت لیتے تو کہتے میں نے تم سے بیعت لی بات کہکر

باب السبق والرہان گھوڑدوڑ کا بیان

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادخل فرسا بین فرسین وھو لا یأمن ان یسبق فلیس بقمار ومن ادخل فرسا بین فرسین وھو یأمن ان یسبق فھو قمار ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں میں شریک کیا اور اسکو

یقین نہیں ہے جیتنے کا بلکہ ڈر ہے اسکا کہ اسکا گھوڑا پیچھے رہجاوے تو وہ جوا نہیں ہے اور جس شخص نے ایک گھوڑا دو
گھوڑون مین شریک کیا اور اسکو یقین ہے جیتنے کا یعنے ڈر نہین ہے پیچھے رہجانے کا تو وہ جوا ہے **ف** گھوڑدوڑ
مین اگر روپیہ کی شرط ایک طرف سے ہو اور یہ روپیہ دوسر لوگ دینا قبول کرین (یعنے تماش بین لوگ یا دوڑانیوالون
مین سے ایک شخص تو یہ جائز ہے اور اگر دونو طرف سے روپیہ کی شرط ہو تو ایک شخص ثالث محلل کا ہونا ضرور ہے پھر اگر یہ تیسرا
شخص یعنے محلل بڑھ جاوے تو دونون سے شرط کا روپیہ لیگا اور جو ہار جاوے تو اسے کچھ نہوگا اور محلل کے سبب سے یہ جوا
نہ رہیگا کیونکہ جوا وہ ہوتا ہے جس مین آدمی متردد ہو نفع اور نقصان مین اور یہ امر محلل کیوجہ سے جاتا رہتا ہے پھر
اگر محلل آگے نکل گیا بعد اسکے دونو شرط والے ایک ساتھ آئے یا آگے پیچھے تو آگے والا مال لیگا (یعنے محلل) اور
اگر محلل اور دونون شرط والون مین سے ایک ملکر آئے پھر دوسرا شخص شرط والون مین سے آیا تو دونون شخص جو آگے
آئے مال لیوین گے (طیبی) مترجم کہتا ہے عمدہ طریقہ گھوڑدوڑ کا یہ ہے کہ امام یا حاکم کیطرف سے یا تماشا دیکھنے
والون کی طرف سے انعام کی شرط کی جاوے اسکے لیے جو آگے بڑھ جاوے پھر جو کوئی آگے رہے وہ انعام کا روپیہ
لیوے اگر تین یا چار گھوڑے ایک ساتھ دوڑین اور انمین سے سب برابر آوین تو انعام کا روپیہ ان سبھون کو تقسیم
کیا جاوے یا دوبارہ دوڑاوین جیسے شرط ہوئی ہو اور جو ان مین سے دو برابر آوین باقی پیچھے رہ جاوین تو وہ دونو
انعام کا روپیہ بانٹ لین **عن** ابن عمر قال ضمّر رسول الله صلى الله عليه وسلم الخيل فكان يرسل التي ضمرت
من الحفياء الى ثنية الوداع والتي لم تضمر من ثنية الوداع الى مسجد بني زريق ابن عمر سے روایت ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تضمیر کی گھوڑون کی (تضمیر یہ ہے کہ شرط کی گھوڑے کو پہلے خوب کھلاتے ہین
یہانتک کہ موٹا ہو جاتا ہے پھر اسکا چارہ کم کرتے ہین اور ایک کوٹھری مین بند کرکے اسپر جھول ڈالدیتے ہین تاکہ گرم
ہو اور پسینہ آوے جب پسینہ سوکھ جاتا ہے تو وہ ہلکا ہو جاتا ہے اور دوڑ مین تیز ہوتا ہے) تو جو گھوڑے تضمیر کیے
ہوئے تھے انکو حفیا سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا (یہ دونون مقامون کے نام ہین انکے بیچ مین کل فاصلہ پانچ میل یا
چھ میل یا سات میل ہے) اور جنکی تضمیر نہیں ہوئی تھی انکو حفیا سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا (بنی زریق ایک
قبیلہ ہے انصار کا) **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا سبق الا في خف
او حافر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے کی شرط جائز نہیں
مگر اونٹ یا گھوڑے مین **ف** ترمذی اور ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے یا تیر مین مطلب یہ ہے کہ ان
تینون مین آگے بڑھنے کی شرط کرنا اور جیتنے پر مال لینا درست ہے تیر مین شرط یہ ہے کہ کس کا تیر دور جاتا ہے

طیبی نے کہا گھوڑے کی نسل میں گدھے اور خچر ان میں بھی شرط درست ہوگی لیکن حدیث میں یہ تین چیزیں مذکور ہیں نصل یعنے تیر خف یعنی اونٹ حافر یعنے گھوڑا اور ایک شخص نے حدیث میں اپنی طرف سے بڑھا دیا اوجناح یعنے پرند اوڑانے میں شرط کرنا درست ہے جیسے کبوتر باز کیا کرتے ہیں اور یہ لفظ اسوقت روایت کیا جب ایک عباسی خلیفہ کبوتر بازی کر رہا تھا یہ شخص اسکے پاس گیا اور اسکا دل خوش کرنیکو اور کبوتر بازی جائز کرنے کو حدیث میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا اور خدا کا خوف بالکل نہ کیا اللہ تعالیٰ حدیث کی اماموں کو جزای خیر دیوے اگر وہ محنت کر کے صحیح حدیثوں کو جھوٹی اور کچی حدیثوں سے جدا نہ کرتے تو دین تباہ ہو جاتا یہ اہتمام حدیث کا اس امت سے خاص ہے اگلی امتوں میں کتاب الٰہی کی بھی اچھی طرح حفاظت نکر سکے حدیث کا تو کیا ذکر ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باب النھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو دشمن کے ملک میں یعنے دار الکفر میں قرآن شریف ساتھ لیجانے کی ممانعت عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو مخافۃ ان ینالہ العدو عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا قرآن لیکر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے ایسا نہو کہ دشمن قرآن کو پالیوے ف اور اسکو ضائع کردے یا اسکی توہین کرے امام مالک اور ایک جماعت علما نے مطلقاً دار الحرب میں مصحف شریف لیجانے سے منع کیا ہے لیکن ابوحنیفہ اور دوسرے علما نے کہا ہے کہ اگر بڑا لشکر ہو جس کے تباہ ہو جانیکا ڈر نہو تو قرآن لے جانا درست ہے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کے قاری اور اسکے جاننے والے ہوں وہ دار الحرب کا سفر نہ کریں ایسا نہو کہ وہاں مارے جاویں اور مسلمانوں میں تعلیم قرآن بند ہو جاوے جیسے بیر معونہ میں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کہ تمام قاری مارے گئے کافروں کے ہاتھ سے اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے جب مصحف کے نسخے بہت کم تھے اور اکثر ایسا تھا کہ مصحف کی بعض آیتیں یا بعض سورتیں خاص خاص لوگوں کے پاس تھیں اور پورا مصحف کسی کے پاس نہ تھا تو آپ کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ مصحف تلف ہو جاویں اور قرآن کا کوئی جزو مسلمانوں سے بالکل اوٹھ جاوے لیکن اس زمانہ میں جب قرآن کے لاکھوں نسخے چھاپہ کے موجود ہیں اور قرآن کے حافظ ہزاروں آدمی ہیں یہ اندیشہ بالکل نہیں رہا پر قرآن کی توہین کا اندیشہ اب بھی باقی ہے سبحان اللہ اگلی امتوں میں ساری امت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملتا تھا جو پوری توراۃ یا انجیل کا حافظ ہو اب مسلمانوں میں ہر بستی میں سیکڑوں حافظ موجود ہیں یہ فضیلت بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسی امت کو دی ہے عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان ینھی ان

نُسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلیٰ اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ یَّنَالَهُ الْعَدُوُّ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** قِسْمَةِ الْخُمُسِ خمس بانٹنے

کا بیان **ف** جو مال غنیمت کا کفار سے ہاتھ آوے اسکے پانچ حصے کیے جاوین چار حصے تو مجاہدین کو تقسیم کر دیے جاوین اور

ایک حصہ امام اپنے پاس رکھے اس مین پھر پانچ حصے کیے جاوین ایک حصہ تو بنی ہاشم اور سادات کا ہے اور ایک حصہ یتیمون

کا اور مسکینون کا اور باقی مسلمانون کے مفید کامون مین صرف کیے جاوین جیسے لشکرون کا طیار کرنا پل بنانا سڑکون

کی مرمت وغیرہ (اور قرآن مجید مین خمس کی تقسیم یون مذکور ہے کہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور ناتے والون کے

اور یتیمون کے لیے اور مسکینون کے لیے یہ سب پانچ قسمین ہوئین اسوجہ سے خمس کے پھر پانچ حصے کرنا چاہیے لیکن

اللہ و رسول کا حصہ اب نہین رہا اور ذوی القربے یعنے ناتے والون سے بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہین اور یتیم اور

مسکین ابتک قائم ہین پس کل تین حصہ دار تو موجود ہین اور دو حصے جو بچین وہ بھی انہی لوگون مین تقسیم کیے جاوین

یا مسلمانون کے مفید عام کامون مین صرف ہون جیسے سامان جہاد کے خریدنے اور طیاری مین اب خود امام

یعنے حاکم اسلام کا حصہ تو وہ ہمارے دین مین ایک سپاہی یعنے لشکری کے برابر ہی صرف امام کو اتنا اختیار

ہے کہ غنیمت کا مال بانٹنے سے پہلے کوئی ایک چیز جو اسکو پسند آوے اوٹھا لے سکتا ہی جیسے کوئی غلام یا لونڈی یا گھوڑا یا

ہتیار اسکو صفی کہتے ہین بس اسکے سوا اور امام کو کوئی فضیلت نہین ہے نہ مال غنیمت مین اسکو زیادہ تصرف

کرنیکا اختیار ہے صرف ایک سپاہی کی مثل وہ بھی تنخواہ لیوے البتہ امام کی جو ذاتی جایداد یا تجارت ہو اس سے

کچھ غرض نہین لیکن ملک کی آمدنی مین سے امام کا حصہ ادنے سپاہی سے زیادہ نہین ہے اب دیکھنا چاہیے کہ

اسلام سے بڑھکر دنیا کے کسی اور دین مین زیادہ عدل و انصاف ہی یا اسلام سے بڑھ کر کسی اور دین مین بے تکلفی اور

سادہ پن ہی قربان ان قاعدون کے جو بانی اسلام نے قائم کیے تھے اگر مسلمان انپر قائم رہتے تو اب تک ساری دنیا

نہ سہی اکثر تو ضرور مسلمان ہو جاتی اور جو قومین مسلمان نہ ہوتین انکے دلون مین بھی اسلام کا شوق پیدا ہو جاتا کیا

کوئی جمہوریت جو آجکل مہذب نصاریٰ نے قائم کی ہے اس طرز حکومت سے بہتر ہو سکتی ہے کہ امام اور بادشاہ بھی احد

من الناس کے برابر حصہ پاوے اور ملک کی آمدنی مین سارے مسلمان برابر شریک ہون جب اس قاعدے کا عمل ہوتا

ہے تو در حقیقت ملک کا ہر ایک شخص بادشاہ ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو اپنا ملک بچانے کی ایسی ہی فکر ہوتی ہے

جیسے خود بادشاہ یا امام کو اسیوجہ سے مسلمانون کی حکومت مین جو شرع کے قواعد پر ہو سپاہ کے نوکر رکھنے کی ضرورت

نہین ہوتی ملکہ ہر ایک مسلمان سپاہی اور فوجی اور عسکری ہوتا ہے افسوس ہے کہ نصاریٰ تو ان قاعدون پر چلین

اور اپنے ملک مین جمہوریت اور مساوات قائم کرلین اور مسلمان جنکے مذہب مین یہ قاعدے بنے تھے بالکل ان سے

محروم رہیں اور مسلمانوں کے نواب یا بادشاہ مسلمان ہوکر کبھی قرآن یا حدیث کا نام تک نہ لیویں اور ملک کی کل آمدنی اپنی ذاتی جایداد کی طرح شیر مادر سمجھیں اور ملک کا کل روپیہ اپنی ذاتی عیش و عشرت اور فضول خرچیوں اور ناچ اور رنگ اور کھانے اور کپڑے اور جواہرات کی خریدی میں بے دریغ اڑاویں اور مسلمان فاقوں سے مر رہے ہوں انکو یان شبینہ بھی میسر نہ ہو نہ جاڑے میں تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا ملے لاحول و لاقوۃ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭

عن سعید بن المسیب ان جبیر بن مطعم اخبرہ انہ جاء ھو وعثمان بن عفان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکلمانہ فیما قسم من خمس خیبر لبنی ھاشم و بنی المطلب فقالا قسمت لاخواننا بنی ھاشم و بنی المطلب وقرابتنا واحدۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اری بنی ھاشم وبنی المطلب شیئا واحدا سعید بن مسیب سے روایت ہے جبیر بن مطعم نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور حضرت عثمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اس باب میں جو آپ نے خیبر کا مال تقسیم کیا تھا بنی ہاشم اور بنی مطلب میں انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے بھائیوں بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا حالانکہ ہماری اور بنی مطلب کی قرابت بنی ہاشم سے برابر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ایک ہی سمجھتا ہوں **ف** عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور نوفل اور عبد شمس جبیر نوفل کی اولاد میں تھے اور حضرت عثمان عبد شمس کی اولاد میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوی القربے کا حصہ ہاشم اور مطلب کے اولاد کو دیا اسوقت ان دونوں نے اعتراض کیا کہ خیر بنی ہاشم کی فضیلت کا تو ہمیں انکار نہیں کیونکہ آپ ہاشم کی اولاد میں ہیں لیکن بنی مطلب کو ہمارے اوپر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہمارے اور انکی قرابت آپ سے یکساں ہے آپ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن بنی مطلب ہمیشہ یہانتک کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی بنی ہاشم کے ساتھ رہے تو وہ اور بنی ہاشم ایک ہی ہیں برخلاف بنی امیہ کے یعنے عبد شمس کی اولاد کے کیونکہ امیہ عبد شمس کا بیٹا تھا جسکی اولاد میں حضرت عثمان اور معاویہ اور تمام بنی امیہ تھے کہ ان میں اور بنی ہاشم میں کبھی اتفاق نہیں رہا اور جب قریش نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بیاہ شادی نہ کرینگے نہ میل جول کرینگے جبتک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرینگے اسوقت بھی بنی مطلب اور بنی ہاشم ساتھ ہی رہے پس اس لحاظ سے آپ نے ذوی القربے کا حصہ دونوں کو دلایا

ابواب المناسک

حج کے باب میں

باب الخروج الی الحج

حج کے لیے نکلنے کا بیان

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال السفر قطعۃ من العذاب یمنع احدکم نومہ وطعامہ وشرابہ فاذا قضی احدکم نھمتہ من سفرہ فلیعجل الرجوع الی اھلہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جو روکتا ہے تم میں سے ایک کے سونیکو اور کھانے اور پینے کو (یعنے ان سب کا موں
میں سفر کی وجہ سے حرج ہوتا ہے برابر وقت پر نہیں ہو سکتے) اور جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت سفر میں پوری کرے
تو جلدی اپنے گھر میں لوٹ آوے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت سفر میں رہنا اور تکلیفیں اٹھانا مکروہ ہے
جوانی کی امنگ میں آدمی کو سیر اور سفر اور سیاحت کا بڑا شوق ہوتا ہے پر جب پیری کا زمانہ آجاتا ہے اور عقل کامل
ہوتی ہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہو کر تصفیہ باطن ہونے لگتا ہے تو سفر و وطن کا مضمون ظاہر ہو جاتا ہے اور بے
فائدہ ملک و سلطنت پھرنا لغو نظر آتا ہے اپنے مالک کا وصال ہر جگہ ممکن ہے اور ہر ایک ملک میں ایک راہ عالم
آخرت میں جانے کے لیے موجود ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ سفر اگرچہ حج یا جہاد کے لیے بھی ہو تب بھی کام پورا ہونے
کے بعد جلدی گھر کو لوٹنا بہتر ہے اس میں خود اس شخص کو بھی آرام ہے اور اسکے گھر والوں کو بھی جو جدائی سے
پریشان رہتے ہیں اور مدت دراز تک خاوند کا اپنی جورو سے علاحدہ رہنا بھی مناسب نہیں ہے حاجت بشری اور
خواہش انسانی ساتھ لگی ہوئی ہے مبادا گناہ میں گرفتار ہو اللہ بچاوے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَوْ اَحَدِهِمَا عَنِ الْاٰخَرِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ فَاِنَّهٗ قَدْ یَمْرَضُ الْمَرِیْضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ
وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے فضل بن عباس (اپنے بڑے بھائی سے) روایت کی یا ان
دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ
جلدی کرے یہ نہ کرے کہ سامان ہونے پر بھی ہر سال دوسرے سال پر ٹالتا رہے) کیونکہ کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے
کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے (یعنے ممکن ہے کہ حج کے لیے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے یا چوری جاوے) کبھی
کوئی ضرورت پیش ہو جاتی ہے **ف** اور انسان حج کو نہیں جا سکتا تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات
درپیش ہوں اور حج نہ کر سکے اور مر جاوے تو ایک فرض کا تارک ہو کر مرا اس حدیث کو امام احمد نے بھی نکالا لیکن اسکی
اسناد میں اسمعیل بن خلیفہ ابو اسرائیل ضعیف ہے اور امام احمد نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً جلدی کرو حج میں
کوئی تم میں سے نہیں جانتا اسکو کیا پیش آوے گا اور احمد اور ابو یعلے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امامہ سے
نکالا مرفوعاً جسکو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو
یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اسکی اسناد میں لیث بن ابی سلیم اور شریک دونوں ضعیف ہیں اور ترمذی نے حضرت
علی سے نکالا مرفوعاً جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو بقدر جو بیت اللہ تک اسکو پہونچا دیوے پھر وہ حج نہ کرے

تو اسپر کچھ نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا یعنے لوگوں پر واجب ہے اللہ کے لیے حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو طاقت ہو وہاں تک راہ طے کرنے کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد مین کلام ہے اور دوسروں نے کہا وہ ضعیف ہے ہلال بن عبداللہ جو ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے مجہول ہے اور عقیلی نے کہا اسپر متابعت نہیں کی جاتی اور یہ حدیث ایک تیسرے طریق سے ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے اسکو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین حسن بصری سے نکالا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے قصد کیا کہ لوگوں کو بھیجوں ان شہروں کیطرف اور وہ دیکھیں جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اسپر جزیہ مقرر کریں وہ مسلمان نہیں ہے اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے ہی حج فوراً واجب ہے اور شافعی اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد کا یہ قول ہے کہ فوراً واجب نہیں اس مین دیر کر سکتا ہے یعنی وجوب علی التراخی ہے اور انکے نزدیک جلدی کا حکم استحباب مین استحباباً ہے اور حجۃ اللہ مین ہے کہ تارک حج کو یہود اور نصاریٰ سے تشبیہ دی کیونکہ عرب کے مشرک حج کرتے ہین یہود اور نصاریٰ نہین کرتے اور حج مین جو عقلی مصلحت ہے وہ یہ ہے کہ سنت ابراہیمی کی موافقت اور اعلاء کلمۃ اللہ اور تذکر نعمۃ اللہ اور دوسری حدیث مین ہے کہ حج مبرور کی جزا جنت ہے اسکا بیان آگے آویگا اور اس زمانہ مین ایک بڑی بلا پھیلی ہے وہ یہ ہے کہ اکثر لوگ حج کے سفر مین نماز ناغہ کر دیتے ہین اور بعضے بیوقت پڑھتے ہین بعضے خلاف شرع صورت پر اسکو جمع کرتے ہین یہ بالاجماع حرام ہے اور جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ حج کے سفر مین اسکی نماز جاتی رہیگی تو حج اسپر حرام ہے مرد ہو یا عورت ابن حاج نے کہا ہمارے علماء نے کہا اگر خیال ہو کہ ساری حج کے سفر مین ایک نماز فوت ہو جاویگی تو حج اس کے ذمہ سے ساقط ہے اور امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص سمندر مین سوار ہووے حج کے لیے اور نماز کی جگہ نپاوے مگر اپنے بھائی کی پشت پر آیا ایسا سفر حج کے لیے جائز ہے انہوں نے کہا کیا مسلمان ایسے مقام مین سوار ہوگا جہان نماز نہ پڑھ سکے خرابی ہے اس کے لیے جو نماز کو ترک کرے اور عورتوں کا تو حال ہی نہ پوچھیے ان مین تو کوئی عورت ایسی نہین ہوتی جو سفر حج مین نماز مستحب وقت پر پڑھے مگر شاذ و نادر اور مدینہ منورہ کے سفر مین تو اکثر لوگ نماز کو مستحب طور سے نہین پڑھ سکتے قافلہ چھوٹ جانیکے ڈر سے اسکا وبال سرداروں پر ہے قافلہ کے اور سرداروں کو لازم ہے کہ نماز کے اوقات پر قافلہ کو ٹھیراوین اور اونٹ والوں کو بھی تاکید کرین نماز پڑھنے کی ورنہ جس کے نماز ترک ہوگی اس کا ایک حصہ گناہ سرداروں کے گردن پر لکھا جاویگا (روضہ مختصراً) مترجم کہتا ہے ایک خرابی تو یہ ہے اور ایک دوسری بلا اور دیکھنے مین آئی کہ بہت سے لوگ جو نماز نہین پڑھتے روزہ رکھتے ہین اور بہت سے جو نماز نہین پڑھتے

حج کرتے ہیں کوئی ان بیوقوفوں سے اتنا تو پوچھے کہ بھلا نماز کو جو سب سے بڑا فرض ہے دین کا اسکو تو تم نے ترک کیا اور نگوڑے حج کو
جانے ایسا حج کیا خاک قبول ہوگا حج تو ذرسے عذر سے ساقط ہو جاتا ہے مثلاً راہ میں امن نہو روپیہ نہ ہو لیکن نماز کو کسی
حال میں ساقط نہیں ہوتی یہانتک کہ مرتے وقت میں بھی بیماری میں بھی لڑائی میں بھی ہر جگہہ اور ہر حالت میں نماز
پڑھنا ضروری ہے پھر سب سے زیادہ پہلے تم نماز کا بندوبست کرو پھر روزے کا جب ان دونوں فرضوں پر مضبوط ہو جاؤ تو حج
بھی کرو امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام نے میدان کربلا میں تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ میں بھی نماز کا ناغہ نہیں کیا غرض
نماز سب فرضوں میں اعلے اور افضل ہے مسلمان کو اسکا خیال ہر حال میں رکھنا ضروری ہے اگر کوئی کام عبادت کا بھی ہو
جیسے حج ہے لیکن اس میں نماز کے قضا ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ عبادت ترک کرے اور ہرگز اس عبادت کا قصد نہ
کرے افسوس اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو گانا سننے اور راگ میں وجد استغراق کرنے کے لیے نماز کو فوت کر دیں جو
درویش یا فقیر نماز کے وقت میں گانا سنتے رہتے ہیں اور نماز کا خیال نہیں رکھتے یہانتک کہ جماعت فوت ہو جاتی
ہے یا وقت گذر جاتا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالی کے دوست نہیں ہیں بلکہ شیطان کے دوست ہیں اللہ و رسول ﷺ سے انکو
کچھ سروکار نہیں اور ایسے درویش یا فقیر کو دجال کا نائب سمجھنا چاہیے اور شیطان کا خلیفہ **باب** فرض الحج
حج کی فرضیت کا بیان **عن** علی قال لما نزلت وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا
قالوا یا رسول اللہ الحج فی کل عام فسکت ثم قالوا فی کل عام فقال لا ولو قلت نعم لوجبت فنزلت
یا ایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم حضرت علی سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وللہ علی
الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے اللہ کے واسطے آدمیوں پر واجب ہے حج کرنا خانہ کعبہ کا اخیر تک تو صحابہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال میں حج کرنا فرض ہے آپ خاموش ہو رہے پھر انہوں نے عرض کیا کیا ہر سال میں آپ نے فرمایا
نہیں اور فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور یہ محنت تمہاری سوال کی وجہ سے پڑتی اسپر یہ
آیت اتری اے ایمان والو مت پوچھو ان چیزوں کو اگر وہ کھولدی جاویں تمہارے لیے تو تمکو برا لگے **ف** بلا ضرورت
سوال کرنا منع ہے کیونکہ سوال سے ہر چیز کھولکر بیان کی جاتی ہے اور جو سوال نہ ہو تو مجمل رہتی ہے اور مجمل میں بڑی
گنجایش رہتی ہے اسی حج کی آیت کو دیکھو اس میں تفصیل نہیں تھی کہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار پس
اگر عمر میں ایک بار بھی حج کر لیتا تو آیت پر عمل ہو گیا اور یہ کافی تھا پوچھنے کی حاجت نہ تھی لیکن صحابہ نے پوچھا اگر
آپ ہاں فرما دیتے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور امت کو بڑی تکلیف ہوتی خصوصاً دور دراز ملک والوں کو وہ
ہر سال حج کے لیے کیونکر آسکتے تھے مگر آپ نے اپنی امت پر رحم فرمایا اور خاموش ہو رہے جب انہوں نے

پھر سوال کیا تو انکاری جواب دیا یعنے ہر سال فرض نہیں اور آیندہ کے لیے انکو بلاضرورت سوال کرنے سے منع فرمایا بعض کہتے ہیں اسحدیث سے یہ نکلتا ہی کہ ہر شی کا واجب کرنا آپ کی طرف مفوض تھا لیکن جمہور کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر مین ہان کہتا تو اللہ تعالی کیطرف سے بھی ویسا ہی حکم اترتا کیونکہ اکثر حکم الٰہی آپ کی مرضی کے موافق ہوا کرتا واللہ بحکیفر برجمۃ من اپشار **عن** انس بن مالک قال قالوا یا رسول اللہ الحج فی کل عام قال لو قلت نعم لوجبت ولو وجبت لم تقوموا بہا ولو لم تقوموا بہا عذبتم انس بن مالک سے روایت ہی لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال ہین واجب ہے آپنے فرمایا اگر مین ہان کہدیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا (بحکم الٰہی) اور اگر ہر سال واجب ہوتا تو تم اسکو کر نہ سکتے اور جب کر نہ سکتے تو عذاب دیے جاتے (ترک فرض کے سبب سے) **عن** ابن عباس ان الاقرع بن حابس سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الحج فی کل سنۃ او مرۃ واحدۃ قال بل مرۃ واحدۃ فمن استطاع فتطوع ابن عباس سے روایت ہی اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر مین ایک بار آپنے فرمایا عمر مین ایک بار پھر جو کوئی اور زیادہ کرے تو نفل ہے **باب** فضل الحج والعمرۃ حج اور عمرے کی فضیلت **عن** عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تابعوا بین الحج والعمرۃ فان المتابعۃ بینہما تنفی الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید جضرت عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پی در پے کرو حج اور عمرے کو (یعنے حج کے بعد عمرہ کرو عمرہ کے بعد حج) اسلیے کہ پے در پے کرنا حج اور عمرے کا مفلسی کو اور گناہون کو ایسا دور کردیتا ہے جیسے گھریا لوہار کی بھٹی) لوہے کی میل کو دور کردیتی ہے **عن** عمر بن الخطاب رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ ما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہون انکا کفارہ عمرہ ہوجاتا ہے اور حج مبرور کا کوئی بدل نہین سوا جنت کے **ف** یعنے وہ حج جو خدا کی درگاہ مین قبول ہوا اور بعضون نے کہا حج مبرور وہ ہے جس مین کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو اور بعضون نے کہا جو تمام شرائط اور آداب کے ساتھ ہو بعضون نے کہا حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد حاجی کا حال بدلجاوے یعنی توجہ الی اللہ اور عبادت مین مصروف رہی اور جن گناہون کو حج سے پہلے کیا کرتا تھا انسے باز رہی واللہ اعلم **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج ہذا البیت فلم یرفث ولم یفسق رجع کما ولدتہ امہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرے اس گھر کا (یعنے خانہ کعبہ کا) اور رفث نکرے (یعنی جماع کے متعلق باتین بیحیائی
اور بیشرمی کی) اور بیہودہ نہ بکے (فسوق وہ یہ ہے کہ نوکرون اور رفیقون سے سخت کلامی اور جھگڑا) تو وہ لوٹ کر ایسا
جاوے گا جیسے جسدن تھا جس دن اسکی مان نے اسکو جنا تھا (یعنے گناہون سے پاک صاف ہو کر) **باب الحج علی
الرحل** (کجاوے یعنے پالان پر سوار ہو کر حج کرنا) **عن** انس بن مالک قال حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی
رحل رث وقطیفۃ تساوی اربعۃ دراھم او لا تساوی ثم قال اللھم حجۃ لا ریاء فیھا ولا سمعۃ انس بن
مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے زین (کجاوے) پر حج کیا (کیونکہ حج مین اپنی عاجزی
ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے تو پرانی زین مین تواضع اور انکسار ہے) اایک چادر مین جسکی قیمت چار درم ہی ہوگی یا نہ ہوگی
(یعنے لباس بھی نہایت ہلکا اور کم قیمت پہنا) پھر آپنے فرمایا یا اللہ مین حج کرتا ہون ایسا جس مین دکھلانا اور سنانا نہیں
ہے (یعنے خالص تیری رضامندی اور ثواب کیلیے حج کرتا ہون نہ نمایش اور افتخار کے لیے) **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ حج مین زیب وزینت کرنا اور عمدہ سواریان یا عمدہ لباس رکھنا خلاف سنت ہے حج مین بندہ اپنے مالک
کے حضور مین جاتا ہے تو جس قدر عاجزی کے ساتھ جاوے بہتر اپنے حال سے اوتنا ہی بہتر ہے تاکہ مالک کے رحمت
جوش مین آوے اور یہی وجہ ہے کہ حج مین سیے ہوئے کپڑے پہننے سے اور خوشبو لگانے سے منع کیا **عن** ابن عباس
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمررنا بواد فقال ای واد ھذا قالوا
وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر من طول شعرہ شیئا لا یحفظہ داود
واضعا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جؤار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بھذا الوادی قال ثم سرنا حتی اتینا علی
ثنیۃ فقال ای ثنیۃ ھذہ قالوا ثنیۃ ھرشی او لفت قال کانی انظر الی یونس علی ناقۃ حمراء علیہ
جبۃ صوف وخطام ناقتہ خلبۃ مارا بھذا الوادی ملبیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مکہ اور مدینہ کے درمیان تو ایک وادی پر سے گذرے (وادی وہ راہ جو دو پہاڑون کے درمیان ہوتی
ہے) آپنے فرمایا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے عرض کیا وادی ازرق ہے آپنے فرمایا گویا مین حضرت موسی علیہ السلام
کو دیکھ رہا ہون (جب وہ حج کے لیے گئے تھے یا اس ملک سے گذرے تھے جیسے تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت موسی فاران
کے میدانون پر سے گئے) پھر بیان کیا آپنے انکے بالون کی لنبائی مین کچھ جو داود بن ابی ہند (اس حدیث کے راوی کو)
یاد نہین رہا اپنی انگلی کان مین رکھے ہوئے (یہ حضرت موسی کا حال ہے) اللہ کی درگاہ مین بلند آواز سے فریاد کرتے
ہوئے لبیک کہتے ہوئے اسی وادی پر سے گذرے ابن عباس نے کہا پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک ٹیکری پر آئے

آپ نے فرمایا یہ کونسا ٹیکرا ہے لوگوں نے کہا کہ ہرشا کا ٹیکرا یا لفت کا دونو نام ہین آپ نے فرمایا جیسے مین حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہون ایک لال اونٹنی پر وہ بالون کا ایک جبہ پہنے ہوئے ہین اور ان کی اونٹنی کی نکیل جہال کی ہے یا تپلی اور سخت رسی کی اور اس وادی سے گذر رہے ہین لبیک کہتے ہوئے ف احتمال ہے کہ عالم ارواح مین حضرت موسیٰؑ اور حضرت یونسؑ آپ کے سامنے اسوقت اسیطرح سے گذرے ہون یا یہ واقعہ ان کے زمانہ کا ہے اللہ تبارک وتعالی نے آپکو پھر دکھلا دیا یا یہ تشبیہ ہے کمال علم اور یقین کی جیسے اس بات کو دیکھ رہے ہیں

باب فضلِ دُعاءِ الحاجّ حاجی کی دعا کی فضیلت عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ قَالَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْا اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْا غَفَرَ لَھُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرہ اور حج کرنیوالے اللہ تعالی کے مہمان ہین اگر وہ اللہ تعالے سے دعا کرین تو اللہ انکی دعا قبول کریگا (کیونکہ میہمان کی خواہش ضرور پوری کی جاتی ہے) اور اگر وہ اللہ تعالی سے بخشش چاہین تو اُن کو بخشدیگا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاھُمْ فَاَجَابُوْہُ وَسَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ مین جہاد کرنیوالا اور حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ تعالی کے مہمان ہین اگر اللہ سے دعا کرین تو انکی دعا قبول ہوگی اور جو اللہ سے کچھ مانگین تو وہ انکو دیگا عَنْ عُمَرَ اَنَّہُ اسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لَہٗ وَقَالَ یَا اُخَیَّ اَشْرِکْنَا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی عمرہ کرنے کی آپ نے انکو اجازت دی اور فرمایا اے بھائی ہمکو ذرا شریک کرلینا اپنی کسی دعا مین اور بھولنا مت ف اسحدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع اور حضرت عمر کا کمال فضل ثابت ہوا کہ محبوب رب العالمین نے اپنے لیے دعا کرنے کی ان سے درخوست کی دوسری روایت مین ہے ابوداؤد کے حضرت عمر نے کہا آپ نے ایک ایسا کلمہ کہا کہ اسکے بدل مین ساری دنیا ملنے سے خوش نہونگا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جو فضل ہو وہ کم درجہ والے سے دعا کی درخوست کرسکتا ہے عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ وَکَانَتْ تَحْتَہُ ابْنَۃُ اَبِی الدَّرْدَاءِ فَاَتَاھَا فَوَجَدَ اُمَّ الدَّرْدَاءِ وَلَمْ یَجِدْ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ لَہٗ تُرِیْدُ الْحَجَّ الْعَامَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا بِخَیْرٍ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ مُسْتَجَابَۃٌ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ عِنْدَ رَاْسِہٖ مَلَکٌ یُؤَمِّنُ عَلٰی دُعَائِہٖ کُلَّمَا دَعَا لَہٗ بِخَیْرٍ قَالَ اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَی السُّوْقِ فَلَقِیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے ان کے نکاح میں ابو الدرداء کی بیٹی
تھیں وہ انکے پاس گئے وہاں ام درداء کو پایا (اپنی ساس کو) اور ابو درداء کو نہیں پایا تو ام درداء نے ان سے کہا
تم اس سال حج کو جایا چاہتے ہو صفوان نے کہا ہاں ام درداء نے کہا تو ہمارے لیے بہتری کی دعا کرنا اسلیے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کی دعا اپنے بھائی کے لیے اسکی پیٹھ پیچھے غائب میں قبول ہوتی ہے اسکے سر کے پاس
ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسکی دعا کے وقت آمین کہتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی (دنیا کی یا آخرت کی یا دونو
کی) دعا کرتا ہے وہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی ایسا ہی ہوگا (یعنے تیری بھی بھلائی ہوگی جسطرح تو اپنے
بھائی کی بھلائی چاہتا ہے) صفوان نے کہا پھر میں (یہ حدیث سنکر) بازار کیطرف گیا وہاں ابو الدرداء ملے انہوں نے
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی **بَابُ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ** حج کو کونسی چیز واجب کر دیتی ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يُوجِبُ الْحَجَّ قَالَ الزَّادُ
وَالرَّاحِلَةُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ وَقَامَ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْحَجُّ قَالَ
الْعَجُّ وَالثَّجُّ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي بِالْعَجِّ الْعَجِيجَ بِالتَّلْبِيَةِ وَالثَّجُّ نَحْرُ الْبُدْنِ ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کو کونسی چیز واجب کر دیتی ہے آپ نے فرمایا توشہ اور سواری
(یعنے کھانے اور پینے اور سواری کا خرچ جب آدمی پاس ہو گیا تو حج واجب ہو گیا) پھر اس نے کہا یا رسول اللہ حاجی
کیسا ہوتا ہے آپ نے فرمایا پراگندہ سر خوشبو سے خالی ایک شخص اور کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کیا ہے آپ نے فرمایا لبیک
پکارنا اور خون بہانا (قربانی) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلعم قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ يَعْنِي قَوْلَهُ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ابن
عباس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا من استطاع الیہ سبیلا سے توشہ اور سواری مراد ہے **ف** یعنی قرآن میں جو آیا ہے جو طاقت رکھے حج کی راہ کی اس
سے مراد یہ ہے کہ کھانے اور سواری کا خرچ اسکے پاس ہو جاوے تو حج فرض ہو گیا **بَابُ الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ وَلِيٍّ** عورت بغیر محرم کے
حج نہ کرے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ سَفَرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
فَصَاعِدًا إِلَّا مَعَ أَبِيهَا أَوْ أَخِيهَا أَوِ ابْنِهَا أَوْ زَوْجِهَا أَوْ ذِي مَحْرَمٍ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا عورت تین دن یا زیادہ کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اسکا باپ ہو یا بھائی یا بیٹا یا خاوند یا اور کوئی محرم
ف تو دیور یا جیٹھ کے ساتھ عورت کا سفر کرنا جائز نہیں اسیطرح بہنوئی کے ساتھ اسیطرح چچا زاد یا خالہ زاد یا ماموں
زاد بھائی کے ساتھ کیونکہ یہ لوگ محرم نہیں ہیں محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور اس
حدیث میں تین دن کی قید اتفاقی ہے یہ غرض نہیں ہے کہ تین دن سے کم سفر غیر محرم کے ساتھ جائز ہے اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ ابوہریرہ کی روایت میں ایک دن کا ذکر ہے اور اہلحدیث کے نزدیک سفر کی کوئی حد مقرر نہیں جسکو عرف سفر کہیں وہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں البتہ جسکو سفر نہ کہیں وہاں عورت بغیر محرم کے جاسکتی ہے جیسے شہر میں ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا نزدیک کے گاؤں میں جسکی مسافت ایکدن کی راہ سے بھی کم ہو پس اگر کوئی عورت مکہ سے ایسی قریب رہتی ہو کہ حج کے لیے سفر نہ کرنا پڑے تو وہ بغیر محرم کے حج کے لیے نکل سکتی ہے اور حنفیہ نے جو اسحدیث سے دلیل لی کہ سفر کی کم مدت تین دن کی راہ ہے تو یہ فاسد ہے ابوہریرہ کی حدیث میں جو آگے آتی ہے ایک دن کی راہ مذکور ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَّاحِدٍ لَیْسَ لَهَا ذُوْ حُرْمَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور قیامت پر اسکو درست نہیں ایکدن کا سفر کرنا بغیر محرم کے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ اُکْتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا وَامْرَاَتِیْ حَاجَّةٌ قَالَ فَارْجِعْ مَعَهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میرا نام لکھا گیا فلانی لڑائی میں جانے کیواسطے اور میری ایک عورت ہے جو حج کو جاتی ہے آپنے فرمایا تو اسکے ساتھ لوٹ جا

بَابُ الْحَجُّ جِهَادُ النِّسَاءِ عورتوں کا جہاد حج کرنا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَی النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَیْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِیْهِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے آپنے فرمایا ہاں لیکن انپر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے وہ کیا حج اور عمرہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَجُّ جِهَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج جہاد ہے ہر ناتوان کا ف اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَیِّتِ میت کیطرف سے حج کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ قَرِیْبٌ لِیْ قَالَ هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ قَالَ لَا قَالَ فَاجْعَلْ هٰذِهٖ عَنْ نَفْسِکَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا لبیک عن شبرمہ یعنے میں حاضر ہوں تیری درگاہ میں شبرمہ کیطرف سے آپنے فرمایا شبرمہ کون ہے وہ بولا میرا ایک رشتہ دار تھا آپنے فرمایا تونے کبھی حج کیا ہے وہ بولا نہیں آپنے فرمایا تو یہ حج اپنی طرف سے کر پھر شبرمہ کیطرف سے کر ف اسحدیث سے یہ نکلا کہ حج دوسرے کی طرف سے نائب ہو کر کرنا درست ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس سے پہلے اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو یہی قول ہے احمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا اور مالک

اور ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر اپنی طرف سے فرض حج نہ کر چکا ہو جب بھی بہایت درست ہوگی **عن** ابن عباس قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال احج عن ابی قال نعم حج عن ابیک فان لم تزدہ خیرا لم تزدہ شرا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کیا میں حج کروں اپنے باپ کیطرف سے آپ نے فرمایا ہاں حج کر اپنے باپ کیطرف سے اگر تو اسکی نیکی نہ بڑھا سکے تو اسکی لیے کچھ برائی مت کر **ف** یعنی باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے جیسے صدقہ حج وغیرہ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں کھلاوے یا برا کہلاوے دوسرے لوگوں سے لڑکر یا انکے باپ کو برا کہکر جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بڑا کبیرہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دیوے لوگوں نے عرض کیا اپنے باپ کو کون گالی دے گا آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ دوسرے کے باپ کو گالی دے وہ اسکے باپ کو گالی دیوے **عن** ابی الغوث بن حصین رجل من الفرع انہ استفتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن حجۃ کانت علی ابیہ مات ولم یحج قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج عن ابیک وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک الصیام فی النذر یقضی عنہ ابی الغوث بن حصین سے روایت ہے جو فرع میں سے ایک شخص تھا فرع ایک مقام ہے درمیان حرمین کے) اس نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسکے باپ پر حج فرض تھا وہ مر گیا اور حج نہیں کیا آپ نے فرمایا تو حج کرے اپنے باپ کی طرف سے اور ایسا ہی نذر کے روزوں میں آپ نے حکم دیا کہ انکی بھی قضا کرے باپ کیطرف سے **ف** اور جب نذر کے روزوں کی قضا میت کیطرف سے جائز ہوئی تو رمضان کے روزوں کی بطریق اولی جائز ہوگی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور نووی نے کہا شافعی کا بھی صحیح قول یہی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا قضا کرے یا مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے اور ابن عمر سے مالک نے ایسا ہی نقل کیا اور ترمذی نے ان سے نکالا کہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلاوے **باب** الحج عن الحی اذا لم یستطع جب زندہ شخص حج کرنے کے قابل نہ ہو تو اسکی طرف سے حج کرنا **عن** ابی رزین العقیلی انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج ولا العمرۃ ولا الظعن قال حج عن ابیک واعتمر ابو رزین عقیلی سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے پھونس نہ حج کی طاقت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سواری کی (کہ اونٹ پر سوار ہو کر حج کرے) آپ نے فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج کر اور عمرہ کر **ف** امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے میت کی طرف سے اور اس مرد یا عورت کی طرف سے جو ایسی

بوڑھے ہو جاویں کہ ان میں حج کرنے کی طاقت نہ ہو حج کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا **عن** عبد اللہ ابن عباس ان امرأة من خثعم جاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر قد افند وادرکتہ فریضۃ اللہ علی عبادہ فی الحج ولا یستطیع اداءھا فھل یجزی عنہ ان اؤدیھا عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ترجمہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے خثعم کی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے ناتوان ہو گیا اور حج اللہ کا فرض (جو بندوں پر ہے) اس پر لازم ہے اور وہ اسکو ادا نہیں کر سکتا تو کیا جائز ہو گا اگر میں اسکی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں **عن** حصین بن عوف قال قلت یا رسول اللہ ان ابی ادرکہ الحج ولا یستطیع ان یحج الا معترضا فصمت ساعۃ ثم قال حج عن ابیک حصین بن عوف سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض ہوا اور وہ تو حج کی طاقت نہیں رکھتا مگر لکڑی کی طرح آڑا پڑ کر یہ سنکر آپ ایک ساعت تک خاموش ہو رہے پھر فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے **عن** ابن عباس عن اخیہ الفضل انہ کان ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ النحر فاتتہ امرأۃ من خثعم فقالت یا رسول اللہ ان فریضۃ اللہ فی الحج علی عبادہ ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یستطیع ان یرکب افاحج عنہ قال نعم فانہ لو کان علی ابیک دین قضیتہ ابن عباس نے اپنے بھائی فضل بن عباس سے روایت کی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھے (اونٹ پر) یوم النحر کی صبح کو آپ پاس خثعم کی ایک عورت آئی اور بولی کہ اللہ کا فرض حج اسکے بندوں پر ایسے وقت میں میرے باپ پر آیا کہ وہ بوڑھا ہو چکا ہے سوار ہونیکی بھی طاقت نہیں رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا ہاں اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو اسکو ادا کرتی **ف** یا نہیں وہ عورت بولی جی ہاں ادا کرتی آپ نے فرمایا اللہ کا قرض ادا کرنا زیادہ مقدم ہے ہر چند باپ کا قرض بیٹے پر ادا کرنا لازم نہیں جب باپ نے قرض کی ادائی کے لیے مال نہ چھوڑا ہو لیکن اکثر بیٹے جو نیک ہوتے ہیں وہ اپنی کمائی سے ماں باپ کا قرض ادا کر دیتے ہیں ایسا ہی آپ نے اس عورت سے بھی پوچھا کہ تو اپنے باپ کا قرض ادا کرتی یا نہیں جب اس نے کہا کہ میں ادا کرتی تو آپ نے فرمایا حج بھی اسکی طرف سے ادا کر دے وہ اللہ کا قرض ہے

باب حج الصبی بچے کا حج

عن جابر بن عبد اللہ قال رفعت امرأۃ صبیا لھا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ فقالت یا رسول اللہ الھذا حج قال نعم ولک اجر جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت نے اپنے بچہ کو اٹھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حج میں اور عرض کیا یا رسول اللہ اس بچہ کا بھی حج ہے آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب تجھکو ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکے کا حج صحیح ہے اور ثواب اسکی عبادات کا اسکے ولی کو ہے اب اگر نابالغ احرام باندھے تو وہی شرائط

اس بچے لیے بہی ہوں گے جو بالغ کے لیے ہین **باب** النفساء والحائض تهل بالحج نفاس و حیض والی حج کا احرام باندہ سکتی ہی **عن** عائشة قالت نفست اسماء بنت عميس بالشجرة فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ابابكر ان يامرها ان تغتسل و تهل ام المومنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہی اسماء بنت عمیس کو شجرہ مین یعنے ذو الحلیفہ مین وہان ایک درخت تہا اس لیے اسکا نام شجرہ ہوگیا نفاس آیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابو بکر کو حکم کیا کہ وہ اسماء سے کہین غسل کرے اور احرام باندہے **ف** لبیک پکارے اور حاجیوں کیطرح امام احمد نے حضرت عائشہ سے مرفوعا نکالا کہ حائضہ عورت کل حج کے کام کرے سوا طواف کے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا باسناد صحیح اور صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جب وہ حائضہ ہوئین تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے فرمایا ہر ایک کام کر جو حاجی کرتے ہین فقط خانہ کعبہ کا طواف نکر جب تک غسل نہ کرے (روضہ) **عن** ابي بكر انه خرج حاجا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه اسماء بنت عميس فولدت بالشجرة محمد بن ابي بكر فاتى ابوبكر النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يامرها ان تغتسل ثم تهل بالحج وتصنع ما يصنع الناس الا انها لا تطوف بالبيت ابو بکر صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج کے لیے انکے ساتھ اسماء بنت عمیس تہین (انکی بی بی) انکا بچہ پیدا ہوا محمد بن ابی بکر شجرہ مین تو ابو بکر آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپنے اسماء کو حکم کیا غسل کرنے کا (نفاس کی حالت مین) اور حج کا احرام باندہنے کا اور جو کام لوگ کرتے ہین وہ سب کرنے کا سوا طواف کے (طواف جب حیض اور نفاس سے پاک ہو سو وقت کرے) **ف** الحدیث سی معلوم ہوا کہ طواف مین طہارت شرط ہی اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور حنفیہ کے نزدیک طواف مین طہارت شرط نہین ہے جمہور کی دلیل یہ حدیث ہی کہ طواف نماز ہے اخیر تک **عن** جابر قال نفست اسماء بنت عميس بمحمد بن ابي بكر فارسلت الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان تغتسل وتستثفر بثوب وتهل جابر رضی روایت ہی اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کو جب جنین تو انہون نے ان حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہلا بہیجا آپنے انکو حکم کیا غسل کرنے کا اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندہ لینے کا اور حج کا احرام باندہنے کا **باب** مواقيت اهل الآفاق ہر ایک ملک والون کے میقات کا بیان **ف** میقات اس مقام کو کہتے ہین جہان سے حاجی کو احرام باندہنا ضرور ہوتا ہے اور بغیر احرام باندہے وہان سے آگے بڑہنا جائز نہین لیکن جو لوگ میقات اور مکہ کے بیچ مین رہتے ہون وہ اپنے گہر سے نکلتے وقت احرام باندہین اسیطرح جو لوگ خود مکہ مین رہتے ہین

وہ حج کا احرام اپنے گھر ہی سے باندھیں اور عمرے کا حرم کے باہر جا کر اور افضل مقام عمرے کے احرام کے لیے جعرانہ ہے پھر تنعیم (رحمان) سے اب اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھا کرتے ہیں وہ مکہ سے تین میل پر ہے اور مسجد عائشہ وہیں ہے (ابن حجر دبیبہ روضہ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا هٰذِهِ الثَّلٰثَةُ فَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذو الحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے عبد اللہ نے کہا ان تینوں مقاموں کو تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور مجھے خبر پہونچی کہ آپ نے یوں فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں **ف** یلملم ایک پہاڑ ہے مکہ سے دو منزل پر اب ہند سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بھی یہیں سے احرام باندھتے ہیں عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ لِلْاُفُقِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا تو فرمایا مدینہ والوں کا میقات ذو الحلیفہ ہے (ایک مقام ہے مدینہ سے پانچ یا چھ میل پر) اور شام والوں کا جحفہ ہے اور یمن والوں کا یلملم اور نجد والوں کا قرن اور مشرق والوں کا ذات عرق (وہ ایک مقام ہے مکہ سے مشرق کی جانب دو منزل پر) پھر آپ نے اپنا مونہ آسمان کے کنارے کی طرف کیا (مشرق کیطرف) اور فرمایا یا اللہ انکے دل ایمان کی طرف لگا دے **ف** آپکے وقت میں مشرق کیطرف کفر تھا اسوجہ سے وہاں کے لوگوں کے لیے دعا کی اللہ تبارک وتعالی نے مشرق والوں کو مسلمان کیا کروڑوں مسلمان ہند میں گذرے جو مکہ سے مشرق کی طرف ہے بعض کہتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مشرق سے فتنہ نمود ہوگا اسلیے آپ نے ان لوگوں کے لیے ہدایت کی دعا کی بعض کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور مشرق والوں کا میقات حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے معین نہیں کیا حضرت عمر رضہ نے اسکو مقرر کیا جب عراق فتح کیا اور شافعی نے کہا احتیاط یہ ہے کہ عقیق سے احرام باندھ لیوے (طیبی) **بَابُ الْاِحْرَامِ** احرام کا بیان عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے اور اونٹنی آپکو لیکر سیدھی ہوتی تو آپ لبیک پکارتے ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے **ف** شافعی کا یہی

قول ہی اور حنفیہ کے نزدیک دوگانہ احرام پڑہکر لبیک پکارے اور مالک کا بہی یہی قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نکالا میں نے کہا مجھے تعجب ہے کہ صحابہ نے اس باب مین اختلاف کیا ہے اُنہون نے کہا مین سب سے زیادہ جانتا ہون اسکو آپ نے حج کی لبیک پکاری جب دوگانہ سے فارغ ہوئے بعضون نے اسکو سُنا اور یاد رکہا پہر آپنے لبیک پکاری جب اونٹ پر سوار ہوئے بعضون نے یہ سُنا اور یاد رکہا اور کہنے لگے آپنے لبیک پکاری جب اونٹ پر سوار ہوئے پہر جب میدان کی اونچای پر گئے وہان بہی لبیک پکاری بعضون نے اسکو سنا اور کہا کہ آپنے اسوقت لبیک پکاری اور درحقیقت آپنے جہان دوگانہ پڑہا وہین لبیک پکاری روایت کیا اسکو ابوداود نے **عن** انس بن مالك قال اني عند ثفنات ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الشجرة فلما استوت به قائمة قال لبيك بعمرة وحجة معا وذلك في حجة الوداع انس بن مالک سے روایت ہی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹنی کے پاؤن کے پاس تہا شجرہ مین یعنی ذوالحلیفہ مین جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپنے فرمایا لبیک بعمرۃ وحجۃ معا یعنے حاضر ہوتا ہون مین ...... تیری درگاہ مین عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرکے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے

باب التلبیۃ لبیک کیونکر کہے **عن** ابن عمر قال تلقفت التلبية من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك وكان ابن عمر يزيد فيها لبيك لبيك لبيك وسعديك والخير في يديك لبيك والرغباء اليك والعمل ابن عمر سے روایت ہی مینے لبیک سیکہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ سے آپ فرماتے تہے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور ابن عمر اس پر بڑہاتے تہے لبیک لبیک لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل **عن** جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر قال كانت تلبية رسول الله صلى الله عليه وسلم لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك امام جعفر صادق سے روایت ہے انہون نے اپنے والد امام باقر سے روایت کی انہون نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اسطرح پر تہی لبیک اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک **عن** ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في تلبيته لبيك اله الحق لبيك ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لبیک مین یون فرمایا لبیک الہ الحق لبیک یعنی حاضر ہوتا ہون تیری خدمت مین اے سچے خدا حاضر ہوتا ہون **عن** سهل بن سعد الساعدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من ملبي

يُلَبِّي اِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہے تو اسکی داہنی طرف جتنی چیزیں ہیں پتھر درخت وغیرہ اسیطرح بائیں طرف جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں زمین کی انتہا تک دونوں طرف **باب** رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ لبیک پکار کر کہنا **عن** خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِيْ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالْاِهْلَالِ سائب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے حکم دیا مجھ کو میں اپنے اصحاب کو حکم کروں لبیک پکار کر کہنے کا **ف** یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورت آہستہ سے لبیک کہے شافعی نے کہا کہ لبیک کہنا سنت ہے واجب نہیں ہے نہ شرط ہے صحت حج کی اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو دم لازم نہ آویگا لیکن فضیلت کے خلاف ہے اور بعض حنفیہ نے کہا وہ واجب ہے اگر ترک کرے گا تو دم لازم آویگا اور مالک نے کہا واجب نہیں ہے لیکن اس کی ترک سے دم لازم ہوگا .... اور شافعی اور مالک نے کہا کہ حج کی نیت دل سے کافی ہے اور زبان سے کہنا لازم نہیں اور ابوحنیفہ نے کہا زبان سے لبیک پکارنا ضرور ہے یا ہدی کا ساتھ لیجانا (طیبی) مترجم کہتا ہے حدیث کے موافق یہ طریق ہے کہ غسل کرے پھر خوشبو لگا دے اور احرام کی چادریں اوڑھے اور لبیک پکار کر کہے اگر صرف حج کی نیت ہو تو لبیک بحجۃ کہے اور جو عمرے کی نیت ہو تو لبیک بعمرۃ کہے اگر دونوں کی ایک ساتھ نیت ہو یعنے قران کی تو یوں کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ **عن** زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنِيْ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ اَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ فَاِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمد اپنے اصحاب کو حکم کرو کہ لبیک بلند آواز سے کہیں کیونکہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے یعنے شعائر حج میں سے **ف** اس سے لبیک کا وجوب نکلتا ہے مگر شعائر کو لفظ سے واجب ہونا ضرور نہیں بہت سی چیزیں سنت ہیں پر شعائر ہیں جیسے اذان وغیرہ **عن** اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ ابوبکر صدیق سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا عج اور ثج یعنے لبیک پکار کر کہنا خون بہانا یعنے قربانی کرنا اللہ کے لیے **باب** الظِّلَالِ لِلْمُحْرِمِ جو شخص احرام باندھے یعنے محرم ہوا اسکو برابر لبیک کہنے کی فضیلت **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مَا مِنْ مُحْرِمٍ يَضْحٰى لِلّٰهِ يَوْمَهٗ يُلَبِّيْ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اِلَّا غَابَتْ بِذُنُوْبِهٖ فَعَادَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محرم برابر سارے دن لبیک کہتا رہے دن ڈھلنے سے سورج ڈوبنے تک تو سورج اسکے گناہ لیکر ڈوبیگا اور وہ ایسا ہو جاویگا جیسے ابھی اسکی ماں نے اس کو جنا یعنے گناہوں سے بالکل صاف ہو جاویگا) **باب الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ** احرام کیوقت خوشبو لگانے کا بیان **ف** احرام کی حالت میں تو خوشبو لگانا بالکل درست نہیں ہے لیکن احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا سنت ہے اگرچہ پھر خوشبو بدن یا کپڑے میں احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور یہی راجح ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں اور امام شوکانی نے شرح منتقی میں اسکی تفصیل کی ہے اور صاحب سبل السلام نے اپنی منسک میں ایسا ہی نقل کیا ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ جب آپنے غسل کیا احرام کا تو حضرت عائشہ نے آپکے خوشبو لگا دی اسمیں مشک بھی تھی آپکے ہاتھوں اور سر میں یہانتک کہ اسکی چمک آپکے مانگوں اور داڑھی میں دکھائی دیتی تھی پھر آپنے ایسا ہی پہنے دیا اور اسکو دھویا نہیں (روضہ) **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ قَالَ سُفْيَانُ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے خوشبو لگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور جب آپنے احرام کھولا اسوقت بھی طواف الافاضہ کرنے سے پہلے سفیان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خوشبو لگائی میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلَبِّي جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں آنحضرت کی مانگوں میں اور آپ لبیک کہہ رہے تھے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَرَى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں تین دن کے بعد احرام کی حالت میں **ف** اہلحدیث کا عمل انہی حدیثوں پر ہے اور محمد سے منقول ہے کہ ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جسکا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہے تو فدیہ واجب ہوگا (لمعات)

باب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ محرم کون سے کپڑے پہنے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صلعم مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسُ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کونسے کپڑے پہنے آپ نے فرمایا قمیص اور عمامہ اور پائجامہ اور ٹوپی اور موزہ نہ پہنے مگر جس حال میں کہ چپل (جوتہ) نہ ملے تو موزے ہی پہن لیوے لیکن انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں سے نیچے (ٹخنے سے مراد یہاں وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم میں ہوتی ہے) اور وہ کپڑے نہ پہنے جس میں زعفران یا ورس (ایک رنگ کی بوٹیاں) لگی ہو **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا قاضی عیاض نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے اسپر کہ جو چیزیں اس حدیث میں مذکور ہیں محرم انکو نہ پہنے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محرم کو ورس یا زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے سے **بَابُ** السَّرَاوِیْلِ وَالْخُفَّیْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ یَجِدْ اِزَارًا اَوْ نَعْلَیْنِ اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پائجامہ پہن لیوے اسی طرح اگر جوتی نہ ملے تو موزہ پہن لیوے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَالَ ھِشَامٌ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ اِزَارًا فَلْیَلْبَسْ سَرَاوِیْلَ وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَقَالَ ھِشَامٌ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَلْیَلْبَسْ سَرَاوِیْلَ اِلَّا اَنْ یَّفْقِدَ ابن عباس سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا جو کوئی تہ بند نہ پاوے تو پائجامہ پہن لیوے اور جو کوئی جوتی نہ پاوے تو موزے پہن لیوے اور ہشام نے کہا اپنی روایت میں پائجامہ پہن لیوے جب تہ بند نہ ملے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اہلحدیث اور شافعی کا عمل اسپر ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا اگر پائجامہ پہننا ضرور پڑے تہ بند نہ ملنے سے تو اسکو پھاڑ کر تہ بند کی طرح کرے اور سیا ہوا اسی حال میں پہنے گا تو اسپر دم لازم ہوگا اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعاً جو تہ نہ پاوے وہ موزہ پہن لیوے اور جو تہ بند نہ پاوے وہ پائجامہ پہن لے اور احمد اور بخاری اور نسائی اور ترمذی نے نکالا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جو عورت محرم ہو وہ نقاب نہ ڈالے (یعنے سونہہ نہ ڈھانپے) اور دستانے نہ پہنے صحیح کہا اسکو ترمذی نے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے وہ کپڑا بھی نہ پہنے جس میں ورس یا زعفران لگی ہو (روضہ) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْھُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جوتیاں نہ پاوے وہ موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں کے نیچے

بَابُ التَّوَقِّیْ فِی الْاِحْرَامِ احرام میں کن باتوں سے بچنا چاہیے **عَنْ** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلْنَا فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَعَائِشَةُ إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ زِمَالَتُنَا وَزِمَالَةُ أَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فَطَلَعَ الْغُلَامُ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ فَقَالَ لَهُ أَيْنَ بَعِيرُكَ قَالَ أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ قَالَ مَعَكَ بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّهُ قَالَ فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج میں جب عرج میں پہنچے (ایک مقام کا نام ہے) تو وہاں اترے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور حضرت عائشہ آپکے بازو بیٹھیں اور میں ابوبکر کے بازو بیٹھی اور ہمارا اور ابوبکر کا اور انکے غلام کا ایک اونٹ تھا جس پر یہ تینوں سوار ہوتے تھے اتنے میں غلام آیا اور اسکے پاس اونٹ نہ تھا ابوبکر نے اس سے پوچھا تیرا اونٹ کہاں ہے وہ بولا رات کو گم ہوگیا یہ سن کر ابوبکر نے کہا تیرے ساتھ ایک ہی اونٹ تھا اسکو تو نے گما دیا حالانکہ ایک اونٹ کی حفاظت سہل تھی پھر ابوبکر اسکو مارنے لگے غصے سے اور یہ غصہ بجا تھا کہ سفر کی حالت میں سواری کا اونٹ گما دیا) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے **ف** یعنے مار پیٹ لڑائی جھگڑا احرام کی حالت میں یہ باتیں منع ہیں

بَابُ الْمُحْرِمِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے اختلاف کیا ابواء میں (وہ ایک مقام ہے) ابن عباس نے کہا محرم اپنا سر دھو سکتا ہے مسور نے کہا نہیں دھو سکتا آخر ابن عباس نے مجھ کو بھیجا ابوایوب انصاری پاس یہ پوچھنے کو میں نے دیکھا وہ غسل کر رہے ہیں دو لکڑیوں کے بیچ میں ایک کپڑے کی آڑ میں میں نے انکو سلام کیا انہوں نے کہا کون ہے میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھکو ابن عباس نے تمہارے پاس بھیجا ہے پوچھنے کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے یہ سنکر ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا جو آڑ تھا اور اسکو جھکایا یہاں تک کہ انکا سر مجھکو دکھلائی

دینے لگا پھر انہوں نے ایک آدمی سے کہا جو انپر پانی ڈالتا تھا پانی ڈال اُس نے پانی ڈالا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو ہلایا (یعنے ملا) ہاتھوں کو آگے سے لیگئے پیچھے سے لائے پھر کہا کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا (احرام کی حالت میں) ف احرام کی حالت میں صرف پانی سے سر دہونا جائز ہے لیکن خوشبو کا مسالح نہ لگا دے نہ اور کوئی چیز جس سے جوئیں مریں نہ اتنا زور سے رگڑے کہ جوؤں کے مرنیکا ڈر ہو باب المحرمۃ تسدل الثوب علی وجھھا محرمہ عورت اگر اپنے مونہ پر کپڑا لٹکا دے لیکن مونہہ سے دور رکھے احرام کی حالت میں تو جائز ہے عن عائشۃ قالت کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن محرمون فاذا لقینا الراکب اسدلنا ثیابنا من فوق رؤسنا فاذا جاوز نار فعناھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے احرام کی حالت میں جب ہم کو (راہ میں) کوئی سوار ملتا تو ہم اپنے کپڑے اپنے سروں پر ڈالتے پھر جب وہ سوار آگے (نکل جاتا) تو ہم مونہ کھولدیتے ف احرام کی حالت میں عورت کو بھی مونہہ کھلا رکھنا چاہیے لیکن اگر لکڑیاں وغیرہ باندھکر کپڑا مونہہ پر لٹکا دے اس طرح سے کہ کپڑا مونہہ سے دور رہے یا ضرورت کے وقت لٹکا دے پھر منہ کھولدیوے تو جائز ہے جیسے اس حدیث میں مذکور ہوا عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ حضرت عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے باب الشرط فی الحج حج میں شرط لگانا جائز ہے عن ابی بکر بن عبد اللہ بن الزبیر عن جدتہ قال لا ادری اسماء بنت ابی بکر او سعدی بنت عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ضباعۃ بنت عبد المطلب فقال ما یمنعک یا عمتاہ من الحج فقالت انا امرأۃ سقیمۃ وانا اخاف الحبس قال فاحرمی واشترطی ان محلک حیث حبست اسماء بنت ابی بکر یا سعدی بنت عوف سے روایت ہے (اسماء تو دادی ہیں ابوبکر بن عبد اللہ کی اور یہ نانی ہونگی) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت عبد المطلب (اپنی پھوپھی) پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے پھوپھی تم حج کیوں نہیں کرتیں انہوں نے کہا میں ایک بیمار عورت ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ رہ جاؤں (حج کرنے میں بیماری کیوجہ سے اور حج پورا نہ ہوسکے) آپ نے فرمایا تو احرام باندہ لو اور شرط کر لو کہ جہاں میں رہجاؤں (بیماری کیوجہ سے) وہیں احرام کھولڈالوں گی + ف اور حلال ہوجاؤں گی معلوم ہوا کہ مرض کیوجہ سے احصار ہوسکتا ہے عن ضباعۃ قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شاکیۃ فقال اما تریدین الحج العام قلت انی لعلیلۃ یا رسول اللہ قال حجی وقولی محلی حیث تحبسنی ضباعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بیمار تھی آپ نے فرمایا تم اس سال حج کا قصد نہیں کرتیں مینے کہا یا رسول اللہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا حج کرلے اور احرام

کے وقت) یوں کہہ لے کہ جہاں تو مجھے روک دیگا وہیں میں احرام کھولڈالوں گی عن ابن عباس قال جاءت ضباعۃ بنت الزبیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی امرأۃ ثقیلۃ وانی ارید الحج فکیف اھل قال اھلی واشترطی ان محلی حیث حبستنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ میں بھاری ہوں اور حج کا ارادہ رکھتی ہوں میں کیونکر احرام باندھوں آپنے فرمایا احرام باندھ لے اور شرط کرلے کہ جہاں تو مجھے روک دیگا وہیں میں احرام کھول ڈالونگی **باب** دخول الحرم حرم میں داخل ہونیکا بیان عن عبد اللہ بن عباس قال کانت الانبیاء تدخل الحرم مشاۃ حفاۃ ویطوفون بالبیت ویقضون المناسک حفاۃ مشاۃ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے پیغمبر لوگ حرم میں پاؤں سے چلتے ہوئے ننگے پاؤں آتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور سارے حج کے ارکان پیدل ننگے پاؤں ادا کرتے تھے (ادب سے نہ سوار ہوتے تھے نہ جوتیاں پہنتے تھے) **ف** بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک ہی بار حج کیا تھا لوگوں نے کہا آپ دوبارہ حج نہیں کرتے انہوں نے کہا مجھ کو مکہ میں بہت تکلیف ہوتی ہے پاخانہ اور پیشاب کی لیے حرم کے باہر کوسوں جانا پڑتا ہے سبحان اللہ کیا ادب تھا حرم محترم کا اب بھی حاجی کو لازم ہے کہ جب حرم کی سرحد آوے تو سواری پرسے اتر پڑے اور پیدل ننگے پاؤں بڑی عاجزی سے چلے بڑے شہنشاہ کے دربار میں جاتا ہے جسقدر عجز کرے زیبا ہے **باب** دخول مکۃ مکہ میں داخل ہونے کا بیان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدخل مکۃ من الثنیۃ العلیا واذا خرج خرج من الثنیۃ السفلی ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوتے تھے بلندی کی راہ سے اور جب نکلتے تھے تو نشیبی راہ کی طرف سے نکلتے (بلندی کا جانب وہ ہے جدھر جنۃ المعلی واقع ہے اور ذی طوی بھی ادھر ہی ہے) عن ابن عمر رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ نہارا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو مکہ میں گئے عن اسامۃ بن زید قال قلت یارسول اللہ این تنزل غدا وذلک فی حجتہ قال وھل ترک لنا عقیل منزلا ثم قال نحن نازلون غدا بخیف بنی کنانۃ یعنی المحصب حیث قاسمت قریش علی الکفر وذلک ان بنی کنانۃ حالفت قریشا علی بنی ھاشم ان لا یناکحوھم ولا یبایعوھم قال معمر قال الزھری والخیف الوادی اسامہ بن زید سے روایت ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ کل آپ (جب مکہ میں پہونچینگے) کہاں اتریں گے یہ آپنے حج میں فرمایا تو آپنے فرمایا بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے **ف** یعنے ابوطالب کے کل مکانات

اور جائداد اونہون نے بیچکر کہالی ایک مکان بہی باقی نرکہا کہ ہم اس مین اترتے جب علی اور جعفر اور ابوطالب کے بیٹے مسلمان ہوگئے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ مدینہ کو ہجرت کی تو عقیل اور طالب دو بہائی جو ابہی تک کافر تہے مکہ مین رہگئے اور ابوطالب کی کل جائداد اونہون نے لی علی اور جعفر کو اس مین سے کچہ حصہ نہ ملا کیونکہ وہ دونو مسلمان ہوگئے تہے اور مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا **ف** پہر فرمایا ہم کل بنی کنانہ کے خیف یعنے محصب مین اترینگے **ف** جہان پر ابوطالب یعنے ہاشم اور بنی مطلب کو لیکر چہپ گئے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پناہ مین لیا تہا اور قریش کے کافرون نے عہدنامہ لکہا تہا کہ ہم بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نہ بیاہ شادی کرینگے نہ اور کوئی معاملہ اور اسکا قصہ طویل ہے مذکور ہے سیر کی کتابون مین **ف** جہان قریش نے قسم کہائی تہی کفر پر یعنے بنی کنانہ نے قریش سے حلف لی تہی کہ بنی ہاشم سے نہ نکاح کرین نہ ان سے بیع وشرا کرین زہری نے کہا خیف وادی کو کہتے ہین **باب** اسْتِلَامِ الْحَجَرِ حجر اسود کو چومنا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ الْاُصَيْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے مین نے اصیلع کو دیکہا یعنے حضرت عمر کو اصیلع تصغیر ہے اصلع کی اصلع اسکو کہتے ہین جسکے آگے کے سر کے بال اوگنا موقوف ہوگئے ہون اور یہ تصغیر ترحم اور شفقت کے لیے ہے) وہ حجر اسود کو چومتے تہے اور کہتے تہے مین تجہے چومتا ہون اور بیشک مین جانتا کہ تو ایک پتہر ہے جو نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہکو چومتے ہوئے تو مین تجہکو نہ چومتا **ف** کیونکہ پتہر کا چومنا ہماری شریعت مین جائز نہین ہوا اسلیے کہ اس مین مشابہت ہے کفار کی وہ چومتے ہین بتون کو اور تصویرون اور پتہرون کو اور حجر اسود کا چومنا خاص کیا گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے سبب سے اصطلاح عالم دیندار کے ہاتہہ کا چومنا یہ بہی جائز ہے ایک حدیث سے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہہ اور پاؤن چومے جب حجر اسود کے چومنے مین جو کعبہ کا ایک جزو ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہ کو چومتے ہوئے تو مین نہ چومتا تو اور قبرون یا مزارون کا چومنا کیونکر جائز ہوگا طیبی نے کہا حضرت عمر نے یہ اسلیے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت اور شرک کا تہوڑے دنون گذرا تہا ایسا نہو کہ بعضے کچے مسلمان حجر اسود کے چومنے سے دہوکا کہا دین اور حجر اسود کو یہ سمجہین کہ اس مین کچہ قدرت یا اختیار ہے جیسے مشرک بتون کو خیال کرتے تہے تو بیان کردیا کہ حجر اسود ایک پتہر ہے

اس میں کچھ بھی اختیار اور قدرت نہیں اور اسکا چومنا محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کے لیے ہے دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے یہ فرمایا تو حضرت علی نے فرمایا کہ نہیں یہ پتھر نقصان اور نفع پہونچاویگا کیونکہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن یہ پتھر آویگا اسکی دو زبانیں ہونگی اور وہ گواہی دیویگا اپنی ہر ایک چومنے والے کے لیے مگر حضرت علی کی اس کلام سے حضرت عمر کا کلام باطل نہیں ہوتا کیونکہ اُنہوں نے پتھر کی حالت موجودہ کی نسبت گفتگو کی یعنے دنیا میں وہ ایک پتھر ہے اور پتھروں کیطرح اس میں نہ احساس ہے نہ عقل اور یہ صحیح ہے اور آخرت میں جب اسکی دو زبانیں ہونگی تو اُسوقت وہ پتھر نہ رہے گا بہرحال یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑی دلیل ہے اہل توحید اور متبعین سنت کی اور اس میں رد ہے ان اہل بدعات کا جو قبروں اور جھنڈوں اور شدوں اور مزاروں کو بوسہ دیتے ہیں یہ فعل بیشک بدعت ہے کس لیے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا منقول ہے نہ صحابہ نہ اور سلف صالحین سے کہ اونہوں نے کبھی کسی قبر کو بوسہ دیا ہو **عن** ابن عباس رض یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین ھذا الحجر یوم القیامۃ ولہ عینان یبصر بھما و لسان ینطق بہ یشھد علی من یستلمہ بحق ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ پتھر یعنے حجر اسود قیامت کے دن آویگا اسکی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کریگا اور گواہی دیوے گا اسکے لیے جس نے اسکو چوما حق کے ساتھ **ف** یعنے ایمان کے ساتھ اس سے وہ مشرک نکل گئے جنہوں نے حجر اسود کو چوما شرک کی حالت میں انکے لیے اسکا چومنا کچھ مفید نہ ہوگا اسلیے کہ کفر کے ساتھ کوئی عبادت نفع نہیں کرتی **عن** ابن عمر قال استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجر ثم وضع شفتیہ علیہ یبکی طویلا ثم التفت فاذا ھو بعمر بن الخطاب یبکی فقال یا عمر ھھنا تسکب العبرات ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کی طرف مونہہ کیا پھر اپنے ہونٹ اُسپر رکھدیے اور بڑی دیر تک روتے رہے پھر ایک طرف نگاہ کی دیکھا تو عمر بن خطاب ہیں وہ بھی رو رہے تھے آپنے فرمایا اے عمر اس جگہہ آنسو بہانا چاہیے **ف** یعنے اپنی مرادات رو کر عاجزی سے مانگنا چاہیے کیونکہ یہ جگہہ ہے دعا قبول ہونیکی **عن** عبد اللہ قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من ارکان البیت الا الرکن الاسود والذی یلیہ من نحو دور الجمحیین ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے چاروں کونوں میں سے کسیکو نہ چھوتے مگر حجر اسود کو اور جو کونا اسکے قریب ہے یعنے رکن یمانی کو (بنی جمح کے گھروں کیطرف **ف** یہ لوگ شاید اُس زمانہ میں اودہر رہتے ہونگے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

روایت کیا ابن عمر سے کہ نبی ارکان میں سے کسی رکن کو نہیں دیکھا جس کو حضرت مس کرتے ہوں (طواف میں) اسوا
یمانی رکنوں کے اور احمد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا مرفوعاً کہ رکن یمانی اور حجر اسود کا چھونا گناہوں کو سپٹ
دیتا ہے بالکل اسکی اسناد میں عطا ابن السائب ہے اور بخاری نے تاریخ میں اور ابو یعلی نے ابن عباس سے نکالا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیتے تھے رکن یمانی کا اسکی اسناد میں عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے اور
جس وقت حجر اسود یا رکن یمانی کو آپ استلام کرتے تو فرماتے بسم اللہ واللہ اکبر اور جب حجر اسود پاس آتے اللہ اکبر کہتے
اور آپ سے کوئی معین دعا طواف میں منقول نہیں ہوئی مگر ابو داؤد اور ابن حبان نے نکالا کہ آپ رکن یمانی
اور حجر اسود کے درمیان یہ کہتے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اور طواف میں فرماتے
اللهم قنعني بما رزقتني وبارك لي فيه واخلف على كل غائبة لي بخير یہ حاکم نے نکالا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ
دعا مروی ہے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اور یہ مقام دعا کا مقام ہے
تو جو دعا چاہے مانگے اور رکن یمانی اور حجر اسود کی تخصیص کی وجہ استلام میں یہ ہے کہ وہ اسی مقام پر باقی ہیں جہاں
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنائی تھی باقی دونوں رکنوں کا مقام جاہلیت والوں نے بدل ڈالا ہے (روضہ)
مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں جو مطوفوں نے یہ نکالا ہے کہ ہر ایک پھیرے میں ایک خاص دعا معین کرتے
ہیں اسکی اصل حدیث سے کچھ نہیں ہے اور نہ ان دعاؤں کا پڑھنا ضرور ہے جو دعائیں چاہے وہ آدمی پڑھ سکتا ہے

بَابُ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ حجر اسود کو مس کرنا لکڑی سے **ف** طواف کرنیوالے کو اختیار ہے
کہ تین باتوں میں سے جو ممکن ہو سکے کرے ہر ایک کافی ہے حجر اسود کا چومنا یا اس پر ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چومنا یا لکڑی
سے اسکی طرف اشارہ کرنا اور بعضوں نے کہا صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا یعنے دونوں ہاتھ اوٹھانا جب حجر اسود کے سامنے
آدمی اگر چومنا اور چھونا ہجوم کی وجہ سے نہ ہو سکے اور ہر حال میں لوگوں کو ایذا دینا اور دھکیلنا منع ہے جیسے اس زمانہ
میں قوی لوگ کرتے ہیں یا عورات کے بیچ میں گھسنا امام احمد نے حضرت عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان سے فرمایا اے عمر تو ایک قوی شخص ہے تو مت ستا حجر اسود پر ضعیف کو اگر جگہ خالی پاوی تو چوم لے اور
نہیں تو اسکے سامنے منہ کر اور تہلیل و تکبیر کر اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے **عَنْ** صَفِيَّةَ بِنْتِ
شَيْبَةَ قَالَتْ لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ
بِيَدِهِ ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَجَدَ فِيهَا حَمَامَةَ عَيْدَانٍ فَكَسَرَهَا ثُمَّ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ فَرَمَى بِهَا وَأَنَا أَنْظُرُهُ
صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے جب آپکو اطمینان ہوا جس سال مکہ فتح ہوا تو آپ نے طواف کیا ایک اونٹ پر سوار ہوکر

لوگوں کی ہجوم کی وجہ سے اور یہ جائز ہے یعنی طواف سوار ہو کر کرنا اگر موقع ملے بلکہ سنت ہے) آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کعبہ کے اندر گئے وہاں آپ نے ایک صورت دیکھی کبوتر کی جو لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی آپ نے اسکو توڑ ڈالا (پھر ایک جاندار کی صورت کو جب مسلمان پاوے تو ایسا ہی کرنا چاہیے) پھر آپ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو پھینک دیا میں دیکھ رہا تھا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ایک اونٹ پر سوار رہکر طواف کیا آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے (جو سب صحابہ کے بعد مرے) روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے اور لکڑی کو چوم لیتے (استلام کے معنے چھونا یعنے لکڑی سے حجر اسود کو چھوا کر اسکو بوسہ دیتے) بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ طواف میں رمل کرنا ف وہ یہ ہے کہ ذرا دوڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنا جیسے بہادر اور زوردار سپاہی چلتے ہیں تو اول کے تین پھیرون میں کرتے ہیں اور سبب اسکا صحیحین کی روایت میں مذکور ہے کہ جب آنحضرت اور آپ کے اصحاب مکہ میں آئے تو مشرکین نے کہا کہ یہ لوگ مدینہ کے بخار سے ناتوان ہو گئے ہیں آپ نے حکم دیا صحابہ کو تین پھیرون میں رمل کرنے کا تاکہ مشرکین کو یہ معلوم کرائیں کہ مسلمان ناتوان نہیں ہوئے ہیں بلکہ طاقتور ہیں پھر یہ سنت قائم رہی اسلام کی ترقی کے بعد بھی اور قیامت تک قائم رہیگی پس رمل کی مشروعیت اصل میں مشرکون کے ڈرانے کے لیے ہوئی اور صاحب روضہ نے گمان کیا کہ طواف کی مشروعیت اسلیے ہوئی یہ سہو ہے طواف تو پہلے سے شایع تھا اور سنت ابراہیمی تھا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ رَمَلَ ثَلَاثَةً وَمَشَى أَرْبَعَةً مِنَ الْحِجْرِ إِلَى الْحِجْرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کا پہلا طواف کرتے (یعنے طواف القدوم) تو تین پھیرون میں رمل کرتے اور چار پھیرے معمولی چال سے کرتے حجر اسود سے پھیرا شروع کرتے اور حجر اسود پر تمام کرتے اور ابن عمر بھی رمل کیا کرتے ف طواف میں کل سات پھیرے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن اختلاف ہے طواف القدوم میں جمہور اسکو فرض کہتے ہیں اور ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے اور شافعی کے نزدیک وہ مثل تحیۃ المسجد کے ہے اور حق جمہور کا قول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ولیطوفوا بالبیت العتیق (روضہ)

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رمل من الحجر الی الحجر ثلثا ومشی اربعا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل کیا حجر اسود سے لیکر حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیرے معمولی چال سے کیے عن عمر یقول فیم الرملان الآن وقد اطأ اللہ الاسلام ونفی الکفر واھلہ وایم اللہ ما ندع شیئا کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کہتے تھے اب ان دونوں ملون سعی ایک طواف میں دوسرے سعی میں کیا فائدہ ہے اب تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اسلام کو قوی کر دیا اور کفر کو دور کر دیا قسم اللہ کی ہم تو کوئی بات چھوڑنے والے نہیں جسکو کیا کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ف اگرچہ اب اس کی علت رہی ہو کیونکہ ہمکو حکم ہے حضرت کی پیروی کا نہ علتیں دیکھنے کا یہ حضرت عمر نے گویا ایک قاعدہ بتا دیا کہ شرع کی جس بات کی ہمکو حکمت معلوم نہ ہو اسکو چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تابعداری ہی سب حکمتوں سے بڑھکر ہے عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ حین ارادوا دخول مکۃ فی عمرتہ بعد الحدیبیۃ ان قومکم غدا سیرونکم فلیرونکم جلدا فلما دخلوا المسجد استلموا الرکن ورملوا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معھم حتی اذا بلغوا الرکن الیمانی مشوا الی الرکن الاسود ففعل ذلک ثلث مرات ثم مشی الاربع ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے جب وہ مکہ میں داخل ہونے لگے عمرہ کرنے کے لیے حدیبیہ کے دوسرے سال کہ تمہاری قوم کے لوگ کل تمکو دیکھیں گے تو چاہیے کہ وہ تم کو چست اور چالاک دیکھیں خیر جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجر اسود کو چوما پھر لگے رمل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے جب رکن یمانی پاس پہونچے تو پھر حجر اسود تک معمولی چال سے چلے پھر رمل کرنے لگے پھر جب رکن یمانی پر پہونچے (تو حجر اسود تک معمولی چال سے چلے تین بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا یعنے رمل کیا) پھر چار پھیرے میں معمولی چال سے چلے باب الاضطباع اضطباع کا بیان ف وہ یہ ہے کہ چادر کو دونوں طرف سے بغلوں کے نیچے سے لیجاوے اور کاندھوں پر ڈال لے تاکہ دونوں بازو کھلے رہیں یہ بھی ایک علامت ہے شجاعت اور بہادری کی جیسے رمل عن یعلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف مضطبعا قال قبیصۃ وعلیہ برد یعلے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کیا اضطباع کرکے۔ قبیصہ نے کہا آپ ایک چادر اوڑھے تھے باب الطواف بالحجر حطیم کو طواف میں داخل کرنا یعنے اسکے پرے سے دورہ کرنا عن عائشۃ قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحجر فقال ھو من البیت قلت ما منعھم ان یدخلوہ فیہ قال عجزت بھم النفقۃ قلت فما شان بابہ مرتفعا

لَا يَصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ قَالَ ذٰلِكَ فَعَلَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوهُ مَنْ شَاءُوا أَوْ يَمْنَعُوهُ مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ هَلْ أُغَيِّرُهُ فَأُدْخِلُ فِيهِ مَا انْتَقَصَ مِنْهُ وَجَعَلْتُ بَابَهُ بِالْأَرْضِ

حضرت عائشہ سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حطیم کو پوچھا آپنے فرمایا وہ کعبہ مین داخل ہے مین نے کہا پھر لوگون نے اسکو باہر کیون رہنے دیا آپنے فرمایا ان کے پاس خرچ نہین رہا تھا (یعنے حلال مال) مین نے کہا کعبہ کا دروازہ اتنا اونچا کیون بنایا کہ بغیر سیڑھی کے اوپر چڑہ نہین سکتے آپ نے فرمایا یہ بھی تیری قوم کے لوگون نے (یعنے قریش نے) کیا اسلیے کہ جسکو چاہین اندر لیجاوین اور جسکو چاہین روک دین اور اگر تیری قوم کا زمانہ نیا نہوتا کفر کا (یعنے کفر کا زمانہ ابھی قریب گذرا ہے ایسا نہو مین کعبہ کو توڑون اور وہ کچھ اور سمجھین ایمان سے پھر جاوین) اور ڈر نہوتا کہ انکے دلون مین نفرت پیدا ہوگی (کعبہ توڑنے سے) تو تو دیکھتی مین اسکو کیسا بدلتا اور جو اس مین کمی ہے اوسکو پورا کرتا اور اس کا دروازہ زمین پر بناتا **ف** یعنے نیچا کہ جس کا جی چاہے بغیر سیڑھی کے اندر چلا جاوے دوسری روایت مین ہے مین اسکے دو دروازے کرتا ایک شرقی ایک غربی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعضا کام مصلحت کا ہوتا ہے لیکن اُس مین فتنہ کا خوف ہو تو اسکو ترک کرنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفا کے عہد مین کعبہ ایسا ہی رہا اور جیسا آپ چاہتے تھے ویسا بنانے کی فرصت نہین ہوئی عبداللہ بن زبیر نے اپنے حکومت مین کعبہ کو اسیطرح بنایا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن حجاج مردود نے جب عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تو ضد سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کردیا جیسا جاہلیت کے زمانہ مین تھا خدا اُس سے سمجھے بھلا شریعت کے کام مین کیا ضد تھی مجھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج مردود سچا مسلمان بھی نہ تھا خیر پھر اسکے بعد ہارون رشید نے اپنی خلافت مین امام مالک سے سوال کیا کہ اگر آپ کہیے تو مین کعبہ کو پھر توڑ کر جیسا ابن زبیر نے بنایا تھا ویسا ہی کردون اونھون نے کہا آپ کعبہ کو کھلونا مت کرو بادشاہون کا ہنین تو اسکی وقعت لوگون کے دلون سے جاتی رہے گی۔ غرض افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ تک کعبہ اسیحال پر قائم ہے جیسے حجاج دشمن خدا نے بنایا تھا باوجودیکہ ہجرت سے (۱۳۱۰) سال گذر چکے ہین اور معلوم نہین ہوتا کہ سلاطین عثمانیہ نے کیون کعبہ کو حدیث نبوی کے موافق نہین بنایا اگر بنا دیتے تو کوئی قباحت نہوتی امید ہے کہ جناب مہدی علیہ السلام اپنے زمانہ مین کعبہ کو جناب نبوی صلعم کے منشا کے موافق درست کرین واللہ الموفق

بَابُ فَضْلِ الطَّوَافِ طواف کی فضیلت کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی طواف

کرے خانہ کعبہ کا اور دو رکعتیں پڑھے (یعنے دوگانہ طواف) تو ایسا ثواب ہے جیسے ایک بردہ آزاد کیا **عن** هِشَامٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكًا فَمَنْ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوا آمِينَ فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا بَلَغَكَ فِي هَذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمَنِ قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَالطَّوَافُ قَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرَةُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ ابن ہشام نے عطا ابن ابی رباح سے پوچھا رکن یمانی کو وہ طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا تو عطا نے کہا مجھہ سے حدیث بیان کی ابوہریرہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رکن یمانی پر ستر فرشتے معین ہیں جو کوئی کہے اللھم انی اسالک العفو والعافیۃ فے الدنیا والآخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں جب عطا حجر اسود پر پہونچے تو ابن ہشام نے کہا اے ابومحمد تمکو حجر اسود کے باب میں کیا پہونچا انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھہ سے ابوہریرہ نے انہوں نے سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی چھوئے اسکو وہ گویا اللہ کا ہاتھہ چھو رہا ہے (کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ حجر الاسود اللہ کا دہنا ہاتھہ ہے زمین میں یہ تشبیہ ہے یعنے وہ معظم اور مکرم ہے اور اسی لیے اسکا بوسہ دینا ثواب ہے) ابن ہشام نے کہا ای ابومحمد طواف کے باب میں کیا آیا ہے انہوں نے کہا مجھہ سے حدیث بیان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی سات بار طواف کرے بیت اللہ کا اور طواف میں بات نہ کرے (اگرچہ طواف میں بات کرنا مباح ہے مگر نہ کرنا بہتر ہے اور مستحب ہے اور باوضو ہونا ضرور ہے اہلحدیث اور شافعی کے نزدیک اسیطرح ستر عورت بہی طواف میں ضرور ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے) مگر یہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اسکی دس برائیاں میٹ دیجاوینگی اور دس نیکیاں اسکے لیے لکھی جاوینگے اور دس درجے اسکے بلند کیے جاوینگے اور جو کوئی طواف میں بات کرے تو اسکے پاؤں رحمت میں

ڈوب جاوینگی جیسے کسی کے پاؤن پانی مین ڈوبے ہون **ف** کیونکہ طواف مین آدمی پاؤن سے چلتا ہے تو پاؤن
گویا رحمت مین ڈوبتے ہین اب اگر طواف مین بات نہ کی اور ذکر الٰہی کرتا رہا تو سارا بدن گویا مستفید ہوا اور پورا فائدہ
حاصل ہوا اگر بات کی تو گویا طواف ناقص رہا پاؤن کو رحمت لگی اور باقی جسم محروم رہا اور بعضون نے کہا بات کرنی
سے یہان مراد وہی سبحان اللہ کہنا ہے اور یہ دوسری فضیلت ہے طواف کرنیوالے کی **باب** الرکعتین بعد
الطواف طواف کے دوگانے کا بیان **عن** المطلب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ
من سبعہ جاء حتی یحاذی بالرکن فصلی رکعتین فی حاشیة المطاف ولیس بینہ وبین الطواف
احد قال ابن ماجة ھذا بمکة خاصة مطلب سے روایت ہے مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب
سات پھیرون سے فارغ ہوئے تو آئے حجر اسود کے برابر اور دو رکعتین پڑہین مطاف کے کنارے مین (مطاف وہ
دائرہ جو اب پتھرون سے بنا ہوا ہے طواف کے لیے) اور آپ کے اور طواف کرنیوالون کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی
ابن ماجہ نے کہا یہ امر یعنے بغیر سترے کے نماز پڑہنا خاص ہے مکہ سے **ف** یعنے حرم سے وہان اگر لوگ سامنے سے
گذرتے ہون تو مضائقہ نہین بوجہ ضرورت کے اور دوسرے مقامون مین اگر کوئی نمازی ایسے مقام مین بغیر سترے
کے نماز پڑہے جہان سے لوگ گذرتے ہون تو وہ گنہ گار ہوگا اور فقہا نے کہا ہے کہ صحرا مین یا بڑی مسجد
مین جہانتک نمازی کی نظر جاتی ہے اسکی اندر نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے لیکن اسکے پرے جائز ہے
اور اسکا بیان کتاب الصلوة مین گذرا **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم فطاف
بالبیت سبعا ثم صلی رکعتین قال وکیع یعنی عند المقام ثم خرج الی الصفا ابن عمر سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو بیت اللہ کے سات چکر کیے پھر دو رکعتین پڑہین (یعنے دوگانہ طواف) وکیع
کی روایت مین ہے مقام ابراہیم کے پاس پھر صفا پہاڑ کیطرف نکلے سعی کے لیے) **ف** طواف کے بعد ہمیشہ دو
رکعتین پڑہنا چاہیے اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ دوگانہ واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس
پڑہے پھر دوگانہ پڑہ کر حجر اسود کے پاس آوے اسکا استلام کرے پھر صفا پہاڑ کو جاوے جابر کی حدیث مین ایسا
ہی ہے اسکو مسلم نے نکالا یہ بھی اس مین ہے کہ آپ نے دوگانہ طواف مین کافرون اور اخلاص پڑہا اور اہل حدیث کا
یہ قول ہے کہ اس دوگانہ مین جہر قرأت کرے رات ہو یا دن **عن** جابر انہ قال لما فرغ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من طواف البیت اتی مقام ابراہیم فقال عمر یا رسول اللہ ھذا مقام ابینا ابراہیم
الذی قال اللہ سبحانہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی قال الولید فقلت لمالک ھکذا قرأھا

وَاتَّخِذُوْا قَالَ نَعَمْ صحابہ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہمارے باپ ابراہیم کا جسکی شان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنے بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ۔ ولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کیا اس آیت کو یون پڑہا وَاتَّخِذُوْا بکسر خا صیغہ امر سے اونہوں نے کہا ہاں **ف** یہی قرات مشہور ہے اور بعضوں نے وَاتَّخَذُوْا بفتح خا پڑہا ہے صیغہ ماضی یعنے بنایا انہوں نے مقام ابراہیم کو مصلے **بَابُ** الْمَرِيْضِ يَطُوْفُ رَاكِبًا بیمار سوار ہو کر طواف کرے **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا مَرِضَتْ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَطُوْفَ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَهِيَ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرٍ ام سلمہ سے روایت ہے وہ بیمار ہوئین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو حکم دیا لوگون کے پیچہے سے طواف کرنیکا سوار ہو کر ام سلمہ نے کہا مین نے آنحضرت کو دیکھا آپ کعبے کیطرف نماز پڑہ رہے تہے اور اس مین سورۂ والطور پڑہتے تہے ابن ماجہ نے کہا یہ روایت ابوبکر بن ابی شیبہ کی ہے اور اسحاق بن منصور اور احمد بن سنان سے یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے ۔ **بَابُ** الْمُلْتَزَمِ ملتزم کا بیان (ملتزم کعبہ مین وہ مقام ہے جو حجر اسود اور باب کعبے کے بیچ مین ہے لوگ اس سے چمٹ کر دعا مانگتے ہین اسوجہ سے اسکا نام ملتزم ہوا) **عَنْ** عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ رَكَعْنَا فِيْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ اَلَا تَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ ثُمَّ مَضٰى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ فَاَلْصَقَ صَدْرَهٗ وَيَدَيْهِ وَخَدَّهٗ اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ شعیب سے روایت ہے مین نے طواف کیا عبداللہ بن عمرو کے ساتھ جب ہم سات پھیرون سے فارغ ہوئے تو کعبے کی پشت پر ہمنے دوگانہ طواف ادا کیا (مقام ابراہیم کے پاس جگہ نہ ہو گی) مینے کہا تم دوزخ سے پناہ نہین مانگتے انہون نے کہا مین اللہ کی پناہ مانگتا ہون دوزخ سے شعیب نے کہا پہر عبداللہ چلے اور حجر اسود کا استلام کیا پہر حجر اسود اور باب کعبے کے درمیان کہڑے ہوئے اور اپنا سینہ اور اپنے ہاتہ اور رخسارہ کو اس سے لگا دیا پہر کہا مینے ایسا ہی دیکھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **بَابُ** الْحَائِضِ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ اِلَّا الطَّوَافَ حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ سَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ اَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ

علیٰ بنات آدم فاقضی المناسک کلّھا غیر ان لا تطوفی بالبیت قالت وضحّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن نسائہ بالبقر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
نکلے ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا جب ہم سرف میں پہونچے یا سرف کے قریب (ایک مقام ہے مکہ سے ایک منزل پر) تو مجھکو حیض آیا آنحضرت
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی آپنے فرمایا تجھکو کیا ہوا کیا حیض آیا میں نے کہا جی ہاں
آپنے فرمایا یہ تو وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھدی آدم کی بیٹیوں پر تو تمام ارکان کو ادا کر صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کر
حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی اپنی بی بیوں کیطرف سے ایک گائے کی ف اس
پر اجماع ہے تمام علما کا کہ حائضہ حج کے تمام ارکان ادا کرے سوا طواف کے اور امام احمد علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ
سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے (روضہ)

باب الافراد بالحج حج مفرد کا بیان ف حج کی تین قسمیں ہیں افراد قران تمتع افراد یہ ہے کہ صرف حج کی
نیت سے احرام باندہے قران یہ ہے کہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرے یعنی حج اور عمرے کی تمتع یہ ہے کہ میقات
پر سے صرف عمرے کی نیت کرے حج کے مہینوں میں پھر مکہ میں جاکر عمرہ کرکے احرام کھولڈالے پھر آٹھویں تاریخ مکہ ہی
سے حج کا احرام باندہے اس میں آسانی ہے اور اکثر حاجی ایساہی کیا کرتے ہیں اس میں ایک قربانی واجب ہے اسی
طرح قران میں **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا **عن** عائشۃ ام المومنین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم افرد الحج ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج جابر رضی اللہ
عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر وعثمان افردوا
الحج جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد
کیا ف اختلاف ہے علما کا کہ تینوں قسموں میں حج کی کونسی قسم افضل ہے بعضوں نے کہا قران بعضوں نے کہا تمتع
بعضوں نے کہا افراد اور شوکانی نے تمتع کو افضل قرار دیا اور ثابت کیا اسکی فضیلت کو تفصیل کے ساتھ شرح
منتقی میں اور یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت نے قران کیا تھا لیکن آپنے خود اشارہ کیا کہ قران سے تمتع افضل ہے اور
اگر یہ اشارہ نہ ہوتا تو قران سب قسموں میں افضل ہوتا کیونکہ اس میں جمع ہے دو عبادتوں میں اب باب کی حدیثوں میں
یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا لیکن دوسری صحیح حدیثوں میں صحیحین کے تصریح ہے کہ آپنے
حج اور عمرے کا ساتھ احرام باندہا یعنے قران کیا اور صحابہ نے اس میں اختلاف کیا حالانکہ آپ کا حج ایک ہی تھا

اور علماء نے اسکی تحقیق میں جداگانہ رسالے لکھے ہیں سب سے زیادہ امام طحاوی نے اس مسئلہ میں ایک ہزار ورق سے زیادہ سیاہ کیے ہیں اور طبرانی اور مہلب اور ابن عبد البر وغیرہم نے بھی اس میں کلام کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے لوگوں کے لیے تینوں قسمیں جائز رکھیں اور خاص آپ سے جو مختلف روایتیں مروی ہیں انمیں یوں تطبیق کی ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت آپ کی نیت حج مفرد کی تھی پھر ذوالحلیفہ میں آپ نے قران کی نیت کی اور لبیک بحجۃ وعمرۃ پکارا پھر جب مکہ میں پہونچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مشرکین حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا برا جانتے ہیں تو آپ نے انکا رد کیا اور صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا اور حج کا احرام فسخ کر دینے کا اور فرمایا اگر میں پہلے سے جانتا جو بعد کو جانا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور لوگوں کے ساتھ احرام کھول ڈالتا یعنے میں بھی تمتع کرتا (روضہ مختصراً) **باب من قرن الحج والعمرۃ** حج اور عمرے میں قران کرنے کا بیان **عن** انس بن مالک قال خرجنا مع رسول اللہ صلعم الی مکۃ فسمعتہ یقول لبیک عمرۃ وحجۃ انس بن مالک سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے مکہ کیطرف تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے لبیک عمرۃ وحجۃ یعنے آپ نے قران کیا **ف** اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حج مفرد کیا اور شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے نکالا کہ آپ نے تمتع کیا تھا اور ہر ایک صحابی کی روایت ٹھیک ہے اس معنے کر کہ آپ نے تو ایک ہی حج کیا لیکن کوئی اسکو حج مفرد سمجھا کوئی قران کوئی تمتع اور قران میں چونکہ ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے تو تمیز مشکل تھی اور مکہ میں پہونچکر جو آپ نے طواف اور سعی کی تو حج مفرد والے یہ کہیں گے کہ طواف قدوم کا تھا اور سعی حج کے لیے تھی اور قران اور تمتع والے یہ کہینگے کہ یہ طواف اور سعی عمرے کی تھی غرض صحابہ کو یہ خلاف اجتہاد رائے کیوجہ سے پیدا ہوا **عن** انس ان النبی صلعم قال لبیک بعمرۃ وحجۃ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** صبی بن معبد یقول کنت رجلا نصرانیا فاسلمت فاھللت بالحج والعمرۃ فسمعنی سلمان بن ربیعۃ وزید بن صوحان وانا اھل بھما جمیعا بالقادسیۃ فقالا لھذا اضل من بعیرہ فکانما حملا علی جبلا بکلمتیھما فقدمت علی عمر بن الخطاب رض فذکرت ذلک لہ فاقبل علیھما فلامھما ثم اقبل علی فقال ھدیت لسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھدیت لسنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھشام فی حدیثہ قال شقیق فکثیرا ما ذھبت انا ومسروق نسئلہ منہ صبی بن معبد سے روایت ہے میں پہلے نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا تو میں نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونوں کا سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان نے سنا میں قادسیہ میں دونوں کا اہلال کر رہا تھا یعنے لبیک میں حج اور عمرہ دونوں کا ذکر کرتا تھا) دونوں نے کہا یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہے (نادان ہے) ان کے اس کہنے نے گویا میرے اوپر ایک پہاڑ لاد دیا پھر میں حضرت عمرؓ پاس آیا اور ان سے بیان کیا حضرت عمرؓ ان دونوں

کے طرف متوجہ ہوئے اور انکو ملامت کی اور مجھ سے فرمایا تو نے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پایا ہشام نے کہا
شقیق نے کہا میں اور مسروق صبی بن معبد کے پاس بہت بار گئے ہم اس حدیث کو ان سے پوچھتے تھے ف سلمان اور زید
قران کو مکروہ جانتے ہوں گے تو حضرت عمر نے انکار و کر دیا اور فرمایا کہ قران سنت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اور خود حضرت عمر اپنے اجتہاد سے تمتع کو منع جانتے تھے لیکن صحابہ کرام نے انکی ممانعت کا خیال نہیں کیا اور تمتع
کرتے رہے بعض کہتے ہیں حضرت عمر تمتع کو صحابہ سے خاص جانتے تھے بعض کہتے ہیں استحباب کے خلاف سمجھتے تھے
کیونکہ اللہ نے فرمایا واتموا الحج والعمرۃ للہ اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک عبادت کو جدا جدا پورا کرے لیکن حضرت عمر کی
یہ رائے غلط تھی خود قرآن میں ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اور جابر کی صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھولڈالنے کا حکم فرمایا یہانتک کہ انہوں نے عورتوں سے صحبت کی اور سب کام کیے
پھر آٹھویں تاریخ حج کا احرام باندھا اور حضرت نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی ایسا ہی کرتا یعنے تمتع کرتا
اور کوئی دلیل نہیں ہے اس پر کہ تمتع خاص تھا صحابہ سے عَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِنَصْرَانِيَّةٍ
فَأَسْلَمْتُ فَلَمْ آلُ أَنْ أَجْتَهِدَ فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ صبی بن معبد سے روایت ہے میں تھوڑے دن گذرے
تھے کہ نصرانی مذہب سے مسلمان ہوا تھا تو میں اسلام لایا اور میں نے کوشش کی عبادات بجالانے میں میں نے حج اور عمرہ
دونوں کا احرام باندھا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ابن عباس سے روایت ہے ابو طلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا حج اور عمرے میں **باب** طَوَافِ الْقَارِنِ قارن کے طواف کا بیان
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ هُوَ وَأَصْحَابُهُ
لِعُمْرَتِهِمْ وَحَجَّتِهِمْ حِينَ قَدِمُوا إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا جب مکہ میں آئے
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَوَافًا وَاحِدًا جابر سے روایت ہے آں حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَدِمَ قَارِنًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ
سَبْعًا وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے وہ آئے قران کا احرام باندھے ہوئے تو انہوں نے طواف کیا بیت اللہ کا سات چکر اور سعی کی صفا اور مروہ میں
پھر کہا کہ ایسا ہی کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفٰى لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَيَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونوں کا تو ان دونوں کے لیے ایک ہی طواف کافی ہے لیکن وہ شخص حلال نہ ہوگا جب تک حج کو پورا نہ کرے اسوقت حج اور عمرہ دونو کا احرام کھولیگا **ف** اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علما کا قول انہی حدیثوں کے موافق ہے کہ قران میں حج اور عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک دو طواف اور دو سعی لازم ہیں روضہ میں ہے کہ اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ حضرت علیؓ کے ساتھ دو طواف اور دو سعی کیے اور حضرت علیؓ نے کہا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسکو نسائی نے نکالا

باب التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ تمتع کا بیان **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ اَتَانِيْ اٰتٍ مِنْ رَبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَاللَّفْظُ لِدُحَيْمٍ عمر بن خطاب سے روایت ہے میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب عقیق میں تھے کہ میرے پاس ایک آنیوالا آیا میرے رب کے پاس سے اور بولا کہ نماز پڑھ اس مبارک وادی میں اور کہہ عمرہ ہے حج میں یہ روایت دحیم یعنے عبد الرحمان بن ابراہیم دمشقی کی ہے **عن** سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ سراقہ بن جعشم سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اس وادی میں خطبہ سنایا آگاہ رہو کہ عمرہ حج میں شریک ہوگیا قیامت تک **ف** تو جب قران کرے یعنے حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے تو صرف اعمال حج بجا لانے سے عمرہ بھی ادا ہو جاویگا عمرے کے لیے جداگانہ طواف اور سعی کرنا ضرور نہیں اور بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا جائز ہے اور جیسا مشرکین خیال کرتے تھے کہ ان دنوں میں عمرہ کرنا منع ہے یہ بات نہیں ہے **عن** مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ قَالَ لِيْ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ اِنِّيْ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَنْفَعَكَ بِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ اعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اعْتَمَرَ طَائِفَةٌ مِنْ اَهْلِهٖ فِي الْعَشْرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَلَمْ يَنْهَهُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ نَسْخُهُ قَالَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْدُ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ اَنْ يَقُوْلَ مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران بن حصین نے مجھ سے کہا میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالے تجھکو نفع دیوے اس سے آج کے بعد تو جان رکھ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں سے ایک جماعت نے عمرہ کیا ذیحجہ کے دس دنوں

مین تو آپ نے اس سے منع نہ کیا اور نہ قرآن مین اسکا نسخ اترا لیکن ایک شخص نے (حضرت عمر نے) اپنی رای سے جو چاہا وہ اسباب مین کہا **ف** اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا تمتع کو انہون نے کہا وہ درست ہی وہ شخص بولا تمہارے باپ تو اس سے منع کرتے تھے انہون نے کہا اگر میرا باپ ایک شی سے منع کرین اور آنحضرت نے اوسکو کیا ہو تو میرے باپ کے حکم کی پیروی کی جاویگی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شخص بولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابن عمر نے کہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تمتع کو کیا اور ابن عباس سے نکالا کہ تمتع کیا آنحضرت صلعم نے اور ابو بکر نے اور عمر اور عثمان نے اور پہلے جس نے تمتع سی منع کیا تہا وہ معاویہ تھے اب اختلاف ہے کہ حضرت عمر نے کونسی تمتع سی منع کیا تہا بعضون نے کہا اس سے منع کیا کیا تہا کہ حج کا احرام باندہکر پہر اسکو فسخ کرے اور عمرہ کر دیوے اور بعضون نے کہا حج کے مہینون مین عمرہ کرنے سی پہر اسی سال حج بہی کرنے سی منع کیا اور یہ اسوجہ سی تہا کہ انہون نے افراد کو افضل جانا اور لوگون کو اسطرف رغبت دلائی نہ یہ کہ وہ تمتع کرنا ناجائز یا حرام جانتے تہی قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عمر اس تمتع سے منع کرتے تہے کہ حج کو فسخ کرکے آدمی عمرہ کر ڈالے اور اسیلیے وہ مارتے تہے لوگون کو ایسا کرنے پر اور اس سے منع نہین کرتے تہے کہ آدمی حج کے مہینون مین عمرے کا احرام باندہے پہر حج کرے اسی سال مین اور یہ مارنا اسوجہ سی تہا کہ عمر اور دوسرے صحابہ یہ سمجہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حج کا احرام فسخ کرایا اور لوگون کو عمرہ کرکے احرام کہول ڈالنے کی بہی فرمایا یہ اسی سال سی خاص تہا اور انہی لوگونسی خاص تہا ابن عبد البر نے کہا لیکن یہ تمتع کہ حج کے مہینون مین عمرے کا احرام باندہنا یہ تو جائز ہے کتاب اللہ کے روسی فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اس مین کسیکا خلاف نہین اور قران بہی ایک قسم کا تمتع ہے مین کہتا ہون مختار یہی کہ عمر اور عثمان وغیرہما نے اوسی تمتع سے منع کیا جو مشہور ہے یعنے حج کے مہینون مین عمرے کا احرام باندہنے سے پہر اسی سال حج کرنے سے اور اس ممانعت کا یہ مطلب تہا کہ افراد تمتع سے افضل ہے اور حضرت عمر کی کلام سے یہ بات نکلتی ہے کہ مین نے برا جانا کہ وہ ایک درخت کے تلے اپنی عورتون سی صحبت کرین پہر اسیوقت حج کو جاوین انکے سرون سی پانی ٹپک رہا ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع کو انہون نے مکروہ سمجہا یعنے فضیلت مین افراد سی کم سمجہا نہ یہ کہ وہ منع ہے اور حضرت عمر کے بعد پہر علما کا اجماع ہوگیا تمتع اور قران اور افراد ان مین سے ہر ایک کے جواز پر لیکن اختلاف رہا کہ افضل کیا ہے مترجم کہتا ہی تمتع کا کوئی معنے ہو خواہ حج کو فسخ کرکے عمرہ اڈالنا یا حج کے دنون مین عمرہ کرنا دونو صحیح حدیثون سے ثابت ہین اور قرآن سے بہی تمتع کا جواز معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کا احرام جب وہ حج کی نیت سی باندہکر آئے تہے عمرہ کراکر کہلوا ڈالا اسکو بعض لوگون نے برا بہی جانا لیکن آپ نے فرمایا اگر مین ہدی ساتہہ نہ لاتا تو مین بہی ایسا ہی کرتا اور

اہلحدیث نے اتفاق کیا اسپر کہ حج کے تینون قسمون مین تمتع سب سے افضل ہے باوجود ان سب باتون کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ حضرت عمر نے تمتع سے کیون منع کیا اور نہ اسکی دلیل معلوم ہوئی کہ حضرت عمر نے تمتع کا جواز ان صحابہ اور اس سال سے خاص کیون سمجھا جو بات ایک بار کی جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہو بلکہ یہین فرمایا ہو کہ اگر مجھکو پیشتر سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو مین بھی ایسا ہی کرتا اور اکثر صحابہ نے بلا نکیر اسکو کیا ہو تو وہ قیامت تک جائز رہیگی اور اگر بالفرض حضرت عمر کا یہ مطلب تھا کہ افراد تمتع سے افضل ہے تو یہ دوسری بات ہے لیکن جو کام جائز ہو اور افضل نہ ہو اس سے منع کرنے کا کسی کو حق نہین ہے اور مارنا تو اس کام پر کسیطرح جائز نہین ہو سکتا اب اگر معاویہ ایسا کام کرتے تو انکے حالات سے کچھ بعید نہ تھا لیکن حضرت عمر کی جلالت شان سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام پر لوگون کو مارین جسکا جواز قرآن اور حدیث صحیح اور اکثر صحابہ کے تعامل سے معلوم ہو چکا ہے ضرور حضرت عمر کے پاس کوئی اس ممانعت کی دلیل ہوگی اور یہ کہنا حضرت عمر کا کہ مجھے برا معلوم ہوا کہ لوگ صحبت سے فارغ ہو کر حج کو جاوین انکے سرون سے پانی ٹپکتا ہوا ہو ایک قیاسی بات ہے اور ایسی قیاسی اور ذہنی خیال سے حکم شرعی بدل نہین سکتا اور حضرت عمر کا یہ منصب نہین تھا کہ وہ شارع علیہ السلام کے کسی حکم کو اپنی رائے یا تجویز سے بدلدیوین خیر جو کچھ حضرت عمر نے کیا اسکی وجہ انہی کو معلوم ہوگی لیکن ہمکو ہرگز حضرت عمر کی تقلید جائز نہین ہمکو وہی حکم دینا چاہیے جو قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اسی لیے خود حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ نے جو زہد اور تقوی اور اتباع سنت مین بے نظیر تھے اپنے باپ کا قول ترک کیا اور حدیث کے موافق تمتع کے جواز کا فتوے دیا اور حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمر کی تقلید سے تمتع سے منع کیا تو حضرت علی نے علانیہ تمتع کیا اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہون نے یہی کہا کہ مین اس کام کو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کسی کی ممانعت سے ترک کرنیوالا نہین اور عمران بن حصین نے اسحدیث مین حضرت عمر پر طعن کیا کہ انہون نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا اور ہمکو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی لازم ہے ان حدیثون سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی جب حضرت عمر کا اجتہاد جنکی اتباع کا حدیث صحیح مین حکم ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر حدیث کی مخالفت کی وجہ سے قابل لحاظ نہ ہو اور صحابہ نے انکے اجتہاد کو محض لاطائل اور لغو قرار دیا ہو تو بیچارے اور متاخرین مجتہدین کس شمار و قطار مین ہین اور انکے اقوال کی وقعت حدیث کے خلاف کتنی ہوگی ہر عاقل اسکو سمجھ لیگا عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ

اَنَّهُ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ حَتّٰى لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

وَاَصْحَابُہٗ وَلٰکِنِّیْ کَرِھْتُ اَنْ یَظَلُّوْا بِھِنَّ مُعْرِسِیْنَ تَحْتَ الْاَرَاکِ ثُمَّ یَرُوْحُوْنَ بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُسُھُمْ

ابو موسیٰ اشعری تمتع کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے ایک شخص نے انسے کہا تم اپنے بعض فتووں کو روک رکھو یا چھوڑ دو تمکو معلوم نہیں جو امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے بعد حج کے احکام میں نئے حکم دیے ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا میں اسکے بعد حضرت عمر سے ملا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمتع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہے لیکن مجھے برا معلوم ہوا کہ لوگ عورتوں سے جماع کریں پیلو کے درخت کے تلے پھر حج کو جاویں انکے سر ان سے پانی ٹپک رہا ہو **ف** اللہ معاف کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطا کو اور ان کے درجے بلند کرے اگر دلمیں کوئی بات بری بھی معلوم ہو لیکن اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہو تو اس سے منع کرنا نہیں پہونچتا اور یہ بات جو حضرت عمر نے کہی کہ جماع کرتے ہی حج کو جاویں صحابہ نے آنحضرتؐ سے عرض کردی تھی لیکن اسپر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمتع کو ہمیشہ کے لیے جائز رکھا اب یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ حکم اس سال سے خاص تھا جیسے آگے آتا ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اور مجھکو تو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عمر نے حج میں تمتع کرنے سے کیوں منع کیا اور ضرور ہے اس میں ایسی تاویل کرنا جو حضرت عمر کی جلالت شان کے خلاف نہ ہو وہ یہ کہ یہ ممانعت تنزیہاً تھی نہ تحریماً مگر اس صورت میں یہ نہیں بنتا کہ حضرت عمر لوگوں کو مارتے تھے حج کے تمتع پر اور یہ بھی ذہن میں نہیں آتا کہ جو امر جائز ہو اس سے تنزیہاً بھی کیونکر ممانعت ہو سکتی ہے بالجملہ یہ مقام مشکل ہے اور شاید حضرت عمر کی ممانعت کی کوئی اور علت ہو جس کو ہم سمجھ نہیں سکتے حضرت عمر کے ساتھ ہمارا یہی گمان ہے راضی ہو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسے **باب فَسْخِ الْحَجِّ** حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کر دینا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَھْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَا یُخَالِطُہٗ بِعُمْرَۃٍ فَقَدِمْنَا مَکَّۃَ لِاَرْبَعِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَیْتِ وَسَعَیْنَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَھَا عُمْرَۃً وَاَنْ نَحِلَّ اِلَی النِّسَآءِ فَقُلْنَا مَا بَیْنَنَا لَیْسَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَۃَ اِلَّا خَمْسٌ فَنَخْرُجُ اِلَیْھَا وَمَذَاکِیْرُنَا تَقْطُرُ مَنِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَبَرُّکُمْ وَاَصْدَقُکُمْ وَلَوْلَا الْھَدْیُ لَاَحْلَلْتُ فَقَالَ سُرَاقَۃُ بْنُ مَالِکٍ اَمُتْعَتُنَا ھٰذِہٖ لِعَامِنَا ھٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ قَالَ لَا بَلْ لِاَبَدِ الْاَبَدِ

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نرے حج کا احرام باندھا عمرے کو اس میں شریک نہیں کیا یعنے حج مفرد کا احرام باندھا قران اور تمتع نہیں کیا پھر ہم مکہ میں پہونچے جب ذیحجہ کی چار راتیں گذر چکیں تھیں جب ہمنے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی کرلی صفا اور مروہ میں تو آنحضرتؐ نے ہمکو حکم

دیا کہ ہم اس احرام کو عمرہ کر ڈالین اور حلال ہو کر اپنی عورتون سے صحبت کرین ہم نے عرض کیا کہ اب عرفہ مین صرف پانچ دن باقی ہین تو ہم عرفات کو اس حال مین نکلین گے کہ ہمارے ذکرون سے منی ٹپکتی ہوگی (یعنے جماع سے ابھی فارغ ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مین تم سب سے زیادہ نیک ہون اور زیادہ سچا ہون (یعنے جو بات مین تم سے کہتا ہون اسکو بلا تامل کرو کیونکہ میری کوی بات تقوی اور پرہیزگاری کے خلاف نہین ہو سکتی) اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو مین بھی احرام کھول ڈالتا (عمرہ کر کے اور حج کو فسخ کر دیتا) سراقہ بن مالک نے اسوقت عرض کیا کیا یہ متعہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا نہین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ف قیامت تک تمتع کرنا جائز ہے ہر ایک شخص کے لیے اس حدیث کی ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی حج کا بھی احرام باندہے لیکن ہدی ساتھ نہ ہو تو وہ مکہ مین جاکر حج کی نیت فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے پھر ذیحجہ کی ۸ تاریخ کو حج کا نیا احرام باندہے اور اُس تاریخ تک سب کام کر سکتا ہے جو احرام کی حالت مین جائز نہ تہی اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے یہ کہا کہ حج کا فسخ کرنا جائز نہین ہے لیکن تمتع کرنا یعنے میقات سے صرف عمرے کی نیت کرنا پھر ۸ تاریخ حج کا احرام باندہنا یہ درست ہے وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہین کہ ہمیشہ تک درست ہونے سے آپکا یہ مطلب ہے کہ تمتع قیامت تک درست ہے لیکن حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا یہ اسی سال سے خاص ہے اور اہلحدیث نے ظاہر حدیث کی رو سے دونو امرون کو جائز رکھا ہے قیامت تک ابن قیم نے اعلام مین کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوی دیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا پھر فتوی دیا کہ یہ مستحب ہے ضرور اس کام کو کرنا چاہئے اور یہ حکم کسی دوسرے حکم سے منسوخ نہین ہوا اور یہی دین ہے اللہ کا بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ حج کو فسخ کر ڈالنا اور عمرہ کر دینا اگر کوئی واجب کہے ان حدیثون کے رو سے تو اسکا قول قوی ہوگا بنسبت اسکے قول کے جو اس سے منع کرتا ہے الی آخرہ۔

مترجم کہتا ہے ہم تو اپنے رسول کے تابع اور پیرو ہین دنیا اور آخرت مین ہمارے نزدیک جس کام کا حکم حضرت دیوین اگر سارا زمانہ اسے خلاف تقوی کہے لیکن ہم اُسکو عین تقوی جانین گے اور بلا تامل اسکے کرنیکو ثواب سمجھینگے اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری مین اُسوقت حاضر ہوتے جب آپ دنیا مین تشریف رکھتے تھے اور آپنے یہ حکم دیا تھا تو ہم فوراً احرام کھول ڈالتے اور ایک حج کیا سیکڑون حجون کو آپکے ارشاد پر نثار کرتے اور احرام کھولکر تو کیا اگر آپ یہ حکم دیتے کہ احرام کی حالت مین عورتون سے جماع کرو تو فوراً جماع کرتے ہم تقوی کیا جانین پرہیزگاری کیا جانین جو حکم آپنے دیا وہی تقوے ہے وہی پرہیزگاری وہی سعادت وہی نیک بختی آپ تمام پرہیزگارون اور متقیون کے امام اور پیشوا تھے اور جہان بھر کے متقی اور پرہیزگار آپ کی کفش

بروا ری سی متقی اور پرہیزگار رہ سکتے ہین ورنہ کوئی تقوی اور کوئی پرہیزگاری انکے کام آنیوالے نہین ؎

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید — کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لخمس بقين من ذي القعدة لا نرى الا الحج حتى اذا دنونا امر رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يكن معه هدي ان يحل فحل الناس كلهم الا من كان معه هدي فلما كان يوم النحر دخل علينا بلحم بقر فقيل ذبح رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ازواجه ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ذیقعدہ کے پانچ دن باقی تہے ہماری نیت کچھ نہ تہی سواحج کے جب ہم مکہ پہونچے یا مکہ کے نزدیک تو آپنے حکم دیا جسکے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کہولڈالے سب لوگوننے احرام کہولڈالا مگر جنکے ساتھ ہدی تہی اونہوں نے نہیں کہولا جب یوم النحر کا دن ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے گائے کا گوشت لیے ہوئے لوگون نے کہا یہ گاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بی بیون کیطرف سے ذبح کی عن البراء بن عازب قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه فاحرمنا بالحج فلما قدمنا مكة قال اجعلوا حجكم عمرة فقال الناس يا رسول الله قد احرمنا بالحج فكيف نجعلها عمرة قال انظروا ما آمركم به فافعلوا فردوا عليه القول فغضب فانطلق ثم دخل على عائشة غضبان فرأت الغضب في وجهه فقالت من اغضبك اغضبه الله قال وما لي لا اغضب وانا آمر امرا فلا اتبع براء بن عازب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نکلے ہمنے حج کا احرام باندہا جب ہم مکہ مین آئے تو آپنے فرمایا اپنے حج کو عمرہ کردو لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمنے تو حج کا احرام باندہا تہا اسکو عمرہ کیونکر کردین آپنے فرمایا دیکہو جو مین حکم کرتا ہون تم کو اسپر عمل کرو لوگون نے پہر عرض کیا آپ غصے ہوئے بعد اسکے حضرت عائشہ پاس تشریف لیگئے اور آپ غصہ مین تہے انہوں نے آپکے مبارک چہرے پر (تمام دنیا تصدق ایسے حسین چہرے پر) غصہ دیکہا تو کہا جس شخص نے آپکو غصہ دلایا اللہ تعالی اسکو غصہ دلاوے آپنے فرمایا مین کیسے غصہ نہ ہون مین ایک کام کا حکم کرتا ہون پہر لوگ اسکی پیروی نہین کرتے

ف اور اپنے رسم و رواج باپ دادا کے اقوال بزرگون اور درویشون اور مجتہدون کے اقوال پر چلتے ہین یا ان کے اقوال کیوجہ سے سیدہی طرح چلنے مین تامل کرتے ہین یا دیر کرتے ہین یا ہیچ پیچ کرتے ہین یا تاویل بیجا سے تحقیق اور دریافت کرتے ہین یہ سب باتین دلیل ہین ضعف ایمان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو سنکر اسپر عمل کرنے مین دیر کرے صرف اس خیال سے کہ وہ حدیث اسکے ملک کی رسم و رواج کے خلاف ہے

یا اسکی ملک کے یا قوم کے یا مذہب کے عالمون اور درویشون یا اگلی بزرگون نے اسپر عمل نہین کیا تو وہ غصہ دلاتا ہے اللہ کے
رسولؐ کو اور جو اللہ کے رسولؐ کو غصہ دلاوے اسکا کہین ٹھکانا نہین جبتک توبہ نہ کرے اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اب وفات فرما چکے ہین مگر آپ کی حدیث قیامت تک باقی ہے اور حدیث کی کتابین قیامت تک موجود ہین آپ کی حدیث
جب پہونچ جاوے بشرطیکہ وہ صحیح ہو تو گویا آپ خود زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے ہین مومن کا کام یہ ہے کہ اسکو
سنتے ہی جان و دل سے قبول کرے اور فورًا اسپر عمل کرے اگرچہ تمام جہان کے مولوی ملا گرو درویش پیر مرشد
عالم مجتہد اسکے خلاف ہون اور یہ بھی ضرور ہے کہ اسپر عمل کرنے مین دل نہایت خوش اور بشاش ہو اور ذرا بھی کدورت
یا اوداسی نہ ہو بلکہ اپنے تئین بڑا خوش قسمت سمجھے کہ اسکو حدیث شریف پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی اگر ایسا نہ کرے
یعنے عمل ہی نہ کرے یا عمل تو کرے مگر ذرا بھی بچر کے ساتھہ یا کدورت یا اوداسی کے ساتھہ اس خیال سے کہ سارے جہان کے
درویش اور مولوی اور ملا اسکے خلاف ہین ہین آخر ان لوگون کا بھی تو کچھ درجہ ہے اور کچھ سمجھ کر ہی ان لوگون نے
خلاف کیا ہوگا تو یقین جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسپر غصہ ہے اور اسکا کہین ٹھکانا نہین جب
آپ ہی ناراض ہوئے اور بالغرض سارے زمانہ کے مولوی ملا یا درویش ہمسے خوش بھی ہوئے تو ہم انکی خوشی کو کیا
کرین گے پتھر پر مارین گے ایسی تیسی مین پڑے انکی خوشی وہ خوش ہون یا ناخوش ہمارے آقا ہمارے مولی ہمارے
پیغمبر ہمسے خوش رہین تو ہمارا بیڑا پار ہے یا اللہ مرتے ہی ہمکو ہمارے پیغمبر اور آل پیغمبر سے ملا دے ہم دنیا مین بھی انہی
کے پیرو تھے اور عالم برزخ اور آخرت مین بھی اونہی کے جوتیون کے پاس رہنا چاہتے ہین دنیا مین ہم کو کسی امر سے
غرض تہی نہ عقبے مین ہم کو کسی اور کا ساتھہ چاہیے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ معصوم نہ تھے اور بعض صحابہ سے
آپ کی مرضی کے خلاف کبھی بعضے کام صادر ہوتے تھے لیکن بعد اسکے وہ توبہ کرتے تھے اور اللہ تعالی انکی خطا
کو معاف کر دیتا تھا غفر اللہ لنا ولہم عن اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مُحْرِمِیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَقُمْ عَلٰی اِحْرَامِہٖ وَمَنْ لَّمْ
یَکُنْ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ قَالَتْ وَلَمْ یَکُنْ مَعِیَ ھَدْیٌ فَاَحْلَلْتُ وَکَانَ مَعَ الزُّبَیْرِ ھَدْیٌ فَلَمْ یَحِلَّ
فَلَبِسْتُ ثِیَابِیْ وَجِئْتُ اِلَی الزُّبَیْرِ فَقَالَ قُوْمِیْ عَنِّیْ فَقُلْتُ اَتَخْشٰی اَنْ اَثِبَ عَلَیْکَ اسماء بنت ابی بکر سے
روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نکلے احرام باندھکر پھر آپ نے فرمایا جس کے ساتھہ ہدی (قربانی کا
جانور) ہو تو وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس کے ساتھہ ہدی نہو وہ احرام کھولڈالے اسماء نے کہا میرے ساتھہ ہدی نہتی
تو مین نے احرام کھولڈالا اور زبیر (میرے خاوند) کے ساتھہ ہدی تھی انہون نے احرام نہین کھولا مینے اپنے کپڑے پہنے

اور زبیر کے پاس آئی اونہوں نے کہا میرے پاس سے چلی جا وہ ڈری کہیں شہوت کا جوش ہو اور جماع کر بیٹھیں انہوں نے
کہا تم ڈرتے ہو اس سے کہ میں تمہارے اوپر کود پڑوں گی **ف** یعنے میں صرف تمہارے پاس آئی ہوں کچہ تم سے لپٹتی
نہیں کہ تم کو ڈر پیدا ہو ان حدیثوں سے صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے احرام کو فسخ کرایا
اور انکو تاکید کی اسکی بلکہ غصہ ہوئے جب انہوں نے احرام کھولنے میں دیر کی اسی لیے ابن قیم نے کہا کہ اگر کوئی اسکو
واجب کہے تو ہو سکتا ہے اب یہ حدیثیں بہت اعلی درجہ کی ہیں اور انکے راوی تمام ائمہ اور ثقات ہیں اور ان میں
یہ تصریح ہے کہ یہ حکم دائمی ہے اور عام ہے خود آنحضرت کے ارشاد سے ایسا منقول ہوا اور جن حدیثوں میں یہ ہے کہ
یہ حکم خاص تہا ان لوگوں سے ان کا اسناد اعلی درجہ کا نہیں ہے اور بعض حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود نہیں فرمایا کہ یہ حکم خاص ہے تم لوگوں سے بلکہ بعض صحابہ نے اپنے ذہن سے ایسا خیال کیا جو حدیث
کے خلاف کسیطرح حجت نہیں ہو سکتا جیسا آگے آویگا **باب** مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً
جو لوگ کہتے ہیں کہ حج فسخ کرنا خاص تہا ان لوگوں سے انکی دلیل **عَنِ** الْحَارِثِ بْنِ هِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً ہلال بن حارث سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج کا فسخ کرنا اور عمرہ کر لینا
یہ خاص ہے ہم لوگوں کے لیے یا سب لوگوں کے لیے عام ہے آپنے فرمایا نہیں ہم لوگوں کے لیے خاص ہے **ف**
ممکن ہے کہ اسکا مطلب ہو کہ یہ امر خاص ہے مسلمانوں سے کیونکہ مشرکین اشہر حج میں عمرہ کرنا برا جانتے تہے پس یہ
خلاف نہوگا اگلی حدیثوں کے اور علاوہ اسکے یہ روایت شاذ ہے اور اس کے راوی اوس درجہ کے نہیں جیسے جابر
کی حدیث کے راوی ہیں اور جابر کی روایت کا بہت اعتبار ہے حج کے باب میں اور اسکے راوی سب امام اور ثقہ ہیں اور
ہلال بن حارث فقہائے صحابہ میں سے نہیں ہیں نہ کثیر الروایت ہیں نہ مشہور ہیں ساتہہ کثرت علم اور فضل کے جیسے
جابر ہیں **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً ابوذر غفاری
نے کہا حج کا متعہ خاص تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے **ف** یہ ابوذر کی رائے ہے جو صریح ارشاد نبوی
کے مقابل حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے خود مخالفین نے بہی اسکو ترک کیا ہے کیونکہ وہ متعہ حج کے لیے جائز کہتے ہیں
البتہ فسخ حج کو ان صحابہ سے خاص کہتے ہیں **باب** السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ میں دوڑنے کا بیان
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هَذَا فِي نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَهَا اللَّهُ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عروہ سے روایت ہے مینے حضرت عائشہ سے کہا مین سمجھتا ہون اگر سعی نکرون صفا اور مروہ کے بیچ مین تو کچھ قباحت نہین (اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہ ان یطوف بہما یعنے کچھ گناہ نہین اسپر سعی کرنے مین) انھون نے کہا اللہ تو یون فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ تعالی کی نشانیون مین سے ہین پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو اسپر گناہ نہین سعی کرنے مین اگر تو جیسا سمجھتا ہے (کہ سعی واجب نہین ہے اس آیت کی رو سے) ایسا ہوتا تو اللہ تعالی یون فرماتا اوسپر گناہ نہین ہے اگر سعی نہ کرے اور یہ آیت انصار کے کچھ لوگون مین اتری وہ جب لبیک پکارتے تو مناۃ (جو مشہور بت تھا عرب مین) کے نام سے پکارتے انکو درست نہوتا سعی کرنا صفا اور مروہ مین (انکے اعتقاد کے موافق) جب وہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انھون نے اسکا ذکر کیا اسوقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری (کہ صفا اور مروہ دونون اللہ کی نشانیان ہین ان مین سعی کرنا کچھ برا نہین ہے جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے) اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ وتعالی اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نکرے صفا اور مروہ کے بیچ مین **ف** تو سعی واجب ہے اور ارکان حج مین سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور اہلحدیث وغیرہم کا اور بعضون نے کہا وہ نفل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک کردے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہوجاویگا اور اہلحدیث اور شافعی کہتے ہین کہ سعی فرض ہے اور رکن ہے حج کا پہلا رکن احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احمد اور شافعی نے جیبہ سے نکالا مرفوعًا سعی کرو کیونکہ اللہ نے فرض کیا تمپر سعی کو اسکے اسناد مین عبد اللہ بن مومل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے صفیہ سے (روضہ) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِشَيْبَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُولُ لَا يُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا شیبہ کی ایک ام ولد سے روایت ہے کہ مینے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ سعی کرتے تھے صفا اور مروہ کے بیچ مین اور فرماتے تھے ابطح کو طے نہ کیا جاوے مگر دوڑ کر **ف** ابطح ایک مقام ہے صفا اور مروہ کے بیچ مین وہان دوڑ کر سعی کرنا چاہیے اب وہان دو نشانیان بنادی ہین حاجیون کے پہچاننے کے لیے انکو میلین اخضرین کہتے ہین یہ سنت حضرت ہاجرہ سے نکلی وہ پانی کی تلاش مین یہان سات بار دوڑی تھین عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ

اَسْعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْعٰی وَاِنْ اَمْشِ فَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَاَنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر میں دوڑوں صفا اور مروہ کے بیچ میں تو میں نے دیکھا آنحضرت کو دوڑتے ہوئے اور اگر میں چلوں تو میں نے دیکھا آپ کو چلتے ہوئے بھی اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں **ف** دوڑ سکتا بھی نہیں مطلب ابن عمر کا یہ ہے کہ دوڑنا اور معمولی چال سے چلنا دونوں طرح سنت ہے اور اگر چلنا سنت نہ بھی ہو تب بھی چلنے میں میرے لیے قباحت نہیں کیونکہ میں بوڑھا ہوں ناتواں

بَابُ الْعُمْرَۃِ عمرہ کا بیان

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّہُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحَجُّ جِہَادٌ وَالْعُمْرَۃُ تَطَوُّعٌ طلحہ بن عبیداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے **ف** حنفیہ کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے کہ عمرہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اور ترمذی نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کیا عمرہ واجب ہے آپ نے فرمایا نہیں لیکن عمرہ کرنا افضل ہے اور بعض حنفیہ نے اسکو واجب کہا ہے قاضیخان نے اسی قول کو صحیح کہا ہے (انجاح) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَہٗ وَصَلّٰی وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ وَکُنَّا نَسْتُرُہٗ مِنْ اَہْلِ مَکَّۃَ لَا یُصِیْبُہٗ اَحَدٌ بِشَیْءٍ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ نے عمرہ کیا تو آپ نے طواف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا اور آپ نے نماز پڑھی ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم آپ کی آڑ کیے رہتے مکہ والوں سے ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو صدمہ پہونچاوے (کیونکہ مکہ والے اسوقت آپ کے دشمن تھے)

بَابُ الْعُمْرَۃِ فِیْ رَمَضَانَ رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان

عَنْ وَہْبِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً وہب بن خنبش سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے (ثواب میں) **عَنْ** ہَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً ہرم بن خنبش سے بھی ایسے ہی روایت ہے **ف** خنبش بفتح خاء معجمہ اور سکون نون بروزن جعفر یہ ہرم کے باپ کا نام ہے وہ ایک صحابی تھے جو کوفہ میں اکر رہے تھے **عَنْ** اَبِیْ مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً ابو معقل سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے

بَابُ الْعُمْرَۃِ فِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے کا بیان

عن ابن عباس قال لم یعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ذی القعدۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ نہیں کیا مگر ذیقعدہ میں عن عائشۃ قالت لم یعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ذی القعدۃ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ نہیں کیا مگر ذیقعدہ میں

باب العمرۃ فی رجب رجب میں عمرہ کرنے کا بیان عن عروۃ قال سئل ابن عمر فی ای شہر اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی رجب فقالت عائشۃ ما اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رجب قط وما اعتمر الا وھو معہ تعنی ابن عمر عروہ سے روایت ہے ابن عمر سے پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مہینہ میں عمرہ کیا انہوں نے کہا رجب میں حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور آپ نے جب عمرہ کیا تو ابن عمر آپ کے ساتھ تھے (لیکن وہ مہینہ بھول گئے اور غلطی سے رجب کہدیا)

باب العمرۃ من التنعیم تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنا ف تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر اب لوگ عمرے کا احرام اکثر وہیں سے باندھتے ہیں عن عبد الرحمن بن ابی بکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یردف عائشۃ فیعمرھا من التنعیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمان بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ سوار کر کے لیجاویں اور انکو عمرہ کرا دیں تنعیم میں ف عمرے کا احرام حرم سے باہر نکلکر باندھنا چاہیے یہ مقام بہ نسبت اور مقاموں کے قریب ہے اسلیے آپ نے حضرت عائشہ کو وہیں سے عمرہ کرانے کا حکم دیا اب ایک مسجد بھی اس مقام میں ہے اسکو لوگ مسجد عائشہ کہتے ہیں اور وہاں ایک حوض بھی ہے پانی کا عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع نوافی ھلال ذی الحجۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد منکم ان یھل بعمرۃ فلیھلل فلولا انی اھدیت لاھللت بعمرۃ قالت فکان من القوم من اھل بعمرۃ ومنھم من اھل بحج فکنت انا ممن اھل بعمرۃ قالت فخرجنا حتی قدمنا مکۃ فادرکنی یوم عرفۃ وانا حائض لم احل من عمرتی فشکوت ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعی عمرتک وانقضی راسک وامتشطی واھلی بالحج قالت ففعلت فلما کانت لیلۃ الحصبۃ وقد قضی اللہ حجنا ارسل معی عبد الرحمن بن ابی بکر فاردفنی وخرج الی التنعیم فاحللت بعمرۃ فقضی اللہ حجنا وعمرتنا ولم یکن فی ذلک ھدی ولا صدقۃ ولا صوم ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع میں عین بقر عید کے چاند پر آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ پکارے اور اگر میں ہدی ساتھ نہ لاتا تو میں بھی عمرے کا احرام پکارتا

حضرت عائشہ نے کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرے کا احرام باندہا بعضوں نے حج کا احرام باندہا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندہا تھا خیر ہم نکلے یہانتک کہ مکہ میں پہونچے اتفاق ایسا ہوا کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں حائضہ تھی ابھی میں نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میرا حج فوت ہوا آپ نے فرمایا عمرے کو چھوڑ دے اور اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندہ لے حضرت عائشہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی (یعنے بارہویں شب ذیحجہ کی) اور اللہ تعالی نے ہمارا حج پورا کر دیا تو آپ نے میرے ساتھ عبد الرحمان کو بھیجا اونہوں نے اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اونٹ پر اور تنعیم کو گئے میں نے عمرہ کا احرام باندہا اس عمرے کی قضا کی جو حج آجانے سے چھوڑ دیا تھا غرض اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارا حج اور عمرہ دونوں کو پورا کرایا اور نہ ہدی ہمپر لازم ہوئی نہ صدقہ دینا پڑا نہ روزے رکھنا ہوئے **ف** کیونکہ ہدی تو تمتع میں واجب ہے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے اور حضرت عائشہ کا تو حج مفرد ہوا بوجہ عمرہ چھوڑ دینے کے حج مفرد میں ہدی واجب نہیں ہے اور محصب ایک مقام ہے منا اور مکہ معظمہ کے بیچ بارہویں یا تیرہویں تاریخ جب حاجی منا سے لوٹتے ہیں تو تھوڑی دیر وہان اترتے ہیں اس مقام کو ابطح بھی کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہان اترے تھے اور اسکی وجہ ادا شکر کے سوا اور کچھ نہ تھی اور وہ ادائے شکر یہ تھا کہ قریش کے کافروں نے آپ کو اور بنی ہاشم کو اسیمقام میں تنگ کیا تھا اور آپس میں عہد کیا تھا کہ بنی ہاشم سے ہم کوئی معاملہ اور نکاح شادی نکرینگے جبتک وہ محمد کو ہمارے سپرد نکرین تو آپنے شکر یہ کیا کہ یا تو ایک زمانہ وہ تھا جب کافرون کا ایسا غلبہ تھا یا ایک زمانہ یہ آیا کہ اللہ تعالی نے سارا مکہ فتح کرا دیا اور اسلام کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا

باب مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ جس نے بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندہا

عن اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ غُفِرَ لَهٗ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت المقدس سے احرام باندہا عمرہ کا (اور مکہ میں آکر عمرہ ادا کیا اور احرام کھولا) تو اسکی بخشش کیجاوے گی

عن اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ اَيْ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِعُمْرَةٍ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندہا بیت المقدس سے تو وہ کفارہ ہو جاویگا اسکے اگلے گناہوں کا ام سلمہ نے کہا میں بیت المقدس سے عمرہ کی نیت سے نکلی

باب كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ مِنْ قَابِلٍ وَالثَّالِثَةَ
مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک عمرہ
حدیبیہ دوسرے عمرہ قضا دوسرے سال پر تیسرے عمرہ جعرانہ سے کیا جو مکہ سے نو میل ہے طائف کی طرف اور چوتھا عمرہ حج کے
ساتھ کیا ف مشکوۃ میں انس سے مروی ہے کہ یہ سب عمرے ذیقعدہ میں تھے سوا اس عمرے کی جو حج کے ساتھ کیا
اور بعضوں نے کہا جعرانہ کا عمرہ شوال میں تھا غرض عمر بھر میں آپ نے یہی چار عمرے کیے ہیں بلکہ تین ہی عمرے کس لیے
کہ حدیبیہ میں عمرہ پورا نہیں ہوا کافروں نے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا چنانچہ دوسرے سال اسی عمرے کی قضا کی لہذا
کل آپ نے تین عمرے کیے اور ایک حج کیا **بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى** منا کو جانے کا بیان **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ
غَدَا إِلَى عَرَفَةَ ابن عباس سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھوین تاریخ ذیحجہ کی یعنی یوم الترویہ
کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر منا میں پڑھی پھر صبح کو نوین تاریخ عرفات میں تشریف لے گئے **عَنِ**
ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِمِنًى ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ابن عمر رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں منا میں پڑھتے پھر ان کو خبر دیتے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بھی ایسا ہی کرتے (یعنے آٹھوین تاریخ ذیحجہ کو صبح ہی منا کو روانہ ہو جاتے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا
اور نوین تاریخ کی فجر وہیں پڑھتے جیسے اوپر گذرا) **بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى** منا میں اترنے کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ
قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ حضرت عائشہ سے روایت ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے لیے ایک گھر نہ بناویں منا میں آپ نے فرمایا نہیں منا میں جو آگے پہونچ جاوے
اسیکا ٹھکانا ہے **ف** یعنے منا کا میدان وقف ہے حاجیوں کے لیے وہ کسی کے خاص ملک نہیں ہے اور جو شخص
پہلے پہونچے اور کسی جگہہ اتر جاوے تو دوسرا اسکو وہاں سے اوٹھا نہیں سکتا مکان بنانے میں ایک جا پر اپنا
قبضہ اور حق کر لینا ہے کہ دوسرا وہاں اتر نہیں سکتا اسلیے آپ نے اسکی اجازت نہ دی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ
قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا يُظِلُّكَ قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں
یہ ہے ہم آپکے لیے ایک گھر نہ بناویں جو آپ پر سایہ رکھے اخیر تک **بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ** منا
سے عرفات کو جانیکا بیان **عَنْ** أَنَسٍ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ
مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ وَمِنَّا مَنْ يُهِلُّ فَلَمْ يَعِبْ هٰذَا عَلَى هٰذَا وَلَا هٰذَا عَلَى هٰذَا وَرُبَّمَا

قال ھٰؤلاءِ علی ھُدًی او ھٰؤلاءِ علی ھُدًی انس سے روایت ہے ہم صبح ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ہی
کے دن (یعنے نویں ذیحجہ کو) منا سے عرفات کو گئے ہم میں سے کوئی تکبیر کہتا تھا کوئی تہلیل لا الہ الا اللہ نہ اس نے اس پر عیب
کیا نہ اس نے اس پر یا یوں کہا کہ نہ انہوں نے عیب کیا ان پر نہ انہوں نے ان پر (مطلب یہ ہے کہ ذکر الٰہی ہر ایک کرتا تھا کوئی
ذکر ہو) **باب المنزل بعرفۃ** عرفات میں کہاں اترے **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان ینزل بعرفۃ فی وادی نمرۃ قال فلما قتل الحجاج ابن الزبیر ارسل الی ابن عمر ای ساعۃ کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یروح فی ھذا الیوم قال اذا کان ذلک رحنا فارسل الحجاج رجلا ینظر ای
ساعۃ یرتحل فلما اراد ابن عمر ان یرتحل قال ازاغت الشمس قالوا لم تزغ بعد فجلس ثم قال ازاغت
الشمس قالوا لم تزغ بعد فجلس ثم قال ازاغت الشمس قالوا لم تزغ بعد فجلس ثم قال ازاغت الشمس
قالوا نعم فلما قالوا قد زاغت الشمس ارتحل قال وکیع یعنی راح ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں وادی نمرہ میں اترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور عرفات میں اب وہاں ایک مسجد ہے) جب
حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو شہید کیا تو ابن عمر سے پوچھوا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے دن کون سے
وقت نکلتے تھے (نماز اور خطبہ کے لیے) ابن عمر نے کہا جب یہ وقت آویگا تو ہم خود چلیں گے حجاج نے ایک آدمی کو
بھیجا کہ وہ دیکھتا رہے ابن عمر کب نکلتے ہیں جب ابن عمر نے کوچ کا ارادہ کیا تو پوچھا کیا سورج ڈھل گیا لوگوں نے کہا ابھی نہیں ڈھلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا
سورج ڈھل گیا لوگوں نے کہا نہیں ڈھلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا سورج ڈھل گیا لوگوں نے کہا نہیں ڈھلا وہ بیٹھ گئے پھر پوچھا کیا سورج ڈھل گیا لوگوں نے کہا ہاں
جب لوگوں نے کہا سورج ڈھل گیا تو وہ چلے **باب الموقف بعرفات** عرفات میں کہاں ٹھہرے **عن** علی قال وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بعرفۃ فقال ھذا الموقف وعرفۃ کلھا موقف امیر المومنین حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم عرفات میں ٹھہرے اور فرمایا عرفات سب ٹھہرنے کی جگہ ہے اور یہی موقف ہے (یعنے ٹھہرنے کی جگہ) **عن**
یزید بن شیبان قال کنا وقوفا فی مکان نباعدہ من الموقف فاتانا ابن مربع فقال انی رسول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکم یقول کونوا علی مشاعرکم فانکم الیوم علی ارث من
ارث ابراھیم یزید بن شیبان سے روایت ہے ہم عرفات میں ایک مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے لیکن ہم اسکو دور سمجھتے
تھے ٹھیرنے کی جگہ سے اتنے میں (زید یا یزید یا عبد اللہ) بن مربع ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا رسول ہوں تمہاری طرف تم لوگ اپنے اپنے مقاموں میں رہو (یعنے جہاں ٹھیرے ہو وہیں رہو) تم آج
وارث ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے **ف** اس سے معنی کر کہ انکی سنت پر چلتے ہو معلوم ہوا ساری عرفات میں کہیں

بھی ٹھیرنا کافی ہو اور ہر ایک میں یہ سنت ادا ہو جاتی ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقف سے دور بھی ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَفَةَ وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ اِلَّا مَا وَرَاءَ الْعَقَبَةِ جابر بن عبداللہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سارا عرفہ ٹھیرنے کی جگہ ہے اور بطن عرفہ سے اوٹھ جاؤ وہاں نہ ٹھیرو وہ شیطان کی جگہ ہے) اور سارا مزدلفہ ٹھیرنے کی جگہ ہے لیکن بطن محسر میں نہ ٹھیرو (وہ عذاب کی جگہ ہے) اور ساری منا نحر (قربانی) کی جگہ ہے مگر جمرہ عقبہ کے پرے (کیونکہ وہاں پر منا کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے **بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ** عرفات کی دعا کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبَ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الظَّالِمَ فَاِنِّيْ اٰخُذُ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ قَالَ اَيْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ الْجَنَّةَ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَا رَاَيْتُ مِنْ جَزَعِهٖ عباس بن مرداس سلمی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دعا کی مغفرت کی عرفہ کے پیچھے پہر کو تو آپ کو جواب ملا اللہ تعالیٰ کی طرف سی کہ میں نے بخشدیا تیری امت کو مگر جو ان میں ظالم ہو (کسی پر ظلم کرے یعنے ناجائز جبر مال یا جان یا عزت کا) اس سے تو میں مظلوم کا بدلہ ضرور لونگا آپ نے فرمایا اے مالک اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیوے اور ظالم کو بخشدیوے (یعنے مظلوم کو جنت دیکر اسکو راضی کردے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ معاف کردے) لیکن اس شام کو (یعنے عرفہ کی شام کو) اسکا جواب نہیں ملا جب صبح ہوئی آپکو مزدلفہ میں تو آپ نے پھر یہی دعا کی اللہ جل جلالہ نے آپ کی درخواست قبول کی اور آپ ہنسی یا آپ نے تبسم فرمایا (خوشی سے) تو ابوبکر اور عمر نے عرض کیا ہماری ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اسوقت میں کبھی نہیں ہنستے تھے (یعنے حج کے مقاموں میں کیونکہ یہ عبادت اور دعا کو مقام ہیں) تو آج کیوں ہنسے اللہ آپکو ہنستا ہی رکھے آپ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی اور میری امت کو بخشدیا تو اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر پر ڈالنے لگا اور کہنے لگا ہائے خرابی ہائے تباہی تو مجھے ہنسی آگئی جب میں نے اسکا تڑپنا دیکھا **ف** تو معلوم ہوا کہ آپ کی امت امت مرحوم

اور مغفورہ ہی اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہے گا آپ کی اُمت میں سے اسکے حقوق العباد بھی معاف کردیگا اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ جب ہر ایک قسم کے گناہ کی مغفرت کا اللہ نے وعدہ کرلیا تو اب گناہ سے زیادہ ڈرنا اور پرہیز کرنا کیا ضرور ہے کیونکہ جیسے اس حدیث میں مغفرت کا وعدہ ہے ویسے ہی سیکڑوں آیتوں اور حدیثوں میں ظالموں کے لیے سخت مواخذہ اور سخت عذاب کی وعید آئی ہے اور مغفرت اور تعذیب دونوں کا احتمال ہے پس موہوم امید پر گناہ کر بیٹھنا دانائی کے خلاف ہی دوسرے یہ کہ اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوع کہا ہے لیکن نکالا اسکو ابوداؤد نے ادب میں اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اور حافظ ابن حجر نے ایک رسالہ لکھا ہے قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج اور اس میں ثابت کیا ہے حاجیوں کے تمام گناہ بخشدیا جانا اور اس حدیث کو اور کئی شاہد ذکر کیے ہیں اور ابن جوزی پر رد کیا ہے (شاہ عبد الغنی) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰٓؤُلَاۗءِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنے آدمی کسیدن اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد نہیں کرتا جتنے عرفہ کے دن کرتا ہے اور پروردگار آج کے دن نزدیک ہوجاتا ہے پھر اور نزدیک ہوتا ہے پھر اپنے بندوں کی وجہ سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں ف یعنی کس چیز کی خواہش میں اسقدر بے کسی کے ساتھ اس میدان میں جمع ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے میں نے انکو بخشدیا **باب** مَنْ اَتٰى عَرَفَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ جو شخص رات میں ۱۰ تاریخ کی صبح سے پیشتر آجاوے ف اگرچہ دسویں رات ہی کو سہی غرض دسویں کے طلوع فجر سے پہلے ایک ساعت بھی عرفات کا وقوف پالیوے تو حج ہوگیا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ وَاَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ نَجْدٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الْحَجُّ قَالَ الْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ جَآءَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ اَيَّامُ مِنًى ثَلٰثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهٗ فَجَعَلَ يُنَادِيْ بِهِنَّ عبد الرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہا جب آپ عرفات میں ٹھیرے تھے آپ پاس کچھ لوگ آئے نجد کے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حج کیونکر ہے آپنے فرمایا حج عرفات میں ٹھیرنا ہے پھر جو کوئی صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ کی رات میں (یعنے دسویں رات میں) عرفات میں آجاوے اسکا حج پورا ہوگیا اور منا میں تین دن رہنے کے ہیں (۱۱-۱۲-۱۳) لیکن اگر

اگر کوئی دو دن کے بعد چلا جاوے (۱۲-کو) تب بھی اسپر گناہ نہیں ہے اور جو ٹھیرا رہے اسپر بھی گناہ نہیں ہے پھر آپ نے ایک شخص کو اپنے ساتھ سوار کر لیا وہ لوگوں سے پکار کر یہ کہہ رہا تھا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ نَجْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى مَا اَرٰى لِلثَّوْرِيِّ حَدِيْثًا اَشْرَفَ مِنْهُ عبدالرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا عرفات میں آپ پاس کچھ لوگ نجد کے آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری محمد بن یحیے نے کہا میں ثوری کی کوئی حدیث اس سے بہتر نہیں پاتا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ الطَّائِيِّ اَنَّهُ حَجَّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُدْرِكِ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ بِجَمْعٍ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَنْضَيْتُ رَاحِلَتِيْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ اِنْ تَرَكْتُ مِنْ جَبَلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلٰوةَ وَاَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضٰى تَفَثَهٗ وَتَمَّ حَجُّهٗ عروہ بن مضرس طائی سے روایت ہے انہوں نے حج کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو اسوقت پہونچے جب لوگ مزدلفہ میں تھے عروہ نے کہا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے اپنی اونٹنی کو دبلا کیا (دور کا سفر کر کے) اور خود تکلیف اٹھائی قسم خدا کی میں نے تو کوئی ٹیلہ (اپنے ملک سے یہاں تک) نہ چھوڑا جسپر میں نہ ٹھیرا ہوں تو میرا حج ہو گیا آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہو اور عرفات میں ٹھیر کر لوٹے رات یا دنکو اس نے اپنا میل کچیل دور کیا اور اسکا حج پورا ہوا **بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ** عرفات سے لوٹنے کا بیان عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حِيْنَ دَفَعَ عَنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِيْ فَوْقَ الْعَنَقِ اسامہ بن زید سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر چلتے تھے جب عرفات سے لوٹے انہوں نے کہا آپ عنق (ذرا تیز چال) چلتے تھے (اونٹ پر) پھر جب خالی جگہہ پاتے تو نص کرتے (یعنے دوڑاتے یہ چال یعنے نص عنق سے زیادہ ہے وکیع نے ایسا ہی کہا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَتْ قُرَيْشٌ نَحْنُ قَوَاطِنُ الْبَيْتِ لَا نُجَاوِزُ الْحَرَمَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے قریش کے لوگ بولے ہم تو بیت اللہ کے رہنے والے ہیں حرم کے باہر نہیں جاتے (پس وہ عرفات کا وقوف نہیں کرتے تھے کیونکہ عرفات حل میں ہے لیکن قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات کو جاتے تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری پھر وہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں (یعنے عرفات سے **بَابُ**

النُّزُولِ بَيْنَ عَرَفَاتٍ وَجَمْعٍ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اگر کچھ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ میں اتر سکتا ہے عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُ عِنْدَهُ الْأُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ قُلْتُ الصَّلٰوةَ قَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى جَمْعٍ أَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ اسامہ بن زید سے روایت ہے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوٹا (عرفات سے) جب آپ اس گھاٹی پر آئے جہاں امیر اترا کرتے ہیں تو آپ اترے اور پیشاب کیا اور وضو میں نے عرض کیا نماز پڑھ لیجیے (مغرب کی) آپ نے فرمایا نماز آگے ہے (مزدلفہ میں مغرب اور عشا ملا کر پڑھنا چاہیے) جب مزدلفہ میں پہنچے تو اذان دی اقامت کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد کسی نے اپنا کجاوہ بھی نہیں کھولا (یعنی کچھ دیر نہیں کی) کہ کھڑے ہوئے اور عشا کی نماز پڑھی **بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِجَمْعٍ** مزدلفہ میں دو نمازیں مغرب عشا جمع کرنا عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ابوایوب انصاری سے روایت ہے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی مغرب اور عشا کی حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَلَمَّا أَنَخْنَا قَالَ الصَّلٰوةُ بِإِقَامَةٍ ابن عمر سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جب ہم نے اونٹوں کو بٹھلا دیا تو آپ نے فرمایا نماز پڑھو یعنے عشا کی اور صرف تکبیر کہی عشا کے لیے **ف** اذان ندی عینی نے کہا اس مسئلہ میں چھ قول ہیں ایک یہ کہ دونوں نمازوں کے لیے اقامت کہی جاوے اذان نہ کہی جاوے دوسرے یہ کہ اقامت بھی صرف ایک بار کہی جاوے اور اذان بالکل نہ دیجاوے تیسرے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان دیجاوے اور اقامت دونوں کے لیے کہی جاوے اور یہی صحیح قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دیجاوے اور دوسری کے لیے نہ اذان ہو نہ اقامت حنفیہ کا یہی مذہب ہے پانچویں یہ کہ دونوں کے لیے اذان اور اقامت ہو امام مالک کا یہی مذہب ہے چھٹی یہ کہ کسی نماز کے لیے نہ اذان دی جاوے نہ اقامت اور اصل اس اختلاف کی یہ ہے کہ ابن عمر سے اسباب میں مختلف روایتیں آئی ہیں کہ ایک میں جمع بلا اذان اور بلا اقامت اور ایک میں باقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ اور اقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ واقامتین واللہ اعلم اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور صاحبین کا یہ قول ہے کہ ظہر اور عصر تو ایک اذان اور دو اقامت سے جمع کی جاویں اور مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے **بَابُ الْوُقُوفِ بِجَمْعٍ** مزدلفہ میں ٹھیرنے

کا بیان عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نُفِيضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ كَيْمَا نُغِيرُ وَكَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَخَالَفَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ عمرو بن میمون سے روایت ہے ہمنے حج کیا حضرت عمر کے ساتھ جب ہمنے مزدلفہ سے لوٹنا چاہا تو انہوں نے کہا مشرک کہا کرتے تھے ای ثبیر (ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں منا کو جانیوالے کو بائیں ہاتھ پر) چمک جا تاکہ ہم لوٹیں اور وہ مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے جبتک آفتاب نہ نکلتا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا خلاف کیا اور مزدلفہ سے لوٹے (منا کو) سورج نکلنے سے پہلے **ف** جب عرفات سے لوٹ کر چلے نویں تاریخ کو تو راہ میں مغرب کی نماز نہ پڑھی بلکہ مغرب اور عشا دونوں مزدلفہ میں آنکر پڑھے ملا کر عشا کیوقت میں پھر رات مزدلفہ ہی میں گذارے اور صبح ہوتے ہی نماز پڑھکر طلوع آفتاب سے پہلے منا کو روانہ ہوجاوے غرض مزدلفہ میں رات کو رہنا سنت ہے اور جو لوگ مزدلفہ میں رات بسر نہیں کرتے یا ٹہیرتے ہی نہیں وہ ایک بدعت کرتے ہیں جس سے حاکم کو منع کرنا چاہیے اور جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس پر ایک دم واجب ہوگا اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا رکن ہے حج کا اس صورت میں اسکی ترک سے حج باطل ہوجاوے گا اور اسکا تدارک دم سے ہوسکیگا اور رات کو رہنے سے یہ مطلب ہے کہ آدہی رات کے بعد مزدلفہ میں ٹہیرے اگرچہ ایک ساعت ہی سہی اگر اس سے پہلے چلدیگا تو دم لازم ہوگا لیکن اگر فجر ہونے سے پہلے پھر وہاں لوٹ آوے تو دم ساقط ہوجاوے گا بہرحال رات کی نصف ثانی میں تھوڑی دیر یا فجر تک مزدلفہ میں ٹہیرنا ضرور ہے (روضہ) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرٌ أَفَاضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَقَالَ لِتَأْخُذْ أُمَّتِي نُسُكَهَا فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا ابوالزبیر سے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں لوٹے (مزدلفہ سے) اطمینان کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اطمینان سے چلنے کا حکم دیا اور جب منا میں پہونچے تو حکم دیا انکو ایسے کنکریاں مارنیکا جو دو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں (یعنے چھوٹی چھوٹی کنکریوں کا) اور وادی محسر میں (جو مزدلفہ کے اور منا کے بیچ میں ہے وہاں اصحاب الفیل پر عذاب اترا تھا) جانور کو جلد چلایا اور فرمایا میری امت کے لوگ حج کے ارکان سیکھ لیویں اب مجھے امید نہیں کہ اس سال کے بعد میں ان سے ملوں **ف** آپکو معلوم ہوگیا تھا کہ وفات کا زمانہ قریب ہے ایسا ہی ہوا کہ حجۃ الوداع کے تھوڑے دنوں کے بعد آپنے انتقال فرمایا عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ غَدَاةَ جَمْعٍ يَا بِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ أَوْ أَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ

فِي جَمْعِكُمْ هٰذَا فَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ وَاَعْطٰى مُحْسِنَكُمْ مَا سَأَلَ اِدْفَعُوْا بِسْمِ اللّٰهِ بلال بن رباح سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی صبح کو بلال سے فرمایا اے بلال لوگوں کو خاموش کر پھر آپؐ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بہت فضل کیا تم پر اس مزدلفہ میں تو بخشدیا تم میں سے گنہگار شخص کو نیک شخص کے طفیل سے اور جو نیک تھا تم میں سے اسکو دیا جو کچھ اس نے مانگا (یعنے اسکی دعا قبول ہوئی) اب لوٹو اللہ کا نام لیکر باب مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ لِرَمْيِ الْجِمَارِ جو شخص کنکریاں مارنے کو پہلے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے ف مزدلفہ سے لوگ اکثر فجر کی نماز پڑھکر چلتے ہیں لیکن منا میں پہونچ پہونچتے تک جمرہ کے پاس جہاں کنکریاں مارتے ہیں ہجوم ہوجاتا ہے اور ہجوم میں عورتوں اور بچوں کو کنکریاں مارنے میں دقت اور تکلیف ہوتی ہے اس لحاظ سے اگر عورتوں اور بچوں کو آدھی رات گئے بعد مزدلفہ سے روانہ کردیا جاوے تو اس میں قباحت نہیں تاکہ وہ لوگوں سے پہلے سورج نکلتے ہی کنکریاں مارنے سے فارغ ہوجاویں اور اگر عورتیں اور بچے سورج نکلنے سے پیشتر ہی کنکریاں ماریں تو درست ہے لیکن بڑے آدمیوں کو سورج کے بعد مارنا چاہیے (وحیدیہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ لَنَا مِنْ جَمْعٍ فَجَعَلَ يَلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ زَادَ سُفْيَانُ فِيْهِ وَلَا اِخَالُ اَحَدًا يَرْمِيْهَا حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو یعنے عبد المطلب کے اولاد میں چھوٹے بچوں کو کنکریاں مزدلفہ سے دیکر آگے روانہ کردیا تو آپؐ ہمارے رانوں پر آہستہ سے مارتے تھے اور فرماتے تھے اے چھوٹے بیٹو جمرے پر کنکریاں مت مارنا یہاں تک کہ سورج نکل آوے سفیان نے اپنی روایت میں زیادہ کیا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے کنکریاں مارتا ہو ف یوم النحر کو یعنے دسویں تاریخ صرف جمرۃ العقبہ پر کنکریاں مارتے ہیں جس کو اب لوگ بڑا شیطان کہتے ہیں اور اس دن سورج نکلتے ہی کنکریاں ماری جاتی ہیں پھر ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں مارتے ہیں لیکن تیسرے پہر کو اس کی وجہ یہ ہے کہ یوم النحر کو اور بہت سے کام کرنا ہوتے ہیں جیسے حلق اور قربانی وغیرہ تو اس دن سویرے کنکریاں مارنے سے فراغت حاصل کرنا ضرور ہے اور دنوں میں کوئی کام نہیں ان دنوں میں تیسرے پہر کو مارنا کافی ہے اور یہ سب کنکریاں مزدلفہ سے چنکر لانا چاہیے اس حساب سے کہ اگر صرف ۱۲ تاریخ تک ٹھہرنا چاہے تو ۴۹ کنکریاں لانا کافی ہیں اور جو ۱۳ تاریخ تک ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو ۷۰ کنکریاں لاوے اور یوم النحر کو سات کنکریاں مارے اور باقی دنوں میں اکیس اکیس ہر جمرے پر سات سات کنکریاں اور ضرور ہے کہ یہ کنکریاں چھوٹی چھوٹی ہوں چنے کے برابر اگر بڑی کنکریاں مارے تو بھی درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو صدمہ پہونچنے کا ڈر ہے عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ ابن عباس سے روایت ہے میں ان لوگوں میں تھا جنکو آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آگے بھیجدیا تھا مزدلفہ سے منا کو اپنے گھروالوں کو کم طاقت لوگوں میں عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَدْفَعَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ دَفْعَةِ النَّاسِ فَأَذِنَ لَهَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ ایک بھاری عورت تھیں تو انہوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اجازت چاہی مزدلفہ سے چلے جانیکی لوگوں کی روانگی سے پہلے آپنے انکو اجازت دی **بَابُ قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ** کتنی بڑی کنکریاں مارنا چاہیے عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى بَغْلَةٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ سلیمان بن عمرو نے اپنی ماں سے روایت کیا ہیں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوم النحر میں دیکھا جمرہ عقبہ کے پاس آپ ایک خچر پر سوار تھے اور فرماتے تھے اے لوگو جب تم کنکریاں مارو تو ایسی جو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں یعنے چھوٹی جنکو عربی میں حصے الخذف کہتے ہیں عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقُطْ لِي حَصًى فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ أَمْثَالَ هَؤُلَاءِ فَارْمُوا ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صبح کو فرمایا آپ اپنی اونٹنی پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چن دیئے آپکے لیے سات کنکریاں چنیں جیسے خذف میں ہے آپ انکو اپنی ہتھیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے بس ایسی ہی کنکریاں پھینکو پھر آپنے فرمایا اے لوگو بچو تم دین میں سختی کرنے سے (یعنے افراط اور غلو سے) تم سے پہلے لوگ اسی غلو کی وجہ سے تباہ ہوئے **ف** غلو یہ ہے کہ کسی کام کو حد سے بڑھا دینا اور اس میں ضرورت سے زیادہ سختی کرنا مثلاً کنکریاں پھینکنے کا حکم ہے تو چھوٹی کنکریاں کافی ہیں اب غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے کنکر یا پتھر اور اسکو زیادہ ثواب سمجھے دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اور حماقت کی دلیل ہے یہ بھی غلو ہے کہ مثلاً کسی نے ایک مستحب یا سنت کو ترک کیا تو لگے اسکو برا کہنے گالیاں دینے مارنے اگر کوئی سنت کو ترک کرے تو صرف نرمی سے اسکو حدیث سنا دینا کافی ہے اگر فرض کو ترک کرے تو سختی سے اسکو حکم کرنا چاہیے لیکن اس زمانہ میں یہ حال ہو گیا ہے کہ فرض ترک کرنے والوں کو کوئی برا نہیں کہتا بے نمازی اور شراب خوار سے صحبت اور دوستی رکھتے ہیں لیکن اذان میں کوئی انگوٹھے نہ چومے یا مولود شریف میں قیام نہ کرے تو اسکے دشمن ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک

انتہا کا غلو ہے اور ایسی ہی باتوں کی وجہ سے مسلمان تباہ ہو گئے اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا **باب** مِنْ اَیْنَ تُرْمٰی جَمْرَۃُ الْعَقَبَۃِ جمرہ عقبہ پر کہاں سے کنکریاں مارنا چاہیے **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ لَمَّا اَتٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ وَاسْتَقْبَلَ الْکَعْبَۃَ وَجَعَلَ الْجَمْرَۃَ عَلٰی حَاجِبِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ رَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ ھٰھُنَا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ عبد الرحمن بن زید سے روایت ہے جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے تو وادی کے نشیب میں گئے اور کعبہ کی طرف مونہہ کیا اور جمرہ عقبہ کو اپنے داہنے ابرو پر کیا پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہا پھر کہا قسم اس معبود کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں جنپر سورہ بقرہ اتری (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہوں نے یہیں سے کنکریاں ماریں **عن** سُلَیْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ عَنْ اُمِّہٖ قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَۃِ الْعَقَبَۃِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ فَرَمَی الْجَمْرَۃَ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ انْصَرَفَ سلیمان بن عمرو بن احوص نے اپنی ماں سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا یوم النحر میں جمرہ عقبہ کے پاس آپ وادی کے نشیب میں گئے اور جمرے کو مارا سات کنکریوں سے اور ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر لوٹے **عن** اُمِّ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ ام جندب سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** اِذَا رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ لَمْ یَقِفْ عِنْدَھَا جب جمرہ عقبہ کو مار چکے تو ٹھہرے نہیں بعد اس کے وہاں کھڑا نہ ہو بلکہ اپنے ٹھکانے کی طرف یا اور کہیں چل دیوے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ وَلَمْ یَقِفْ عِنْدَھَا وَذَکَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ ابن عمر نے جمرہ عقبہ کو مارا اور وہاں ٹھہرے نہیں دعا کے لیے جیسے اور دونوں جمروں کے پاس رمی کے بعد دعا کرتے ہیں اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ مَضٰی وَلَمْ یَقِفْ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جمرہ عقبہ پر مارتے تو چلے جاتے وہاں ٹھہرتے نہیں **باب** رَمْیِ الْجِمَارِ رَاکِبًا سوار ہو کر کنکریاں مارنا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَمَی الْجَمْرَۃَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ کو مارا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر **عن** قُدَامَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْعَامِرِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَمَی الْجَمْرَۃَ یَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَۃٍ لَہٗ صَھْبَآءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْکَ اِلَیْکَ قدامہ بن عبد اللہ عامری سے روایت ہے

بینے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے جمرہ کو مارا یوم النحر کو ایک اونٹنی پر سوار رہکر جو سفید اور سرخ رنگ تہی
نہ اسوقت کسیکو مارتے تہے نہ ہٹاتے تہے اور نہ یہ کہتے تہے دور ہو **ف** یعنی آپکی سواری اور دنیادار امیرون کیطرح نتھی
کہ سامنے لوگون سے کہین ہٹو بچو دور ہو **باب** تاخیر رمی الجمار من عذر عذر سے کنکریان مارنے مین دیر کرنا
عن ابی البداح بن عاصم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص للرعاء ان یرموا یوما ویدعوا
یوما عاصم بن عدی سے روایت ہی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالون کو اجازت دی کہ ایک دن
رمی کرین اور ایک دن رمی نہ کرین **ف** کیونکہ وہ اونٹ چرانے کیلیے منا سے دور چلے جاتے ہین انکو روز رمی کے
لیے منا مین آنا دشوار ہے اس لیئے دو دن کی رمی ایک دن آنکر کرسکتے ہین مثلاً یوم النحر کو رمی کرکے چلے جاوین پہر
باران تاریخ کو نہ کرین بارہوین کو آنکر دونون دن کی رمی ایکبار کرلین **عن** ابی البداح بن عاصم عن ابیہ
قال رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرعاء الابل فی البیتوتۃ ان یرموا یوم النحر ثم یجمعوا
رمی یومین بعد النحر فیرمونہ فی احدہما قال مالک ظننت انہ قال فی الاول منہما ثم یرمون
یوم النفر عاصم سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالون کو اجازت دی کہ نحر کے دن رمی کر
لین پہر دو دن کی رمی ۱۱ تاریخ کو کرین یا باران تاریخ کو ۱۲ تاریخ کی بہی رمی کرلین امام مالک نے کہا جو راوی
ہین اسحدیث کی مجہہ کو گمان ہی کہ اسحدیث مین عبداللہ بن ابی بکر نے یہ کہا کہ پہلے دن رمی کرین یعنے یوم النحر کو پہر جسدن
کوچ کرنے لگین اسدن رمی کرلین (دونو دنون کی) **باب** الرمی عن الصبیان بچون کیطرف سے دوسرا شخص
رمی کرسکتا ہے **عن** جابر قال حججنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعنا النساء والصبیان
فلبینا عن الصبیان ورمینا عنہم جابر سے روایت ہی ہمنے حج کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اور
ہمارے ساتھہ عورتین تہین اور بچے بہی تہے توہم نے بچون کیطرف سے لبیک پکاری اور انکی طرف سے رمی کی
ف ترمذی کی روایت مین ہی کہ ہم عورتون کیطرف سے لبیک پکارتے اور بچون کی طرف سے رمی کرتے ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہین پہچانتے مگر اسیطریق سے اور اہل علم نے اسپر اجماع کیا کہ عورت خود لبیک کہے لیکن
بلند آواز سے نہ کہے اور عورت کی طرف سے دوسرا لبیک نہین کہہ سکتا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ رمی جمار اگر خود نہ کرسکے
کسی عذر کی وجہ سے مثلاً بیمار ہو تو دوسرے کو وکیل کرسکتا ہی **باب** متی یقطع الحاج التلبیۃ حاجی لبیک کہنا
کب موقوف کرے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ ابن عباس
سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک فرماتے رہے یہانتک کہ آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی روز یوم النحر کو

بس اسوقت سے لبیک موقوف کی کیونکہ احرام پورا ہوگیا **عن** ابن عباس قال قال الفضل ابن عباس کنت ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما زلت اسمعہ یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ فلما رماھا قطع التلبیۃ ابن عباس سے روایت ہے فضل بن عباس نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا تو میں ہمیشہ سنتا تھا آپ لبیک کہتے تھے یہانتک کہ آپنے رمی کی جمرہ عقبہ کی جب اسکی رمی کی تو لبیک کہنا موقوف کردیا **باب** ما یحل للرجل اذا رمی جمرۃ العقبۃ جب آدمی جمرہ عقبہ کی رمی کرے تو اب کونسی باتیں اسکو درست ہوگئیں **عن** ابن عباس قال اذا رمیتم الجمرۃ فقد حل لکم کل شیء الا النساء فقال لہ رجل یا ابا عباس والطیب فقال اما انا فقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضمخ رأسہ بالمسک افطیب ذلک ام لا ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم جمرہ عقبہ کی رمی کر لو تو اب تمکو سب باتیں درست ہوگئیں (جو احرام میں منع تھیں) سوا عورتوں کے ایک شخص بولا اے ابو العباس اور خوشبو لگانا (یعنے یہی ابھی درست نہیں ہوا) انہوں نے کہا میں نے تو آنحضرت کو دیکھا آپ اپنے سر پر مشک لگاتے تھے (رمی کے بعد) تو مشک خوشبو ہے یا نہیں **ف** خوشبو ہے بلکہ سب خوشبوؤں سے بڑھکر ہے اہلحدیث اور حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یوم النحر کو جہاں جمرہ عقبہ کی رمی کی تو سب چیزیں درست ہوگئیں ایک عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں جبتک طواف الافاضہ یعنی طواف الزیارت طواف الصدر نکرے طواف کے بعد پھر صحبت بھی درست ہوجاویگی اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ خوشبو بھی درست نہوگی جبتک طواف سے فارغ نہووے **فائدہ** یوم النحر کو جب رمی سے فارغ ہو تو قربانی کرے اگر قربانی اسپر واجب ہو پھر سر منڈاوے یا بال کتراوے اور غسل کرے اور کپڑے بدلے اور خوشبو لگاوے اور مکہ میں جاکر بیت اللہ کا طواف کرے اسکو طواف الافاضہ اور طواف الصدر اور طواف الزیارت کہتے ہیں اور یہ ایک بڑا رکن ہے حج کا اور فرض ہے پھر منا میں لوٹ آوے اور ظہر کی نماز منا میں آکر پڑھے ایسا ہی حدیث میں وارد ہے اب سب چیزیں حلال ہوگئیں یہانتک کہ عورتوں سے صحبت کرنا بھی اور مستحب ہے کہ یہ طواف رمی اور نحر اور حلق کے بعد کیا جاوے اگر کسینے اس طواف کو یوم النحر کو ادا نکیا تو ۱۱ یا ۱۲ کو کر لیوے اسپر دم نہوگا لیکن جب تک یہ طواف نہ کریگا حج پورا نہوگا اور عورتیں درست نہونگی **عن** عائشۃ قالت طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ حین احرم ولاحلالہ حین احل حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبو لگائی احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت **باب** الحلق سر منڈانے کا بیان **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اغفر

لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالوں کو لوگوں نے عرض کیا اور کترانیوالوں کو آپ نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالوں کو تین بار یہی فرمایا لوگوں نے عرض کیا اور بال کترانے والوں کو آپ نے فرمایا اور بال کترانیوالوں کو **ف** حلق یعنے سر منڈانا اور تقصیر یعنے بال کترانا دونو جائز ہیں لیکن حلق افضل ہے یہ اس حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نے تین بار دعا کی حلق کرانے والوں کیلیے غرض حلق افضل ہے حج میں اور غیر حج میں حلق کو مکروہ رکھا ہے بوجہ مشابہت خوارج کے اور اکثر علماء نے مکروہ نہیں کہا غیر حج میں بھی لیکن عمدہ یہ ہے کہ سر پر بال رکھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا اب حلق اور تقصیر ایک رکن ہے حج کا اور حنفیہ کے نزدیک وہ رکن نہیں ہیں اور حلق اور قصر ساری سر کا ضرور نہیں صرف تین بالوں کا فرض ادا کرنیکے لیے کافی ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر کا ضروری ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر سر کا اور امام مالک کے نزدیک کل سر کا اور یہی ثابت ہے حدیث کی رو سے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرانیوالوں پر لوگوں نے عرض کیا اور قصر کرانیوالوں پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور قصر کرانیوالوں پر **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ وَاحِدَةً قَالَ اِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوْا ابن عباس سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور قصر کرانیوالوں کے لیے ایک بار اسکی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا حلق کرانے والوں نے شک نہیں کی **ف** ملکہ جس حکم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی بار بیان کیا اسی پر عمل کیا قرآن شریف میں ہے محلقین رؤسکم ومقصرین تو پہلے حلق کو ذکر فرمایا

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَاْسَهٗ جس نے اپنے سر کی تلبید کی **ف** تلبید کہتے ہیں بالوں کو جما لینا گوند وغیرہ سے تاکہ پریشان نہ ہوں اور گرد و غبار سے سر محفوظ رہے احرام کے وقت بعض لوگ ایسا کرتے ہیں **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ ابن عمر سے روایت ہے ام المومنین حفصہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور آپ نے ابتک احرام نہ کھولا عمرے کا آپ نے فرمایا میں نے تو تلبید کی تھی اپنے سر کی اور ہدی کی تقلید کی تھی میں جب تک نحر نہ کروں حلال نہیں ہو سکتا **ف** اس سے معلوم ہوا

کو تلبید جائز بلکہ مسنون ہے **عن** سالم عن ابیه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یهل ملبدا ابن
عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک پکار رہے تھے سر کو تلبید کیے ہوئے **باب**
الذبح ذبح کرنے کا بیان **عن** جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم منی کلها منحر وکل فجاج
مکة طریق ومنحر وکل عرفة موقف وکل المزدلفة موقف جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ساری منا قربانی کی جگہہ ہے اور مکہ کی سب راہیں رستہ ہیں اور قربانی کی جگہہ ہیں اور سارا عرفات ٹھہرنے
کی جگہہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھیرنے کی جگہہ ہے **باب** من قدم نسكا قبل نسك ایک شخص نے پچھلے ایک رکن
کو بھول کر دوسرے رکن سے پہلے ادا کیا تو کچھ قباحت نہیں ہے **عن** ابن عباس قال ما سئل رسول الله صلی الله
علیه وسلم عمن قدم شیئا قبل شیء الا یلقی بیدیه کلتیهما لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پوچھے گئے اس سے کہ ایک رکن دوسرے رکن پر مقدم ہو گیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ
کیا یعنے کچھ حرج نہیں ہے **عن** ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسال یوم منی
فیقول لا حرج لا حرج فاتاه رجل فقال حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج قال رمیت بعد ما
ما امسیت قال لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگ پوچھتے تھے منا کے دن
آپ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں ہے کچھ حرج نہیں ہے ایک شخص نے کہا میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں دوسرا بولا میں نے رمی کی شام کو آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں **عن** عبد الله بن عمرو ان النبی صلی الله
علیه وسلم سئل عمن ذبح قبل ان یحلق او حلق قبل ان یذبح قال لا حرج عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اگر کوئی ذبح کرے حلق سے پہلے یا حلق کرے ذبح سے پہلے تو آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں **عن** جابر بن عبد الله یقول قعد رسول الله صلی الله علیه وسلم بمنی یوم النحر للناس فجاءه
رجل فقال یا رسول الله انی حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج ثم جاءه آخر فقال یا رسول الله
انی نحرت قبل ان ارمی قال لا حرج فما سئل یومئذ عن شیء قدم قبل شیء الا قال لا حرج جابر
بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی تعلیم کے لیے بیٹھے منا میں نحر کے دن
تو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر دوسرا
شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ میں نے نحر کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر اس دن جس بات سے آپ پوچھے
گئے جو پہلے کی گئی دوسری بات سے آپ نے یہی فرمایا کچھ حرج نہیں ہے **ف** صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ

جمرہ کے پاس کھڑے تھے ایک شخص آیا بولا میں نے حلق کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کرلی کچھ حرج نہیں دوسرا بولا میں نے
ذبح کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کرلے کچھ حرج نہیں ہے تیسرا بولا میں نے طواف افاضہ کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا
رمی کرلے کچھ حرج نہیں ہے غرض جس جس چیز سے اسدن سوال ہوا آپ نے فرمایا اب کرلے کچھ حرج نہیں اور اہلحدیث کا عمل
انہی حدیثوں پر ہے کہ ان اعمال کی اگر تقدیم و تاخیر سہو سے ہوجاوے تو کچھ نقصان نہیں دم لازم آویگا اور یہی قول ہے
شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور جمہور کا اور نخعی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم ہوگا اور اگر
قارن ہو تو دو دم دیوے اور صاحبین اہلحدیث کی موافق ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ جو
حج میں کسی بات کو مقدم یا موخر کرے وہ ایک دم دیوے اور طحاوی نے بھی اسکو نکالا اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف
ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے تو اتنی احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہوگی **باب رَمْيِ الْجِمَارِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ** ایام تشریق
میں کنکریاں مارنا یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ ذیحجہ کو) **عن** جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ جابر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھا آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی چاشت کے وقت اور اسکی بعد جو رمی کی (یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ کو) وہ زوال
کے بعد کی **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ
قَدْرَ مَا إِذَا فَرَغَ مِنْ رَمْيِهِ صَلَّى الظُّهْرَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رمی کرتے تھے
جب سورج ڈھل جاتا اس انداز سے کہ رمی کر کے جب فارغ ہوتے تو وہ وقت ہوتا جب ظہر کی نماز پڑھتے **ف**
مطلب یہ ہے کہ رمی ایسے وقت پر کرتے کہ رمی سے فراغت اسوقت ہوتی جسوقت ظہر کا معمولی وقت ہوتا یعنے روز
جسوقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے وہ وقت آجاتا **باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ** یوم النحر کے خطبہ کا بیان **عن**
سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَ
أَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ
إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي
بَلَدِكُمْ هَذَا أَبَدًا وَلَكِنْ سَيَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِي بَعْضِ مَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَيَرْضَى بِهَا أَلَا وَكُلُّ
دَمٍ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ مَا أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي
بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ

وَلَا تُظْلَمُوْنَ اَلَا يَا اُمَّتَاهُ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عمرو بن احوص سے روایت ہی مینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع مین اے لوگو کون سا دن زیادہ حرمت کا ہے تین بار یہ فرمایا لوگون نے کہا حج اکبر کا دن **ف** حج اکبر کہتے ہین حج کو اور حج اصغر عمرہ کو اور حج اکبر کا دن یوم النحر ہے یا عرفہ یا سارے دن حج کے اور عوام مین جو مشہور ہے کہ حج اکبر اس حج کو کہتے ہین جس مین عرفہ جمعہ کے دن آوے اسکی شریعت مین کوئی اصل نہین ہے لیکن بعض حدیثین اس مضمون کی آئین ہین جن سے اس حج کی زیادہ فضیلت نکلتی ہے جس مین عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو **ف** آپ نے فرمایا تو تمھاری جانین اور تمھارے مال اور تمھاری عزتین آپس مین حرام ہین جیسے اسدن کی حرمت ہی اس مہینہ مین اس شہر مین تمھارے آگاہ رہو جو کوئی قصور کریگا اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا (نہ اسکے باپ یا بیٹے سے) اور باپ کے قصور کا مواخذہ بیٹے سے نہ ہوگا نہ بیٹے کے قصور کا باپ سے آگاہ رہو شیطان نا امید ہوگیا کہ اب پھر پوجا جاوے تمھاری اس شہر مین لیکن بعض کامون مین جنکو تم حقیر جانتے ہو اسکی اطاعت کروگے وہ اسی سے خوش ہو جاویگا (مثلاً آپس مین لڑنے اور نا اتفاقی اور خصومت مین) آگاہ رہو ہر ایک خون جاہلیت کے زمانے کا باطل کر دیا گیا (یعنے اب اسکا مطالبہ اور مواخذہ نہ ہوگا) اور پہلا خون جو مین جاہلیت کے زمانے کے خونون مین سے معاف کرتا ہون وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے (جو دودھ پیا کرتا تھا بنی لیث کے لوگون مین اسکو ہذیل کے لوگون نے مار ڈالا اور بنی ہاشم ہذیل سے اس خون کا دعوی کہتے تھے) آگاہ رہو ہر ایک جاہلیت کے زمانہ کا سود لغو اور معاف ہے تم اپنا اصل مال لے لو نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو آگاہ رہو لے میری امت مینے اللہ کا حکم تم کو پہونچا یا یا نہین تین بار یہ فرمایا لوگون نے عرض کیا ہان پہنچا یا آپ نے فرمایا یا اللہ تو گواہ رہو (تین بار یہ فرمایا کہ مینے تیرا حکم تیرے بندونکو پہونچا دیا) **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِّنًى فَقَالَ نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ يَعْنِيْ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مَنْ وَّرَاءَهُمْ جبیر بن مطعم سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد خیف مین منا مین کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالی تازہ کرے اس شخصکو جو میری بات سنے پھر اسکو پہونچا دیوے (دوسرے شخصکو) اسلیے کہ بعض ایسے لوگ مین جو فقہ کی بات سنتے ہین لیکن وہ خود فقیہ نہین ہین اور بعض ایسے ہین کہ فقہ کی بات سنکر اسکو پہونچاتے ہین جو اُنسے زیادہ فقیہ ہی تین باتین ہین جن مین مومن خیانت نہین کرتا (یعنے تقصیر) ایک تو خالص اللہ کے لیے عمل کرنے مین (نہ ریا اور مکر کے لیے)

دوسرے مسلمان حاکموں کی خیرخواہی کرنے میں تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لگے رہنے میں اسلیے کہ مسلمانوں کی دعا انکو پیچھے سے گھیر لیتی ہے یعنے شیطان کا مکر جماعت پر نہیں چلتا جو جماعت سے الگ ہوا شیطان اسکو لیگیا عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو علی ناقتہ المخضرمۃ بعرفات فقال أتدرون أی یوم ھذا وأی شھر ھذا وأی بلد ھذا قالوا ھذا بلد حرام وشھر حرام ویوم حرام قال الا وان اموالکم ودماءکم علیکم حرام کحرمۃ شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا فی یومکم ھذا الا وانی فرطکم علی الحوض واکاثر بکم الامم فلا تسودوا وجھی الا وانی مستنقذ اناسا ومستنقذ منی اناس فاقول یا رب اصیحابی فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسوقت آپ اپنی کنکٹی اونٹنی پر سوار تھے عرفات میں آپنے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہی کونسا مہینہ ہے کونسا شہر ہے لوگون نے کہا یہ حرام شہر ہے حرام مہینا ہی حرام دن ہے آپنے فرمایا تمہارے مال اور خون بھی ایسے ہی حرام ہین ایک دوسرے پر جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے تمہاری اس شہر مین اس دن مین آگاہ رہو مین تمہارا پیش خیمہ ہون حوض کوثر پر اور مین تمہاری وجہ سے اور امتون پر اپنی امت کی کثرت بتلاؤن گا تو میرا منہ ست کالا کرنا یعنے میرے بعد برے کام کرنا کہ قیامت کے دن اور امتون کے مقابل مین شرمندہ ہوان بلکہ ایسے عمدہ کام کرنا کہ مجھکو اور امتون کے سامنے فخر حاصل ہو تم سے) آگاہ رہو بعض لوگون کو مین چھوڑاؤن گا (عذاب کے فرشتون سے یا دوزخ سے شفاعت کرکے) اور بعض لوگ مجھسے چھڑائے جاوینگی (میرے پاس سے انکو فرشتے چھینکر لیجاوینگے) مین کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہین لے مالک مالک فرماویگا تو نہیں جانتا جو انہون نے نئی گن تیرے بعد ف یعنے تیری وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مسلمانون کو مارا سید و لاکو شہید کیا یہ سب ظالم دوزخ مین ڈالدیے جاوینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا جیسے انجیل شریف مین ہے اور اصحاب سے مراد یہان یہ ہے کہ میری امت کے لوگ ہین عن ابن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقف یوم النحر بین الجمرات فی الحجۃ التی حج فیھا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ای یوم ھذا قالوا یوم النحر قال فای بلد ھذا قالوا ھذا البلد الحرام قال فای شھر ھذا قالوا شھر الحرام قال ھذا یوم الحج الاکبر ودماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ ھذا البلد فی ھذا الیوم ثم قال ھل بلغت قالوا نعم فطفق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم اشھد ثم ودع الناس فقالوا ھذہ حجۃ الوداع ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو جمرات پاس کھڑے ہوئے

جس سال آپ نے حج کیا یعنے حجۃ الوداع میں، تو آپ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کیا یہ یوم النحر ہے آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے عرض کیا یہ بلد حرام ہے آپ نے فرمایا کونسا مہینہ ہے لوگوں نے عرض کیا حرام مہینہ ہے آپ نے فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے اور تمہارے خون تمہارے مال تمہاری عزتیں بھی اسیطرح حرام ہیں تم پر جیسے اس شہر کی حرمت اس مہینے اس دن میں پھر آپ نے فرمایا کیا مینے پہونچا یا انہوں نے کہا ہاں تب آپنے فرمانا شروع کیا یا اللہ تو گواہ رہ پھر لوگوں کو رخصت کیا تب لوگوں نے کہا یہ وداع یعنے رخصت کا حج ہے **ف** اس حج کے تھوڑے دنوں کے بعد آپ کی وفات ہوئی اسواسطے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہیں **باب** زِیَارَةِ الْبَیْتِ طواف الزیارت کا بیان **عن** عائشۃ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَّرَ طَوَافَ الزِّیَارَةِ اِلَی اللَّیْلِ حضرت عائشہ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف الزیارت میں دیر کی رات تک **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَرْمُلْ فِی السَّبْعِ الَّذِیْ اَفَاضَ فِیْہِ قَالَ عَطَاءٌ وَلَا رَمَلَ فِیْہِ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل نہیں کیا طواف الزیارت کے سات چکروں میں عطا نے کہا طواف الزیارت میں رمل نہیں ہے (بلکہ طواف القدوم میں ہے) **باب** الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ زمزم کا پانی پینا **عن** مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَالِسًا فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ جِئْتَ قَالَ مِنْ زَمْزَمَ قَالَ فَشَرِبْتَ مِنْہَا کَمَا یَنْبَغِیْ قَالَ وَکَیْفَ قَالَ اِذَا شَرِبْتَ مِنْہَا فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَتَنَفَّسْ ثَلٰثًا وَتَضَلَّعْ مِنْہَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اٰیَةَ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ اَنَّہُمْ لَا یَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ محمد بن عبد الرحمان بن ابی بکر سے روایت ہے میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص آیا انہوں نے کہا تو کہاں سے آیا وہ بولا زمزم کے پاس سے ابن عباس نے کہا تو نے اس میں سے پیا جیسا چاہیے وہ بولا کیونکر ابن عباس نے کہا جب تو زمزم کا پانی پیے تو کعبہ کیطرف منہ کر اور اللہ کا نام لے اور تین بار دم لے اور سیر ہو کر پی پھر جب فارغ ہو تو اللہ تعالی کا شکر کر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان نشان یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر زمزم کا پانی نہیں پیتے **ف** زمزم کا پانی فوراً ملا کھاری ہے منافق اسکو سیر ہو کر نہیں پیتے مومنین اسکو متبرک سمجھ کر خوب سیر ہو کر پی لیتے ہیں اور شفا حاصل کرتے ہیں **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَہٗ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے زمزم اس فائدے کے لیے ہے جسکیواسطے وہ پیا جاوے **ف** اگر شفا کے لیے پیے تو شفا حاصل ہوگی

اگر پیٹ بھرنیکے لیے تو پیٹ بھر جاوے کھانیکی احتیاج نہ ہوگی اگر تشنگی رفع کرنیکے لیے تو تشنگی دفع ہوجاویگی بہرحال جس نیت
سے پیوے ہی فائدہ خدا چاہے تو حاصل ہوگا خواہ دنیا کا فائدہ ہو یا آخرت کا یہ حدیث کو حاکم نے بھی نکالا اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور صحیح کہا اور ابن حبان نے اور بہت سے دین کے اماموں نے زمزم کو مختلف اغراض سے پیا ہے
اور جو غرض تھی وہ حاصل ہوئی ہے عبداللہ بن مبارک نے کہا مجھ سے ابن ابی الموال نے حدیث بیان کی محمد بن منکدر
سے انھون نے جابر سے پھر ذکر کیا اس حدیث کو عبداللہ نے کہا مین اسکو قیامت کے دن تشنگی رفع کرنیکے لیے پیتا ہون اور
زمزم کا پانی تمام پانیون سے افضل ہے یہانتک کہ کوثر کے پانی سے بھی کیونکہ زمزم کے پانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا سینہ دھویا گیا اور جس شخص کا پیٹ زمزم سے بھرے وہ علم سے بھر جاویگا

باب دُخُولِ الْكَعْبَةِ

کعبے کے اندر جانیکا (یعنے داخل کا) بیان عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْفَتْحِ الْكَعْبَةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَنُ بْنُ شَيْبَةَ فَأَغْلَقُوهَا عَلَيْهِمْ مِنْ دَاخِلٍ فَلَمَّا خَرَجُوا سَأَلْتُ بِلَالًا
أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ صَلَّى عَلَى وَجْهِهِ حِينَ دَخَلَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ
عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ لُمْتُ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ سَأَلْتُهُ كَمْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسدن مکہ فتح ہوا کعبہ کے اندر گئے آپکے ساتھ بلال تھے اور عثمان بن شیبہ پھر
انھون نے اندر سے دروازہ بند کر لیا (تاکہ زیادہ لوگ نہ آجاوین اور ہجوم سے طبیعت پریشان ہو عبادت نہ ہوسکے)
جب وہ باہر نکلے تو مین نے بلال سے پوچھا آپنے کہان نماز پڑھی انھون نے کہا آپنے اپنے منہ کے سامنے نماز پڑھی جب
دونو عمودون (ستونون) کی بیچ مین تشریف لے گئے داہنے طرف پھر مینے اپنے تئین ملامت کی کہ بلال سے یہ کیون
نہ پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی رکعتین پڑھین (ابن عمر یہ پوچھنا اسوقت بھول گئے) عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِي وَهُوَ قَرِيرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ ثُمَّ رَجَعَ
إِلَيَّ وَهُوَ حَزِينٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِي وَأَنْتَ قَرِيرُ الْعَيْنِ وَرَجَعْتَ وَأَنْتَ حَزِينٌ
فَقَالَ إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ فَعَلْتُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ أَتْعَبْتُ أُمَّتِي مِنْ
بَعْدِي حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے نکلے آپ خوش تھے اور بشاش پھر
جب لوٹکر میرے پاس آئے تو غمگین تھے مینے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ میرے پاس سے تشریف لے گئے تھے تو خوش
مزاج تھے اور لوٹکر آئے تو غمگین (اسکی وجہ کیا ہے) آپنے فرمایا مین کعبے کے اندر گیا اور جب جا چکا تو مین نے
آرزو کی کاش مینے یہ کام نہ کیا ہوتا مین ڈرتا ہون کہ میری امت کو تکلیف ہو میرے بعد ف سبحان اللہ

آپ کا فرمانا کیسا ٹھیک ہوا حاجی لوگ جتنی تکلیف داخلی مین اُٹھاتے ہین اتنی شاید کسی بات مین نہ اٹھاتے ہون گے سال بھر مین مرتبہ عام داخلی ہوتی ہے اس مین تو کسیکو کعبہ کے اندر جانا ممکن ہی نہین ہوتا بغیر سخت تکلیف اٹھائے ہوئے دھکے کھانا بدن چھلنا کپڑے پھٹنا ہاتھ پاؤن پر صدمہ آنا یہ امور ضرور ہوتے ہین اور داخلی خاص مین کعبہ کے مجاور فی حاجی ایک ریال لیتے ہین مین اس داخلی خاص مین گیا ہون یہ بھی تکلیف سے خالی نہین ہوئی دروازہ پر سے کوئی ہیکل حبشی جسنے ریال دیا اسکو بازو پکڑکر ادھر لے لیتے ہین بعض اوقات بازو اوکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیچے اور حاجی اسکے پاؤن سے لٹک جاتے ہین اب وہ دو طرف کھینچا جاتا ہے غرض اس کشاکشی کے بعد جب اندر گیا تو ہجوم اور گرمی کے مارے نہ نماز پڑھی جاتی ہے نہ جی لگتا ہے مشکل سے دو تکبیر پڑھکر بھاگنے کو جی چاہتا ہے اب نکلنا اندر جانے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے اکثر آدمی داخلی کے بعد بیمار ہو جاتے ہین مین بھی جانیکو تو گیا لیکن اندر جاکر بہت پچھتایا کہ یہ ایک ریال اگر غریبون کو دیتے تو اس سے زیادہ ثواب ہوتا اب رہا کعبہ کے اندر جانیکا ثواب تو وہ آسانی سے یون حاصل ہو سکتا ہے کہ حطیم کے اندر چلا جاوے وہان نماز پڑھے حطیم کعبے کے اندر داخل ہے **باب** الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى منا کی راتون مین مکہ مین رہنا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ أَيَّامَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ سے اجازت مانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منا کے دنون مین رات مکہ مین گذارنے کی کیونکہ زمزم کے پلانے کا کام انکے سپرد تھا آپنے انکو اجازت دی **ف** یہ اجازت خاص طور پر بنی عذر کیوجہ سے ورنہ ہر شخص کو منا کے دنون مین یہ ضرور ہے کہ رات منا مین بسر کرے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُرَخِّصِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَحَدٍ يَبِيتُ بِمَكَّةَ إِلَّا لِلْعَبَّاسِ مِنْ أَجْلِ السِّقَايَةِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اجازت ندی کہ منا کے دنون مین مکہ مین رات گذارے مگر عباس کو اسلیے کہ پانی پلانے کا کام انکے سپرد تھا یعنے حجاج کو زمزم کا پانی دینا **باب** نُزُولِ الْمُحَصَّبِ محصب مین اترنیکا بیان **ف** محصب اور ابطح ایک مقام کا نام ہے درمیان منا اور مکہ کے اسکا قصہ اوپر گذر چکا ہے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ نُزُولَ الْأَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ إِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابطح مین اترنا (منا سے لوٹتے وقت) سنت نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان اسلیے اترے تھے کہ آپکو آسانی ہو مدینہ کی طرف روانہ ہونے مین **ف** اختلاف ہے علما کا کہ محصب مین اترنا سنت ہے یا نہین

اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ سنت نہیں ہے بلکہ اتفاقاً ابو رافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ آپ کے بغیر حکم وہاں لگا دیا تھا اسوجہ سے آپ وہاں ٹھیرے لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ وہ بھی سنت ہے حج میں اور ابن عمر کا یہی قول ہے اور ابن عباس نے کہا کہ محصب میں اترنا کوئی چیز نہیں امام محمد نے موطا میں کہا کہ محصب میں اترنا اچھا ہے لیکن اگر کوئی نہ اترے تو اسپر کچھ گناہ نہیں اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَدْلَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ النَّفْرِ مِنَ الْبَطْحَاءِ اِدْلَاجًا عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچ کی رات کو بطحا کیطرف سے رات کو روانہ ہوئے (مدینہ کیطرف) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُوْنَ بِالْاَبْطَحِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان سب ابطح میں اترا کرتے تھے

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ

رخصت کا طواف **ف** یہ واجب ہے جمہور علماء کے نزدیک مکہ سے نکلتے وقت اور مالک اور ابوداؤد اور ابن منذر نے کہا وہ سنت ہے اور اگر کوئی ترک کرے تو کچھ گناہ نہیں سبل السلام میں ہے کہ اس طواف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمل نہیں کیا اور رات کو سحر کے قریب یہ طواف کیا اور فجر کی نماز حرم میں پڑھی اس میں سورہ طور پڑھی پھر منادی کرائی کوچ کی اور مدینہ کو روانہ ہوئے ذوالحلیفہ میں رات کو رہے جب مدینہ کو دیکھا تین بار اللہ اکبر کہا اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ پھر دن کو مدینہ میں داخل ہوئے (روضہ) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے لوگ ہر طرف کو جا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کوچ نہ کرے یہانتک کہ آخری کام اسکا مکہ میں (طواف ہو بیت اللہ کا) **ف** امام محمد نے کہا اسکو طواف الصدر اور طواف الوداع کہتے ہیں اور یہ واجب ہے آفاقی پر اور مستحب ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت کرے اگر پہلے سے کرلے تو بھی جائز ہے اور اگر عورت حائضہ ہو یا نفساء ہو تو یہ طواف اسکے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا یعنے اس طواف کیلیے اسکو ٹھیرے رہنا ضرور نہیں چلی جاوے یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْفِرَ الرَّجُلُ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ آدمی کوچ کرے اور اخیر اسکا کام بیت اللہ کے پاس نہ ہو (یعنے طواف الوداع نہ کرے) **ف** جب حاجی لوگ یہ طواف کرتے ہیں تو گویا کعبے سے رخصت ہوتے ہیں اکثر لوگوں پر اسوقت رقت طاری ہوتی ہے

بعض زار زار روتی ہین جیسے اپنے عزیز بچے یا مان باپ سے جدا ہوے جب طواف کر چکے تو دوگانہ مقام ابراہیم پاس ادا کرکے ملتزم سے لپٹ کر دعا کرے اور حجر اسود کا اخیر بوسہ دیکر الٹے پاؤن پہرے حسرت سے کعبہ کو دیکھتا ہوا اسکی جدائی پر روتا ہوا اور دل مین نیت کرے کہ خدا تعالی پہر اسکو یہان لاوے **بَابُ الْحَائِضِ تَنْفِرُ قَبْلَ اَنْ تُوَدِّعَ** رخصت کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض آیا طواف الافاضہ کے بعد (جو فرض ہے) مین نے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کیا ہمکو اسی نے روک رکہا ہے مینے عرض کیا وہ طواف افاضہ کر چکے ہین اسکے بعد انکو حیض آیا آپ نے فرمایا تو پہر روانہ ہو **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَقُلْتُ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى مَا اُرَاهَا اِلَّا حَابِسَتَنَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ طَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ فَلَا اِذَنْ مُرُوْهَا فَلْتَنْفِرْ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کو پوچہا مینے عرض کیا انکو حیض آیا آپ نے فرمایا بانجھ سر منڈی یہ ترجمہ ہے محاورے کا عقری حلقی کا خفگی کے وقت عورت کو اس لقب سے یاد کرتے ہین اصل عقرے کے معنے یہ ہین کہ زخمی یا حلق مین چوٹ یا اپنی قوم کو تباہ کرنیوالی زخمی کرنے والی یا بانجھ جسکی اولاد نہ ہو (اور) اسی نے ہمکو روک رکھا ہے مین سمجھتا ہون ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ طواف الزیارت کر چکی ہین یوم النحر کو آپ نے فرمایا تو پہر ہمکو رکنے کی ضرورت نہین حکم کرو اسکو روانہ ہونے کے لیے **ف** ابن منذر نے کہا عامہ فقہا کا قول اسی حدیث کی موافق ہے کہ جب حائضہ طواف افاضہ کر چکی ہو تو طواف وداع اسپر لازم نہین ہے اور ہمنے حضرت عمر اور ابن عمر اور زید بن ثابت سے یہ روایت کیا ہے کہ انہون نے حکم کیا ہے حائضہ کو ٹھیرنے کا طواف وداع کے لیے گویا انہون نے اسکو واجب سمجہا طواف الافاضہ کیطرح (محلی) **بَابُ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال (مفصل طور سے یہ حدیث جو ابن ماجہ نے اس باب مین بیان کی طویل حدیث ہے اتنی لنبی حدیث اس کتاب مین کوئی نہین ہے اسکو جابر کی طویل حدیث کہتے ہین) **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهِ سَاَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَاْسِيْ فَحَلَّ زِرِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ حَلَّ زِرِّيَ الْاَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ

غلام شاب فقال مرحبا بك سل عما شئت فسألته وهو اعمى فجاء وقت الصلوة فقام في نساجة ملتحفا
بها كلما وضعها على منكبيه رجع طرفاها اليه من صغرها ورداؤه الى جانبه على المشجب فصلى بنا فقلت
اخبرنا عن حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بيده فعقد تسعا وقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم مكث تسع سنين لم يحج فاذن في الناس في العاشرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حاج
فقدم المدينة بشر كثير كلهم يلتمس ان يأتم برسول الله صلى الله عليه وسلم ويعمل بمثل عمله فخرج
وخرجنا معه فاتينا ذا الحليفة فولدت اسماء بنت عميس محمد بن ابي بكر فارسلت الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم كيف اصنع قال اغتسلي واستثفري بثوب واحرمي فصلى رسول الله صلى الله عليه
وسلم في المسجد ثم ركب القصواء حتى اذا استوت به ناقته على البيداء قال جابر نظرت الى
مد بصري من بين يديه بين راكب وماش وعن يمينه مثل ذلك وعن يساره مثل ذلك ومن
خلفه مثل ذلك ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا وعليه ينزل القرآن وهو يعرف تأويله
ما عمل به من شيء عملنا به فاهل بالتوحيد لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان
الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك واهل الناس بهذا الذي يهلون به فلم يرد رسول
الله صلى الله عليه وسلم عليهم شيئا منه ولزم رسول الله صلى الله عليه وسلم تلبيته قال جابر
لسنا ننوي الا الحج لسنا نعرف العمرة حتى اذا اتينا البيت معه استلم الركن فرمل ثلثا ومشى اربعا
ثم قام الى مقام ابرهيم فقال واتخذوا من مقام ابرهيم مصلى فجعل المقام بينه وبين البيت فكان ابي يقول ولا اعلمه
الا ذكره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في الركعتين قل يايها الكفرون وقل هو
الله احد ثم رجع الى البيت فاستلم الركن ثم خرج من الباب الى الصفا حتى اذا دنا من الصفا قرأ
ان الصفا والمروة من شعائر الله نبدأ بما بدأ الله به فبدأ بالصفا فرقي عليه حتى رأى البيت فكبر
الله وهلله وحمده وقال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت
وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله وحده لا شريك له انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب
وحده ثم دعا بين ذلك وقال مثل هذا ثلاث مرات ثم نزل الى المروة يمشي حتى اذا انصبت قدماه
رمل في بطن الوادي حتى اذا صعدتا يعني قدماه مشى حتى اتى المروة ففعل على المروة كما فعل
على الصفا فلما كان آخر طوافه على المروة قال لو اني استقبلت من امري ما استدبرت لم اسق الهدي

وجعلتها عمرة فمن كان منكم ليس معه هدي فليحلل وليجعلها عمرة فحل الناس كلهم وقصروا
الا النبي صلى الله عليه وسلم ومن كان معه الهدي فقام سراقة بن مالك بن جعشم فقال يا رسول
الله العامنا هذا او لابد ابد قال فشبك رسول الله صلى الله عليه وسلم اصابعه في الاخرى وقال
دخلت العمرة في الحج هكذا مرتين لا بل لابد ابد قال وقدم علي ببدن النبي صلى الله عليه وسلم
فوجد فاطمة ممن حل ولبست ثيابا صبيغا واكتحلت فانكر ذلك عليها علي فقالت امرني ابي بهذا
فكان علي يقول بالعراق فذهبت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم محرشا على فاطمة في الذي
صنعته مستفتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم في الذي ذكرت عنه فانكرت ذلك عليها فقال
صدقت صدقت ماذا قلت حين فرضت الحج قال قلت اللهم اني اهل بما اهل به رسولك
صلى الله عليه وسلم قال فان معي الهدي فلا تحل قال فكان جماعة الهدي الذي جاء به علي
من اليمن والذي اتى به النبي صلى الله عليه وسلم مائة ثم حل
الناس كلهم وقصروا الا النبي صلى الله عليه وسلم ومن كان معه هدي فلما كان يوم التروية و
توجهوا الى منى اهلوا بالحج فركب رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى بمنى الظهر والعصر والمغرب و
العشاء والصبح ثم مكث قليلا حتى طلعت الشمس وامر بقبة من شعر فضربت له بنمرة فسار رسول
الله صلى الله عليه وسلم لا تشك قريش الا انه واقف عند المشعر الحرام او المزدلفة كما كانت قريش تصنع
في الجاهلية فاجاز رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اتى عرفة فوجد القبة قد ضربت له بنمرة فنزل
بها حتى اذا زاغت الشمس امر بالقصواء فرحلت له فركب حتى اتى بطن الوادي فخطب الناس فقال ان
دماءكم واموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا الا و
ان كل شيء من امر الجاهلية موضوع تحت قدمي هذه ودماء الجاهلية موضوعة واول دم اضعه
دم ربيعة بن الحارث كان مسترضعا في بني سعد فقتلته هذيل وربا الجاهلية موضوع واول ربا
اضعه ربانا ربا العباس بن عبد المطلب فانه موضوع كله فاتقوا الله في النساء فانكم اخذتموهن بامانة
الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله وان لكم عليهن ان لا يوطئن فرشكم احدا تكرهونه فان فعلن
ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف وقد تركت فيكم ما لم

تضلوا ان اعتصمتم به كتاب الله وانتم مسئولون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت
واديت ونصحت فقال باصبعه السبابة الى السماء وينكبها الى الناس اللهم اشهد اللهم اشهد ثلاث مرات
ثم اذن بلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصل بينهما شيئا ثم ركب رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى اتى الموقف فجعل بطن ناقته الى الصخرات وجعل حبل المشاة بين يديه و
استقبل القبلة فلم يزل واقفا حتى غربت الشمس وذهبت الصفرة قليلا حين غاب القرص واردف
اسامة بن زيد خلفه فدفع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد شنق للقصواء الزمام حتى ان
راسها ليصيب مورك رحله ويقول بيده اليمنى ايها الناس السكينة السكينة كلما اتى جبلا
من الجبال ارخى لها قليلا حتى تصعد ثم اتى المزدلفة فصلى بها المغرب والعشاء باذان واحد و
اقامتين ولم يصل بينهما شيئا ثم اضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى طلع الفجر فصلى
الفجر حين تبين له الصبح باذان واقامة ثم ركب القصواء حتى اتى المشعر الحرام فرقي عليه
فحمد الله وكبره وهلله فلم يزل واقفا حتى اسفر جدا ثم دفع قبل ان تطلع الشمس واردف
الفضل بن عباس وكان رجلا حسن الشعر ابيض وسيما فلما دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم
مر الظعن يجرين فطفق الفضل ينظر اليهن فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده من الشق
الآخر فصرف الفضل وجهه من الشق الآخر ينظر حتى اتى محسرا حرك قليلا ثم سلك الطريق
الوسطى التي تخرجك الى الجمرة الكبرى حتى اتى الجمرة التي عند الشجرة فرمى بسبع حصيات
يكبر مع كل حصاة منها مثل حصى الخذف ورمى من بطن الوادي ثم انصرف الى المنحر فنحر
ثلاثا وستين بدنة بيده واعطى عليا فنحر ما غبر واشركه في هديه ثم امر من كل بدنة ببضعة
فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها ثم افاض رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى البيت فصلى بمكة الظهر فاتى بني عبد المطلب وهم يسقون على زمزم فقال انزعوا
بني عبد المطلب لولا ان يغلبكم الناس على سقايتكم لنزعت معكم فناولوه دلوا فشرب منه

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہم جابر بن عبداللہ انصاری پاس گئے
جب ہم ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کون لوگ ہیں میں نے کہا میں محمد ہوں بیٹا علی کا بیٹا جناب امام حسین
علیہ السلام کا انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میرے سر کی طرف شفقت کی راہ سے اور میری قمیص کے اوپر کی گھنڈی

کھولی پھر نیچے کی کھولی پھر اپنا ہاتھ میری دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھا ان دنوں میں جوان لڑکا تھا اور کہا مرحبا تم جو چاہو وہ پوچھو میں نے ان سے پوچھا وہ اندھے تھے (بوجہ بڑھاپے کے بصارت جاتی رہی تھی) اتنے میں نماز کا وقت آگیا وہ ایک بنی ہوئی چادر جسکو لپیٹے ہوئے تھے اوڑھ کر کھڑے ہوئے جب اسکو اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈالتے تو اسکے دونوں کنارے اسکی طرف آجاتے اس وجہ سے کہ وہ چادر چھوٹی تھی اور انکا دوسرا چادر اترا (کھونٹی) پر رکھا ہوا تھا خیر انہوں نے نماز پڑھائی (باوجودیکہ اور کپڑے جابر کے پاس موجود تھے لیکن انہوں نے ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھی اس سے یہ مسئلہ بتایا کہ ایک کپڑے میں نماز درست ہے) پھر میں نے انسے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال بیان کرو انہوں نے اپنی ہاتھ سے اشارہ کیا ۹ کا عدد ظاہر کر کے (نو کا عدد عقد انامل میں مشہور ہے کہ خنصر اور بنصر اور وسطیٰ کا سرا ہتیلی سے لگا لیوے) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ میں) ٹھیرے رہے آپ نے حج نہیں کیا پھر دسویں سال (ہجرت کے) لوگوں کو خبر دی کہ اس سال آپ حج کو تشریف لیجاوینگے یہ سنکر مدینہ منورہ میں بہت لوگ (اطراف) سے آئے (آپکے ساتھ حج میں شریک ہونے کو) سب کی غرض یہ تھی کہ آپکی پیروی کریں اور جو کام آپ کریں وہی کریں خیر آپ نکلے ہم بھی آپکے ساتھ نکلے ذو الحلیفہ میں پہونچے وہاں اسماء بنت عمیس (ابوبکر صدیق کی بی بی) محمد بن ابی بکر کو جنیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوا بھیجا میں کیا کروں آپ نے فرمایا غسل کر لے اور ایک لنگوٹ باندھ لے کپڑے کا اور احرام باندھ لے خیر آپنے نماز پڑھی (ذو الحلیفہ کی مسجد میں) پھر قصواء (اونٹنی کا نام ہے وہ کنکٹی تھی اسکو عضباء بھی اسیلیے کہتے تھے) پر سوار ہوئے جب وہ آپکو لیکر سیدھی ہوئی میدان پر جابرؓ نے کہا جہانتک میری نگاہ جاتی تھی میں نے دیکھا سوار اور پیدل آپکے سامنے تھے آپکے داہنی طرف بھی ایسے ہی تھے بائیں طرف بھی ایسے ہی پیچھے بھی ایسے ہی یعنے آپکے چاروں طرف سوار اور پیدل گھیرے ہوئے تھے جہانتک نگاہ جاتی وہی لوگ نظر آتے مطلب یہ ہے کہ بہت آدمی ہمراہ رکاب تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے (جیسے چاند تاروں میں یا سورج چراغوں میں) آپ پر قرآن اترتا تھا آپ اسکے معنے کو سمجھتے تھے (یعنے تاویل کو اصلی معنے مراد مطلب کو) آپ جو کچھ کام کرتے تھے ہم بھی وہی کرتے تھے (یعنے ہم آپکے مقلد تھے اور آپ حکم الٰہی کے تابع تھے) آخر آپنے توحید کو پکارا لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک لوگوں نے بھی یہی پکارا اور آنحضرت صلعم نے ان کلموں پر زیادہ نہیں کیا آپ یہی پکارتے رہے جابر نے کہا ہماری نیت اسوقت حج ہی کی تھی ہم عمرے کو پہچانتے بھی نہ تھے (یعنے عمرے کا بالکل خیال نہ تھا) جب ہم آپکے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس آئے تو آپنے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار پھیروں

میں معمولی چال سے چلے پھر (طواف پورا کر کے) مقام ابراہیم میں گئے اور فرمایا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تو آپ نے اپنی اور خانہ کعبہ کے بیچ میں مقام ابراہیم کو کیا (امام جعفر صادق نے کہا میرے باپ کہتے تھے اور میں جانتا ہوں کہ وہ اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے روایت کرتے تھے کہ آپ دونوں رکعتوں میں (طواف کے) قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے (غیر ادا ہو دوگانہ طواف کے بعد) آپ لوٹے خانہ کعبہ کیطرف اور حجر اسود کو پھر بوسہ دیا پھر باب الصفا سے صفا پہاڑ کیطرف نکلے جب صفا سے نزدیک پہنچے تو یہ آیت پڑھی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ہم شروع کرتے ہیں (سعی کو) اس پہاڑ سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے یعنے جس پہاڑ کا پہلے نام لیا) تو آپ نے شروع کیا صفا سے اسپر چڑھے یہانتک کہ کعبہ دکھائی دینے لگا اسوقت اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ہو علی کل شئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ انجز وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ پھر دعا کی اسکے بیچ میں اور یہی کلمہ کہا تین بار پھر (صفا سے) اترے مروہ کیطرف جانے لگے جب آپ کے پاؤں وادی کے نشیب میں اترنے لگے تو آپ نے رمل کیا نشیب میں (یعنے دوڑ کر مونڈھے ہلا کر) چلے جب وہاں سے اوپر چڑھے تو پھر معمولی چال سے چلنے لگے یہانتک کہ مروہ پر پہونچے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا جب آپ کا اخیر پھیرا (یعنے ساتواں) مروہ پر ختم ہوا تو آپ نے فرمایا اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں ہدی اپنے ساتھ نہ لاتا اور حج کو عمرہ کر دیتا تو تم میں سے جس شخص کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور اسکو (یعنے اس طواف اور سعی کو) عمرہ کر دیوے (حج کو فسخ کر ڈالے) یہ سنکر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جنکے ساتھ ہدی تھی پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ کیا یہ حکم ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ سنکر آپ نے انگلیاں ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں (یعنے تشبیک کی) اور فرمایا عمرہ اسطرح سے حج میں داخل ہو گیا دوبار یہی فرمایا اور فرمایا نہیں یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے (یعنے حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا اور احرام کھول ڈالنا اگرچہ میقات سے حج کی نیت کی ہو) اور حضرت امیر المومنین علی مرتضے آپ کے قربانی کے اونٹ لیکر آئے (یمن سے) انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدۃ النسا جناب فاطمہ زہرا نے احرام کھول ڈالا ہے (بموجب ارشاد نبوی ﷺ) اور رنگین کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے جناب امیر نے ان باتوں کو دیکھ کر جناب فاطمہ پر انکار کیا انہوں نے فرمایا میرے باپ (جناب رسالت مآب) نے مجھ کو ایسا ہی حکم کیا تو جناب امیر عراق میں (اپنے ایام خلافت میں) فرماتے تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا غصہ ہوا میں حضرت فاطمہ پر ان کاموں کی وجہ سے (کہ حج کے دنوں

مین احرام کھول ڈالنا زیب و زینت کرنا) اور مین نے آپ سے پوچھا ان کامون کو جو حضرت فاطمہؓ نے کیے تھے اور برا کہا اُن کو
آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سچ کہتی ہے سچ کہتی ہے اور تم نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا
تھا مین عرض کیا مینے یون کہا یا اللہ مین نے وہی نیت کی جو آنحضرت صلعم نے کی آپنے فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے تو اب تم احرام
نہ کھولنا جابرؓ نے کہا تو قربانی کے اونٹ جو جناب امیر یمن سے لائے تھے اور جو جناب رسالت مآبؐ مدینہ سے اپنے ساتھ لائے
تھے سب ملاکر سو اونٹ تھے غرض سب لوگون نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اور ان لوگون کے جنکے ساتھ ہدی تھی (جیسے جناب امیرؓ وغیرہ) جب یوم الترویہ ہوا یعنے ۸ تاریخ ذیحجہ
کی اسکو ترویہ کا دن کہتے ہین اسوجہ سے کہ اس روز عرب لوگ اپنے اونٹون کو پانی پلاکر سیراب کر لیتے ہین ترویہ کے
معنے سیراب کرنا یا اسوجہ سے کہ اس روز حضرت ابراہیمؑ سوچ مین تھے کہ خواب کے موافق حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرین یا
نہین) تو سب لوگ منا کی طرف متوجہ ہوئے اور سب نے حج کا احرام باندھا آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی سوار ہوئے
اور منا مین جاکر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء (آٹھوین تاریخ کی) اور فجر (نوین تاریخ کی) پڑھی پھر فجر کی نماز کے
بعد ذرا ٹھہرے یہانتک کہ سورج نکل آیا اور آپ نے حکم دیا کہ بالون کا خیمہ نمرہ مین لگایا جاوے (نمرہ ایک مقام ہے
عرفات مین وہ حرم کی حد ہے) پھر آپ چلے اور قریش کو اس مین شک نہ تھا کہ آپ مشعر حرام (وہ ایک پہاڑ ہے مزدلفہ
مین اسکو قزح کہتے ہین) اور مزدلفہ مین ٹھیرینگے جیسے قریش کے لوگ جاہلیت کی زمانہ مین کیا کرتے تھے (کہ مزدلفہ مین
جاکر ٹھیر جاتے اور کہتے ہم حرم کے لوگ ہین حرم کے باہر نہین جاتے باقی سب لوگ عرفات مین وقوف کرتے جو حرم سے
باہر ہے) لیکن آپ مزدلفہ سے پار ہو گئے یہانتک کہ عرفات مین آئے دیکھا تو خیمہ نمرہ مین لگا ہوا ہے آپ وہین اتر
پڑے جب سورج ڈھل گیا تو حکم دیا قصوا پر زین لگایا گیا آپ اسپر سوار ہوئے اور وادی کے نشیب مین آئے وہان
لوگون کو خطبہ سنایا اور فرمایا تمہارے خون اور مال حرام ہین جیسے یہ دن حرام ہے اس مہینے اور اس شہر مین آگاہ
رہو جاہلیت کی ایک بات لغو ہو گئی میرے اس پاؤن کے تلے اور جاہلیت کے زمانہ مین جو خون ہوئے تھے وہ بھی لغو
ہو گئے (اب انکا مواخذہ کسی سے نہ ہوگا) اور پہلا خون جسکو مین معاف کرتا ہون ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا
خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد مین اسکو ہذیل نے مار ڈالا تھا اور پہلا سود جسکو مین معاف کرتا ہون عباس بن
عبد المطلب کا سود ہے (جو لوگون کے ذمہ آتا ہو) وہ بالکل معاف کر دیا گیا اور ڈرو تم اللہ سے عورتون کے باب
مین تمنے انکو اپنے قبضہ مین لیا اللہ کے امان اور عہد سے (فانکحوا ما طاب لکم) اور تمنے انکی شرمگاہون کو
حلال کیا اللہ کے کلام سے اب تمہارا حق انپر یہ ہے کہ وہ تمہارے بچھونے کو روندنے نہ دین اس شخص کو جسکو تم

برا جانتے ہو یعنے بغیر تمہاری اجازت کے کسیکو اپنے گہر مین آنے ندین اور اس سے اختلاط اور خلوت نہ کرین) اگر وہ ایسا کرین تو انکو مارو لیکن ایسی سخت مار نہ مارو کہ ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے) اور انکا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ انکو روٹی کپڑا دو دستور کے موافق اور مین تم مین وہ چیز چہوڑے جاتا ہون اگر تم اسکو تہامے رہوگے تو کبہی گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور تم پوچہے جاؤگے (قیامت کے دن یا موت کے بعد) میرے حال سے تو تم کیا کہوگے انہون نے کہا ہم کہینگے گواہی دینگے کہ آپ نے اللہ کا حکم پہونچا دیا ادا کر دیا اور دل سے ہم کو نصیحت کی یہ سنکر آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا آسمان کیطرف اور اسکو جہکاتے تہے لوگون کیطرف فرماتے تہے یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ تین بار یہ فرمایا (اس سے صاف نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی جہت فوق مین ہے ورنہ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہتی) پہر بلال نے اذان دی پہر تکبیر کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑہی پہر تکبیر کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور ان دونو نمازون کے بیچ مین اور کچہ نہین پڑہا (یعنے سنت وغیرہ) پہر آپ سوار ہوئے (اونٹ پر) یہانتک کہ اس مقام پر آئے جہان عرفات مین وقوف کرتے ہین اور اپنی اونٹنی کا پیٹ صخرات کی طرف کیا اور حبل مشاۃ کو اپنے سامنے کیا (حبل مشاۃ لوگون کی جانے کا رستہ جو ریت مین بن جاتا ہے حبل کہتے ہین رسی کو یہ رستہ بہی رسی کی طرح لنبا ہوتا ہے) اور قبلہ کیطرف منہ کیا اور برابر وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور تہوڑی زردی بہی جاتی رہی جب آفتاب ڈوب گیا اور اسامہ کو اپنے ساتہ بٹہلایا پیچہے اپنے پہر آپ عرفات سے لوٹے اور قصواء کی نکیل زور سے کہینچی یہانتک کہ اسکا سر زین کے پچہلی لکڑی کے پاس تہا اور آپ اشارہ کرتے تہے لوگون کو اے لوگو اطمینان سے آہستگی سے چلو جب کسی ریت کے ٹیلے پر آتے تو ذرا اسکی نکیل ڈہیلی کر دیتے تاکہ وہ اوپر چڑہ جاتی پہر اسیطرح زور سے کہینچ لیتے اس سے یہ غرض تہی کہ قصواء بہت بہاگے نہین ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی پہر آپ مزدلفہ مین تشریف لائے وہان مغرب اور عشا کی نمازین پڑہین ایک اذان سے اور دو اقامت سے اور انکے بیچ مین کوئی نماز نہین پڑہی پہر آپ لیٹ رہے یہانتک کہ فجر طلوع ہوئی اسوقت فجر کی نماز پڑہی جب صبح آپکو کہل گئی ایک اذان اور ایک اقامت سے پہر قصواء پر سوار ہوئے اور مشعر حرام پر آئے (جو مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے اب اکثر حاجی وہان نہین جاتے یہ انکی بڑی غلطی ہے) اسپر چڑہے اور الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا اور وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ خوب روشنی ہوگئی اسوقت لوٹے سورج نکلنے سے پہلے اور فضل بن عباس کو اپنے ساتہ سوار کیا وہ بڑے خوبصورت بال والے سفید رنگ حسین آدمی تہے جب آپ لوٹے تو عورتین جو اونٹون پر سوار تہین وہ گذرنے لگین فضل نے ان عورتون کیطرف دیکہنا شروع کیا (نوجوانی کی وجہ سے) آپ نے اپنا ہاتہ دوسری طرف سے آڑ کر لیا اور فضل اپنا منہ پہیر کر دوسری طرف سے

عورتون کو دیکھتے رہے یہانتک کے آپ وادی محسر مین آئے وہان ذرا اونٹنی کو تیز کیا پہر بیچ کے رستی پہاڑ جمرہ عقبہ
پر نکلتا ہے یہانتک کہ اس جمرے کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے یعنے جمرہ عقبہ پر ا اور سات کنکریان ماریں
ہر کنکری پر تکبیر کہی اور کنکری حصی خذف کے برابر تہی (حصی خذف کا بیان اوپر گذرا) اور آپنے وادی کے نشیب
مین سے کنکریان مارین پہر آپ نحر کے مقام پر آئے اور ۶۳ اونٹون کو اپنے ہاتہ سے نحر کیا (سبحان اللہ قوت
اور طاقت آپکی بر دست و بازوی تو ہزار آفرین) باقی اونٹ حضرت علی کو دیے انہون نے انکو نحر کر دیا اور انکو
اپنی ہدی مین شریک کر لیا پہر آپنے حکم دیا ہر ایک اونٹ مین سے گوشت کا ایک پارچہ لانے کے لیے وہ لائے گئے
اور ایک ہانڈی مین پکائے گئے پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؓ دونونے وہ گوشت کہایا اور اسکا
شوربا پیا پہر آپ وہان سے لوٹے خانہ کعبہ پاس آئے اور مکہ مین ظہر کی نماز پڑہی اور عبد المطلب کی اولاد کے
پاس آئے دیکہا تو وہ لوگون کو پانی پلا رہے ہین زمزم کا آپنے فرمایا اے عبد المطلب کے بیٹو پانی نکالو اور
پلاؤ اگر لوگ تم کو اس کام سے ہٹا دین یہ ڈر نہ ہوتا تو مین بہی تمہارے ساتہ پانی نکالتا (کیونکہ مین بہی عبد المطلب
کی اولاد مین سے ہون آپ کا مطلب تہا کہ اگر مین اپنے ہاتہ سے پانی نکالون تو لوگ اسکو بہی ایک حج کا رکن
سمجہ کر ہجوم کرینگے اور ہر ایک اپنے ہاتہ سے پانی نکالے گا اور تم اس خدمت سے علاحدہ ہو جاؤگے کیونکہ تمام
لوگون سے تم لڑ نہین سکتے وہ ضرور تمپر غالب ہو جاوینگے) پہر انہونے آپ کو بہی ایک ڈول دیا آپنے اوس مین
سے پیا **ف** اس روایت مین یہ نہین ہے کہ پہر آپنے طواف الافاضہ کیا لیکن اسکا تتمہ یون ہے کہ پہر آپ
نے طواف الافاضہ کیا بعد اسکے منا کو لوٹ گئے اور ۱۱-۱۲-کو وہان ٹہیر کر شب کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے
حج تمام ہوا اللہ کے فضل سے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْوَاعٍ
ثَلٰثَةٍ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعًا وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَمَنْ كَانَ
اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ مَعًا لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا
لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ مِمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَ
بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ مَا حَرُمَ عَنْهُ حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ حَجًّا حضرت عائشہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ نکلے حج کے لیے تین قسمون پر بعض لوگون نے تو حج اور عمرہ دونون کا احرام پکارا بعضون
نے حج مفرد کا بعضون نے صرف عمرے کا پہر جسنے حج اور عمرے دونو کا احرام باندہا تہا (یعنے قران کیا تہا) اسنے
تو احرام نہین کہولا یہانتک کہ حج کے ارکان پورے ادا کیے اور جسنے حج مفرد کا احرام باندہا تہا اسکا بہی

حال ہوا اور جس نے صرف عمرے کا احرام باندہا تہا اس نے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ مین پہر حلال ہوگیا یہانتک کہ نویں سے حج کا احرام باندہے ف اسحدیث کا اسناد عمدہ نہین ہے اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کو اسکی اطلاع نہوی ہو جو آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا تہا کہ جس نے حج کا احرام باندہا وہ اسکو عمرہ کر دیوے اور احرام کہولڈالے عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ حِجَّاتٍ حَجَّتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّهَاجِرَ وَحَجَّۃً بَعْدَ مَا هَاجَرَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَقَرَنَ مِنْ حَجَّتِہٖ عُمْرَۃً وَاجْتَمَعَ مَا جَاءَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَا جَاءَ بِہٖ عَلِیٌّ مِائَۃَ بُدْنَۃٍ مِنْهَا جَمَلٌ لِاَبِیْ جَهْلٍ فِیْ اَنْفِہٖ بُرَّۃٌ مِنْ فِضَّۃٍ فَنَحَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ ثَلَاثًا وَّسِتِّیْنَ وَنَحَرَ عَلِیٌّ مَا غَبَرَ قِیْلَ لَہٗ مَنْ ذَکَرَہٗ قَالَ جَعْفَرٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سفیان سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین حج کیے (اپنی عمر مین) دو حج تو ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد اور یہی مشہور ہے جس کو حجۃ الوداع کہتے ہین اور اس مین قران کیا تہا حج اور عمرے کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اس حج مین جو قربانیان لائے تہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ جو لائے تہے دونو ملکر سو قربانیان ہوگئین تہین ان اونٹون مین ایک ابو جہل کا بہی اونٹ تہا اسکی ناک مین ایک چہلہ تہا چاندی کا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ان اونٹون مین سے ۶۳ کو اپنے ہاتہہ سے نحر کیا اور باقی ۳۷ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر کیا لوگون نے سفیان سے کہا یہ حدیث کس نے نقل کی اونہون نے کہا امام جعفر صادق نے اپنے والد سے اونہون نے جابر سے اور حکم نے مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے

بَابُ الْمُحْصَرِ جو شخص حج سے روکا جاوے کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے) وہ کیا کرے عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَیْہِ حَجَّۃٌ اُخْرٰی فَحَدَّثْتُ بِہِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا هُرَیْرَۃَ فَقَالَا صَدَقَ حجاج بن عمرو انصاری سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جس کسی کی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے (احرام باندہنے کے بعد) تو وہ حلال ہوگیا (احرام کہل گیا) اب دوسرا حج کرے (اسکی قضا مین) عکرمہ نے کہا مینے یہ حدیث ابن عباس اور ابو ہریرہؓ سے بیان کی ان دونو نے کہا حجاج نے سچ کہا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ عَمْرٍو عَنْ حَبْسِ الْمُحْرِمِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کُسِرَ اَوْ مَرِضَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَیْہِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ قَالَ عِکْرِمَۃُ فَحَدَّثْتُ بِہِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا هُرَیْرَۃَ فَقَالَا صَدَقَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

فَوَجَدْتُهُ فِيْ جُزْءِ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْمَرًا فَقَرَأَ عَلَيَّ أَوْ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عبداللہ بن رافع سے روایت ہے جو مولیٰ تھے ام سلمہ کے میں نے حجاج بن عمرو سے پوچھا اگر محرم رک جاوے کیسے حج سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اسکی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے وہ حلال ہو گیا اب وہ سال آئندہ حج کرے عکرمہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباس اور ابوہریرہ سے بیان کی انہوں نے کہا حجاج نے سچ کہا عبداللہ نے یہ حدیث کو ہشام دستوائی کی کتاب میں پایا پھر میں معمر پاس آیا انہوں نے یہ حدیث مجھ کو پڑھ کر سنائی یا میں نے انکو پڑھ کر سنائی **ف** دونوں طرح حدیث کا سماع جائز ہے کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنے یا شاگرد پڑھے اور استاد سنے **بَابُ** فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ وَالْأَذَى احصار کا فدیہ اور جنایت کا (قصور کا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ كَعْبٌ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَ بِيْ أَذًى مِّنْ رَأْسِيْ فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَالصَّوْمُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ عبداللہ بن معقل سے روایت ہے میں کعب بن عجرہ پاس بیٹھا مسجد میں تو میں نے ان سے یہ آیت پوچھی ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک کعب نے کہا یہ آیت میرے باب میں اتری میرے سر میں بیماری تھی تو میں آنحضرت پاس لایا گیا اور جوئیں پھیل رہی تھیں میرے منہ پر آپ نے فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا تجھے اسقدر تکلیف ہو گی کیا ایک بکری تجھ کو ملسکتی ہے میں نے عرض کیا نہیں تب یہ آیت اتری ففدیۃ من صیام یعنے فدیہ ہے روزے سے یا صدقے سے یا قربانی سے آپ نے فرمایا روزہ تو تین دن تک ہے اور صدقہ چھ مسکینوں کو دینا چاہیے ہر ایک کو نصف صاع اناج اور قربانی ایک بکری ہے ان میں سے جو کر سکے کرے جب کوئی قصور ہو جاوے احرام میں) **عَنْ** كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ آذَانِي الْقَمْلُ أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِيْ وَأَصُوْمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ وَقَدْ عَلِمَ أَنْ لَيْسَ عِنْدِيْ مَا أَنْسُكُ کعب بن عجرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا جب جوؤں نے مجھ کو ایذا دی کہ میں اپنا سر منڈا ڈالوں اور تین دن روزہ رکھوں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤں اور آپ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے لیے کچھ نہیں ہے **بَابُ** الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ محرم کو پچھنے لگانا درست ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے

اور آپ روزے سے تھے احرام باندھے عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم من رھصۃ
اخذتہ جابر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے ایک درد کی وجہ
سے جو آپکو ہوا تھا ہڈی سرک جانے سے ۔ **باب** ما یدھن بہ المحرم محرم کو کونسا تیل لگانا درست ہے عن ابن
عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدھن راسہ بالزیت وھو محرم غیر المقتت ابن عمر سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں خالص زیتون کا تیل لگاتے تھے احرام کی حالت میں جس میں پھول نہ
بسائے جاتے **ف** یعنے خوشبو نہ ہوتی اس میں مقتت اس تیل کو کہتے ہیں جس میں پھول جوش کرتے ہیں خوشبو
ہونیکے لیے اس حدیث سے نکلا کہ سادہ بے خوشبو کا تیل جیسے تل یا نارجیل یا بادام کا تیل احرام کی حالت میں لگا سکتے
ہیں **باب** المحرم یموت اگر محرم مر جاوے (تو اسکا منہ ڈھانپیں نہ اسکے بدن اور کفن میں خوشبو لگاویں)
عن ابن عباس ان رجلا اوقصتہ راحلتہ وھو محرم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغسلوہ
بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا وجھہ ولا راسہ فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیا ابن
عباس سے روایت ہے ایک شخص کی گردن توڑ ڈالی اسکی اونٹنی نے وہ احرام باندھے تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسکو غسل دو پانی اور بیری کے پتے سے اور کفن دو اسکے دو کپڑوں میں اور اسکا سر اور منہ مت
ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا عن ابن عباس مثلہ الا انہ قال اعقصتہ راحلتہ
وقال لا تقربوہ طیبا فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیا ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں
یہ ہے کہ اسکو خوشبو مت لگاؤ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا **باب** جزاء الصید یصیبہ
المحرم اگر محرم شکار کرے تو اسکا کفارہ کیا ہے عن جابر قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الضبع
یصیبہ المحرم کبشا وجعلہ من الصید جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
مینڈھا دلایا بجو کے بدل جبکا شکار کرے محرم اور فرمایا بجو (کفتار) بھی ایک شکار ہے **ف** محرم کو شکار کرنا
جائز نہیں خشکی کا عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی بیض النعام یصیبہ
المحرم ثمنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شترمرغ کے انڈے میں جسکو
محرم تلف کرے اسکی قیمت دینا لازم ہوگا **باب** ما یقتل المحرم محرم کو کون سے جانور مارنا جائز ہے عن
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع
والفارۃ والکلب العقور والحدأۃ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا پانچ ناپاک جانور ہین جو حل اور حرم دونون جگہہ مارے جاوینگے سانپ اور چت کبرا کوا اور وہ نجاست کہاتا ہے اور چوہا
اور کٹہا کتا اور چیل **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس من الدواب لا جناح علی من قتلهن
او قال فی قتلهن وهو حرام العقرب والغراب والحدیاة والفارة والکلب العقور
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ہین انکے مار ڈالنے مین گناہ نہین اگرچہ
بچہو اور کوا اور چیل اور چوہا اور کٹہا کتا **ف** اور قیاس کیا ہے علما نے اسپر اور موذی جانورون کو جیسے گہونس
اور کاٹنے والے زہردار کیڑے اور پہاڑ ڈالنے والے درندے جیسے شیر یا بہیڑیا یا چیتہ یا بوربچہ وغیرہ **عن** ابی سعید عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال یقتل المحرم الحیة والعقرب والسبع العادی والکلب العقور
والفارة الفویسقة فقیل له لم قیل لها الفویسقة قال لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استیقظ
لها وقد اخذت الفتیلة لتحرق بها البیت ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
محرم مار ڈالے سانپ اور بچہو اور حملہ کرنیوالے درندے اور کٹہنے کتے کو اور بدکار چوہیا کو لوگون نے ابو سعید سے
کہا چوہیا کو بدکار کیون کہا انہون نے کہا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لیے جاگتے رہے اس نے بتی لی
تہی اسلیے کہ گہر مین آگ لگا دے **باب** ما ینهی عنه المحرم من الصید محرم کو کونسا شکار منع ہے
عن الصعب بن جثامة قال مر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بالابواء او بودان فاهدیت له حمار
وحش فرده علی فلما رای فی وجهی الکراهیة قال لیس بنا رد علیک ولکنا حرم صعب بن جثامہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پر سے گذرے مین ابوا مین تہا یا ودان مین (دونون نام ہین مقام کے درمیان مکہ
اور مدینہ کے) تو مین نے تحفہ دیا آپ کو ایک گورخر آپ نے اسکو پہیر دیا جب دیکہا کہ میرے چہرے پر ناراضی ہے تو فرمایا ہم
تیرا حصہ نہین پہیرتے اور کسی وجہ سے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم احرام باندہے ہوئے ہین **ف** محرم کو خود بہی خشکی کا شکار کرنا
درست نہین اسیطرح وہ جانور بہی درست نہین جو اسکے لیے شکار کیا جاوے اسیطرح اگر شکار کا جانور زندہ محرم کو لا کر
دیا جاوے تو بہی اسکا کہانا درست نہین ہے اور اسوجہ سے آپ نے گورخر کو پہیر دیا اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ جس شکار
کو حلال ذبح کرے اسکا بہی کہانا محرم کو درست نہین اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک کا لیکن ابو حنیفہ اور احمد کا یہ
قول ہے کہ اسکا کہانا درست ہے اگر محرم کے لیے وہ ذبح نہوا ہو نہ محرم نے اسکے شکار مین مدد کی ہو جیسے آگے آوے گا
عن علی بن ابی طالب قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم صید وهو محرم فلم یاکله
حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکار کا گوشت آیا آپ احرام باندہے ہوئے تہے تو آپ نے

اسکو نہین کہایا **باب** الرُّخصۃ فی ذٰلک اذا لم یُصَدْ لہ اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کہانا درست ہے۔
عن طلحۃ بن عبید اللہ انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اعطاہ حمار وحشٍ وامرہ ان یفرّقہ فی الرّفاقِ وھم محرمون۔ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک گورخر دیا اور حکم کیا کہ اپنے رفیقون میں تقسیم کرین اور وہ احرام باندہے ہوئے تہے **عن** عبد اللہ بن ابی قتادۃ عن ابیہ قال خرجتُ مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زمن الحدیبیّۃ فاحرم اصحابہ ولم احرم فرایتُ حمارًا فحملتُ علیہ فاصطدتُہ فذکرتُ شانہ لرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وذکرتُ انّی لم اکن احرمتُ وانّی انّما اصطدتُہ لک فامر النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اصحابہ ان یاکلوہ ولم یاکل منہ حین اخبرتُہ انّی اصطدتُہ لہ ابو قتادہ سے روایت ہے مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلا حدیبیہ کے زمانہ مین آپکے اصحاب نے احرام باندہا لیکن مین محرم نہ تہا مینے ایک گورخر دیکہا اسپر حملہ کیا اور اسکا شکار کیا پہر مینے اسکا حال آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور یہ بہی بیان کیا کہ مینے احرام نہین باندہا تہا اور مین نے اسکو شکار کیا آپکے لیے یہ سنکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم کیا کہ اسکا گوشت کہاوین لیکن آپنے اسکا گوشت نہین کہایا جب مینے آپسے یہ کہدیا کہ مینے اسکو آپکے لیے شکار کیا **ف** کیونکہ محرم کے واسطے جو جانور شکار کیا جاوے اس کو اس مین سے کہانا درست نہین جیسے اوپر گذرا اور صحیحین کی روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گورخر مین سے کہایا جسکو ابو قتادہ رضی نے شکار کیا تہا شاید وہ دوسرا واقعہ ہوگا **باب** تقلید البُدن قربانیوں کی تقلید **ف** تقلید کہتے ہین قربانیون کے جانور کے گلے مین ہار یا اور کوئی چیز لٹکانا اس نشان کے لیے کہ یہ جانور ہدی کا ہے یعنے نذر کا جو مکہ مین کاٹا جاتا ہے اس نشان کا یہ فائدہ تہا کہ عرب لوگ ایسے جانور کو لوٹتے نہ تہے **عن** عائشۃ زوج النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قالت کان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یُھدی من المدینۃ فافتل قلائد ھدیہ ثم لا یجتنب شیئًا ممّا یجتنب المحرم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے انہون نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدی کا جانور بہیجتے تہے مدینہ سے مین آپ کی ہدی کے جانورون کے لیے ہار بٹتی پہر آپ کسی بات سے پرہیز نہ کرتے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے **ف** کیونکہ صرف ہدی بہیجدینے سے آدمی محرم نہین ہوتا نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدی کا بہیجنا حرم مین مستحب ہے اگر خود نہ جاوے تو کسی اور کے ہاتھ بہیجدیوے اور جمہور کا یہی قول ہے کہ اگر ہدی کسی اور کے ہاتھ بہیجدیوے تو احرام کا حکم بہیجنے والے پر جاری نہ ہوگا البتہ اپنے ساتھ اگر ہدی لیکر جاوے تو محرم ہو جاوے گا **عن** عائشۃ

زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كنت افتل القلائد لهدي النبي صلى الله عليه وسلم فيقلد هديه ثم يبعث ثم لا يجتنب شيئا مما يجتنبه المحرم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں ہار بٹتی تھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدی کے لیے آپ اسکے گلے میں وہ ہار ڈالتے پھر اسکو روانہ کر دیتے اور آپ مدینہ میں مقیم رہتے اور جن باتوں سے محرم پرہیز کرتا ہے انمیں سے کسی بات سے پرہیز نہ کرتے **باب تقلید** کا بیان **عن** عائشة قالت اهدى رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة غنما الى البيت فقلدها حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بکریاں بھیجیں تو انکے گلوں میں ہار ڈالے **باب** اشعار البدن اونٹوں کا اشعار کرنا یعنے ایک طرف سے انکا کوہان چیر کر خون نکالنا یہ بھی نشانی ہے ہدی کے جانور کی **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اشعر الهدى في السنام الايمن واماط عنه الدم قال علي في حديثه بذي الحليفة قلد نعلين ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعار کیا ہدی کے اونٹ کا کوہان کی داہنے طرف اور اس میں سے خون پونچھ ڈالا۔ علی بن محمد نے اپنی روایت میں کہا ذو الحلیفہ میں اور دو جوتیاں اسکے گلے میں لٹکائیں **ف** اشعار سنت ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو کیا ہے ہدی کے اونٹ میں اور یہ بھی ایک نشان ہے ہدی کے جانور کا تاکہ عرب لوگ راہ میں اس سے متعرض نہ ہوں جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اشعار کو مکروہ رکھا ہے اور کہا ہے وہ ایک قسم کا مثلہ ہے اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ اس کام کو مکروہ کہیں جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس خود اپنے ہاتھ سے کیا ہو اگر ابو حنیفہ نے واقعی ایسا کہا بھی ہو تو ان کا قول برخلاف احادیث صحیحہ کے دیوار پر پھینک دیا جاویگا وکیع بن جراح نے جب اشعار کی حدیث بیان کی تو ایک شخص بول اوٹھا کہ ابو حنیفہ اسکو مثلہ کہتے ہیں وکیع نے کہا میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے پھر قید ہی میں رہے یہاں تک کہ توبہ کرے ایسی بے ادبی سے یہ نقل امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کی ہے اور ساری کتاب میں کہیں امام ابو حنیفہ کا نام نہیں لیا سو اس مقام کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدمائے اہلحدیث کو ہمیشہ ابو حنیفہ سے ایک قسم کا انحراف رہا ہے یہاں تک کہ اپنی کتابوں میں ان سے روایت تک نہیں کی نہ انکا نام کبھی لیا ہے اور امام بخاری تو ابو حنیفہ کو بعض الناس سے تعبیر کرتے ہیں اور امام ترمذی اہل کوفہ سے اور اسکی کوئی وجہ نہیں بجز اسکے کہ ابو حنیفہ کو حدیث کیطرف ایسی توجہ نہ تھی جیسے اور علماء حدیث کو تھی اور اکثر مسائل میں انہوں نے قیاس اور رای کی پیروی کی ہے اور احادیث صحیحہ انکے قیاس اور رای کے خلاف مروی ہوئیں

اگرچہ ہمارا گمان ابو حنیفہ کے ساتھ یہی ہے کہ وہ دین کے اماموں میں سے ایک امام تھے اور انہوں نے عمداً کبھی حدیث کی مخالفت نہیں کی لیکن
وہ کیا کرتے کہ انکے زمانہ میں حدیثیں جمع نہیں ہوئیں تھیں اس وجہ سے انکو بہت سے مسائل میں قیاس کی ضرورت پڑی لیکن انہوں نے
صاف صاف وصیت کر دی ہے کہ جو قول میرا حدیث کے خلاف پاؤ اسکو چھوڑ دینا پس اب انپر کچھ الزام نہیں ہاں الزام اور قصور
... انکا ہے جو اپنے امام کی وصیت کے خلاف حدیث پر عمل نہیں کرتے اور امام کا قول اگرچہ غلط بھی ثابت ہو جب بھی
... ن گویا یہ لوگ ابو حنیفہ کو ایک مجتہد دوسرے مجتہدوں کیطرح جن سے خطا بھی ہوتی ہے نہیں
سمجھتے بلکہ انکو ... ا سے جانتے ہیں کہ اس میں خطا کا احتمال نہیں اور یہ صریح شرک فی الرسالت ہے اور انکار ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونیکا معاذ اللہ من ذلک فتح الودود میں ہے کہ محققین حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ ابو حنیفہ
کے نزدیک بھی اشعار مستحب ہے لیکن انہوں نے جو مکروہ کہا ہے وہ اشعار میں مبالغہ کرنے کو نہ مطلق اشعار کو جو اعتدال کیساتھ
طور پر سنت کے موافق ہو لنتہے اور حیرت ہمکو یہ ہے کہ مثلہ تو اسکا نام ہے کہ کوئی عضو جیسے کان یا ناک کاٹ ڈالا جاوے
اشعار میں کوئی عضو کاٹا نہیں جاتا بلکہ صرف ایک مقام کا خون نکالدیا جاتا ہے جیسے فصد یا حجامت میں ہوتا ہے اگر یہ مثلہ
ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک فصد اور حجامت بھی ناجائز ہوگی اور مثلہ ہوگی حالانکہ کوئی حنفی اسکا قائل نہیں ہوا اگر بالفرض یہ مان
لیویں کہ اشعار مثلہ بھی ہے تو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا تو مخصص ہوگی مثلہ کی حدیث کی اور کسی مومن کا دل
گوارا نہ کریگا کہ جس کام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اسکو کوئی مکروہ کہے بلکہ اگر کوئی جان بوجھکر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کو مکروہ کہے تو اسپر کفر کا خوف ہے اب حنفیہ کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت
سے یہ فعل کیا تھا کس لیے کہ مشرکین کا غلبہ تھا وہ مسلمانوں کے جانوروں کو لوٹ لیتے تھے صحیح نہیں ہے کس لیے کہ اشعار
جس زمانہ میں منقول ہوا اسوقت مسلمانوں کی قوت اور شوکت بہت ہو گئی تھی اور مشرکین کو تعرض کی مجال نہ تھی چنانچہ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو پکے حنفی ہیں لمعات میں اسبات کو تسلیم کیا ہے کہ حنفیوں کی یہ توجیہ نہایت بعید ہے
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلد واشعر وارسل بھا ولم یجتنب ما یجتنب المحرم حضرت
عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقلید کی ہدی کی اور اشعار کیا اور اسکو بھیجدیا مکہ میں
اور ان باتوں سے پرہیز نہیں کیا جن سے محرم پرہیز کرتا ہے **باب** من جلل البدنۃ جو شخص قربانی کے جانوروں پر
جھول ڈالے **عن** علی بن ابی طالب قال امرنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اقسم جلالھا
وجلودھا وان لا اعطی الجازر منھا شیئا وقال نحن نعطیہ جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو
حکم کیا آپکے قربانی کے اونٹوں کی خبر گیری کا اور یہ بھی حکم دیا کہ میں انکی جھولوں اور کھالوں کو بانٹ دوں (فقیر وں

اور مسکینوں کو) اور قصائی کی مزدوری انمیں سے ندوں یعنی جھول اور کہال قصائی کو اجرت میں نہ دیکاوے بلکہ اپنے فرمایا کہ قصائی کی اجرت ہم دینگے اپنے پاس سے **ف** قربانی
کی کہال اور جھول سب بانٹ دینا چاہیے اور بعضوں نے کہا اگر قربانی کرنیوالا کہال کو اپنے گہر کے کام میں لگاوے جیسے بچھانے
یا ڈول وغیرہ کے لیے تو بہی درست ہے لیکن قصائی کی اجرت میں کہال دینا کسی طرح روا نہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ قربانی
کے جانور کا ہر ایک جز اللہ ہی کیواسطے ہے اجرت میں دینا گویا اسکو بیع کرنا ہے **باب** الهدي من الاناث و
الذكور ہدی میں نر اور مادہ دونو درست ہیں **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اهدى في بدنه
جملا لابي جهل برته من فضة ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں میں ابوجہل
کا ایک اونٹ بہیجا جو بدر کی لڑائی میں غنیمت میں آیا تہا جسکی ناک میں ایک چہلا تہا چاندی کا **ف** حدیث میں جمل
کا لفظ ہے جو نر اونٹ کو کہتے ہیں **عن** اياس بن سلمة عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان في بدنه
جمل سلمہ بن اکوع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں میں ایک نر اونٹ بہی تہا **ف** اس سے معلوم
ہوا کہ اکثر قربانی میں آپ اونٹنیاں بہیجتے اسوجہ سے کہ اونٹنی کی قدر زیادہ ہے عرب لوگوں میں اور اسکی قیمت بہی زیادہ
ہوتی ہے تو اللہ کے واسطے قربانی میں اسکو دینا زیادہ ثواب ہے **باب** الهدي يساق من دون الميقات
میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم اشترى هديه من قديد ابن عمر
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور قدید سے خریدے **ف** قدید ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے
درمیان وہ آگے ہے ذو الحلیفہ سے جو میقات ہے اہل مدینہ کا اس سے یہ نکلا کہ میقات سے آگے جاکر بہی ہدی لیجا سکتا ہے لیکن ابن
ماجہ نے کہا یہ روایت غریب ہے اسکو صرف ابن نمیر نے روایت کیا **باب** ركوب البدن ہدی کے اونٹوں پر سوار
ہونا جائز ہے **عن** ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلا يسوق بدنة فقال اركبها قال
انها بدنة قال اركبها ويحك ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکہا جو ہدی
کا اونٹ کہینچ رہا تہا آپنے فرمایا اسپر سوار ہوجا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپنے فرمایا سوار ہوجا کم بخت **ف** کیونکہ سوار ہونے
میں اونٹ کو تکلیف نہیں ہوتی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے کہ بلا عذر بہی ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا
درست ہے اور شافعی کے نزدیک ضرورت کے وقت درست ہے اور ابو حنیفہ کا بہی یہی قول ہے اور بعض اہل ظاہر کے
نزدیک اسپر سوار ہونا واجب ہے اسلیے کہ آپنے تاکید سے فرمایا سوار ہوجا کم بخت اور اس سے غرض یہ تہی کہ مشرکوں کے اعتقاد
کا رد کیا جاوے جو ہدی کے جانوروں پر سواری کو برا جانتے تہے اور بحیرہ اور سائبہ کی تعظیم کرتے تہے **عن** انس بن مالك ان
النبي صلى الله عليه وسلم مر عليه ببدنة فقال اركبها قال انها بدنة قال اركبها قال فرايته راكبها مع النبي صلى الله عليه وسلم

فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ہدی کا ایک اونٹ گذرا آپ نے فرمایا اُسکے جو اسکو لیجا رہا تھا اسپر سوار ہو جا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپ نے فرمایا سوار ہو جا اسپر انس نے کہا میں نے دیکھا وہ اسپر سوار تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسکی گردن میں ایک جوتی لٹکتی تھی

باب فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ اگر ہدی کا جانور راہ میں تھکے ہو جاوے

عَنْ ذُؤَيْبٍ الْخُزَاعِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُولُ إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذویب خزاعی کے ساتھ ہدی کے اونٹ بھیجا کرتے پھر آپ فرماتے اگر ان میں سے کوئی سقط ہو جاوے اور تجھ کو اسکے مر جانیکا ڈر ہو تو اسکو نحر کر ڈال تاکہ مردار نہ ہو اور اسکے گلے کی جوتی اسکے خون میں ڈبو دے اور اسکے پٹھے پر مار دے تو اس میں سے نہ کھا نہ تیرے ساتھ والوں میں سے کوئی کھاوے **ف** یہ نشان کر کے اس جانور کو راہ ہی میں چھوڑ دیا جاوے تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور جو محتاج ہو وہ اس میں سے کھاوے آپ نے ذویب اور اسکے ساتھیوں کو کھانے سے منع فرمایا اس خیال سے کہ لوگ تہمت نہ لگاویں کہ اپنے کھانے کی غرض سے اچھے تندرست جانور کو نحر کر ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ جو ہدی راہ میں سقط ہو جاوے اسکو اسیطرح نحر کر کے یہی نشان کر کے چھوڑ دینا چاہیے اور صاحب ہدی کو اس میں سے کھانا درست نہیں نہ اغنیا کو اور جو ہدی حرم تک پہونچ جاوے وہاں نحر کی جاوے اس میں سے صاحب ہدی اور اغنیا بھی کھا سکتے ہیں جیسے اوپر حدیث میں گذرا اور آنحضرت اور حضرت علی نے ہدی کے جانوروں کا گوشت کھایا

عَنْ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ صَاحِبَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهُ وَاغْمِسْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهُ وَخَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ فَلْيَأْكُلُوهُ ناجیہ خزاعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہدی کے لیجاتے تھے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہدی سقط ہو جاوے اسکو میں کیا کروں آپ نے فرمایا اسکو نحر کر ڈال اور اسکی جوتی اسکے خون میں ڈبو کر اسکے پٹھے پر مار دے (اسکی سرین پر) پھر اسکو چھوڑ دے لوگ اسمیں سے کھاویں

باب أَجْرِ بُيُوتِ مَكَّةَ مکہ کے گھروں کی قیمت لینا یا کرایہ پر دینا درست نہیں

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا تُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّا السَّوَائِبَ مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ وَمَنِ اسْتَغْنَى أَسْكَنَ علقمہ بن نضلہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور ابو بکر اور عمر اور عثمان نے اور اس وقت تک مکہ کے گھروں کو سوائب کہتے تھے یعنی بے قیمت گھر اور وقفی مکان جو چاہتا وہ اس میں رہتا اور جسکو حاجت نہ ہوتی وہ خالی کر دیتا **ف** غرض مکہ کے گھروں کا کوئی کرایہ لیتا نہ کوئی انکو بیچتا اس سے مراد شاید وہ گھر ہیں جو حجاج کے ٹھیرنے کیلئے بنائے گئے تھے جیسے رباط اور سرائیں یا مکان

تو وقف ہوتے ہیں انکا کرایہ لینا یا انکی بیع کرنا کسی حال میں جائز نہیں لیکن ذاتی مکانوں کی بیع تو ہوسکتی ہے چنانچہ عقیل نے ابوطالب کے کل مکانات فروخت کر ڈالے تھے بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں کسی مکان کی بیع جائز نہیں اور جو مکان مکہ میں بنے ہیں وہ کسی کے ملک نہیں ہوسکتے اس صورت میں مکہ کے مکانوں کی مطلقاً بیع ناجائز ہوگی واللہ اعلم **باب** فَضْلِ مَكَّةَ مکہ کی فضیلت مکان

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْحَمْرَاءِ قَالَ لَہٗ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہٖ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ اِنَّكِ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ لَوْلَا اَنِّیْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ ٭ عبداللہ بن عدی نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر تھے حزورہ میں (وہ ایک مقام ہے مکہ میں) فرماتے تھے قسم خدا کی تو بیشک اللہ کی ساری زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کو ساری زمین میں سے زیادہ تو پسند ہے اور اگر میں تجھ میں سے نکالا نہ جاتا (جبراً مشرکوں کی وجہ سے) تو میں نہ نکلتا (بلکہ مکہ میں ہی رہتا) **عَنْ** صَفِیَّةَ بِنْتِ شَیْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ عَامَ الْفَتْحِ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مَكَّةَ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھِیَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَا یُعْضَدُ شَجَرُھَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُھَا وَلَا یَاْخُذُ لُقَطَتَھَا اِلَّا مُنْشِدٌ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِلْبُیُوْتِ وَالْقُبُوْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ ٭ صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ پڑھتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا تو فرماتے تھے اے لوگو بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حرام کیا مکہ کو جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ حرام رہیگا قیامت تک وہاں کا درخت نہ کاٹا جاوے گا (یہانتک کہ کانٹا بھی) اور وہاں کا شکار نہ ستایا جاوے گا (یعنی کسی جانور کو وہاں کے ستاوینگے بھی نہیں مارنا کیسا) اور وہاں کا لقطہ نہ اٹھایا جاویگا مگر جو اسکو بتلادے لوگوں کو وہ اوٹھا سکتا ہے لیکن اسکا خرچ کرلینا یا تصدق کرنا جائز نہ ہوگا برخلاف اور ملکوں کے لقطوں کے حضرت عباس نے اسوقت عرض کیا مگر اذخر کا اوکھیڑنا جائز کردیجیے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے وہ ایک خوشبودار گھانس ہوتی ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر اسکا اوکھیڑنا جائز ہے **عَنْ** عَیَّاشِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ ھٰذِہِ الْاُمَّةُ بِخَیْرٍ مَا عَظَّمُوْا ھٰذِہِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِیْمِھَا فَاِذَا ضَیَّعُوْا ذٰلِكَ ھَلَكُوْا ٭ عیاش بن ابی ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بہتری کے ساتھ رہیگی جبتک مکہ کی تعظیم کرتے رہینگے جیسے حق ہے اسکی حرمت اور تعظیم کا پھر جب اسکو چھوڑدینگے تو ہلاک ہوجاوینگے

ف ایسا ہی ہوا کہ یزید پلید کے زمانہ تک مسلمانوں کا غلبہ اور اتفاق قائم رہا جب سے مدینہ کی بیحرمتی کی صحابہ رسول اللہ کو حرہ میں قتل کیا حرم محترم میں گھوڑے بندہوئے جو حضور کے روضہ کیطرف لید کرتے تھے پھر عبدالملک نے اپنے وقت میں حجاج ملعون کے ہاتھ سے مکہ پر حملہ کرایا عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تب سے مسلمانوں کی تباہی ہوگئی آجتک نااتفاقی اور خونریزی انمیں جاری ہے اب تو یہ حال ہوگیا ہے کہ تمام مذہب والے مسلمانوں پر ہنستے ہیں لیکن انکو غیرت نہیں آتی ایک ایک مسئلہ کیلیے بھائی

کی عزت اور جان کے در پے ہو جاتے ہیں اور مخالفین اسلام کے ساتھ ملکر اپنے بھائی مسلمانوں کو ذلیل کرتے ہیں ع ربین عقل و غیرت بباید گریست **باب** فَضْلِ الْمَدِينَةِ مدینہ منورہ کی فضیلت **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ جاویگا مدینہ کی طرف جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ میں سما جاتا ہے **ف** اسطرح آخری زمانہ میں اسلام بھی سب ملکوں سے سمٹ کر مدینہ میں آنکر دم لیگا سابق میں مدینہ ہی سے اسلام ساری دنیا میں پھیلا تھا اخیر زمانہ میں سمٹ کر بھی پھر مدینہ ہی میں آجاویگا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے یہ کر سکے کہ مدینہ میں مرے تو وہ ایسا کرے اسلیے کہ میں گواہی دونگا انلوگوں کے لیے جو مدینہ میں مرینگے **ف** سبحان اللہ ہر مومن کو چاہیے کہ اخیر عمر میں جب امراض کا ہجوم ہو اور موت کا احتمال ہو مدینہ میں چلا جاوے وہیں جا کر مرے اگر مدینہ کی نیت سے راہ میں بھی مر جاوے تو امید ہے کہ حقتعالی وہی ثواب دے نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمیشہ مدینہ میں جانے کی نیت رکھے اور وہاں مرنیکی اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّكَ حَرَّمْتَ مَكَّةَ عَلٰى لِسَانِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ وَاَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا قَالَ اَبُوْ مَرْوَانَ لَابَتَيْهَا حَرَّتَیِ الْمَدِيْنَةِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ابراہیم تیرے دوست اور تیرے نبی ہیں اور تو نے مکہ کو حرام کیا انکی زبان پر یا اللہ اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کو اسکی دونوں کالی پتھریلی زمینوں کے بیچ میں **ف** جو دونوں طرف مدینہ کے کنارے پر ہیں ایک جماعت علماء اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ مدینہ کا حرم بھی حرمت میں مثل مکہ کے حرم کے ہے اور وہاں کا درخت بھی اوکھیڑنا منع ہے اسیطرح وہاں کی شکار کا ستانا اور حنفیہ اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ مدینہ کا حرم احکام میں مکہ کے حرم کی طرح نہیں ہے اور اس حدیث سے صرف تعظیم اسکی مراد ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں سے برائی کر نیکا قصد کریگا اللہ تعالی اسکو اسطرح سے گلا دیگا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے **ف** یعنے وہ ہلاک اور تباہ ہو جاویگا یہ فرمانا آپ کا سچ ہوا مسلم بن عقبہ جس نے مدینہ پر حملہ کیا تھا مدینہ سے لوٹتے وقت مرا اور یزید بن معاویہ جس نے مدینہ پر حملہ کرایا تھا چند ہی روز میں تباہ اور برباد ہوا اس مردود نے تو مدینہ کو تباہ کیا مدینہ والوں کو قتل کیا روضہ نبوی اور حرم محترم کی بیحرمتی کرائی خاندان نبوت کے دو چراغوں یعنے جناب امام

حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام کو شہید کرایا اہل بیت نبوی کی حرمتی کی چھوٹے چھوٹے بے قصور بچون کو قتل کرایا محبین اہل
بیت اور جان نثاران آل نبوی کو ہلاک کیا گویا اپنی دانست مین اس مردود نے ایمان اور شریعت محمدی کا خاتمہ کردیا اللہ تعالے نے اس مردود
سے ایسا بدلہ لیا کہ چند ہی روز مین داخل جہنم ہوا اور اسکی قوم کے سب لوگ مارے گئے اور اسکی قبر اوکھیڑی گئی اسکے بزرگون کی بھی
قبرین کھودی گئین اور لاشین مع ہلبہ اور نجاست مین پھینکی گئین ہڈیان جلائی گئین آجتک حضرت [illegible]
اس سے زیادہ سخت بدلہ ہوگا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون **عن** انس [illegible]
اللہ علیہ وسلم قال ان احدا جبل یحبنا ونحبہ وھو علی ترعۃ من ترع الجنۃ وعیر علی ترعۃ من ترع النار انس بن
مالک سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک احد پہاڑ ہمکو چاہتا ہے اور ہم اسکو چاہتے ہین اور احد پہاڑ جنت کے
ٹیلون میں سے ایک ٹیلہ پر ہے اور عیر وہ بھی ایک پہاڑ ہے دوزخ کی ٹیلون سے ایک ٹیلہ پر ہے **ف** حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پہاڑون کو بھی شعور
اور ادراک ہے طبرانی کی روایت مین ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہے نام لیکر اور پوچھتا ہے کیا تجھ پر کوئی گذرا جو اللہ کو یاد کرتا ہے
اگر وہ کہتا ہے ہان تو یہ پہاڑ خوش ہوتا ہے لیکن عبداللہ بن مکنف اس حدیث مین مجہول ہے **باب** مال الکعبۃ کعبہ مین جو مال
دفن ہے اسکا بیان **عن** شقیق قال بعث رجل معی بدراھم ھدیۃ الی البیت قال فدخلت البیت وشیبۃ جالس علی
کرسی فناولتہ ایاھا فقال الک ھذہ قلت لا ولو کانت لی لم اتک بھا قال اما لئن قلت ذلک لقد جلس عمر بن الخطاب
مجلسک الذی جلست فیہ فقال لا اخرج حتی اقسم مال الکعبۃ بین فقراء المسلمین قلت ما انت بفاعل قال لافعلن
قال ولم ذاک قلت لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد رای مکانہ وابوبکر وھما احوج منک الی المال فلم یحرکاہ فقام کما ھو فخرج
شقیق سے روایت ہے ایک شخص نے میرے ہاتھ کچھ روپئے بھیجے بیت اللہ کو تحفہ دینے کے لیے مین بیت اللہ کے اندر گیا دیکھا تو شیبہ (کلید بردار
خانہ کعبہ کا) ایک کرسی پر بیٹھے ہین مینے وہ روپیہ انکو دیدیے انہون نے پوچھا کیا یہ روپیہ تیرے ہین مینے کہا نہین اگر میرے ہوتے
تو مین تمہارے پاس نہ لاتا (کیونکہ کعبہ کو روپیہ دینے سے کیا فائدہ بہتر ہے فقیرون اور مسکینون کو دیتا) شیبہ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو مین تم سے
بیان کرتا ہون حضرت عمر اسیجگہ بیٹھے جہان تم بیٹھے ہو اور انہون نے کہا مین باہر نہین نکلونگا یہانتک کے کعبہ کا مال تقسیم کردونگا مسلمان
فقیرون کو مینے انسے کہا تم ایسا نہین کرسکوگے انہون نے کہا مین تو ضرور کرونگا پھر انہون نے مجھسے پوچھا تمنے کیون کہا مینے کہا اسوجہ سے کہ آنحضرت صلعم
نے اس مال کو جگہہ دیکھی اور حضرت ابوبکر نے بھی دیکھی اور ان دونو کو تم سے زیادہ مال کی احتیاج تھی (کیونکہ انکے زمانہ مین ایسی فتوحات نہین ہوئی تھی)
لیکن انہون نے اس مال کو نہین سرکایا یہ سنکر حضرت عمر اسیطرح باہر نکل گئے اور کعبہ کا مال نہین چھیڑا **ف** گویا شیبہ نے شقیق کا رد
کیا کہ کعبہ کو دینے سے صدقہ فقراء اور مساکین پر افضل نہین ہے ورنہ آنحضرت صلعم اور ابوبکر کعبے کا مال نکالکر فقراء کو بانٹ دیتے لوگ کہتے ہین کہ
اب تک خزانہ کعبے تلے محفوظ ہے اور امام مہدی اسکو نکالینگے واللہ اعلم **باب** صوم شہر رمضان بمکۃ رمضان شریف کا روزہ

تک میں کھانا کتنا ثواب ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلعم من ادرک رمضان بمکة فصامه وقام منه ما تيسر له كتب الله له مائة الف شهر رمضان فيما سواها وكتب الله بكل يوم عتق رقبة وكل ليلة عتق رقبة وكل يوم حملان فرس في سبيل الله وفي كل يوم حسنة وفي كل ليلة حسنة ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص رمضان کا مہینہ مکہ میں پاوے [illegible] عبادت کرے جتنی اس سے ہوسکے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے لاکھ رمضان کا ثواب لکھیگا اور شہروں میں اور ہر ایک دن کے بدل ایک [illegible] ہر ایک رات کے بدل ایک بردے کا آزاد کرنیکا اور ہر ایک دن کے بدل ایک گھوڑے کا ثواب ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد میں سواری کے لیے دیا جاوے اور ہر دن کو ایک نیکی لکھی جاویگی اور ہر رات کو ایک نیکی **ف** یہ حدیث ابن ماجہ کے افراد میں سے ہے اور عبد الرحیم اور اسکا باپ زید دونوں اسکے اسناد میں متروک ہیں اور ابن معین نے عبد الرحیم کو کذب کی نسبت کی ہے اور اسکے باپ کو ضعیف کہا ہے

باب الطواف في المطر بارش میں طواف کرنیکا بیان **عن** داود بن عجلان قال طفنا مع ابي عقال في مطر فلما قضينا طوافنا اتينا خلف المقام فقال طفت مع انس بن مالك في مطر فلما قضينا الطواف اتينا المقام فصلينا ركعتين فقال لنا انس ائتنفوا العمل فقد غفر لكم هكذا قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وطفنا معه في مطر داود بن عجلان سے روایت ہے میں نے طواف کیا ابو عقال کے ساتھ بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آئے اسوقت ابو عقال نے کہا میں انس بن مالک کے ساتھ طواف کیا بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابراہیم میں آئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں انس نے ہم سے کہا اب نئے سرے سے اپنے عمل کا حساب سمجھو کیونکہ اگلے گناہ تمہارے بخش دیے گئے اور ایسا ہی فرمایا ہم سے جناب رسول اللہ صلعم نے اور ہم نے آپکے ساتھ طواف کیا بارش میں **ف** یہ حدیث بھی ضعیف ہے اسلیے کہ ابو عقال جسکا نام ہلال بن زید ہے متروک ہے

باب الحج ماشيا پیدل حج کرنا **عن** ابي سعيد قال حج النبي صلعم واصحابه مشاة من المدينة الى مكة وقال اربطوا اوساطكم بازركم ومشى خلط الهرولة ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب نے حج کیا پیدل مدینہ سے مکہ تک اور فرمایا اپنی اپنی کمریں اپنے ازاروں سے باندھ لو اور آپ چلے اس حال سے جسمیں دوڑ ملی ہوئی تھی **ف** اور کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ آپ حج میں کہیں دوڑ کر چلے ہوں سوا دو مقاموں کے ایک تو طواف القدوم کے پہلے تین پھیروں میں دوسرے میلین کے بیچ میں صفا اور مروہ میں **مترجم** کہتا ہے یہ روایت بھی ضعیف ہے حمران بن اعین رافضی ہے اور ضعیف ہے اسناد میں اور یحییٰ بن یمان کا حافظہ بدل گیا تھا اور حمزہ بن حبیب وہم کرتا ہے اور دوسرے صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں آنیکے بعد صرف ایک ہی حج کیا اور سوار ہوکر کیا تھا نہ پیدل فقط الحمد للہ کہ جلد اول رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ کی النصف ثانی میں سے تمام ہوئی اللہ تعالیٰ جلد ثانی کو بھی تمام کرادے آمین یا رب العالمین

تمت

الحمد للہ والمنة کہ رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ بترجمہ اردو اتمام کو پہونچا اور بفضلہ تبارک و تعالیٰ اسکا تیسرا جلد چھپنا شروع ہوگیا

تاریخ تولد شیخ عبد الحی سلمہ اللہ تعالی عن العی والغی خلف الصدق شیخ محی الدین مرحوم غفر اللہ تعالی

وفات شیخ محی الدین مرحوم
وہ مارے پہول کملائے تہی فی الفور
گیا سب کے سر سے سایہ سر
رہے غنچون کی لب سب ناشگفتہ
غرض اس غم مین جو گزرا سو گزرا
ہوئی پہر ایک حیرپرودہ اس سے
اگا وہ گلبن گلزار امید
کیا دل دوستون کا اسنے سو شزر
ضیائی خانہ رونق بخش دیدہ
ملافی ہوگئی مافات کی خوب
ہوا تہا گم اگر خورشید تابان
بیان ہی راست فرمانا خدا کا
وہ دور اندیش تہا اور پیش بین گو
غرض جب یہ سعادتمند فرزند
بتاریخ تولد سن ہجری
بسال عیسوی دیکہو ملا کر
پدر کا دل چراغ خانمان ہے
الہی ایک ہو اسم و مسمی
الہٰکا ... کے حقین

گیا جب رنگ سرخ گل کو اصفر
ہری تہنی ہوئے تہے زرد یکسر
ہوا لالے کا دل پرداغ جلکر
ہوئی بی آب خوبی شاخ عرعر
نہین پوشیدہ یہ حالت کسی پر
بحکم قادر خلاق اقدر
بسبزی دلفروز و روح پرور
دیکہا کر چاند سا مکہڑا منور
سرور سینہ نور چشم مادر
وہ غم کے دن گئے گذرے سراسر
دکہا دی شکل زیبا ماہ انور
کہ عسر و یسر ہین باہم مقدر
نہایت مصلحت ہین وہ خرد ور
ہوا پیدا بشکل خوب دلبر
فروغ دیدہا ہین ہے برابر
۱۳۱۰
۱۸۹۳
مہ نو اور چراغ چشم مادر
ہوا پیوند اس سمرت کے اندر
حیات نیک بخشے اسکو مقدر
رخ فرزند کی پاکیزہ گوہر
خدا خوش اسی اور اسکا نبی ہی

ہوا گلزار عشرت خشک یکبار
ہوئی بلبل گلستان سے روانہ
کیا قمری نے کوکو کو کا نالہ
رہی مسجد مین بہی صف اسکی خالی
وہ ابر فیض جب گزرا چمن سے
جب آیا اسکو پہر اگنے کا موسم
ہوا پیدا مبارک سوی فرزند
بحمد اللہ کہ پہر روشن ہوا گہر
ہوئی بفضل الہی سے یکایک
خوشی نے نار غم پر آب چہڑکا
ہوا تہا گر وہ گل پژمردہ لیکن
یہ وہ فرزند ہی جسکی بشارت
کیا تہا اس نے یہ سب حال ظاہر
مہ شوال ہے انتیسوین تہی
مئی کی سولہوین سن مسیحی
مہینے جیٹہہ سے بہی پانچوین روز
ہوا نام اسکا عبد الحی مشہور
کنار مادر اسکی حق مین ہر روز
رہے اقبال و عز و عیش مین شاد
برادر ہر دو بہی خوش ہو سراسر

خزان مرگ کسی دو دن کے اندر
چمن کا ہوگیا احوال ابتر
کہ ہی ہی کہان وہ سرو برتر
نظر آئی نہ وہ وخندہ منظر
رہا تہا کچہ رسخ اس کا اظہر
شگوفی نے نکالا خاک سے سر
نکو طالع نکو رو نیک اختر
بنور شمع روی ناز پرور
مراد خاطر یاران میسر
بدست قدرت اللہ اکبر
نظر آیا یہ غنچہ تازہ و تر
دلی ہتی اسکے والد وقت آخر
برای قطع بیخ فتنہ و شر
ہزار اور تین سو دس سال اوپر
اٹھارہ سو ہی نوی تین اوپر
رکہو انیس سو پنجاہ از بر
میان دوست خویش و برادر
باجر صبر ہو رحمت کا بستر
مطیع مرضی دادار داور